



دنیا بھر میں
جماعت احمدیہ کی مساجد

ادارہ الفضل آن لائن لندن



ادارہ الفضل آن لائن کی 26ویں کاوش

ربنا تقبل منا







دنیا بھر میں
جماعت احمدیہ کی مساجد

مرتبہ: سید عمار احمد

ادارہ الفضل آن لائن لندن

رابطہ کرنے کے لیے

ویب سائٹ: www.alfazlonline.org

ای میل ایڈریس: info@alfazlonline.org

editor@alfazlonline.org

فون نمبر: +44 79 5161 4020

+44 73 7615 9966

آن لائن ایڈیشن

دیباچہ

اسلام کا ہر فرقہ دنیا بھر میں مساجد کی تعمیر کو اپنے لئے باعث فخر اور باعث سعادت سمجھتا ہے۔ بعض افراد بھی ذاتی طور پر اپنے اپنے ہاں مساجد کی تعمیر کرتے رہتے ہیں جیسے بعض نے مختلف راہگاہوں پر راہگیروں اور مسافروں کے لئے مساجد تعمیر کر رکھی ہیں۔ ہماری جماعت میں یہ مبارک طریق بھی رواج پا گیا ہے کہ بہت سے صاحب حیثیت دوستوں نے اپنے مرحوم والدین اور دیگر مرحوم بزرگوں کے نام سے افریقہ اور تیسری دنیا کے ممالک میں بہت خوبصورت مساجد تعمیر کروا رکھی ہیں اور یہ بابرکت سلسلہ ابھی بھی جاری ہے۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ فی الدنیا والآخرہ

ایسا کیوں نہ ہو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بشارت دے رکھی ہے کہ مَنْ بَنٰی لِلّٰہِ مَسْجِداً بَنَیَ اللّٰہُ بیتا فِی الْجَنَّۃِ (بخاری)

کہ جس کسی نے اللہ کے لئے مسجد بنائی۔ اللہ نے اس کے لئے جنت میں گھر بنایا۔

یہ تمام خوش نصیب لوگ اس بشارت کا حق دار بننے کے لئے اپنی اپنی بساط کے مطابق دنیا کے کسی نہ کسی حصہ میں مسجد تعمیر کرواتے ہیں۔ تا خود بھی جنت میں اپنی جگہ بنائیں اور جس بزرگ کے نام سے وہ مسجد منسوب ہوئی ہے ان کے لئے باعث ثواب بھی ہو۔ مساجد جہاں اتحاد و یگانگت کا ذریعہ ہے وہاں تبلیغ اور احباب جماعت کا ذریعہ بھی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”اس وقت ہماری جماعت کو مساجد کی بڑی ضرورت ہے۔ یہ خانہ خدا ہوتا ہے۔ جس گاؤں یا شہر میں ہماری جماعت کی مسجد قائم ہو گئی تو سمجھو کہ جماعت کی ترقی کی بنیاد پڑ گئی۔ اگر کوئی ایسا گاؤں ہو یا شہر جہاں مسلمان کم ہوں یا نہ

ہوں اور ہاں اسلام کی ترقی کرنی ہو تو ایک مسجد بنا دینی چاہیے۔ پھر خدا خود مسلمانوں کو کھینچ لاوے گا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ قیام مسجد میں نیت بہ اخلاص ہو۔ محض للہ اسے کیا جاوے۔ نفسانی اغراض یا کسی شر کو ہرگز دخل نہ ہو۔ تب خدا برکت دے گا۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ مسجد مرصّع اور پکی عمارت کی ہو۔ بلکہ صرف زمین روک لینی چاہیے اور وہاں مسجد کی حدبندی کر دینی چاہیے اور بانس وغیرہ کا کوئی چھپر وغیرہ ڈال دو کہ بارش وغیرہ سے آرام ہو۔ خدا تعالیٰ تکلّفات کو پسند نہیں کرتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد چند کھجوروں کی شاخیں ہی تھی اور اسی طرح چلی آئی۔ پھر حضرت عثمانؓ نے اس لیے کہ ان کو عمارت کا شوق تھا۔ اپنے زمانہ میں اسے پختہ بنوایا۔ مجھے خیال آیا کرتا ہے کہ حضرت سلیمانؑ اور عثمانؓ کا قافیہ خوب ملتا ہے۔ شاید اسی مناسبت سے ان کو ان باتوں کا شوق تھا۔ غرضیکہ جماعت کی اپنی مسجد ہونی چاہیے جس میں اپنی جماعت کا امام ہو اور وعظ وغیرہ کرے اور جماعت کے لوگوں کو چاہیے کہ سب مل کر اسی مسجد میں نماز باجماعت ادا کیا کریں۔ جماعت اور اتفاق میں بڑی برکت ہے۔ پراگندگی سے پھوٹ پیدا ہوتی ہے اور یہ وقت ہے کہ اس وقت اتحاد اور اتفاق کو بہت ترقی دینی چاہیے اور ادنیٰ ادنیٰ باتوں کو نظر انداز کر دینا چاہیے جو کہ پھوٹ کا باعث ہوتی ہیں۔"

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 93)

ایک وقت تھا جب پاک و ہند میں مساجد مختلف فرقوں کی سانجھی ہوا کرتی تھیں اور دو یا دو سے زائد فرقوں نے نمازوں کی ادائیگی کے لئے اپنے اپنے اوقات مقرر کر رکھے تھے جو اپنے اپنے اوقات میں نمازوں کی ادائیگی کر جاتے اور کوئی لڑائی جھگڑا نہ ہوتا۔ جب نام نہاد علماء نے فرقہ واریت کا آغاز کیا تو ہر فرقہ کی مسجد الگ الگ ہوتی گئی۔ بالخصوص احمدیوں کو جب مشترکہ مساجد سے دیس نکالا ملنے لگا تو انہوں نے الگ سے مساجد تعمیر کرنی شروع کر دیں۔ پاکستان میں احمدیوں کی مساجد جب شہید کرنے کا آغاز ہوا تو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمۃ اللہ نے احباب جماعت کو تحریک فرمائی کہ پاکستان میں اگر ایک مسجد شہید کی جاتی ہے تو اس کی جگہ دنیا بھر میں 10 مساجد بنانے کا عزم کریں یوں جماعت آحمدیہ کی مساجد میں بڑی تیزی سے اضافہ ہونے لگا۔ ان میں ایک وقت ایسا آیا کہ افریقہ میں بعض امام اپنے مقتدیوں اور مساجد سمیت جماعت احمدیہ میں داخل ہوئے۔ اب ایسی مساجد کی تعداد بھی ہزاروں میں ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" کی تکمیل میں مساجد نے بھی بڑا اہم کردار ادا کیا اور دنیا کے ایسے ایسے کونوں میں جماعت احمدیہ نے مساجد کی تعمیر کی جن کے نام پہلی دفعہ ہمارے کانوں سے ٹکرائے۔ گزشتہ کچھ سالوں سے پاکستان میں احمدیوں کی مساجد کو بڑی بے دردی اور اسلامی تعلیمات کے منافی شہید کرنے، ان کے مینار توڑنے، محراب ختم کرنے کا جب سلسلہ عروج پکڑ گیا تو ادارہ الفضل آن لائن نے ارادہ کیا کہ دنیا بھر کے تمام ممالک اور جزائر وغیرہ میں سب سے پہلی مسجد کی تاریخ کو محفوظ کیا جائے تو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی پیشگی اجازت اور دعاؤں کے ساتھ ادارہ نے جلسہ سالانہ قادیان 2022ء کے مبارک موقع پر مورخہ 22 تا 30 دسمبر 2022ء کو مسلسل 8 دن 128 صفحات پر مشتمل 63 ممالک میں 64 مساجد کا تعارف کروانے کی توفیق ملی۔ الحمدللّٰہ علی ذالك۔ اس نمبر میں جہاں جماعت کی روشن تاریخ رقم ہوئی وہاں یہ صفحات لاکھوں احمدیوں کے ایمانوں کو مضبوط کرنے اور ان کو جلا بخشنے کا موجب ہوئے۔ الحمدللّٰہ علی ذالك

قارئین کرام کی درخواست پر اس تمام سنہری مواد کو یکجا کر دیا گیا ہے۔ اس میں وہ مساجد بھی شامل ہیں۔ جن پر الفضل آن لائن میں گاہے بگاہے تعارفی مضامین شائع ہوتے رہے۔ ان کو کتابی شکل دینے میں سید عمار احمد آف جرمنی کا اہم کردار شامل رہا ہے۔ اس مواد کو اکٹھا کرنے میں الفضل آن لائن کے دنیا بھر کے نمائندگان نے بڑا اہم رول ادا کیا اور مساجد کی روشن و تابناک تاریخ مع فوٹوز کے مہیا فرمائی۔ جسے بعد ازاں خاکسار کی ٹیم کے ہر رکن نے حصہ ڈال کر الفضل آن لائن کی ڈش میں سجا کر قارئین کے سامنے پیش کیا۔ فجزاھم اللّٰہ تعالیٰ احسن الجزاء

خاکسار نے اس اہم تاریخی نمبر پر مورخہ 26 جنوری 2023ء کو اظہار تشکر ہر ایک اداریہ بعنوان مساجد نمبر میں مساجد کے تعارف پر اظہار تشکر کے عنوان پر رقم کیا جس کا لنک یہ ہے۔

https://www.alfazlonline.org/26/01/2023/77531/

اس میں خاکسار نے پاکستان میں اسلامی اصطلاحات کے استعمال پر پابندی کے حوالہ سے مسجد کی جگہ "بیت" کے الفاظ استعمال کرنے کی حکمت بیان کی اور بتایا تھا سب سے پہلا گھر جو عبادت کے لئے تیار ہوا وہ "بیت اللہ" کہلایا تھا

نہ کہ مسجد۔ اس پر امریکہ سے مکرمہ سعدیہ طارق نے لکھا ہے کہ احمدیوں کی مساجد کے لئے بیت یا بیوت کے لفظ کے نکتہ سے خاکسار اور خاکسار کے میاں مکرم طارق کھوکھر بہت محظوظ ہوئے ہیں کہ اللہ کا پہلا گھر تو "بیت" ہی کہلایا اور اس کے ذیل میں جماعت احمدیہ کی مساجد کو بیوت (بیت کی جمع) کہا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ مخالفین ہمیں بے شک اپنی عبادت گاہوں کو "مساجد" کہنے سے روکیں لیکن "بیت" بھی کیا خوب نام ہے جو اللہ نے اپنے پہلے گھر کو دیا۔

پاکستان سے باہر جماعت کچھ عرصہ سے اپنی عبادت گاہوں کو مسجد اور بیت کے نام سے یکجا طور پر پکارنے لگی ہے جیسے مسجد بیت الفتوح (لندن) مسجد بیت الطاہر (برکینافاسو) مسجد بیت الحمد (کینیڈا) مسجد بیت الرحمن (امریکہ) مسجد بیت الظفر (امریکہ) مسجد بیت الہدیٰ (سڈنی آسٹریلیا) مسجد بیت الہادی کینبرا آسٹریلیا، مسجد بیت الکریم لائبیریا، مسجد بیت الرحمت (سسکاٹوں کینیڈا) وغیرہ وغیرہ۔

مجھے مکرم مولوی برہان احمد ظفر آف قادیان نے ایک دفعہ بتایا تھا کہ جب لندن کی مسجد کا نام بیت الفتوح رکھا گیا تو میں نے حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں تحریر کیا کہ پاکستان میں تو جماعت کی عبادت گاہوں کو مساجد کا نام دیئے جانے سے روکا جارہا ہے تو پاکستان سے باہر تو مسجد کے لفظ کا استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ تب حضور نے بیت الفتوح کے ساتھ مسجد کے الفاظ کا اضافہ فرما کر اس کا نام "مسجد بیت الفتوح" عنایت فرمایا۔

امید ہے یہ کتاب جماعت احمدیہ کی تبلیغ اور تعلیم و تربیت کے حوالہ سے بہت مفید ثابت ہوگی۔ یہ ادارہ الفضل کی 26ویں کاوش ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول کرے۔ آمین

حنیف محمود

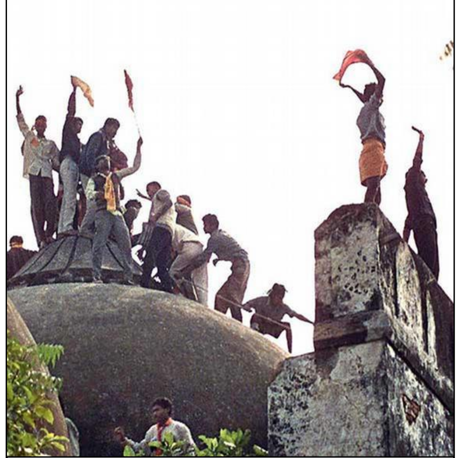
ایڈیٹر روزنامہ الفضل آن لائن لندن

12-02-2023

انڈیکس

★★★★★

بلا تبصرہ



بابری مسجد بھارت میں شہادت کا منظر



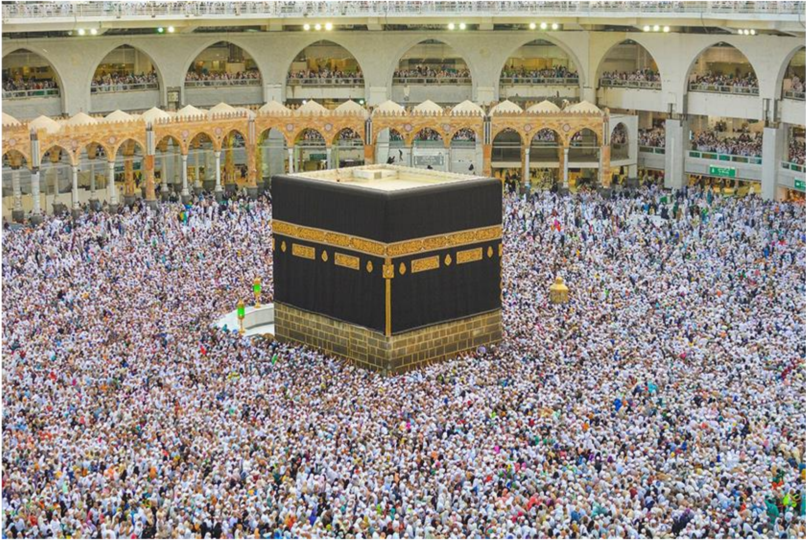
احمدیہ ہال کراچی کے مینار شہید کرنے کا منظر

* * * * *

﴿1﴾

بیت اللہ کی تاریخ

(رحمت اللہ بندیشہ۔ استاد جامعہ احمدیہ جرمنی)



ہزارہا سال گزرے کہ اللہ کے حکم سے ایک ویرانے میں عبادت کے لیے ایک معبد بنایا گیا تھا اس کے بنانے والے کے متعلق یقین سے نہیں کہہ سکتے کہ وہ کون تھا، کیونکہ اس بابت متفرق روایات کتب تاریخ و سیرت میں منقول ہیں۔ لیکن یہ امر یقینی ہے کہ وہ معبد قومی اور ملی ہونے کے لحاظ سے دنیا میں سب سے پہلا معبد تھا۔ عالم الغیب خدا خود اس کی خبر دیتے ہوئے فرماتا ہے۔

اِنَّ اَوَّلَ بَیۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیۡ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّ ھُدًی لِّلۡعٰلَمِیۡنَ

(آل عمران:97)

یقیناً پہلا گھر جو بنی نوع انسان (کے فائدے) کے لئے بنایا گیا وہ ہے جو بکّہ میں ہے (وہ) مبارک اور باعثِ ہدایت بنایا گیا تمام جہانوں کے لئے۔

نیز فرمایا: جَعَلَ اللّٰہُ الْکَعْبَۃَ الْبَیْتَ الْحَرَامَ قِیٰمًا لِّلنَّاسِ وَالشَّھْرَ الْحَرَامَ (المائدہ:98) اللہ نے بیتِ حرام کعبہ کو لوگوں کے (دینی اور اقتصادی) قیام کا ذریعہ بنایا ہے اور حرمت والے مہینہ کو۔ غرض کچھ عرصہ تک لوگ اس معبد میں خدا کا نام لیتے رہے لیکن نامعلوم کیا تغیرات ہوئے کہ وہ جگہ ویران ہوگئی اور عبادت کرنے والے لوگ پراگندہ ہوگئے، اور پھر اس عبادت گاہ پر تجدید تعمیرات کے متفرق ادوار آئے۔ جن کی کچھ تفصیل اس مضمون میں بیان کی جائے گی۔

خانہ کعبہ کو ''بیت اللہ'' کہنے کی حقیقی فلاسفی

قرآن کریم میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَیْتَ مَثَابَۃً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ؕ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰھٖمَ مُصَلًّی ؕ وَعَھِدْنَآ اِلٰٓی اِبْرٰھٖمَ وَاِسْمٰعِیْلَ اَنْ طَھِّرَا بَیْتِیَ لِلطَّآئِفِیْنَ وَالْعٰکِفِیْنَ وَالرُّکَّعِ السُّجُوْدِ

(البقرہ :126)

اور جب ہم نے (اپنے) گھر کو لوگوں کے بار بار اکٹھا ہونے کی اور امن کی جگہ بنایا اور ابراہیم کے مقام میں سے نماز کی جگہ پکڑو اور ہم نے ابراہیم اور اسماعیل کو تاکید کی کہ تم دونوں میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور اعتکاف بیٹھنے والوں اور رکوع کرنے والوں (اور) سجدہ کرنے والوں کے لئے خوب پاک وصاف بنائے رکھو۔

حضرت مصلح موعودؓ اس آیت میں موجود خانہ کعبہ کی تعریف میں اَلْبَیْت کی حقیقت پر مبنی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ '' اَلْبَیْت خانہ کعبہ کا نام ہے۔ اسے اَلْبَیْت اس لئے کہتے ہیں کہ اِس میں بیت کے تمام خواص جمع ہیں۔ جیسے کہتے ہیں زَیْدُنٰ الرَّجُلُ زید ہی آدمی ہے اور مراد یہ ہوتی ہے کہ ایک معقول آدمی کے اندر جس قدر خوبیاں پائی جانی چاہئیں وہ سب کی سب زید میں پائی جاتی ہیں۔ پس خانہ کعبہ ہی گھر ہے کا مطلب یہ ہے کہ گھر کی جو

خصوصیتیں ہوتی ہیں وہ سب کی سب صرف اِسی گھر سے حاصل ہوتی ہیں۔ گھر کی کیا خصوصیات ہوتی ہیں۔ گھر کی یہ خصوصیات ہوتی ہیں کہ (1) گھر مستقل رہائش کی جگہ ہوتی ہے (2) گھر چوری اور ڈاکہ سے حفاظت کا ایک ذریعہ ہوتا ہے (3) گھر امن کا مقام ہوتا ہے جس میں داخل ہو کر انسان ہر قسم کے مصائب سے نجات پا جاتا ہے (4) گھر تمام قریبی رشتہ داروں اور عزیزوں کے جمع ہونے کی جگہ ہوتا ہے (5) گھر انسان کے مال و متاع کو محفوظ رکھنے کا ذریعہ ہوتا ہے۔ اِن پانچ خصوصیتوں کے لحاظ سے اگر غور کیا جائے تو درحقیقت خانہ کعبہ ہی اصل گھر ہے۔ کیونکہ اگر حفاظت کو لو تو بڑے بڑے قلعوں کو لوگ تباہ کر دیتے ہیں۔ بڑے بڑے شہروں میں رہنے والوں کو تباہ کر دیتے ہیں۔ مگر خانہ کعبہ کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ اسے خدا تعالیٰ کی دائمی حفاظت حاصل ہے اور ہر شخص جو اس پر ہاتھ اٹھانا چاہے اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ کو شل کر دیتا ہے، چنانچہ ابرہہ کی مثال...گھر کی دوسری خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ وہ مستقل رہائش کا مقام ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے بھی یہی گھر ہے جو اَلْبَیْت کہلانے کا مستحق ہے کیونکہ دائمی زندگی خدا کے گھر میں ہی ملتی ہے...گھر کی تیسری خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنے اندر مختلف قسم کے ذخائر اور اموال و امتعہ رکھتا ہے اور اِس نقطہ ہائے نگاہ سے بھی یہی گھر ہے جو رُوحانی برکات کے ذخائر اپنے اندر محفوظ رکھتا ہے۔ کیونکہ ذخائر تو خواہ کتنے بھی قیمتی ہوں ضائع ہو جاتے ہیں لیکن جو وقت عبادت الٰہی میں خرچ ہوتا ہے وہ ضائع نہیں جاتا بلکہ ایک ایک لمحہ جو ذکر الٰہی اور عبادت میں بسر ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اُسے ہزاروں ہزار انعامات کے ذخائر کی صورت میں محفوظ رکھتا اور اپنے بندے کو اس سے متمتع فرماتا ہے۔ گھر کی چوتھی خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ وہ رشتہ داروں کے جمع ہونے کی جگہ ہوتی ہے۔ یہ خصوصیت بھی خانہ کعبہ میں بدرجہ اَتَم پائی جاتی ہے۔ کیونکہ تمام دنیا کے مسلمان وہاں ہر سال حج کے لئے جمع ہوتے ہیں اور ایک دوسرے سے مل کر اپنے ایمان تازہ کرتے ہیں اور پھر اس لحاظ سے بھی خانہ کعبہ سب لوگوں کے جمع ہونے کی جگہ ہے کہ وہ جگہ جہاں انسان اپنے تمام رشتہ داروں سے مِل سکے گا صرف جنت ہے اور جنت کا ظل مسجد ہوتی ہے جس میں پانچوں وقت تمام مسلمان جمع ہو کر خدا تعالیٰ کے سامنے سر بسجود ہو جاتے ہیں اور ایک دوسرے کے حالات سے بھی باخبر رہتے ہیں۔ پھر گھر کی یہ (5) خصوصیت کہ اس میں انسان کو ہر قسم کا امن حاصل ہوتا ہے یہ بھی خانہ کعبہ کو میسر ہے۔ کیونکہ امن اسی صورت میں میسر آتا ہے جب تمام جھگڑے مٹ جائیں اور خانہ کعبہ ہی ایک ایسا مقام ہے جو توحید کا مرکز ہونے کی وجہ سے تمام دنیا کو ایک نقطہا اتحاد پر جمع کرنے کا ذریعہ ہے۔ غرض خانہ کعبہ ہی حقیقی اور کامل گھر ہے جس میں وہ تمام خصوصیات پائی جاتی ہیں جو ایک گھر میں پائی جانی چاہیں۔

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ نمبر 163-165)

موجودہ خانہ کعبہ کی آبادکاری بذریعہ حضرت ابراہیمؑ

یہ جگہ اللہ کو پیاری تھی پس اس نے ارادہ کیا کہ وہ پھر سے اس کو آباد کرے اور ہمیشہ کے لیے دنیا کی ہدایت کا مرکز بنائے، چنانچہ خدا نے اس کی آبادی کے لیے ایسا مصفّی انسان چنا جس کی اولاد نے اپنی نورانی شعاعوں سے آج تک دنیا کو روشن کر رکھا ہے۔ یہ شخص ایک بت ساز گھرانے میں پیدا ہوا تھا۔ وہ ملک عراق کا رہنے والا تھا۔ آخر یہ بچہ ابراہیم کے نام سے دنیا میں مشہور ہوا۔ یہ عظیم انسان اپنے شہر کے حالات سے دل برداشتہ ہو کر وہاں سے نکلا اور اپنی بیوی سارہ کے ساتھ عراق سے ہجرت کر کے پھرتے پھراتے فلسطین آ پہنچا اور عرصہ تک اس ملک میں رہا لیکن ان کے ہاں کوئی اولاد نہ ہوئی۔ نہ بیٹا نہ بیٹی۔ آخر سارہ نے ابراہیم سے کہا ہمارے ہاں اولاد نہیں میں چاہتی ہوں کہ اس لڑکی کو جو کہ مصر کے بادشاہ نے ہماری خدمت کے لیے دی ہے تو اپنی بیوی بنا شاید اللہ اس سے ہمیں اولاد عطا فرمائے۔ یہ نیک اور پاک باز عورت درحقیقت شاہِ مصر کے خاندان کی ایک لڑکی تھی اور اس نے ابراہیمؑ کی معجزانہ طاقت کو دیکھ کر ان کی دعاواں کے حصول کی غرض سے ان کی خدمت کے لیے اسے ساتھ کر دیا تھا۔ اس لڑکی کا نام ہاجرہ تھا۔ ابراہیم نے اپنی بیوی کی اس بات کو قبول کر کے ہاجرہ کو اپنے نکاح میں لیا اور خدا نے بڑھاپے میں ابرام کو ایک لڑکا دیا جس کا نام اس نے اسمٰعیل رکھا یعنی خداوند خدا نے ہماری دعا سن لی۔ اس بیٹے کی پیدائش پر خدا تعالیٰ نے ابرام کا نام ابراہام کر دیا کیونکہ اس سے نعمتوں کی فراوانی اور آسمانی برکت کا وعدہ کیا گیا تھا۔ (متذکرہ بالا معلومات کی تفصیل تورات کی کتاب پیدائش سے پڑھی جاسکتی ہیں)۔ اسی ابراہام کا تلفظ عربی زبان میں ابراہیم ہے اسی وجہ سے لوگ اسے ابراہام اور عرب ابراہیم کہتے ہیں۔

جب اسماعیل کچھ سمجھدار ہو گئے اور اپنے والد کے ساتھ دوڑ دوڑ کر چلنے لگے تھے کہ ایک دن ابراہیم نے ایک خواب دیکھا کہ وہ اسمٰعیل کو خدا تعالیٰ کے لیے قربان کر رہے ہیں فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ؕ قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۫ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ (الصافات:103) پس جب وہ اس کے ساتھ دوڑنے پھرنے کی عمر کو پہنچا اس نے کہا اے میرے پیارے بیٹے! یقیناً میں سوتے میں دیکھا کرتا ہوں کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں، پس غور کر تیری کیا رائے ہے اس نے کہا اے میرے باپ! وہی کر جو تجھے حکم دیا جاتا ہے یقیناً اگر اللہ چاہے گا تو مجھے تو صبر کرنے والوں میں سے پائے گا۔

اس زمانے میں انسانوں کی قربانی کا عام رواج تھا اور اسے خدا تعالیٰ کے فضل کے حصول کا ایک ذریعہ سمجھا جاتا تھا۔ ابراہیم نے بھی خیال کیا کہ اللہ تعالیٰ میرے اخلاص کا امتحان لینا چاہتا ہے اس لیے جھٹ اپنی بڑھاپے کی اولاد کو قربان کرنے کے لیے تیار ہو گئے اور بچے سے محبت کے ساتھ پوچھا کہ تیری مرضی کیا ہے۔ اس نے کہا اے میرے باپ !افۡعَلۡ مَا تُؤۡمَرُ ۫ سَتَجِدُنِیۡۤ اِنۡ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیۡنَ

(الصافات:103)

وہی کر جو تجھے حکم دیا جاتا ہے یقیناً اگر اللہ چاہے گا تو مجھے تُو صبر کرنے والوں میں سے پائے گا۔

بچہ گو چھوٹا تھا مگر نورِ نبوت اس کی پیشانی سے چمک رہا تھا۔ نیک باپ کی تربیت کی وجہ سے گو ابھی مذہب کی باریکیاں نہ سمجھتا ہو لیکن اس قدر جانتا تھا کہ اللہ کے حکم کو نہیں ٹالنا چاہیے۔ وہ بولا جس طرح چاہو اللہ کے حکم کو پورا کرو۔ باپ نے آنکھوں پر پٹی باندھی اور بیٹے کو ذبح کرنے کے لیے تیار ہو گئے اور اسے پیشانی کے بل لٹا دیا۔ فَلَمَّاۤ اَسۡلَمَا وَتَلَّہٗ لِلۡجَبِیۡنِ (الصافات:104) پس جب وہ دونوں رضامند ہو گئے اور اس نے اُسے پیشانی کے بَل لٹا دیا۔

مگر خواب کا مطلب در حقیقت کچھ اور تھا اور اس کی تعبیر کسی اور طرح ظاہر ہونے والی تھی چنانچہ اس اثناء میں اللہ نے ابراہیم کو الہام کیا کہ قَدۡ صَدَّقۡتَ الرُّءۡیَا ۚ اِنَّا کَذٰلِکَ نَجۡزِی الۡمُحۡسِنِیۡنَ (الصافات:106) یقیناً تُو اپنی رؤیا پوری کر چکا ہے یقیناً اسی طرح ہم نیکی کرنے والوں کو جزا دیا کرتے ہیں۔

پس اب ظاہر میں بچہ کو ذبح کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ قرب الٰہی کے لیے انسانی قربانی کا یہ انداز ہمیشہ کے لیے منسوخ کیا جاتا ہے۔ آئندہ یہ قربانی اس رنگ میں قبول ہو گی کہ خدا کی رضا اور اس کے دین کی خاطر جان و مال، عزت اور وقت کی قربانی کی جائے تاہم اس اقرار کے ظاہری نشان کے لیے بطور یادگار آئندہ ہر سال ذوالحجہ کی دسویں تاریخ کو عمدہ اور قیمتی جانور کی قربانی دی جائے۔ وَفَدَیۡنٰہُ بِذِبۡحٍ عَظِیۡمٍ ﴿۱۰۸﴾ وَتَرَکۡنَا عَلَیۡہِ فِی الۡاٰخِرِیۡنَ (الصافات:108-109) اور ہم نے ایک ذبحِ عظیم کے بدلے اُسے بچا لیا اور ہم نے بعد میں آنے والوں میں اس کا ذکرِ خیر باقی رکھا۔

بہر حال ان قربانیوں اور دعاواں کے نتیجہ میں حضرت ابرہیم کو بشارت ملی کہ اس بچے کی نسل کو میں بڑھاواں گا اور لوگ اس کی نسل کے ذریعے برکت پائیں گے۔

چنانچہ الٰہی اشارہ اور حالات پیش آمدہ واقعات کے تحت حضرت ابراہیم اپنی بیوی ہاجرہ اور اپنے پہلوٹے بیٹے اسمٰعیل کو اس جگہ چھوڑ آئے جہاں آج کل مکہ آباد ہے۔ رَبَّنَاۤ اِنِّیۡۤ اَسۡکَنۡتُ مِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ بِوَادٍ غَیۡرِ ذِیۡ زَرۡعٍ عِنۡدَ بَیۡتِکَ الۡمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِیُـقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ فَاجۡعَلۡ اَفۡـِٕدَۃً مِّنَ النَّاسِ تَهۡوِیۡۤ اِلَیۡهِمۡ وَارۡزُقۡهُمۡ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمۡ یَشۡکُرُوۡنَ (ابراھیم:38) اے ہمارے ربّ! یقیناً میں نے اپنی اولاد میں سے بعض کو ایک بے آب و گیاہ وادی میں تیرے معزز گھر کے پاس آباد کر دیا ہے اے ہمارے ربّ! تاکہ وہ نماز قائم کریں پس لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل کر دے اور انہیں پھلوں میں سے رزق عطا کر تاکہ وہ شکر کریں۔

قدیم زمانہ میں اس کا نام بَکَّۃَ (آل عمران:97) بھی تھا۔ حضرت اسمٰعیل اور ان کی والدہ کو یہاں آباد کرنے اور اس جگہ کو رونق بخشنے کا اصل مقصد یہ تھا کہ ہمیشہ کی زندگی کے مرکز الۡبَیۡتِ الۡعَتِیۡقِ (الحج:34) کو جس کی بنیادیں ریت کی تہوں میں اپنی صدیوں کی تاریخ چھپائے ہوئے تھیں پھر سے تعمیر کیا جائے۔

غرض یہاں آباد ہونے کے کچھ عرصہ بعد ارشاد الٰہی کے تحت حضرت ابراہیم نے اپنے بیٹے اسمٰعیل کی مدد سے اس گھر کو دوبارہ تعمیر کیا جو کہ قبلہ عالم ہے۔ کعبہ اور بیت اللہ کے نام سے مشہور اور معروف ہے یہ گھر مسجدِ حرام کے درمیان بنا ہوا ہے اس پر سیاہ ریشمی غلاف چڑھا رہتا ہے۔ چنانچہ فرمایا وَاِذۡ یَرۡفَعُ اِبۡرٰهٖمُ الۡقَوَاعِدَ مِنَ الۡبَیۡتِ وَاِسۡمٰعِیۡلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلۡ مِنَّا ؕ اِنَّکَ اَنۡتَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ (البقرہ:128) اور جب ابراہیم اُس خاص گھر کی بنیادوں کو اُستوار کر رہا تھا اور اسماعیل بھی (یہ دعا کرتے ہوئے) کہ اے ہمارے ربّ! ہماری طرف سے قبول کر لے یقیناً تو ہی بہت سننے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔

قدامت خانہ کعبہ کے متعلق بعض اقوال

اس کے متعلق تاریخ میں مختلف اقوال ملتے ہیں مثلاً ایک روایت میں ہے کہ فتح مکہ کے دن آپ ﷺ نے فرمایا کہ زمین و آسمان کی پیدائش سے بھی پہلے یہ گھر بنایا گیا إِنَّ هَذَا الْبَلَدَ حَرَّمَهُ اللّٰهُ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ۔ یعنی اس شہر کی حرمت اس دن سے ہے جب اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے۔

(بخاری کتاب الجزیہ باب اثم الغادر للبر و الفاجر حدیث نمبر 13189)

کعبہ کی تاریخ کے سلسلہ میں ایک روایت حضرت ابوذرؓ کی ہے کہ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَيُّ مَسْجِدٍ وُضِعَ فِي الْاَرْضِ أَوَّلَ؟ قَالَ: الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ۔ قَالَ: قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ الْمَسْجِدُ الْاَقْصٰى قُلْتُ: كَمْ كَانَ بَيْنَهُمَا؟ قَالَ: أَرْبَعُونَ سَنَةً (صحیح البخاری کتاب أحادیث الانبیاء باب قول اللہ تعالیٰ واتخذ اللہ إبراهيم خليلا) حضرت ابوذرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: یا رسول اللہ! زمین میں پہلے کونسی مسجد بنائی گئی؟ آپؐ نے فرمایا: مسجد حرام۔ کہتے تھے: میں نے عرض کیا: پھر اس کے بعد کونسی؟ فرمایا: مسجد اقصیٰ۔ میں نے پوچھا: ان دونوں میں کتنا فاصلہ تھا؟ فرمایا: چالیس سال۔

تعمیرات کعبہ

بعض روایات میں لکھا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم کو جنت سے نکالا، تو وہ بہت غمگین ہوئے اور بہت زاری کی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک خیمہ سے عزت بخشی اور یہ خیمہ مکہ میں کعبہ کی جگہ بنایا گیا۔ اس وقت کعبہ نہیں ہوتا تھا۔ اسی دن سے اس کے ساتھ حجر اسود بھی اتارا گیا، جو سفید رنگ کا پتھر تھا، پھر طوفان (نوح) کے زمانے میں کعبہ اٹھا لیا گیا اور اس کی بنیادیں رہ گئیں۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت ابراہیمؑ کو حکم دیا کہ وہ اس کی تعمیر کریں۔ اللہ تعالیٰ نے ایک بادل کے ذریعے ان کی راہنمائی فرمائی کہ بنیادیں کہاں ہیں۔ اس پر ان دونوں نے کعبہ کی دیواریں بنائیں، جبکہ اس کے اوپر چھت نہیں ڈالی۔ اس کی بنیاد 5 یا 7 پہاڑوں کے پتھروں سے بنائی گئیں، جنہیں ملائکہ اٹھا کر لاتے تھے۔ ان پہاڑوں کے نام حراء، ثبیر، الجودی، طور سیناء، طور زیتا، احد، لبنان ہیں۔ جب حضرت ابراہیمؑ اس کی تعمیر سے فارغ ہو چکے، تو حضرت جبرائیل ان کے پاس آئے اور کہا کہ اس کا طواف کرو۔ اس پر حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ نے طواف کیا (7 دفعہ چکر لگائے) ارکان (حجر اسود، رکن یمانی) کا استلام (چھونا یا

بوسہ دینا) کرتے ہوئے جب طواف کر لیا، تو پھر مقام کے پیچھے نماز ادا کی دو رکعت اور حضرت جبرائیلؑ نے ان کے ساتھ کھڑے ہو کر ان کو عبادت کے طریق بتائے۔ پھر حکم دیا کہ اب آپؑ لوگوں میں حج کا اعلان کریں۔
(معجم اعلام متن الحدیث از دکتور محمد التونجی صفحہ 96-97)

بہر حال بیت اللہ کے متعلق مختلف اقوال موارخین نے بیان کئے ہیں۔ بعض نے تین تعمیرات کا ذکر کیا ہے بعض نے چار بعض نے پانچ بعض نے دس اور بعض نے بارہ۔ اس اختلاف کی وجہ کعبہ کے سنگ بنیاد، اس کی تعمیر اور مرمت کے مابین پیدا ہونے والا اشتباہ ہے۔ جن موارخین کے مطابق کعبہ کی تعمیر آج تک چند دفعہ ہوئی اس میں ملائکہ اور حضرت آدمؑ، حضرت ابراہیمؑ، ابن زبیر اور حجاج کی پانچ تعمیرات شامل ہیں اور بارہ تعمیرات کی روایت کے مطابق مندرجہ ذیل بیان کی گئی ہیں:

1. ملائکہ کی تعمیر
2. حضرت آدمؑ
3. حضرت شیثؑ
4. حضرت ابراہیمؑ
5. عمالقہ
6. جرہم
7. قصیّ
8. عبدالمطلب
9. قریش
10. عبداللہ بن زبیر
11. حجاج
12. سلطان مراد

(ماخوذ از الفضل آن لائن 4/جولائی 2021ء زیر عنوان بیت اللہ کی مختصر تاریخ قسط اول از حافظ ایچ ایم طارق)

(متذکرہ بالا تعمیرات کے متعلق تفصیل سے معلومات حسب ذیل کتب سے مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔ تاریخ الکعبہ البدایہ والنہایہ، تاریخ الطبری، انساب الاشراف للبلاذری، تاریخ ابن ہشام اور خلاصہ ان کا مطالعہ کرنے کے لیے الفضل 4/جولائی 2021ء کا مطالعہ کیا جائے۔ناقل)

”خانہ کعبہ“ کی تجدیدی تعمیر
اور ”بیت المقدس“ کی تعمیر حضرت ابراہیمؑ کے ذریعہ

حضرت سید زین العابدین شاہ صاحب نے بخاری شریف کی شرح میں متذکرہ بالا احادیث کے متعلق مختلف تاریخی حوالہ جات سے ثابت کیا ہے کہ بیت اللہ اور بیت المقدس دونوں کی موجودہ ابتداء حضرت ابراہیمؑ ہی کے ذریعہ ہوئی۔ایک کی تجدید ہوئی اور دوسرے کی بنیاد رکھی گئی۔حضرت ابراہیمؑ نے اپنے ایک بیٹے اسماعیلؑ کے ساتھ بیت اللہ کی بنیادوں کو بلند کیا تو دوسرے بیٹے اسحاقؑ کے ساتھ بیت ایل یا بیت المقدس کی بنیاد رکھی۔جس کے درمیان 40 سال کا عرصہ بنتاہے۔چنانچہ آپ تحریر کرتے ہیں کہ ”مذکورہ روایات سے ظاہر ہے کہ بیت اللہ پہلی مسجد ہے اور بیت المقدس دوسری اور دونوں کے درمیان چالیس سال کا تفاوت ہے اور یہ دونوں مساجد توحید کی اہم بنیاد ثابت ہوئیں۔امام ابن حجرؒ نے اس روایت کے تعلق میں علامہ ابن جوزیؒ کا ایک اشکال نقل کیا ہے کہ بیت اللہ کی بنیاد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذریعہ سے اُٹھائی گئی اور بیت المقدس کی حضرت سلیمان علیہ السلام کے ذریعہ سے اور ان دونوں کے درمیان تقریباً ایک ہزار سال کا عرصہ ہے۔اس تعلق میں انہوں نے نسائی کی روایت کا بھی حوالہ نقل کیا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بیت المقدس کی تعمیر کی تھی (سنن النسائی ،کتاب المساجد، باب فضل المسجد الاقصی و الصلاۃ فیہ) علامہ قرطبیؒ نے اس اعتراض کا جواب دیا ہے کہ بیت اللہ اور بیت المقدس دونوں کی ابتداء حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی کے ذریعہ سے ہوئی۔ایک کی تجدید ہوئی اور دوسرے کی بنیاد رکھی گئی۔پھر وقتاً فوقتاً ان دونوں عبادت گاہوں کی تجدید و تعمیر مختلف زمانوں میں ہوتی رہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کا تعلق اصل وضع بنیاد سے ہے۔جس کا آغاز بلاشبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہاتھوں سے ہوا اور ان دونوں عبادت گاہوں کی بنیاد کے درمیان تخمیناً چالس سال کا عرصہ ہے۔جیسا کہ توریت کی کتاب پیدائش باب 12 میں مذکور ہے کہ وہ حاران (آسور یعنی عراقِ عرب) سے ہجرت کر کے ملک کنعان (فلسطین) میں آئے اور ایک قربان گاہ بمقام سکم (نابلس) میں اس جگہ بنائی، جہاں خداوند ان پر ظاہر ہوا اور ان سے فرمایا کہ یہی

ملک (کنعان) تیری نسل کو دوں گا اور پھر یہاں سے کوچ کر کے اس پہاڑ کی طرف گیا جو بیت ایل کے مشرق میں ہے اور وہاں اس نے خداوند کے لئے قربان گاہ بنائی اور خداوند سے دعا کی اور یہاں سے سفر کرتا کرتا جنوب کی طرف بڑھا اور جب اس ملک میں سخت کال پڑا، مصر کو گیا۔ بوقت ہجرتِ وطن آپؑ کی عمر پچھتر برس بتائی گئی ہے اور ان سے خداوند کی طرف سے وعدہ کیا گیا ہے کہ زمین کے سب قبیلے تیرے وسیلے سے برکت پائیں گے۔ (پیدائش باب 12 آیات 3 تا 10) باب 13 میں ہے کہ مصر سے واپسی پر پھر اس بیت اللہ میں آئے جس کے مشرق میں مقام عي ہے اور جہاں انہوں نے قربان گاہ بنائی اور دعا کی تھی (یہ نابلس والی قربان گاہ نہیں بلکہ فلسطین والا بیت ایل اور وہاں کی قربان گاہ ہے۔) باب 14 میں حضرت لوط علیہ السلام کے وادیا اردن میں سکونت اختیار کرنے کا ذکر ہے۔ باب 15 میں دریائے فرات سے دریائے مصر (نیل) تک وسیع علاقے دیئے جانے کا ذکر ہے اور باب 16 میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی پیدائش اور ان کی نسل سے بارہ سردار پیدا ہونے کے وعدہ کا ذکر ہے اور یہ کہ ان کی نسل بہت بڑھے گی اور برکت پائے گی۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی پیدائش کے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر چھیاسی برس بتائی گئی ہے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی عمر تیرہ برس کی تھی جب ان کا ختنہ ہوا اور اس وقت حضرت ابراہیم کی عمر ننانوے سال بتائی گئی ہے۔ (پیدائش باب 17) اور باب 18 میں حضرت سارہ کو فرشتوں کی طرف سے بشارت دینے کا واقعہ مذکور ہے اور باب 21 میں ان کے ہاں حضرت اسحاقؑ کی پیدائش کا ذکر ہے۔ اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر سو سال بتائی گئی ہے اور اسی باب میں حضرت ہاجرہ کے مع حضرت اسماعیلؑ فاران کی طرف ہجرت کرنے کا واقعہ بیان کیا گیا ہے اور یہ بھی ذکر ہے کہ ان کی ماں حضرت ہاجرہ نے ان کی شادی کا انتظام کیا اور اس کے بعد حضرت اسحاقؑ کے ذبح کئے جانے کی آزمائش اور ان کی نسل کو بہت برکت دیئے جانے سے متعلق وعدے کا ذکر ہے۔

(باب 22)

اس تبصرہ سے ظاہر ہے کہ وہ جگہ جہاں یہ واقعہا آزمائش رونما ہوا، اس جگہ نے بیت المقدس کے نام سے بنو اسرائیل کے درمیان شہرت پائی۔ اس کی بنیاد طبعاً بعد کی ہے اور یہ وہ جگہ ہے جو جبل موریہ پر واقع ہے۔ مذکورہ بالا عرصہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے جنوب کی طرف قادس اور شور کے درمیان سفر کرنے اور جرار میں قیام کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔

(باب 20)

حضرت ابراہیمؑ کی ارض کنعان میں آمد اور حضرت اسحاق علیہ السلام کی پیدائش کے عرصہ کا پچیس سال اندازہ بتایا گیا ہے۔ (قطف الزهور فی تاریخ الدهور تالیف یوحنا افندی ابکاریوس، القسم الاوّل فی ممالك قارة اآسیا و شعوبها ودولها، الفصل الرابع فی تاریخ العبرانیین، الباب الثانی فی خروج بنی اسرائیل من مصر تحت ریاسة موسی، صفحہ 33) اور اسی مؤالف کا اندازہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کل عمر 175 سال تھی۔

(الباب الاوّل فی ذکر ابراهیم و ارتحال یعقوب واولاده الی مصر صفحہ 31)

سوال یہ ہے کہ اس اثناء میں دوسرا سفر جنوب کی طرف کیوں اختیار کیا گیا اور حضرت ہاجرہ اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کی زندگی کے حالات کی نسبت صحف عہد قدیمہ کیوں خاموش ہیں اور اگر حضرت اسحاق و حضرت یعقوب علیہما السلام کے متعلق اسرائیلی روایات قابل اعتماد ہیں تو عربوں کی روایات ان کے جد امجد حضرت اسماعیل علیہ السلام سے متعلق کیوں قابل اعتماد نہیں؟ آخر قومی روایات متداولہ کے سوا ہمارے پاس اور کونسا یقینی ذریعہ ہے جس سے ان کے حالات کا علم ہو سکے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دوسرے سفر کی بابت قیاس غالب یہی ہے کہ جنوب کی سمت ان کا سفر حضرت ہاجرہ اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کی خبر گیری اور نگہداشت ہی کے لئے تھا اور ان کی نسبت یہ سمجھنا درست نہیں ہے کہ انہوں نے وہاں کوئی بیت ایل نہ بنائی ہو۔ کیونکہ خود توریت کی مذکورہ بالا شہادتوں سے ثابت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جہاں بھی قیام فرمایا وہاں ایک بیت ایل اور قربان گاہ ضرور قائم کی۔ مثلاً حاران سے سکم میں آنے پر، سکم سے مقام عی میں آنے پر اور کنعان کے جنوب میں مقام حبرون (بیت الخلیل) اور پھر جبل موریا پر بوقت آزمائش ذبیحہ گزارا اور قربان گاہ بنائی اور دعا کی اور ان جگہوں کا نام بیت ایل رکھا۔ پس ایسے شخص کی نسبت قیاس یہی کہتا ہے کہ جہاں حضرت ہاجرہ اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کا قیام ہوا، وہاں بھی انہوں نے ضرور بیت ایل کی بنیاد رکھی۔ جیسا کہ اس بارہ میں بنی اسماعیل کی روایتیں موجود ہیں اور یہ پہلا بیت اللہ ہے اور حضرت اسحاق علیہ السلام سے متعلق جبل موریا والا دوسرا بیت ایل بعد کا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ذکر ہے اور حضرت اسحاق علیہ السلام کی ولادت تک 25 سال اور سن بلوغ کم از کم پندرہ سال ہے۔ یہ کل چالیس سال کا عرصہ ہوتا ہے جو ایک اندازہ ہے۔ اگر اسے مد نظر رکھا جائے تو یہ اندازہ اَصدق الصادقین نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اندازے سے بالکل مطابق ہوتا ہے جو اس روایت میں مروی ہے۔

خود یہودی اور مسیحی محققین وشارحین تورات کو تسلیم ہے کہ اسرائیلی احبار کے اندازے صرف قیاسی ہیں یقینی نہیں جیسا کہ پہلے بتایا جاچکا ہے۔
(اردو ترجمہ و شرح صحیح بخاری از حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ جلد ششم صفحہ نمبر 269-272 زیر کتاب احادیث الانبیاء بمطابق ایڈیشن 2019ء)

حضرت مصلح موعودؓ موجودہ خانہ کعبہ کی تعمیر میں حضرت ابراہیمؑ اور اسماعیل علیہ السلام کے کردار کے متعلق بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:
وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (البقرہ :128)
اس سے پہلے اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا تھا کہ بیت اللہ کو ہم نے مَثَابَةً اور امن کا مقام بنایا ہے۔ اس میں یہ کوئی ذکر نہیں تھا کہ بیت اللہ کی تعمیر کس کے ہاتھوں ہوئی مگر اب فرماتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے بیت اللہ کی بنیادیں کھڑی کیں۔ اس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے بیت اللہ کی بنیادیں رکھی تھیں، مگر یہ درست نہیں۔ کیونکہ یہاں اللہ تعالیٰ نے یضع القواعد نہیں فرمایا، بلکہ يَرْفَعُ الْقَوَاعِدَ فرمایا ہے۔ اگر بنیاد رکھنے کا ذکر ہوتا تو وضع کا لفظ استعمال کیا جاتا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بیت اللہ پہلے سے موجود تھا، مگر اس کی عمارت منہدم ہو چکی تھی۔ حضرت ابراہیمؑ نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت اس کی بنیادوں کو بلند کیا اور بیت اللہ کی از سر نو تعمیر کی۔"

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 177-178)

خانہ کعبہ کی از سر نو تعمیر در حیات نبیؐ

احادیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل قریش کی تعمیر کعبہ اور حضرت عبد اللہ ابن زبیرؓ کی تعمیر کا ذکر ہے۔ قریش کی تعمیر کے بارہ میں حضرت جابرؓ بن عبد اللہ کی روایت ہے لَمَّا بُنِيَتِ الكَعْبَةُ، ذَهَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَبَّاسٌ يَنْقُلاَنِ الحِجَارَةَ، فَقَالَ عَبَّاسٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اجْعَلْ إِزَارَكَ عَلَى رَقَبَتِكَ يَقِيكَ مِنَ الحِجَارَةِ، فَخَرَّ إِلَى الأَرْضِ وَطَمَحَتْ عَيْنَاهُ إِلَى السَّمَاءِ، ثُمَّ أَفَاقَ، فَقَالَ: إِزَارِي إِزَارِي فَشَدَّ عَلَيْهِ إِزَارَهُ کہ جب کعبہ کی تعمیر ہوئی تو حضرت عباسؓ اور رسول اللہ ﷺ پتھر ڈھونے لگے۔ عباسؓ نے بھتیجے

(رسول اللہ ﷺ) سے کہا: اپنی تہ بند کندھے پر رکھ لیں جو آپ کو پتھر کے گزند سے بچائے گا۔ ایسا کرنے پر آنحضرت ﷺ (مارے شرم کے) زمین پر گر پڑے، آپ کی آنکھیں آسمان کی طرف لگی ہوئی تھیں اور فرماتے تھے میری چادر مجھے دے دو۔ چنانچہ آپ نے دوبارہ چادر مضبوطی سے باندھ لی۔

(بخاری کتاب فضائل الصحابہ باب بنیان الکعبہ حدیث نمبر 3829)

خانہ کعبہ کی اِس تعمیر کے متعلق بخاری شریف میں آنحضرت ﷺ کی متفرق روایات درج ہیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا: أَلَمْ تَرَيْ أَنَّ قَوْمَكِ لَمَّا بَنَوُا الكَعْبَةَ اقْتَصَرُوا عَنْ قَوَاعِدِ اِبْرَاهِيمَ؟ معلوم ہے تیری قوم نے جب کعبہ کی تعمیر کی تو انہوں نے ابراہیمؑ کی بنیادوں سے ہٹ کر اسے چھوٹا کر دیا۔

(دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عائشہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ) سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ الجَدْرِ أَمِنَ البَيْتِ هُوَ؟ قَالَ: نَعَمْ- قُلْتُ: فَمَا لَهُمْ لَمْ يُدْخِلُوهُ فِي البَيْتِ؟ قَالَ: إِنَّ قَوْمَكِ قَصَّرَتْ بِهِمُ النَّفَقَةُ- قُلْتُ: فَمَا شَأْنُ بَابِهِ مُرْتَفِعًا؟ قَالَ: فَعَلَ ذَلِكَ قَوْمُكِ، لِيُدْخِلُوا مَنْ شَاءُوا وَيَمْنَعُوا مَنْ شَاءُوا، وَلَوْلاَ أَنَّ قَوْمَكِ حَدِيثٌ عَهْدُهُمْ بِالْجَاهِلِيَّةِ، فَأَخَافُ أَنْ تُنْكِرَ قُلُوبُهُمْ، أَنْ أُدْخِلَ الجَدْرَ فِي البَيْتِ، وَأَنْ أُلْصِقَ بَابَهُ بِالأَرْضِ (حطیم کی) دیوار کے متعلق پوچھا کہ کیا وہ بیت اللہ کا (حصہ) ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں۔ میں نے کہا: پھر ان کو کیا ہوا کہ انہوں نے اسے بیت اللہ میں داخل نہیں کیا؟ آپؐ نے فرمایا: تمہاری قوم کے پاس اخراجات کم ہو گئے تھے۔ میں نے پوچھا: پھر اس کا یہ دروازہ کیوں اونچا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: تمہاری قوم نے یہ اس لئے کیا کہ وہ جسے چاہیں اندر لے جائیں اور جس کو چاہیں روک دیں اور اگر تمہاری قوم جاہلیت سے قریب زمانہ کی نہ ہوتی جس سے مجھے اندیشہ ہے کہ ان کے دل بُرا مانیں گے کہ میں حطیم کو بیت اللہ میں شامل کروں اور بیت اللہ کے دروازہ کو زمین سے ملا دوں (تو ایسا کر دیتا)۔

نیز فرمایا فَأَدْخَلْتُ فِيهِ مَا أُخْرِجَ مِنْهُ، وَأَلْزَقْتُهُ بِالأَرْضِ، وَجَعَلْتُ لَهُ بَابَيْنِ، بَابًا شَرْقِيًّا، وَبَابًا غَرْبِيًّا، فَبَلَغْتُ بِهِ أَسَاسَ إِبْرَاهِيمَ، میں نئی تعمیر میں وہ چیزیں شامل کر دیتا جو اس سے نکال دی گئیں اور میں اس (دروازے) کو

زمین سے ملا دیتا اور دو دروازے ایک مشرق اور ایک مغرب کی طرف بناتا اور اس طرح ابراہیمؑ کی بنیادوں پر اسے مکمل کرتا۔"

(بخاری کتاب المناسك باب فضل مكه و بنيانها احادیث نمبر 1582-1586)

فَذَلِكَ الَّذِي حَمَلَ ابْنَ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَلَى هَدْمِهِ، قَالَ يَزِيدُ: وَشَهِدْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ حِينَ هَدَمَهُ، وَبَنَاهُ، وَأَدْخَلَ فِيهِ مِنَ الحِجْرِ اس بات نے (حضرت عبد اللہ) بن زبیر رضی اللہ عنہما کو بیت اللہ کے گرانے پر آمادہ کیا۔ یزید کہتے تھے: میں حضرت ابن زبیرؓ کے پاس موجود تھا جب انہوں نے اس کو گرایا اور بنایا اور اس میں حطیم کو داخل کیا۔

(بخاری کتاب المناسك باب فضل مكه و بنيانها حدیث نمبر 1586)

حضرت ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ نے ان متذکرہ احادیث کی تشریح میں اس تعمیر اور دوبارہ واپس حیات نبی ﷺ میں موجود کعبہ کی شکل کی بحالی کی تفصیل لکھی ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ 64ھ میں آتش زدگی سے جب کعبہ کو نقصان پہنچا تو حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ نے اس کی دوبارہ تعمیر کے وقت آنحضرت ﷺ کی خواہش کے مطابق حطیم کو بھی شامل کر لیا۔ انہوں نے کعبہ کے اندر بجائے چھ ستونوں کی جگہ صرف تین ستون ہی بنوائے۔ لیکن عبد الملک بن مروان نے حجاج بن یوسف کے ذریعے گروا کر پھر بیت اللہ کو جیسا پہلے تھا ویسا ہی بنوا دیا۔ صرف تین ستونوں والی تبدیلی بحال رکھی اور توجیہہ یہ کی کہ جس بات کو نبی ﷺ نے نہیں کیا، اسے کرنے کا حق کسی کو نہیں پہنچتا اور روایت مذکورہ بالا میں اسی واقعہ کا ذکر ہے۔

(فتح الباری شرح صحیح البخاری لإبن حجر العسقلانی زیر شرح قَوْلُهُ بَابُ فَضْلِ مَكَّةَ وَبُنْيَانِهَا وَقَوْلُهُ تَعَالَى وَإِذ جعلنَا الْبَيْت مثابة للنَّاس وَأمنا۔ جزء 3 صفحہ 562۔564)

حضرت مرزا بشیر احمدؓ اپنی شہرہ آفاق تصنیف سیرت خاتم النبیینؐ میں مختلف تواریخ کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

"ہر دنیوی چیز کے ساتھ ٹوٹ پھوٹ کا سلسلہ لگا ہوا ہے۔ چنانچہ کعبہ بھی حضرت ابراہیمؑ کی تعمیر کے بعد کئی دفعہ گرا اور کئی دفعہ بنا۔ بعض اوقات کسی سیلاب کے زور سے جو مکّہ کی وادی میں کبھی کبھی آجاتا تھا اس کی عمارت کو نقصان

پہنچ جاتا تھا اور اس کے متولی اسے گرا کر پھر تعمیر کرتے تھے اور بعض اوقات آگ یا کسی اور حادثہ کے نتیجہ میں ایسا کرنا پڑتا تھا۔ چنانچہ ہر اس قوم کو کعبہ کی تعمیر کرنی پڑی جس کے ہاتھ میں اس کی تولیت گئی۔ بنو جرھم، خزاعہ اور قریش سبھی نے اپنے اپنے وقت میں اس کی تعمیر کی۔ قُصَیّ نے بھی ایک دفعہ اس کی تعمیر کی اور پھر آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں قریش نے اسے دوبارہ تعمیر کیا اور انہوں نے اس کے اندر کچھ ترمیمات بھی کیں۔ چنانچہ انہوں نے اس کی بلندی کو زیادہ کر کے اُس کے اُوپر چھت ڈالی اور اس کے اندر چھ ستون بنائے اور چھت میں ایک روشندان بنایا اور کعبہ کے دروازے کو اونچا کر دیا۔ مگر چونکہ ان کے پاس سامان تھوڑا تھا اس لیے وہ کعبہ کو اس کی اصل ابراہیمی بنیادوں پر کھڑا نہ کر سکے، بلکہ انہوں نے ایک طرف کو قریباً سات ہاتھ جگہ چھوڑ دی۔ اس چھوڑے ہوئے حصّہ کو حطیم یا حِجر کہتے ہیں اور آنحضرت صلی للہ علیہ وسلم نے اسے کعبہ کا حصہ ہی قرار دیا ہے۔ چنانچہ طواف کے وقت اس حصّہ کے باہر سے ہو کر گزرنا ضروری ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی للہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ عائشہ سے فرمایا کہ ”حطیم خانہ کعبہ کا ہی حِصّہ ہے اور قریش نے اسے اس لیے باہر چھوڑ دیا تھا کہ ان کے پاس خرچ تُھڑ گیا تھا اور اُنہوں نے کعبہ کے دروازے کو اس لیے اونچا کر دیا تھا کہ تا وہ جسے چاہیں اندر آنے دیں اور جسے چاہیں روک دیں اور اے عائشہ اگر تیری قوم نئی نئی مسلمان نہ ہوئی ہوتی اور مجھے اُن کے تزلزل کا خطرہ نہ ہوتا تو میں ان کی تعمیر کردہ عمارت کو گرا کر پھر اصل ابراہیمی بنیادوں پر ساری عمارت کو تعمیر کرتا اور حطیم کو اس کے اندر شامل کر دیتا اور اس کے دروازہ کو نیچا کر دیتا اور اس کے موجودہ دروازے کے مقابل پر ایک اور دروازہ بھی لگواتا۔“ (بخاری کتاب الحج باب وجوب الحج و فضلہ) چنانچہ 64ھ میں جب کسی وجہ سے کعبہ کی عمارت کو نقصان پہنچا تو عبد اللہ بن زبیرؓ نے جو اس وقت مکّہ کے حاکم تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس خواہش کو پورا کیا اور کعبہ کے اندر بجائے چھ ستونوں کے صرف تین ستون بنوائے، لیکن عبد المالک بن مروان نے جب مکّہ پر غلبہ پایا تو غالباً اس خیال سے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کام کو نہیں کیا تو اَور کسی کو بھی اس کا حق نہیں ہے، حجاج بن یوسف کو حکم دیا کہ عبد اللہ بن زبیرؓ کی تعمیر کو گرا کر پھر اسی رنگ میں عمارت بنوادی جاوے جس طرح وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھی۔ چنانچہ حجاج نے ایسا ہی کیا مگر تین ستونوں والی تبدیلی کو بحال رکھا۔

(سیرت خاتم النبیین از حضرت مرزا بشیر احمدؓ ایم۔اے صفحہ 89-90 زیر عنوان کعبہ کی دوبارہ سہ بارہ تعمیر)

غلاف کعبہ یا کسوۃِ کعبہ

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے اس بابت مختلف تاریخی حوالوں کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں ”شروع شروع میں کعبہ پر کوئی غلاف وغیرہ نہ ہوتا تھا، لیکن بعد میں یمن کے ایک بادشاہ تبّع اسد نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ وہ کعبہ کو غلاف چڑھا رہا ہے چنانچہ اس نے کعبہ پر غلاف چڑھوا دیا۔ اس کے بعد غلاف چڑھانے کی رسم جاری ہوگئی۔ چنانچہ قریش کعبہ پر ہمیشہ غلاف چڑھایا کرتے تھے۔ اسلام میں بھی یہ رسم جاری رہی۔ چنانچہ آج تک کعبہ پر باقاعدہ ہر سال نیا قیمتی غلاف چڑھایا جاتا ہے اور پرانا غلاف اتار کر حاجیوں میں تقسیم یا فروخت کر دیا جاتا ہے۔ آجکل جو غلاف چڑھایا جاتا ہے وہ سیاہ رنگ کا ہوتا ہے اور اس پر جگہ جگہ کلمہ طیّبہ اور قرآنی آیات لکھی ہوئی ہوتی ہیں۔

(سیرت خاتم النبیین از حضرت مرزا بشیر احمدؓ ایم۔اے صفحہ 90 زیر عنوان کسوۃ کعبہ)

کعبہ کی موجودہ شکل مستطیل ہے شمالاً جنوباً 44 فٹ لمبا اور شرقاً غرباً 33 فٹ چوڑا ہے اونچائی 45 فٹ ہے۔

خاکسار اپنی گزارشات حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے ان الفاظ پر ختم کرنا چاہتا ہے جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ایک رفیق حضرت صوفی منشی احمد جان صاحب کو حج بیت اللہ پر جاتے ہوئے اپنی طرف سے حسب ذیل دعا کرنے کی تحریک کرتے ہوئے ایک مکتوب میں فرمائی۔

”اس عاجز ناکارہ کی ایک عاجزانہ التماس یاد رکھیں کہ جب آپ کو بیت اللہ کی زیارت بفضل اللہ تعالیٰ میسر ہو تو اس مقام محمود مبارک میں اس احقر عباد اللہ کی طرف سے انہیں لفظوں میں مسکنت و غربت کے ہاتھ بحضور دل اٹھا کر گزارش کریں کہ: اے اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ ! ایک تیرا بندہ عاجز اور ناکارہ پُر خطا اور نالائق غلام احمد جو تیری زمین ملک ہند میں ہے۔ اس کی یہ عرض ہے کہ اے اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ ! تو مجھ سے راضی ہو اور میری خطیات اور گناہوں کو بخش کہ تو غفور و رحیم ہے اور مجھ سے وہ کام کرا جس سے تو بہت ہی راضی ہو جائے۔ مجھ میں اور میرے نفس میں مشرق اور مغرب کی دوری ڈال اور میری زندگی اور میری موت اور میری ہر یک قوت جو مجھے حاصل ہے اپنی ہی راہ میں کر اور اپنی ہی محبت میں مجھے زندہ رکھ اور اپنی ہی محبت میں مجھے مار اور اپنے ہی کامل متبعین میں مجھے اٹھا۔ اے اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ ! جس کام کی اشاعت کے لیے تو نے مجھے مامور کیا ہے اور جس خدمت کے لیے تو نے میرے

دل میں جوش ڈالا ہے اس کو اپنے ہی فضل سے انجام تک پہنچا اور اس عاجز کے ہاتھ سے حجت اسلام مخالفین پر اور ان سب پر جو اب تک اسلام کی خوبیوں سے بے خبر ہیں پوری کر اور اس عاجز اور اس عاجز کے تمام دوستوں اور مخلصوں اور ہم مشربوں کو مغفرت اور مہربانی کی نظر سے اپنے ظل حمایت میں رکھ کر دین و دنیا میں آپ ان کا متکفل اور متولی ہو جا اور سب کو اپنی دارالرضا میں پہنچا اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کی آل اور اصحاب پر زیادہ سے زیادہ درود و سلام و برکات نازل کر۔ آمین یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ۔"

یہ دعا ہے جس کے لئے آپ پر فرض ہے کہ ان ہی الفاظ سے بلا تبدل و تغیر بیت اللہ میں حضرت اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ میں اس عاجز کی طرف سے کریں۔

والسلام خاکسار غلام احمد 1303ھ

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم صفحہ 17-18 مکتوبات امام ہمام قلمی جلد اول صفحہ 189261ء)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 22 دسمبر 2022ء)



مسجد قباء اور مسجد نبویؐ کی تعمیر

قسط 1

(عبدالقدیر قمر)

دنیا کی سب سے دلکش، دلفریب، دلنشین اور خوبصورت جگہ وہ جگہ ہے جہاں خدا کا گھر یعنی مساجد تعمیر کی جاتی ہیں۔ مساجد مسلمانوں کی اجتماعی عبادت، منتشر قوتوں کی شیرازہ بندی اور باہمی تعلق کی مضبوطی اور بکھرے ہوئے موتیوں کو سلک مراوید میں پرونے اور محمود و ایاز کو ایک ہی صف میں نیاز مندی اور وفاداری کے ساتھ اکٹھا کرنے کا ذریعہ ہیں۔ مساجد رب کائنات مالک شش جہات کا گھر ہیں جن کی رفعت شان اور عزت عظمت کا مقابلہ عالی شان اور پُر شکوہ عمارات بھی نہیں کر سکتیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا

(الجن: 19)

اور یقیناً مسجدیں اللہ ہی کے لئے ہیں پس اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو۔

اور حکم دیا۔ وَاَقِیْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ہر مسجد کے پاس اپنی توجہ درست کر لیا کرو اور اللہ کی عبادت کو خالص اسی کا حق قرار دیتے ہوئے اسی کو پکارو۔

اللہ تعالیٰ کو شہروں اور بستیوں میں مسجدیں بہت زیادہ پسند ہیں جبکہ منڈیاں اور بازار سخت ناپسند ہیں۔ اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ مَنْ بَنٰی مَسْجِدًا لِلّٰهِ یَبْتَغِیْ بِهٖ وَجْهُ اللّٰهِ تَعَالٰی بَنَی اللّٰهُ لَهٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ

(مسلم کتاب المساجد باب فضل بناء المسجد والحث علیہا)

کہ جو اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتے ہوئے مسجد بناتا ہے اللہ تعالیٰ اسی کے لئے جنت میں گھر بناتا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا ہے:

مَنْ بَنٰی لِلّٰہِ مَسْجِدًا مِنْ مَالِہٖ بَنَی اللّٰہُ لَہٗ مِثْلَہٗ فِی الْجَنَّۃِ

(ابن ماجہ کتاب المساجد باب من بنی اللہ مسجدا)

جو شخص اپنے مال سے اللہ کے لئے مسجد بناتا ہے۔ اللہ اسی کی مانند جنت میں اس کے لئے گھر بناتا ہے۔

ابن ماجہ کی ہی روایت ہے کہ

مَنْ بَنٰی لِلّٰہِ مَسْجِدًا وَلَوْ کَمَفْحَصِ قَطَاۃٍ اَوْ اَصْغَرَ بَنَی اللّٰہُ لَہٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ

(کتاب المساجد باب من بنی اللّٰہ مسجدا)

جو شخص چڑیا کے گھونسلے کے برابر (یعنی چھوٹی سی) بھی محض اللہ کے لئے مسجد بناتا ہے اللہ تعالیٰ جنت میں اس کے لئے گھر بناتا ہے۔

جب اسلام کے نیر تاباں نے مدینہ کو اپنی ضیا پاشیوں سے منور کیا تو سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مساجد کے انوار و برکات سے جہان عالم کو مستنیر کرنے کے لئے قیام مسجد کا ارادہ فرمایا اور یہ شرف و مجد مدینہ کے حصہ میں آئی کہ وہاں مسجد تعمیر کی جائے تا اس کی ضیا گستریوں سے اکناف عالم منور ہونے لگیں۔

مسجد قباء

حکم خداوندی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو پہلے چودہ دن قباء مقام پر ٹھہرے۔ ظہور اسلام کے بعد مساجد کی تعمیر کی تاریخ میں مقام قباء پر بننے والی مسجد کو اولیت کا شرف حاصل

ہے۔ جس کی تعمیر میں خود سرورِ کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس شامل ہوئے۔ آپؐ نے اپنے دست مبارک سے اس مسجد کی بنیاد رکھی۔ آپؐ صحابہؓ کے ساتھ خود بھی اینٹیں اور پتھر اٹھا اٹھا کر لاتے تھے۔ آپؐ کا جسم گرد آلود ہو جاتا تھا۔ صحابہؓ آ آ کر عرض کرتے۔ ہمارے والدین آپؐ پر قربان۔ اپنا بوجھ ہمیں اٹھانے دیجئے۔ آپؐ فرماتے نہیں۔ تم اس جیسی دوسری اینٹ یا پتھر اٹھا کر لے آؤ۔ اس مسجد کے معمار بھی صحابہؓ تھے اور مزدور بھی۔ وہی اینٹیں لاتے۔ پتھر ڈھوتے۔ دیواریں بناتے چھت ڈالتے۔ چند دن کی محنت کے بعد یہ مسجد مکمل ہو گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مسجد سے بہت محبت تھی۔ مدینہ تشریف لے جانے کے بعد بھی آپؐ ہر ہفتہ اس مسجد میں تشریف لاتے اور نماز ادا کرتے۔ حضرت ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر ہفتے اس مسجد میں آتے اور نماز ادا کرتے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے کہتے ہیں: قباء کی مسجد اسلام میں وہ پہلی مسجد تھی جس کی بناء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں سے تکمیل ہجرت کے بعد پہلے دن رکھی گئی اور جسے مسلمانوں نے گویا ایک قومی عبادت گاہ کے طور پر تعمیر کیا۔

(سیرۃ خاتم النبیین جدید ایڈیشن صفحہ 297)

مسجد قباء کی شان

صحیح بخاری میں عروۃ بن زبیرؓ کی روایت ہے کہ ہجرت کے وقت جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت فرما ہوئے تو پہلے چند دن آپؐ نے قباء میں قیام فرمایا یہ پیر کا دن اور ربیع الاول کا مہینہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی عمرو بن عوف میں کچھ روز ٹھہرنے کے بعد آپ نے اس مسجد کی بنیاد رکھی۔ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی تھی۔

(3906 بخاری کتاب المناقب الانصار باب ھجرۃ النبیؐ و اصحابہ الی المدینہ)

حضرت ابن عمرؓ نے بیان کیا کہ

كَانَ النَّبِیّ صلی اللہ علیہ وسلم یَأْتِی قُبَاءَ مَاشِیًا وَرَاكِبًا

(بخاری کتاب فضل الصلوٰۃ باب اتیان مسجد قباء ماشیا و راکبا)

کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد قباء میں پیدل بھی تشریف لاتے اور سوار ہو کر بھی۔ نافع کی روایت میں ہے اور آپ اس میں دو رکعت نماز ادا فرماتے۔

نافع کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ ہر ہفتہ کو مسجد قباء آتے اور بغیر نماز ادا کئے اس میں سے باہر نکلنا ناپسند فرماتے اور بیان کرتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہونے کی حالت میں بھی اور پیدل بھی یہاں تشریف لایا کرتے تھے۔

(بخاری کتاب فضل الصلوٰۃ باب مسجد قباء)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر ہفتہ کو پیدل بھی اور سوار ہو کر بھی مسجد قباء تشریف لاتے۔ عبداللہ بن دینار کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

(بخاری کتاب فضل الصلوٰۃ)

مسجد قباء میں نماز پڑھنے کا ثواب

سنن ترمذی میں ہے۔ اَلصَّلَاۃُ فِی مَسْجِدِ قُبَاءٍ کَعُمْرَۃٍ مسجد قباء میں نماز پڑھنا عمرہ کرنے کے ثواب کے برابر ہے۔

(ترمذی کتاب الصلوٰۃ۔ باب ماجاء فی الصلوٰۃ فی مسجد قباء)

حضرت سہیل بن حنیفؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جس شخص نے اپنے گھر میں وضو کیا پھر وہ مسجد قباء آئے اور اس میں نماز ادا کرے اسے عمرہ کے برابر اجر ملے گا۔

(ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوٰۃ باب ماجاء فی الصلوۃ فی مسجد قباء)

اسید بن ظہیرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
مسجد قباء میں دو رکعت نماز پڑھنا مجھے اس شخص کی نسبت جو دو دفعہ بیت المقدس سے ہو کر آتا ہے زیادہ محبوب ہے۔ ایک روایت میں ہے۔ ”اگر لوگوں کو مسجد قباء کی عظمت و شرف کا علم ہو جائے تو وہ اس تک پہنچنے کے لئے اپنے اونٹوں کو تھکا دیں۔

(شرح زرقانی جلد 2 صفحہ 155)

اہل قباء کی شان

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ آیت فِیْهِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَهَّرُوْا ؕ وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُطَّهِّرِیْنَ (التوبہ:108) یعنی اس میں (آنے والے) ایسے لوگ ہیں جو خواہش رکھتے ہیں کہ بالکل پاک ہو جائیں اور اللہ کامل پاکیزگی اختیار کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ اہل قباء کے حق میں نازل ہوئی کیونکہ وہ پانی سے استنجا کیا کرتے ہیں۔

(سنن ترمذی کتاب تفسیر القرآن۔ ومن سورۃ توبہ)

مسجد قباء کی توسیع

حضرت عمر بن عبد العزیز نے 91ھ / 709ء میں مسجد قباء کی توسیع کی اور چونا وغیرہ سے پتھروں کی چنائی کی۔ پتھر کے بے حد مضبوط ستون بنوائے جن کے درمیان سوراخ کر کے لوہے کی سلاخوں اور سیسہ وغیرہ ڈالا۔ پھر ان پر انتہائی دلفریب نقش و نگار کرایا۔ چھت پر عمدہ لکڑی لگائی۔ برآمدوں کے درمیان صحن رکھا اور پہلی دفعہ مسجد کا مینار بنوایا۔ بعد ازاں مختلف ادوار میں تعمیر و توسیع ہوتی رہی۔ اکتوبر 1986ء میں جو توسیع ہوئی وہ پہلے سے تقریباً تین گنا زیادہ ہے۔ عورتوں کے لئے شمال کی جانب الگ حصہ مخصوص کیا گیا ہے۔ اس وقت مشرق، مغرب اور شمال میں دو بڑے اور چار چھوٹے دروازے ہیں۔

مسجد قباء کے امام

ابتدائی زمانہ میں مسجد قباء میں حضرت مولیٰ حذیفہؓ کو امام مقرر کیا گیا۔ آپ مہاجرین اولین بشمول حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ اور دیگر صحابہؓ کی امامت کے فرائض سر انجام دیا کرتے تھے۔ بعد ازاں سعد ابن عدیم امام مقرر ہوئے جو حضرت عمرؓ کے زمانہ تک یہ خدمات بجالاتے رہے۔ ان کی وفات کے بعد حضرت عمرؓ نے مجمع بن حارثہؓ کو بطور امام تعینات فرمایا۔

قبلہ کا تبدیل ہونا

جس وقت سید الاولین و آخرین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد قباء کی تعمیر فرمائی اس وقت قبلہ بیت المقدس تھا۔ پھر 16-17 ماہ بعد جب بیت اللہ کو اللہ تعالیٰ نے قبلہ قرار دیا تو مسجد قباء میں بھی یہ تبدیلی واقع ہوئی۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ ہم لوگ مسجد قباء میں نماز فجر ادا کر رہے تھے کہ ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ رات کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن میں یہ حکم نازل ہوا ہے کہ کعبہ کو اپنا قبلہ بنالو۔ چنانچہ ان سب نے اپنے رخ کعبۃ اللہ کی طرف کر لئے تم بھی اپنے رخ بیت اللہ کی طرف پھیر لو۔ تو لوگوں نے اپنے رخ بیت اللہ کی طرف کر لئے جبکہ وہ شام کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہے تھے۔

(4494بخاری کتاب التفسیر باب و من حیث خرجت فول وجهك شطر المسجد الحرام)

مسجد نبوی سے مسجد قباء کا فاصلہ

مسجد قباء مدینہ منورہ سے جنوب مغربی جانب تقریباً 3 کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔ عام رفتار سے چلتے ہوئے ایک شخص چالیس منٹ میں وہاں پہنچ جاتا ہے۔ پہلے اس کا راستہ تنگ اور دشوار گزار تھا۔ بعد میں آنے والے حکمرانوں نے بہت سی اراضی خرید کر یہ راستہ کشادہ کر دیا۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 22 دسمبر 2022ء)



مسجد قباء اور مسجد نبویؐ کی تعمیر

قسط2

(عبدالقدیر قمر)

مسجد نبویؐ

مقام قباء میں چودہ دن قیام فرمانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لے آئے۔ آپؐ اونٹنی پر سوار تھے جبکہ باقی لوگ پیدل آپؐ کے ساتھ چل رہے تھے۔ آپؐ کی اونٹنی اس جگہ آکر بیٹھ گئی جہاں اب مسجد نبوی ہے۔ وہ جگہ بنو نجار کے دو یتیم بچوں سہیل اور سہل کی تھی جو اسعد بن زرارہ کی پرورش میں تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی بیٹھ گئی تو آپؐ نے فرمایا خدا کی منشاء میں یہی ہماری قیام گاہ ہے۔ پھر آپؐ نے ان بچوں کو بلایا اور ان سے زمین خریدنے کا ذکر کیا اور قیمت پوچھی۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم یہ زمین ہبہ کرتے ہیں اور اللہ سے اس کا اجر چاہتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا نہیں ہم اسے خریدیں گے پھر وہ جگہ خرید لی گئی اور حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اس کی قیمت ادا کی۔ جو سونے کے دس دینار تھی۔ اس جگہ کچھ قبریں تھیں وہاں سے ہڈیاں نکال کر دوسری جگہ دفن کی گئی اور قبروں اور گڑھوں کو برابر کر دیا گیا اور کچھ کھجور اور غرقد کے درخت تھے انہیں کاٹ دیا گیا۔ پھر اس جگہ مسجد کی تعمیر شروع ہو گئی۔

وفاء الوفا میں لکھا ہے کہ جبریل علیہ السلام نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا اے محمد! اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے کہ آپ اس کا گھر بنائیں اور اس کی بنیاد مٹی اور پتھر سے اٹھائیں جب آپ نے اسے بنانے کا ارادہ کیا تو آپ نے پتھر لانے کا ارشاد فرمایا۔ آپؐ نے ایک پتھر پکڑا اور اسے بنیاد میں رکھا۔ پھر آپ کے ارشاد پر حضرت

ابو بکرؓ پتھر لائے اور آپؐ کے پتھر کے ساتھ رکھا۔ پھر حضرت عمرؓ، پھر حضرت عثمانؓ اور پھر حضرت علیؓ نے بالترتیب اپنے اپنے پتھر رکھے۔

(وفا الوفقا با خبار دارا لمصطفی تالیف نور الدین علی بن احمد السھودی دارالنفائس الریاض 332-3333)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے سنگ بنیاد رکھنے کے بعد صحابہؓ سے مل کر مسجد کی تعمیر شروع کر دی۔ اس کے معمار بھی صحابہؓ تھے اور مزدور بھی۔ آرکیٹیکٹ بھی صحابہ تھے اور نقشہ نویس بھی، دوسرے صحابہ ایک ایک اینٹ لاتے اور حضرت عمارؓ دو دو اینٹیں لاتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی برابر صحابہؓ کے ساتھ اس کام میں شریک تھے۔ آپؐ کا بدن مبارک مٹی سے اٹ جاتا۔ مگر کام جاری رہتا۔ صحابہؓ اس وقار عمل کے ساتھ ساتھ حضرت عبد اللہ بن رواحہ انصاریؓ کا یہ شعر پڑھتے۔

هَذَا الحِمَالُ لاَ حِمَالَ خَيْبَرْ
هَذَا أَبَرُّ رَبَّنَا وَ اَطْهَرْ

یہ بوجھ خیبر کے تجارتی مال کا بوجھ نہیں ہے جو جانوروں پر لاد کر آیا کرتا ہے۔ بلکہ اے ہمارے رب! یہ بوجھ تقویٰ اور طہارت کا بوجھ ہے جو ہم تیری رضا کے لئے اٹھاتے ہیں اور کبھی یہ شعر پڑھتے۔

اَللّٰهُمَّ إِنَّ الْاَجْرَ أَجْرُ الْآخِرَهْ
فَارْحَمْ الْاَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَهْ

اے اللہ! اصل اجر تو صرف آخرت کا اجر ہے پس تو اپنے فضل سے انصار اور مہاجرین پر اپنی رحمت نازل فرما۔

جب صحابہؓ یہ اشعار پڑھتے تو بعض اوقات نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی صحابہؓ کے ہم آواز ہو کر یہ شعر پڑھتے۔

(3906 بخاری کتاب مناقب الانصار باب ھجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم و اصحابہ الی لمدینہ)

مسجد کی عمارت پتھروں کی سلوں اور اینٹوں کی تھی اور مسجد کے اندر سہارے کے لئے کھجور کے ستون تھے اور چھت کھجور کے تنے اور پتوں کی تھی۔ جب تک منبر تعمیر نہیں ہوا تھا حضورؐ انہیں تنوں میں سے کسی ایک ساتھ ٹیک لگا کر کھڑے ہوتے اور صحابہؓ کو خطاب فرماتے۔ مسجد کا فرش کچا تھا۔ جب بارش ہوتی تو چھت کے ٹپکنے سے کیچڑ ہو جاتا تھا۔ مسجد کی بلندی 10 فٹ اور طول ایک سو پانچ فٹ اور عرض نوے فٹ کے قریب تھا۔ بعد میں توسیع کر دی گئی تھی۔

مسجد کے ایک گوشے میں ایک چبوترہ بنا دیا گیا تھا جو اصحاب صفہ کے لئے تھا۔ یعنی ان غریب صحابہؓ کے لئے جن کے گھر نہ تھے۔ وہ یہیں رہتے تھے۔

اس زمانہ میں کوئی پبلک عمارت ایسی نہ تھی جہاں قومی امور سر انجام دیئے جاتے اس لئے ایوان حکومت کا کام یہی عمارت دیتی تھی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہیں مجالس لگاتے۔ یہیں مجالس شوریٰ کا انعقاد ہوتا۔ مقدمات کا فیصلہ بھی یہیں ہوتا اور ضرورت کے مطابق جنگی قیدیوں کو بھی یہیں ٹھہرایا جاتا اور بعض قاتلوں کو مسجد نبوی کے ستونوں کے ساتھ ہی باندھا جاتا تھا۔

مسجد نبوی کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے حجرے بھی تعمیر کئے گئے۔ جب تک تعمیر ہو رہی تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ایوب انصاریؓ کے گھر میں رہائش رکھی۔ حجرات کی تکمیل ہونے کے بعد آپؐ وہاں منتقل ہو گئے۔ بعد ازاں جب آپؐ کی ازواج مطہرات وفات پا گئیں تو ان حجرات کو مسجد نبوی کا حصہ بنا دیا گیا۔

سر ولیم میور اس مسجد کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے:
"گو یہ مسجد سامان تعمیر کے لحاظ سے نہایت معمولی اور سادہ تھی۔ لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ مسجد اسلامی تاریخ میں ایک خاص شان رکھتی ہے۔ رسول خدا اور ان کے اصحاب اسی مسجد میں اپنے وقت کا بیشتر حصہ گزارتے تھے۔ یہیں اسلامی نماز کا باقاعدہ باجماعت صورت میں آغاز ہوا۔ یہیں تمام مسلمان جمعہ کے دن خدا کی تازہ وحی کو سننے کے لئے مؤدبانہ اور مرعوب حالت میں جمع ہوتے تھے۔ یہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی فتوحات کی تجاویز پختہ کیا کرتے تھے۔ یہی وہ ایوان تھا جہاں مفتوح اور تائب قبائل کے وفود ان کے سامنے پیش ہوتے تھے۔ یہی وہ دربار تھا جہاں سے وہ شاہی احکام جاری کئے جاتے تھے۔ جو عرب کے دور دراز کونوں تک باغیوں کو خوف سے لرزا دیتے تھے

اور بالآخر اسی مسجد کے پاس اپنی بیوی عائشہؓ کے حجرے میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جان دی اور اسی جگہ اپنے دو خلیفوں کے پہلو بہ پہلو دفن ہیں۔

(لائف آف محمدؐ مصنفہ سر ولیم میور)

منبر رسولؐ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باقاعدہ منبر بننے سے پہلے کھجور کے تنے کا سہارا دوران خطبہ لے لیا کرتے تھے۔ لیکن جب عمر مبارک زیادہ ہوگئی اور جسم بھی بھاری ہوگیا اور آپ تھکان محسوس کرنے لگے تو منبر بنانے کی تجویز ہوئی۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک زیادہ ہوگئی۔ جسد اطہر ضعف محسوس کرنے لگا تو حضرت تمیم داریؓ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! اگر آپؐ ارشاد فرمائیں تو میں آپؐ کے لئے منبر تیار کروادوں۔ جس سے آپ استراحت محسوس فرمائیں! آپؐ نے فرمایاہاں (بنوادو) چنانچہ انہوں نے آپ کے لئے دو زینوں کا منبر تیار کروادیا۔

(ابوداؤدکتاب الجمعہ اتخاذ المنبر)

حضرت ابی بن کعبؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد پر چھت ڈالے جانے سے پہلے کھجور کے خشک تنے کے پاس نماز ادا فرماتے اور اسی تنے کے پاس خطبہ بھی ارشاد فرماتے تھے۔ آپؐ کے صحابہؓ میں ایک صحابی نے عرض کیا۔ کیا ہم آپؐ کے لئے ایک ایسی چیز بنوادیں جس پر کھڑے ہو کر آپ خطبہ جمعہ دیں تاکہ لوگ آپؐ کا دیدار بھی کر سکیں اور خطبہ بھی آسانی سے سن سکیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ ٹھیک ہے چنانچہ انہوں نے آپؐ کے لئے تین زینوں والا منبر تیار کروایا۔

(ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوٰۃ باب ماجاء فی ابدء شان المنبر)

حضرت سہل بن سعد الساعدیؓ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم! مجھے معلوم ہے کہ منبر کس درخت کی لکڑی کا ہے اور بخدا پہلے ہی دن جب اسے رکھا گیا اور مجھے اس دن کا بھی علم ہے جبکہ پہلی مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر جلوہ افروز ہوئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی ایک عورت کو بلوایا اور فرمایا کہ تم اپنی بڑھئی غلام سے کہو کہ میرے لئے لکڑی کا منبر بنادے کہ میں اس پر بیٹھ کر لوگوں سے خطاب کروں۔ چنانچہ اس عورت نے اپنے غلام کو منبر بنانے کا حکم دیا۔ وہ غابہ سے جھاؤ کے درخت کی لکڑی لایا اور اس سے منبر تیار کر کے لائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر وہ منبر وہاں رکھ دیا گیا جہاں آج بھی موجود ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الجمعہ باب الخطبة علی المنبر)

حضرت جابر بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جس کھجور کے تنے کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے جب منبر آ گیا اور حضورؐ نے اس سے ٹیک لگائی تو وہ تنا دس ماہ کی گابھن اونٹنی کی طرح آواز نکالنے لگا یہاں تک کہ حضورؐ منبر سے اتر کر اس کے پاس آئے اور اپنا دست شفقت اس پر پھیرا تو وہ خاموش ہوا۔

(بخاری کتاب الجمعہ 918)

بخاری کتاب المناقب میں ہے وہ تنا بچے کی طرح رونے لگا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اتر کر اس کے پاس گئے۔ اسے اپنے ساتھ چمٹا لیا۔ تو وہ تنا بچے کی طرح سسکیاں بھرتا ہوا خاموش ہو گیا۔

(بخاری کتاب المناقب حدیث3584)

7ھ میں جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اہل خیبر پر فتح عطا فرمائی اور آپ غنائم اور مال و منال کے ساتھ واپس مدینہ تشریف لائے تو آپؐ نے مسجد نبوی کی توسیع کا ارادہ فرمایا۔ کیونکہ مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر مسجد میں نمازیوں کی گنجائش کم تھی اور کھجور کے ستون اور چھت بھی بوسیدہ ہو چکی تھی اس لئے تجدید ناگزیر تھی۔ مسجد نبوی سے متصل ایک انصاری شخص کا مکان تھا آپ نے اسے ترغیب دلائی کہ وہ مسجد کے لئے دے دے فرمایا اگر

تم اپنا مکان مسجد کے لئے دو گے تو اللہ تعالیٰ جنت میں تمہیں محل عطا فرمائے گا۔ لیکن وہ باوجوہ ایسا نہ کر سکا۔ پھر حضورؐ نے اعلان فرمایا کہ جو شخص اس آدمی سے جگہ خرید کر مسجد کے لئے دے دے اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائے گا۔ جب یہ آواز حضرت عثمانؓ نے سنی فوراً وہ جگہ خرید کر مسجد کے نام کر دی۔ رسول اللہؐ نے فرمایا۔ تمہیں اس کا اجر اللہ تعالیٰ عطا فرمائے گا۔ سنن ترمذی میں ہے کہ نمازیوں کے لئے مسجد میں جگہ کی کمی کے باعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو آدمی فلاں خاندان کا قطعہ اراضی خرید کر مسجد کو کشادہ کرے گا اللہ تعالیٰ اُسے جنت میں اس سے بہتر گھر عطا فرمائے گا۔ چنانچہ حضرت عثمانؓ نے اسے اپنے ذاتی مال میں سے خرید کر مسجد میں شامل کر دیا۔

(ترمذی کتاب المناقب باب فی مناقب عثمانؓ 3712)

اس کے بعد سے آج تک ضرورت کے مطابق توسیع ہوتی چلی جارہی ہے۔ مگر جو بھی جگہ حاصل کی گئی بلاجبر واکراہ اور بغیر حقوق العباد کی پامالی کے، سیدنا حضرت ابو بکرؓ کے دور میں بھی۔ سیدنا حضرت عمرؓ کے دور میں بھی۔ بعد ازاں حضرت عثمانؓ نے مسجد میں عظیم الشان اضافہ کیا۔ دیواریں منقش پتھروں اور گچ سے بنوائیں۔ ستون منقش پتھروں کے اور چھت ساگوان کی لکڑی کی بنوائی۔ جب حضرت عمرؓ مسجد کو وسیع کرنے لگے تو چونکہ حضرت عباسؓ کا مکان مسجد سے متصل تھا اس لئے آپ نے انہیں بلایا اور فرمایا کہ میں امہات المؤمنین کے مکانات کو منہدم کرنے کی جسارت نہیں کر سکتا۔ البتہ آپ کے مکان کے بارہ میں تین تجاویز ہیں جو چاہیں قبول کر لیں۔

1. مکان میرے ہاتھ فروخت کر دیں منہ مانگی قیمت دی جائے گی۔
2. مکان کے عوض مدینہ میں جو جگہ پسند کریں وہ آپ کو دے دی جائے گی۔
3. اپنا مکان مسلمانوں کے لئے وقف کر دیں۔

حضرت عباسؓ نے حضرت امیر المومنین کی خواہش کو مقدم جانا اور برضاء رغبت اپنا مکان مسجد کی توسیع کے لئے دے دیا۔ اس کے علاوہ حضرت عمرؓ نے حضرت جعفرؓ کے مکان کا نصف بھی خرید کر مسجد میں شامل کر دیا۔ 88ھ / 706ء میں خلیفہ ولید بن عبد الملک نے مدینہ کے امیر عمر بن عبد العزیز کو مسجد کی توسیع کا حکم دیا۔ چنانچہ اس دور میں مسجد کے ساتھ تمام ازواج مطہرات کے حجرات اور دیگر مکان مسجد کا حصہ بنا دیئے گئے۔ حضرت عمر بن

عبد العزیز نے مسجد کی بنیادیں پتھروں کی بنوائیں۔ دیواریں تراشیدہ منقش پتھروں کی چونے سے کھڑی کیں ستون پتھر کے بنوائے۔ جن میں لوہا اور سیسہ بھرا ہوا تھا۔ دیواروں پر جواہرات اور سنگ مرمر کے ٹکڑوں سے جاذب نظر اور دلربا میناکاری کرائی۔ چھت ساگوان کی بنوا کر سونے سے نقش و نگار کروایا۔ ولید بن عبد الملک کی تعمیر سے پہلے مسجد کے مینار بنانے کا طریقہ رائج نہیں تھا۔ حضرت عمر بن عبد العزیز کے وقت میں مسجد کے چاروں کونوں میں مینار بنائے گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آج تک مختلف ادوار میں مسجد نبوی توسیع ہوتی رہی ہے۔ مدینہ منورہ میں مسلم آبادی میں اضافے کے باوجود مختلف جہتوں سے اس کی توسیع کے دوران اس کی حقیقی بنیاد کو محفوظ رکھنے کے لئے اس مسجد کے رقبے کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ سعودی عرب میں 1950ء میں شاہ عبد العزیز نے اسی مسجد کو وسعت دی تھی۔ 1973ء میں شاہ فیصل کے دور میں توسیع ہوئی۔

2012ء میں شاہ عبد اللہ نے مسجد کو وسعت دینے کا منصوبہ شروع کیا اور اب شاہ عبد اللہ کے بعد شاہ سلیمان نے توسیعی منصوبہ و دیگر کام دوبارہ کرنے پر زور دیا ہے۔ تاکہ حرمین شریفین کو بہتر سے بہتر بنایا جاسکے۔ توقع ہے کہ توسیعی منصوبہ کے بعد 10 لاکھ سے زائد عبادت گزاروں کے لئے جگہ میسر ہو گی۔

(یہ معلومات بی بی سی اردو نے پہلی مرتبہ 11 نومبر 2019ء میں شائع کیں وہاں سے استفادہ کیا گیا ہے۔)

مسجد نبوی کے فضائل

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مسجد حرام کے علاوہ باقی ہر مسجد میں نماز پڑھنے کی نسبت میری مسجد میں نماز ادا کرنا ہزار نمازوں سے بہتر ہے۔

(بخاری کتاب افضل الصلوٰۃ باب فضل الصلوٰۃ مکۃ و المدینہ)

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ گھر میں نماز پڑھنے والے کو ایک نماز کا ثواب ملتا ہے اور محلہ اور قبیلہ کی نماز پڑھنے والے کو پچیس گنا زیادہ ثواب ملتا ہے اور جامع مسجد میں نماز پڑھنے

والے کو پانچ سو نمازوں کا ثواب ملتا ہے اور مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھنے والے کو پچاس ہزار نمازوں کا اجر ملتا ہے اور میری مسجد میں نماز پڑھنے کو پچاس ہزار نمازوں کا ثواب ملتا ہے اور مسجد حرام میں نماز ادا کرنے والے کو ایک لاکھ نماز کا ثواب ملتا ہے۔

(ابن ماجہ کتاب اقامة الصلوة ماجاء فی الصلوٰۃ فی المسجد الجامع)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنِّیْ اٰخِرُ الْاَنْبِیَآءِ، میں انبیاء میں سے آخری نبی ہوں۔ وَاِنِّی مَسْجِدَہٗ آخِرُ الْمَسَاجِدِ اور میری مسجد مساجد میں سے آخری مسجد ہے۔

(مسلم کتاب الحج باب فضل الصلوٰۃ مسجدی مکة والمدینہ)

اور سنن نسائی کتاب المساجد میں حضرت ابوہریرہؓ کی روایت میں بھی الفاظ ہیں۔

فَاِنِّیْ آخِرُ الْاَنْبِیَاءِ، وَاِنَّہٗ مَسْجِدِیْ آخِرُ الْمَسَاجِدِ

حضرت ابوہریرہؓ بیان کیا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں نماز ادا کرنا کسی بھی دوسری مسجد کی نسبت ہزار گنا بہتر ہے۔ سوائے مسجد حرام کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخر الانبیاء ہیں اور آپ کی مسجد آخر المساجد ہے۔

(سنن نسائی کتاب المساجد باب فضل مسجد النبیؐ والصلوٰۃ فیہ)

کنز العمال میں حضرت جابر بن عبد اللہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

میری اس مسجد میں ایک نماز دوسری مسجدوں کی نسبت ہزار درجہ فضیلت رکھتی ہے سوائے مسجد حرام کے اور میری مسجد میں ایک جمعہ دوسری مساجد کے ہزار جمعہ سے افضل ہے سوائے مسجد حرام کے اور میری اس مسجد میں ایک رمضان دوسری مساجد میں ایک ہزار رمضان سے افضل ہے سوائے مسجد حرام کے۔

(کنز العمال جلد 12 صفحہ 236)

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کی کسی بھی مسجد کے مقابلہ میں مسجد نبوی میں نماز ادا کرنا ہزار گنا بلکہ پچاس ہزار گنا زیادہ ثواب کا موجب ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس عظیم المرتب اور مقدس مسجد کو یہ عظمت اور رفعت کا منفرد مقام حاصل ہے کہ آپؐ کے گھر اور آپؐ کے منبر کے درمیان کی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

حضرت عبد اللہ بن زید المازنی، حضرت عبد اللہ بن زید انصاری اور حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَابَیْنَ بَیْتِی وِمِنْبَرِی رَوْضَۃٌ مِن رِیَاضِ الجَنَّۃِ

کہ میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

(مسلم کتاب الحج باب فضل مابین قبرہ و منبرہ)

نجران کے عیسائی وفد کی آمد اور مسجد نبوی میں عبادت

نجران سے ساٹھ افراد پر مشتمل نصارٰی کا وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ آیا اُن میں اُن کے چودہ بڑے بڑے علماء بھی تھے جن کی قدرومنزلت اور احترام روم کے بادشاہ بھی کرتے تھے انہوں نے ان نجرانیوں کے لئے بہت سارے گرجے تعمیر کروائے تھے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد (مسجد نبویؐ) میں آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے گفتگو فرمائی۔ توحید تثلیث وغیرہ کے مسائل زیر بحث آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ کی خدائی کارد کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی صفت ''الحیئ ''کو پیش فرمایا۔

آپ نے فرمایا الم اللہ لا الہ الا ھو۔ لیس معہ غیرہ شریك فی امرہ کوئی دوسرا اس کے معاملات میں شریک نہیں ہے۔ ''الحی القیوم'' الحی الذی لا یموت و قد مات عیسیٰ و صلیب فی قولھم۔ اللہ ''الحی'' زندہ ہے نہیں مرتا اور عیسیٰ تو مر چکے اور ان کے قول کے مطابق صلیب دیئے گئے۔

(ابن ہشام جلد 2 صفحہ 225)

اور علامہ ابوالحسن علی بن احمد الواحدی النشیاپوری لکھتے ہیں۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان عیسائیوں کو فرمایا۔ الستم تعلمون ان ربنا حیی لا یموت و ان عیسیٰ اتی علیہ الفناء۔

کیا تمہارے علم میں نہیں، تم نہیں جانتے کہ ہمارا رب زندہ ہے مرتا نہیں اور عیسیٰ پر فنا آچکی ہے انہوں نے کہا ہمیں یہ بات تسلیم ہے۔

حیرت انگیز بات ہے کہ اسی دوران جب ان کی نماز کا وقت آیا تو اٹھ کر جانے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی مسیحی وفد کو اپنی مسجد جسے ''آخر المساجد ''(مسلم) کا لقب دیا گیا ہے میں نے نماز پڑھنے کی اجازت عطا فرمائی اور انہوں نے اس مسجد یعنی مسجد نبوی میں نماز ادا کی۔

ثمامہ بن اثال بنو حنیفہ کے سرداروں میں سے ایک سردار تھا جس کے ہاتھ بہت سے مسلمانوں کے خون سے رنگین تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ سواروں کو نجد کی طرف روانہ کیا تو یہ ان کے ہاتھ آگیا۔ اسے مدینہ لایا گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے مسجد نبوی کے ایک ستون سے باندھ دیا گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لائے اور پوچھا سناؤ کیا حال ہے؟ اور تیرے پاس اپنے جرائم کا کیا جواب ہے؟ اس نے کہا ٹھیک ہوں اگر آپ مجھے قتل کر دیں ایک خونی اور قاتل کو قتل کریں گے اور اگر آپ احسان فرما کر چھوڑ دیں تو ایک شکر گزار اور قدر دان شخص کو چھوڑیں گے اور اگر مال کی طلب ہے تو جتنا مال آپ طلب کریں گے دیا جائے گا۔ اس کی یہ بات سن کر حضورؐ تشریف لے گئے اگلے دن پھر اس کے پاس آئے اس کا حال احوال پوچھا اور کہا کہ تیرے پاس تیرے جرائم کیا جواب ہے؟ اس نے کہا وہی جواب ہے جو میں آپ سے پہلے عرض کر چکا ہوں اگر آپ احسان فرمائیں گے تو ایک شاکر اور قدر دان پر احسان فرمائیں گے حضورؐ تشریف لے گئے اور تیسرے دن پھر حضورؐ اس کے پاس تشریف لائے اور وہی سوال کیا کہ تیرے پاس تیرے جرائم کا کیا جواب ہے؟ اس نے کہا وہی جواب ہے جو میں پہلے عرض کر چکا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ثمامہ کو چھوڑ دو۔ اسے چھوڑ دیا گیا تو وہ مسجد کے قریب کھجوروں کے جھنڈ میں گیا اور نہایا اور پھر وہ مسجد آیا اور کہنے لگا۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلَ اللّٰهِ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں محمد اللہ کے رسول ہیں اور پھر کہا یا رسول اللہ! اللہ کی قسم زمین پر کوئی چہرہ آپ کے چہرہ سے زیادہ مبغوض نہ تھا لیکن اب آپ کے چہرہ سے زیادہ محبوب اور پیارا چہرہ کوئی نہیں۔ اللہ کی قسم! آپ کے دین سے بڑھ کر مجھے کسی دین سے بغض

نہ تھا مگر اب آپ کے دین سے بڑھ کر مجھے کسی دین سے محبت نہیں ہے۔ اللہ کی قسم! آپ کے اس شہر سے بڑھ کر مجھے کسی شہر سے نفرت نہ تھی مگر اب آپ کے شہر سے بڑھ کر مجھے کسی شہر سے محبت نہیں ہے۔

(بخاری کتاب المغازی باب وفد بنی حنیفہ 4372)

ان دونوں واقعات میں سبق ہے ان لوگوں کے لئے جو اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتے ہیں اور پھر دوسرے کلمہ پڑھنے والوں کی مساجد کو گراتے اور ان کے میناروں کو توڑتے اور ان کو ویران کرنے کے درپے ہیں۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 23 دسمبر 2022ء)









اور زمین اپنے ربّ کے نور سے جگمگا اٹھی

(ربیب احمد مرزا۔ مبلغ سلسلہ ایم ٹی اے شعبہ ترجمانی لندن)

"جو شخص کعبہ کی بنیاد کو ایک حکمت الٰہی کا مسئلہ سمجھتا ہے وہ بڑا عقلمند ہے کیونکہ اس کو اسرارِ ملکوتی سے حصّہ ہے۔"

(الہام حضرت مسیح موعودؑ 1891ء)

جب ہم دنیا کی تاریخ پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمارے مشاہدہ میں یہ بات سامنے آتی ہے کہ مذاہب عالم کے پیروکاروں نے جس جگہ بود و باش کیا وہاں انہوں نے عبادتِ الٰہی کی غرض سے عبادتگاہوں کو بنایا۔ پس خواہ وہ ہندوؤں کے مندر ہوں، بدھ مت کے سٹوپا ہوں، عیسائیوں کے گرجے ہوں، یہودیوں کے معبد ہوں یا رومی و یونانی معبد ہوں جن میں مختلف خداؤں کی پوجا کی جاتی تھی، ہر قوم، ہر تمدن بلکہ ہر تہذیب میں ایک ایسی جگہ عبادت کیلئے مخصوص کی جاتی تھی جو لوگوں کی تسکین دل کا باعث بنتی تھیں اور جہاں وہ غور و خوض کر کے وصل یار حاصل کر پاتے۔

بیتِ عتیق

قرآن کریم کے مطابق بیتِ عتیق (خانہ کعبہ) جس کے بارہ میں اب نئی تحقیق کے پیش نظر یہ کہا جاتا ہے کہ وہ بالکل دنیا کے وسط میں واقع ہے خدا تعالیٰ کی عبادت کیلئے سب سے پہلا گھر تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

اِنَّ اَوَّلَ بَیۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیۡ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّ ہُدًی لِّلۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۹۷﴾

یعنی کہ بنی نوع انسان کیلئے جو سب سے پہلا گھر بنایا گیا تھا وہ مکہ معظمہ کے مبارک مقام پر واقع ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ وہ پہلا گھر جو لِلنَّاسِ وضع کیا گیا ہے، بنایا گیا ہے مکّہ میں ہے۔ مختلف روایات اور قرآنِ کریم کی آیات میں جو مفہوم مختلف جگہوں میں بیان ہوا ہے اس سے میرے ذہن نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ جب ہمارے آدمؑ کی پیدائش اور بعثت ہوئی (میں نے ہمارے آدم کے الفاظ اس لیے استعمال کیے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بیان فرمایا ہے کہ لاکھ کے قریب آدم اس دنیا میں پیدا ہوئے ہیں جو آدم سے پہلے گزرے تھے۔ ان کی اولاد میں سے بعض کو اولیائے امّت نے اپنے کشف میں دیکھا بھی ہے جس کا انہوں نے اپنی کتب میں ذکر کیا ہے) اُس وقت دنیا ایک مختصر سے خطہ میں آباد تھی اور اللہ تعالیٰ نے اس وقت کے سب انسانوں کے لیے اپنی حکمت کاملہ سے آدم پر یہ وحی فرما کر بیت اللہ کی تعمیر کروائی، ایک گھر بنوایا اور اُس گھر کو تمام بنی نوع انسان کے ساتھ متعلق کر دیا جو اُس آدم کی اولاد میں سے تھے۔ لیکن بعد میں جب یہ نسل بڑھی اور پھیلی اور دنیا کے مختلف خطّوں کو انہوں نے آباد کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی روحانی اور ذہنی نشوونما کو مدّ نظر رکھتے ہوئے ہر قوم اور ہر خطّہ میں علیحدہ علیحدہ نبی بھیجنے شروع کیے تا ان کو ان راہوں پر چلانے کی کوشش کریں جن راہوں پر چل کر خدا تعالیٰ کا ایک بندہ اپنی استعداد کے مطابق عبودیّت کی ذمہ داریوں کو نبھا سکتا ہے اور احادیث سے یہ بھی پتہ لگتا ہے کہ اس دنیا میں ایک لاکھ سے اوپر انبیاء گزرے ہیں۔ تو جس آدم کی اولاد اس طرح منتشر اور متفرق ہو گئی تھی علیحدہ علیحدہ قوم بن گئی تھی جن کے اپنے اپنے نبی تھے انہوں نے اس گھر کی طرف توجّہ دینی چھوڑ دی جو خدا کا گھر اور تمام بنی نوع انسان کے لیے کھڑا کیا گیا تھا اور اس سے اس قدر بے توجّہی برتی کہ حوادث زمانہ کے نتیجہ میں اور مرمّت اور آبادی نہ ہونے کی وجہ سے اس گھر (بیت اللہ) کے نشان تک مٹ گئے۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ کا یہ منشا پورا ہونے کا وقت آیا کہ پھر تمام دنیا عَلٰی دِیْنٍ وَّاحِدٍ جمع کر دی جائے تو اللہ تعالیٰ نے اس گھر کو از سرِ نو تعمیر کرنے اور اس گھر کی حفاظت کے لیے حضرت ابراہیم علیہ السّلام اور ان کی نسل کو وقف کر دینے کا فیصلہ کیا تا ایک قوم اس بیت اللہ سے تعلّق رکھنے والی ایسی پیدا ہو جائے جن کے اندر وہ تمام استعدادیں پائی جاتی ہوں جو اُس قوم میں پائی جانی چاہئیں جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی پہلی مخاطب ہو۔ چنانچہ اڑھائی ہزار سال تک دعاؤں کے ذریعہ سے اور وقف کے ذریعہ سے ایک ایسی قوم تیار ہوئی جو اگر خدا تعالیٰ کی بن جائے تو اس کے اندر تمام وہ استعدادیں پائی جاتی تھیں جن سے وہ روحانی میدانوں میں بنی نوع انسان کی راہ نمائی اور قیادت کر سکے اور چونکہ یہ استعدادیں اور قوتیں اپنے کمال کو پہنچ چکی تھیں، ان کے غلط استعمال سے فتنہ عظیمہ بھی پیدا ہو سکتا تھا۔ اس لیے جب تک وہ گمراہ رہے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شدّت سے مخالفت کی اور نبی اکرم صلی

اللہ علیہ وسلم کو اتنی ایذا پہنچائی کہ پہلی کسی امّت نے اپنے نبی کو اس قسم کی ایذا نہیں پہنچائی۔ غرض ان کے اندر استعدادیں بڑی تھیں۔ ایک وقت تک وہ چُھپی رہیں۔ ایک وقت تک شیطان کا ان پر قبضہ رہا، لیکن جب وہ سوئی ہوئی استعدادیں بیدار ہوئیں اور انہوں نے اپنے ربّ کو پہچانا تو دنیا نے وہ نظّارہ دیکھا کہ اس سے قبل کبھی بھی انسان نے خدا تعالیٰ کی راہ میں اس قسم کی قربانیوں کا نظّارہ نہیں دیکھا تھا۔ غرض یہ وہ قوم تھی جو حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی قربانیوں اور ان کی دعاؤں اور ان کی نسل کی قربانیوں اور ان کی دعا کے نتیجہ میں پیدا ہوئی۔"

(خطبہ جمعہ 31/ مارچ 1967ء بمقام مسجد مبارک ربوہ)

وَجُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا

رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا کہ "مجھے خدا کی طرف سے پانچ ایسی باتیں عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی اور نبی کو عطا نہیں ہوئیں) " صحیح بخاری کتاب التیمم (۔ان میں سے ایک امتیازی نشان یہ تھا کہ تمام زمین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے بطور مسجد بنائی گئی ہے۔ پس اس حدیث سے ہم اس بات کو اخذ کرتے ہیں کہ تبلیغ اسلام کی کتنی اہمیت ہے اور اس حوالہ سے قیامِ مسجد کی اس میں کتنی ضرورت ہے کہ یہ بھی ایک ذریعہ ہے جس سے تمام دنیا کو اسلام کی سچی، پر امن اور خوبصورت تعلیم سے روشناس کروایا جاسکتا ہے، نیز یہ مساجد وہ جگہیں ہیں جس میں عبادت کرکے انسان خدا تعالیٰ کا سچا عابد بن سکتا ہے۔ پس جیسا کہ حضورؑ نے بتایا کہ مسلمانوں کو عموماً اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خصوصاً اہل مکہ کی سفاکانہ سازشوں اور ردّیوں کا نشانہ بننا پڑا لیکن یہ مخالفت کا بازار جو گرم ہو رہا تھا وہ ہرگز مسلمانوں کے دلوں سے اَحَدْ کی صدا نہ مٹا سکا اور نہ ہی وہ ان کی عبادتوں میں کوئی خلاء پیدا کر سکا۔ بلکہ ابتداء میں مسلمان ایک گھر جسے "دار ارقم" کے نام سے جانا جاتا ہے، میں اپنی عبادات کرتے تھے اور احادیث میں یہ بھی ذکر ملتا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے سامنے جاکر اپنی عبادات بجالاتے تھے۔ پس آفات و مصائب کے بادل کے چھا جانے کے باوجود مسلمانوں نے قیامِ توحید میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑی۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کرنے کا حکم فرمایا تو کیا دیکھتے ہیں کہ ہجرت کے دوران جو سب سے پہلا کام آپ نے سرانجام دیا تھا وہ مسجد قبا کی تعمیر تھی۔ مدینہ کے شمال میں 3 میل کے فاصلہ پر یہ شہر قُبا واقع ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی اس مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا اور خود ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تعمیر فرمائی۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

اَفَمَنۡ اَسَّسَ بُنۡیَانَهٗ عَلٰی تَقۡوٰی مِنَ اللّٰهِ وَرِضۡوَانٍ خَیۡرٌ اَمۡ مَّنۡ اَسَّسَ بُنۡیَانَهٗ عَلٰی شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانۡهَارَ بِهٖ فِیۡ نَارِ جَهَنَّمَ ؕ وَاللّٰهُ لَا یَهۡدِی الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۱۰۹﴾

(التوبہ:109)

یعنی کہ پس جس نے اپنی عمارت کی بنیاد اللہ کے تقویٰ اور (اس کی) رضا پر رکھی ہو کیا وہ بہتر ہے یا وہ جس نے اپنی عمارت کی بنیاد ایک کھوکھلے ڈَھے جانے والے کنارے پر رکھی ہو۔ پس وہ اسے جہنم کی آگ میں ساتھ لے گرے اور اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔

بعض راستباز علماءِ سلف نے اس آیت کو اس واقعہ پر تطبیق کیا اور شاید اسی وجہ سے اس مسجد کا دوسرا نام مسجد تقویٰ بھی آتا ہے۔ پس یوں تو اس نازک سی حالت میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی تعمیر کو اہمیت دی کیونکہ دراصل یہی ایک تقویٰ کا گہوارہ ہے جس سے انسان روحانی نشوونما حاصل کرتے ہوئے اپنے مالک حقیقی کے ساتھ ایک زندہ اور پختہ تعلق قائم کرسکتا ہے۔ پس یہ عظیم فعل اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ایک مسجد اسلامی معاشرہ قائم کرنے کے لئے ایک اہم بنیاد ہے۔ سو دراصل مسجد ایک ایسی جگہ ہے جو روحانیّت، اخلاقیات اور حصولِ ہدایت کیلئے مختص کردی گئی ہے۔ پھر مدینہ منوّرہ اور اس کے گرد و نواح کے علاقوں میں بھی مساجد بنائی گئیں۔ پس یہ مساجد صرف مسلمانوں کیلئے نہیں تھیں بلکہ ذکر ملتا ہے کہ ایک دفعہ ایک وفد نجران سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ملنے آیا۔ گفتگو کے دوران ان کی عبادت کا وقت آگیا۔ اس پر آنحضور ﷺ نے ان کو اپنی مسجد میں عبادت کرنے کی اجازت عنایت فرمادی۔ پس دراصل یہ مسجد آزادیٔ مذہب کا پرچار کرنے کا بھی ذریعہ ہیں۔

اِنَّ مَسۡجِدِیۡ هٰذَا اٰخِرُ الۡمَسَاجِد

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جگہ فرمایا کہ اِنّ مَسۡجِدِیۡ هٰذَا اٰخِرُ الۡمَسَاجِد (مرشد ذوی الحجاء و الحاجه، شرح ابن ماجه، کتاب الاذان، باب ما جاء فی فضل الصلوٰة) یعنی کہ اب جو مساجد تعمیر کی جائیں گی وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کے برعکس نہیں ہوں گی بلکہ اس آیت کی مظہر ہوں گیں جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَسٰجِدُ یُذۡکَرُ فِیۡهَا اسۡمُ اللّٰهِ کَثِیۡرًا یعنی ایسی مساجد جس میں اللہ کا بکثرت ذکر کیا جاتا ہے اور صرف اور صرف انتشارِ توحید اور عبادت الٰہی کی غرض سے قائم کی جائیں گی۔ نہ ان کی بنیادیں اس مسجد پر ہوں گی جس کا نام قرآن

کریم نے مسجدِ ضرار رکھا یعنی وہ معبد جو ایذا رساں ہو۔ تاریخ سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسجد منافقین نے تعمیر کی تھی، جس میں وہ مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرتے تھے اور پھر اللہ تعالیٰ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مسجد کو منہدم کرنے کا حکم دیا اور نہ ہی مساجد کی بنیادیں غیر اللہ کے نام پر رکھی جائیں گی۔ پس جوں جوں اسلام پھیلتا چلا گیا وہاں وہاں مسلمانوں نے بڑی شاندار اور خوبصورت مساجد سے ان مفتوح جگہوں اور علاقوں کو آراستہ کیا۔ مگر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانہ کے متعلق مسلمانوں کو یہ بھی تنبیہ فرمائی تھی کہ ۔۔۔یعنی اس وقت مسجدیں تو بھری ہوئی ہوں گی لیکن ہدایت سے خالی ہوں گی اور اس کے برعکس فتنہ اور فساد کی آماجگاہوں کی صورت اختیار کر لیں گی۔ لیکن اس کے ساتھ اس کا تریاق بھی بتایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمائے گا جو اسلام کی پژمردہ حالت کو دوبارہ شان و شوکت بخشے گا اور اسلام کا دوسرے ادیان پر غلبہ ثابت کر دیگا۔

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"

حضرت مسیح موعودؑ کے وقت اسلام کی حالت اس یتیم بچہ کی طرح تھی جس کی کوئی کفالت کرنے والا نہیں تھا۔ مساجد بجائے ہدایت پھیلانے اور مسلمانوں کو اسلامی تعلیمات سے آگاہی بخشنے کے، فتنہ اور فساد کا مرکز بن گئیں تھیں۔ پس اس منظر کو دیکھ کر اسلام کو ہر طرف سے نقصان پہنچایا جارہا تھا اور مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد اسلام سے برگشتہ ہو کر عیسائی کلیسیاؤں کے رکھوالی بن گئے تھے۔ مولانا حالی مسلمانوں کی بے چینی کے عالم کی تصویر کشی اپنے ایک شعر میں یوں کرتے ہیں:

؎ رہا دین باقی نہ ایمان باقی
ایک اسلام کا رہ گیا نام باقی

(مسدس حالی بند نمبر 108)

پس اس کرب کی حالت میں خدا تعالیٰ کی رحمت نے جوش مارا اور اس نے اپنے جری اللہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السّلام کو مبعوث فرمایا جس نے اسلام کو وہ تقویت دی کہ نہ کوئی عیسائی، نہ کوئی ہندو اور نہ کوئی لا

مذہب آپؑ کا مقابلہ کر سکا۔ حضورؑ نے 1883ء (دعوائے ماموریت کے ایک سال بعد) میں مسجد مبارک کا سنگِ بنیاد رکھا جس کے بارے میں آپ کو مندرجہ ذیل الہامات ہوئے:

1. اَلَمۡ نَجۡعَلۡ لَّکَ سُھُوۡلَۃً فِیۡ کُلِّ اَمۡرٍ بَیۡتُ الۡفِکۡرِ وَبَیۡتُ الذِّکۡرِ وَمَنۡ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِناً
2. فِیۡہِ بَرَکَاتٌ لِّلنَّاسِ۔ وَمَنۡ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِناً
3. مُبَارِکٌ وَمُبَارَکٌ وَّ کُلُّ اَمۡرٍ مُّبَارَکٍ یُّجۡعَلُ فِیۡہِ

پھر 1894ء اور 1895ء میں عالمگیری طور پر خسوف و کسوف کے نشانات ظہور پذیر ہوئے۔ اس وقت حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے یہ تحریر فرمایا کہ:

''وَقَدۡ عَرَفۡتَ أَنَّ الۡاِنۡخِسَافَ وَ الۡاِنۡکِسَافَ تَوَجُّہٌ جَمَالِیّ وَتَجَلّ جَلَالِیّ، وَفِیۡہِ أنوارٌ لِنشأۃ ثانیۃ، و تَبَدُّلات روحانیۃ و ھو لبنۃ أولٰی لتأسیس نظام الخیر و تعمیر المساجد و تخریب الدیر، و تغلُب فیہ القویٰ السماویۃ علی القوی الارضیۃ، و الانوار المسیحیۃ علی الحِیل الدجّالیۃ، و یُری اللّٰہُ خَلۡقَہ سراجًا وھّاجًا، فیدخلون فی دین اللہ أفواجًا، و کان قدرًا مقضیًا من ربّ العالمین۔''

(نور الحق حصہ دوم، روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 237-238)

ترجمہ: اور تو پہچان چکا ہے کہ خسوف اور کسوف جمالی اور جلالی تجلی ہے اور یہ تجلی نشأۃ ثانیہ اور تبدلاتِ روحانیہ کے لئے ہے اور یہ نظامِ خیر کی بنیاد کے لئے پہلی اینٹ ہے اور نیز مساجد کی تعمیر اور دیر کی خرابی کے لئے اور اس میں آسمانی قوتیں زمینی قوتوں پر غالب آجائیں گی اور مسیحی نور دجالی حیلوں سے بڑھ جائیں گے اور خدا تعالیٰ اپنی خلقت کو ایک روشن چراغ دکھائے گا۔ پس وہ فوج در فوج دینِ الٰہی میں داخل ہوں گی۔

اس کے بعد حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے تعمیر مساجد کیلئے اپنی جماعت کو ایک زوردار اپیل کی نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ:

''اس وقت ہماری جماعت کو مساجد کی بڑی ضرورت ہے۔ یہ خانہ خدا ہوتا ہے۔ جس گاؤں یا شہر میں ہماری جماعت کی مسجد قائم ہوگئی تو سمجھو کہ جماعت کی ترقی کی بنیاد پڑ گئی۔ اگر کوئی ایسا گاؤں ہو یا شہر جہاں مسلمان کم ہوں یا نہ

ہوں اور وہاں اسلام کی ترقی کرنی ہو تو ایک مسجد بنا دینی چاہیے۔ پھر خدا خود مسلمانوں کو کھینچ لاوے گا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ قیام مسجد میں نیت بہ اخلاص ہو۔ محض للہ اسے کیا جاوے۔ نفسانی اغراض یا کسی شر کو ہرگز دخل نہ ہو۔ تب خدا برکت دے گا۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ مسجد مرصّع اور پکی عمارت کی ہو۔ بلکہ صرف زمین روک لینی چاہیے اور وہاں مسجد کی حد بندی کر دینی چاہیے اور بانس وغیرہ کا کوئی چھپر وغیرہ ڈال دو کہ بارش وغیرہ سے آرام ہو۔ خدا تعالیٰ تکلّفات کو پسند نہیں کرتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد چند کھجوروں کی شاخیں کی تھی اور اسی طرح چلی آئی۔ پھر حضرت عثمانؓ نے اس لیے کہ ان عمارت کا شوق تھا۔ اپنے زمانہ میں اسے پختہ بنوایا۔ مجھے خیال آیا کرتا ہے کہ حضرت سلیمانؑ اور عثمانؓ کا قافیہ خوب ملتا ہے۔ شاید اسی مناسبت سے ان کو ان باتوں کا شوق تھا۔ غرضیکہ جماعت کی اپنی مسجد ہونی چاہیے جس میں اپنی جماعت کا امام ہو اور وعظ وغیرہ کرے اور جماعت کے لوگوں کو چاہیے کہ سب مل کر اسی مسجد میں نماز باجماعت ادا کیا کریں۔ جماعت اور اتفاق میں بڑی برکت ہے۔ پراگندگی سے پھوٹ پیدا ہوتی ہے اور یہ وقت ہے کہ اس وقت اتحاد اور اتفاق کو بہت ترقی دینی چاہیے اور ادنیٰ ادنیٰ باتوں کو نظر انداز کر دینا چاہیے جو کہ پھوٹ کا باعث ہوتی ہیں۔"

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 93)

دنیا بھر میں مساجد کا قیام

پھر جب آپؑ کا وصال ہوا تو آپؑ کے بعد جاری نظام خلافت نے اس کام کو مزید آگے چلایا۔ پس یہ اللہ تعالیٰ کا جماعت احمدیہ پر بہت بڑا احسان ہے کہ جہاں بھی مسیحِ محمدی کے متبعین اور پیروکاروں نے بود و باش کیا، وہاں انہوں نے خلفاء کی آواز پر لبّیک کہتے ہوئے، خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنے اموال کی قربانی پیش کرتے ہوئے، نیز احمدی خواتین نے اپنے زیورات اور کنگن وغیرہ بھی راہ خدا میں پیش کرنے کی سعادت نصیب کرتے ہوئے مساجد تعمیر کیں۔ سو خواہ وہ یورپ ہو، ایشیا ہو، افریقہ ہو یا امریکہ یا جزائر ہوں دنیا کے تمام برّ اعظموں اور کونے کونے میں مساجد تعمیر کی جارہی ہیں، جن سے خدا تعالیٰ کی وحدانیت کا پرچار ہو رہا ہے اور جن میں خدا تعالیٰ کی بڑائی اور مجد کا بکثرت ذکر کیا جارہا ہے۔ الحمد للہ اب تک جماعت ہائے احمدیہ کی مساجد کی مجموعی تعداد 20,356 ہے (مشن ہاؤسز کی تعداد اس کے علاوہ ہے)، جس میں سے کچھ مساجد جماعت نے خود تعمیر کیں اور کچھ مساجد بنی بنائی مل گئیں۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلك۔ اب اس کا ایک مختصر نقشہ قارئین کے پیشِ خدمت ہے۔

افریقہ

بینن : اس ملک میں جماعت کا قیام 1957ء میں ہوا۔ 27/جنوری 1974ء کو Porto Nova کے مقام پر جماعت احمدیہ بینن کی پہلی مسجد کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ پھر اسی سال 25/اگست کو اس مسجد کا افتتاح ہوا۔ اب تک اس ملک میں جماعت کی 255 مساجد تعمیر ہو چکی ہیں۔

گھانا : ہاں جماعت کا نفوذ 1921ء کو ہوا۔ Saltpond جو کہ غانا کے جنوب میں واقع ہے تقریباً 50 سال تک جماعت مرکز رہا۔ پھر بعد ازاں 1978ء میں مرکز کو Accra منتقل کر دیا گیا جو کہ غانا کا دارالحکومت ہے۔ اب تک اس ملک میں 762 سے زائد مساجد ہیں۔

لائبیریا: 1956ء میں جماعت کا نفوذ اس ملک میں ہوا۔ 24/جنوری 1984ء میں لائبیریا کے دار الحکومت منروویا میں ایک مسجد پر تعمیری کاروائی شروع ہوئی اور پھر اسی سال یکم جون کو اس مسجد کا افتتاح ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے از راہ شفقت اس مسجد کا نام بیت المجیب رکھا۔ اس ملک میں 10 سے زائد مساجد ہیں۔

ماریشس: 1913ء میں جماعت کا قیام اس ملک میں ہوا۔ پھر دس سال بعد یعنی 1923ء میں Rose Hill کے مقام پر جماعت احمدیہ کی پہلی مسجد کا افتتاح ہوا۔ اس جماعت میں دس سے زائد مساجد تعمیر ہوئی ہیں۔

نائجیریا : یہاں پر جماعت کا قیام 1916ء میں ہوا۔ اب تک اس ملک میں 1400 مساجد ہیں۔ خلافت احمدیہ کی پہلی صدی کی آخری مسجد اس ملک میں تعمیر ہوئی۔ اس کا نام مسجد مبارک رکھا گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدّہ اللہ تعالیٰ نے 2008ء کے مغربی افریقہ کے دورہ پر اس کا افتتاح فرمایا۔

سیرالیون : اس ملک میں جماعت کا قیام 1937ء میں ہوا۔ اس ملک میں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے 1556 مساجد ہیں جس میں سے کچھ جماعت نے خود تعمیر کروائیں اور باقی بنی بنائی ملیں۔

تنزانیہ : مشرقی افریقہ میں جماعت کا نفوس 1934ء میں اس ملک میں ہوا۔ گو تو احمدیت کا پیغام اس ملک میں حضرت اقدس مسیحِ موعودؑ کے مبارک دور میں پہنچ گیا تھا جبکہ Zanzibar میں سلطان ماجد کے عہد میں بغاوت ہو

گئی تھی۔ اس کے نتیجہ میں سلطان نے برطانوی گورنمنٹ سے فوجی امداد طلب کی۔ بعد ازاں کچھ سپاہی وہاں بھجوائے گئے جن میں کچھ احمدی افراد بھی شامل تھے۔ اس دوران ان سپاہیوں نے تبلیغِ حق کا فریضہ بھی سرانجام دیا۔ کچھ وقت بعد وہاں چند احمدی کلرک، ڈاکٹرز اور اکاؤنٹنٹس بھجوائے گئے جنہوں نے احمدیت کی خوب تبلیغ کی۔ ان میں سے کچھ صحابہ حضرت مسیح موعودؑ بھی تھے۔ اس ملک میں جماعت کی پہلی مسجد کا افتتاح 1947ء میں ہوا۔ یہ مسجد ''مشرقی افریقہ کا تاج محل'' کے نام سے مشہور تھی۔ لیکن حضرت مصلح موعودؓ نے اس کا باقاعدہ نام مسجد فضل رکھا۔ اس ملک میں اب تک 232 مساجد ہیں۔ اس ملک کو سیّدنا خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 100 مساجد بنانے کی تحریک بھی فرمائی۔

یوگینڈا : اس ملک میں جماعت کا نفوذ 1935ء میں ہوا۔ اسی سال یوگینڈا کے دارالحکومت کمپالا میں جماعت کی مسجد تعمیر ہوئی۔ پہلی اینٹ قادیان سے منگوائی گئی نیز سنگ بنیاد کی تقریب حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ کی نگرانی میں ہوئی۔ اب تک اس ملک میں 35 سے زائد مساجد ہیں۔

ایشیا

بنگلہ دیش : حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے زمانہ میں یعنی 1912ء میں بنگلہ دیش میں جماعت کا قیام ہوا۔ باوجود سخت مخالفت کے اس جماعت کو 30 سے زائد مساجد بنانے کی توفیق ملی۔

انڈیا : دیارِ مسیحِ آخر الزمانؑ میں جماعت کا باقاعدہ قیام 1889ء میں ہوا۔ اس ملک میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے 2100 سے زائد مساجد تعمیر ہوئیں۔ 1876ء میں حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب نے مسجد اقصیٰ تعمیر کروائی تھی۔ 1900ء، 1910ء اور 1938ء میں اس کی توسیع ہوئی، نیز 13 ؍مارچ 1903ء میں مسجد کے صحن میں منارۃ المسیح کی بنیاد رکھی گئی۔ اس کی تکمیل 1916ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثّانیؓ کی زیرِ نگرانی میں ہوئی۔ اب تک 571 سے زائد مساجد تعمیر ہو چکی ہیں۔

انڈونیشیا : اس ملک میں جماعت کا قیام 1925ء میں ہوا۔ اس ملک میں باوجود سخت مخالفت کے اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کو 390 سے زائد مساجد بنانے کی توفیق عطا فرمائی۔

اسرائیل : مسجد محمود جس کا نام سیّدنا حضرت مصلح موعودؓ کے نام پر رکھا گیا جماعت احمدیہ کبابیر کی پہلی مسجد ہے جو کہ 1931ء میں جبلِ مار الیاس (Mount Carmel) پر تعمیر کی گئی۔ پھر 1970ء کی دہائی میں اس کی توسیع کی گئی۔ اس پہاڑ کی تاریخی حوالہ سے بڑی اہمیت ہے۔ بائیبل کی رو سے اس پہاڑ پر حضرت الیاسؑ ایک غار میں جا کر عبادت کیا کرتے تھے نیز اسی پہاڑ پر انہوں نے لوگوں کو بتایا کہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہیں۔

یورپ

ڈنمارک : اس ملک میں جماعت کا نفوذ 1959ء میں ہوا۔ 1964ء کے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر حضرت سیّدہ امّ متینؓ صدر لجنہ اماء اللہ نے اپنے خطاب میں لجنہ سے خلافتِ ثانیہ کے 50 سال مکمل ہونے کے سلسلہ میں ایک مسجد کیلئے صدقہ و خیرات پیش کرنے کی اپیل فرمائی۔ انہوں نے اپنے خطاب میں یہ بھی بتایا کہ مجوّزہ پلاٹ ڈنمارک میں ہے۔ چنانچہ اس اپیل پر لجنہ خواتین نے لبیک کہتے ہوئے 600,000 روپیہ اکٹھا کیا۔ بعد ازاں 6/ مئی 1966ء کے دن صاحبزادہ مرزا مبارک صاحب وکیل التبشیر نے نصرت جہاں مسجد کا سنگ بنیاد ڈنمارک کے دارالحکومت کوپن ہیگن میں رکھا۔ پھر ایک سال بعد 21/ جولائی 1967ء کا دن آیا جو جماعت احمدیہ ڈنمارک کیلئے سنگ میل کی حیثیت رکھتا تھا جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے مسجد نصرت جہاں کا افتتاح فرمایا اور پہلا جمعہ پڑھایا۔

فرانس : اس ملک میں جماعت کا قیام 1946ء میں ہوا۔ جماعت کی پہلی مسجد کا افتتاح سیدنا خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 10/ اکتوبر 2008ء کو فرمایا۔ اس موقع پر حضور نے فرمایا:

”مجھے آنے سے پہلے ماجد صاحب نے بتایا کہ 28/ دسمبر 1984ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرّابعؒ نے دورہ فرانس کے دوران اپنے اس کشفی نظارہ کا پہلی دفعہ ذکر کیا تھا جس میں گھڑی پر دس کے ہندسے کو چمکتے دیکھا تھا اور آپ کے ذہن میں اس کے ساتھ آیا تھا کہ یہ Friday the 10th کی تاریخ ہے۔ وقت نہیں ہے۔ تو آج بھی اتفاق سے یا اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہے کہ Friday the 10th ہے اور فرانس کی پہلی مسجد کا افتتاح ہو رہا ہے۔“

جرمنی : جرمنی میں جماعت کا نفوذ 1923ء میں ہوا۔ جماعت احمدیہ جرمنی کی سب سے پہلے مسجد، مسجد فضلِ عمر تھی جس کا سنگ بنیاد 1957ء میں رکھا گیا۔ پھر جماعت کی صد سالہ جوبلی کے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الرّابعؒ نے اپنی خواہش کا اظہار کیا کہ جرمنی جماعت وہ پہلا یورپین ملک ہو جہاں جماعت کو 100 مساجد تعمیر

کرنے کی سعادت نصیب ہو۔ پس اس حوالہ سے اب تک جماعت کی 76 مساجد تعمیر ہو گئی ہیں اور دنیا ہر سال دیکھتی ہے کہ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے بابرکت دورہ جات کے دوران جرمنی میں یا تو نئی مساجد کا افتتاح کرتے ہیں اور یا تو نئی مساجد کی سنگِ بنیاد رکھ رہے ہوتے ہیں۔

ہالینڈ : اس ملک میں جماعت کا قیام 1947ء میں ہوا۔ 12/ مئی 1950ء کے خطبہ جمعہ میں حضرت مصلح موعودؓ نے خواتین سے ہالینڈ کی مسجد کیلئے صدقہ و خیرات پیش کرنے کی تحریک فرمائی۔ چنانچہ سنگ بنیاد 20/ مئی 1953ء کو رکھا گیا اور 9/ دسمبر 1955ء کو حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ نے مسجد کا افتتاح فرمایا۔ یہ مسجد خالصتاً لجنہ اماء اللہ کی مالی قربانیوں سے تعمیر کی گئی۔

ناروے : 1957ء میں جماعت کا اس ملک میں قیام ہوا۔ گو تو اس ملک میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے یکم اگست 1980ء کو Oslo میں مشن ہاؤس کا افتتاح فرمایا تھا اور اس کا نام مسجد نور رکھا لیکن 30/ ستمبر 2011ء کو سیّدنا خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیت النصر کا افتتاح فرمایا جو کہ ایک باقاعدہ مسجد ہے اور مغربی یورپ کی دوسری بڑی مسجد کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ بھی اوسلو میں واقع ہے۔

اسپین : اس ملک میں تاریخ اسلام کی داستانیں قلمبند ہیں۔ پس جب ہم تاریخ پر نظر ڈالتے ہیں تو یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ اس وقت جب یورپ ایک تاریکی کے دور میں سے گزر رہا تھا اس کے برعکس اسلام ایک زریں دور میں سے گزر رہا تھا اور سپین کو مختلف علوم و فنون کو حاصل کرنے کیلئے بطور مرکز جانا جا رہا تھا۔ مختصر یہ کہ جب مسلمانوں کے آپس کے تعلقات بگڑ گئے اور ان کی حکومت میں تفرقہ اور پھوٹ پیدا ہو گیا تو عیسائیوں نے اس کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اسلامی حکومت کا تختہ الٹ دیا اور خود تخت نشین ہو گئے۔ پس 10/ اکتوبر 1980ء سرزمینِ سپین کے لئے ایک تاریخی دن کا حامی ہے کیونکہ اس دن تمام امّت مسلمہ کیلئے ایک خوشخبری کا دن تھا جب 700 سال کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے پیدرو آباد کے مقام پر مسجد بشارت کا سنگ بنیاد رکھا۔ پھر 10/ ستمبر 1982ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرّابعؒ نے اس مسجد کا افتتاح فرمایا۔ اسپین میں جماعت کی دوسری مسجد 2013ء میں بالینسیا کے مقام پر تعمیر کی گئی، اس کا نام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بیت الرحمٰن رکھا۔

یوکے : اس ملک میں جماعت کا قیام 1912ء میں ہوا۔ فضل مسجد کا آغاز کچھ اس طرح ہوا کہ 1920ء کی دہائی میں حضرت مصلح موعودؓ نے برلن کی مسجد کیلئے تحریک فرمائی تو اس وقت خواتین جو کہ تعداد میں کم تھیں ایک ماہ کے

عرصہ کے اندر اندر اپنی زیورات اور گھر کا ساز و سامان قربان کر کے 100,000 روپے اکٹھے کیے۔ جب جرمنی حکومت نے کچھ روکیں حائل کر دیں تھیں جس کی وجہ سے مسجد کا پلاٹ جماعت نے فروخت کر دیا اور اس نتیجہ میں 50,000روپے مزید مل گئے۔ چنانچہ کل 150,000 روپے مسجد فضل کے تعمیری کام پر صرف ہوا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے 1924ء میں یوکے کا دورہ کیا۔ اس سلسلہ میں آپؓ نے 24/ اکتوبر کو مسجد فضل کا سنگ بنیاد رکھا، نیز خطبہ جمعہ بھی پڑھایا۔ اس کا افتتاح شیخ عبد القادر صاحب نے 13/ اکتوبر 1926ء کو کیا جو کہ لیگ آف نیشنز کے بھارتی وفد کے رکن تھے۔ اس مسجد کی خصوصیت یہ ہے کہ یہاں چار خلفاء نے نمازیں پڑھائی ہیں۔ جماعت احمدیہ یوکے کی دوسری مسجد بیت الفتوح کا سنگِ بنیاد حضرت خلیفۃ المسیح الرّابعؒ نے 19/ اکتوبر 1999ء کو رکھا تھا اور پھر اس کا افتتاح سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 13/ اکتوبر 2003ء کو فرمایا۔ یہ مسجد مغربی یورپ کی سب سے بڑی مسجد ہے۔ The Independent Magazine میں اس مسجد کو دنیا کی پچاس جدید عمارات میں شمار کیا گیا۔ اس وقت یوکے میں 26 مساجد موجود ہیں۔

شمالی امریکہ

کینیڈا: 1963ء میں جماعت کا قیام اس ملک میں ہوا۔ 20/ ستمبر 1986ء کو حضرت خلیفہ المسیح الرّابعؒ نے کینیڈا کی پہلی مسجد، مسجد بیت الاسلام کا سنگ بنیاد ٹورنٹو کے مقام پر رکھا۔ پھر تقریباً چھ سال بعد 17/ اکتوبر 1992ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرّابعؒ نے اس کا افتتاح فرمایا۔ ملک بھر کے بلدیات نے اس دن کو Ahmadiyya Mosque Day قرار دیا، نیز اس ہفتہ کو "Ahmadiyya Mosque Week" قرار دیا۔ اس مسجد کے علاوہ دو باقاعدہ مساجد کیلگری اور وینکوور میں تعمیر ہوئی ہیں۔

یو۔ایس۔اے: اس ملک میں جماعت کا قیام 1920ء میں ہوا جب حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے جلیل القدر صحابی حضرت مفتی محمد صادقؓ صاحب تبلیغ اسلام کیلئے امریکہ پہنچے۔ اسی سال حضرت مفتی محمد صادقؓ صاحب نے Chicago میں ایک مشن ہاؤس خریدا جس کا نام بعد میں مفتی صاحبؓ کی یاد میں الصادق مسجد رکھا گیا اور یہ جماعت کیلئے بطور مرکز کی حیثیت رکھتی تھی۔ اس کے بعد 1952ء میں امریکہ کی جماعت نے Dayton, Ohio میں ایک پلاٹ لیا اور بعد ازاں 1972ء میں جماعت کی پہلی باقاعدہ مسجد تعمیر ہوئی۔ 1994ء میں جماعت کا مرکز Silver Spring, Maryland منتقل کر دیا گیا جہاں 1980ء کی دہائی میں 8.75 Acres زمین خریدی گئی اور

پھر 1994ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرّابعؒ نے مسجد بیت الرحمٰن کا باقاعدہ افتتاح فرمایا۔ اس ملک میں 40 سے زائد مساجد ہیں۔

جنوبی امریکہ

گوئٹے مالا : اس ملک میں جماعت کا باقاعدہ قیام صد سالہ جوبلی کے سال یعنی 1989ء میں ہوا۔ اسی سال 3/ جولائی کو حضرت خلیفۃ المسیح الرّابعؒ نے گوئٹے مالا کی پہلی مسجد بیت الاوّل کا افتتاح فرمایا۔

گیانا : جماعت کا قیام 1956ء میں اس ملک میں ہوا۔ یہاں ایک مسجد ہے بیت النّور لیکن اس کی سنگِ بنیاد یا افتتاح کی تاریخ دستیاب نہ ہو سکی۔

سرینام : اس ملک میں بھی جماعت کا قیام 1956ء میں ہوا۔ اس ملک میں دو مساجد ہیں۔ سب سے پہلی مسجد بیت النّاصر 1971ء میں تعمیر ہوئی اور دوسری مسجد کا افتتاح 19/ فروری 1984ء میں ہوا۔

ٹرینیڈاڈ اینڈ ٹوبیگو : اس ملک میں جماعت کا نفوذ 1952ء میں ہوا۔ جماعت کی پہلی مسجد، مسجد رحیم کا 1959ء میں افتتاح میں ہوا۔ اس ملک میں اب تک پانچ سے زائد مساجد ہیں۔

مشرق بعید

آسٹریلیا : جماعت کا نفوس 1920ء کی دہائی میں اس ملک میں ہوا۔ اس ملک کے پہلے احمدی حضرت صوفی حسن خان صاحبؓ نے تحریری طور پر حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی بیعت کی۔ جماعت کی پہلی مسجد بیت الہدیٰ کا سنگ بنیاد حضرت خلیفۃ المسیح الرّابعؒ نے 30/ ستمبر 1983ء کو رکھا۔ پھر 14/ جولائی 1989ء کو اس مسجد کا افتتاح فرمایا۔ ابھی تک اس ملک میں 5 باقاعدہ مساجد تعمیر ہوئی ہیں۔

فجی : اس ملک میں جماعت کا قیام 1960ء میں ہوا۔ جماعت کی پہلی مسجد، مبارک مسجد کا افتتاح 17/ دسمبر 1965ء کو شیخ عبد الوحید صاحب نے کیا۔ جنوبی پیسیفک کی سب سے بڑی مسجد کا افتتاح حضرت خلیفۃ المسیح الرّابعؒ نے اپنے

پہلے مشرقِ بعید کے دورہ کے دوران مؤرخہ 18/ستمبر 1983ء کو فرمایا۔ اس مسجد کا نام فضلِ عمر رکھا گیا۔ اب تک اس ملک میں تقریباً آٹھ مساجد ہیں۔

نیوزی لینڈ: یہاں کی جماعت 1987ء میں قائم ہوئی۔ اس ملک کے سب سے پہلے احمدی Professor Clemrent Wragge تھے جن کو لاہور میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ سے مئی 1908ء میں ملاقات کا شرف ملا اور بعد میں احمدی ہوگئے تھے۔ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مؤرخہ یکم نومبر 2013ء کو اپنے مشرقِ بعید کے دورہ کے دوران Auckland کے مقام پر نیوزی لینڈ کی پہلی مسجد بیت المقیت کا افتتاح فرمایا۔

(نوٹ: ان مساجد کی تعداد میں جلسہ سالانہ برطانیہ 2022ء کو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کے دوسرے دن کے خطاب کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ یہ خطاب الفضل آن لائن مؤرخہ 25/نومبر 2022ء کی زینت بنا ہے)

خلفائے احمدیت کے زریں ارشادات بابت قیامِ مسجد

• حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں:

”ان لوگوں میں تحقیر کا مادہ یہاں تک بڑھ جاتا ہے کہ اگر کسی کی طاقت مسجد کے متعلق ہے تو وہ ان لوگوں کو جو اس کے ہم خیال نہیں مسجد سے روک دیتا ہے اور یہ نہیں سمجھتا کہ آخر وہ بھی خدا ہی کا نام لیتا ہے۔ ایسا کر کے وہ اس مسجد کو آباد نہیں بلکہ ویران کرنا چاہتا ہے۔ بارہویں صدی تک اسلام کی مسجدیں الگ نہ تھیں بلکہ اس کے بعد سنی اور شیعہ کی مساجد الگ ہوئیں۔ پھر وہابیوں اور غیر وہابیوں کی اور اب تو کوئی حساب ہی نہیں۔ ان لوگوں کو یہ شرم نہ آئی کہ مکہ کی مسجد تو ایک ہی ہے اور مدینہ کی بھی ایک ہی۔ قرآن بھی ایک، نبی بھی ایک، اللہ بھی ایک، پھر ہم کیوں ایسا تفرقہ ڈالتے ہیں؟ ان کو چاہئے کہ مسجدوں میں خوف الٰہی سے بھرے داخل ہوتے۔“

(خطبات نور صفحہ 390، خطبہ جمعہ فرمودہ 12/فروری 1909ء)

• حضرت مصلح موعودؓ تحریر فرماتے ہیں:

''بیشک اسلام میں مساجد بھی ہیں لیکن وہ مساجد اس لیے نہیں کہ وہ جگہیں نماز کے لیے زیادہ مناسب تھیں بلکہ مساجد صرف اس لیے ہیں کہ کسی نہ کسی جگہ پر لوگوں کو جمع ہو کر اجتماعی طور پر خدا تعالیٰ کی عبادت کریں وہ مسجد کہلاتی ہے اس کے لیے کسی شکل کی ضرورت نہیں نہ وہاں کوئی آلٹر ہے نہ مقدسوں کی کوئی نشانیاں ہیں سادگی سے مسلمان ایک جگہ پر جمع ہوتے ہیں ان کی عبادت تمام دنیوی آلائشوں سے منزّہ اور پاک ہوتی ہے۔ کوئی باجا نہیں ہوتا کوئی گانا نہیں ہوتا۔ کوئی ناچ نہیں ہوتا۔ بڑے بڑے جبّے پہن کر پادری نہیں آتے۔ شمعیں جلائی نہیں جاتیں۔ سریلے ارغنونوں اور خوشبودار دھونیوں سے لوگوں کے دماغوں کو مسحور کرنے کی کوشش نہیں کی جاتی۔ کھڑکیوں کے آگے لٹکے ہوئے پردے انسان کو ایک تاریک ماحول پیش کر کے ڈرانے کی کوشش نہیں کرتے۔ بزرگوں کی تصویریں انہیں خدا تعالیٰ کی جگہ اپنی طرف بلا نہیں رہی ہوتیں۔ سب مسلمان وقت مقررہ پر ایک جگہ پر جمع ہوتے ہیں اور صفیں باندھ کر یہ بتانے کے لیے کھڑے ہو جاتے ہیں کہ جہاں ہم اپنے گھروں میں انفرادی نمازیں پڑھ کر آئے ہیں وہاں ہم قومی طور پر بھی خدا تعالیٰ کی عبادت قائم کرنے کیلئے حاضر ہیں بغیر کسی باجے گاجے کے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور اُس کی ثنا کرتے ہیں اور اُس کے حضور میں دعائیں کرتے ہیں اور اپنی اصلاح اور روحانی اور جسمانی ترقی اور اپنے دوستوں اور عزیزوں اور باقی سب دنیا کی جسمانی اور روحانی ترقی کے لیے اس کے سامنے درخواستیں کرتے ہیں۔ ان کی اس سادہ نماز کی شان یہ ہوتی ہے کہ نماز کے وقت میں کوئی مومن اِدھر اُدھر نہیں دیکھ سکتا نہ نماز میں کسی اور سے بات کر سکتا ہے۔ غریب اور امیر ایک صف میں کھڑے ہوتے ہیں۔ بادشاہ کے ساتھ اس کا خادم کھڑا ہونے کا حق رکھتا ہے اُس کا کنّاس بھی اُس کے ساتھ کھڑا ہونے کا حق رکھتا ہے۔ نماز کے وقت میں ایک جج اور ایک مجرم۔ ایک جرنیل اور ایک سپاہی پہلو بہ پہلو کھڑے ہوتے ہیں۔ کوئی کسی کی طرف انگلی نہیں اُٹھا سکتا کوئی کسی کو اس کی جگہ سے پیچھے نہیں ہٹا سکتا۔ تمام کے تمام خاموشی سے خدا تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہو جاتے ہیں اور امام کے اشارے پر رکوع اور سجود اور قیام کے احکام کو پورا کرتے ہیں بعض وقت امام قرآن شریف کی آیتیں بلند آواز سے پڑھتا ہے تا کہ ساری جماعت ایک خاص نصیحت کو اپنے سامنے لے آئے اور نماز کے بعض حصوں میں ہر شخص اپنے اپنے طور پر مقررہ دعائیں یا وہ دعائیں جن کو وہ چاہتا ہے ادا کرتا ہے۔ مساجد مسلمانوں کے اجتماع کی جگہ بھی ہیں اور مساجد مسلمانوں کے تمام قسم کے مذہبی اور علمی کاموں کو سرانجام دینے کی جگہ بھی ہیں۔ مساجد اُن کے مدارس بھی ہیں اور مساجد اُن کے نکاح خانے بھی ہیں اور مساجد اُن کی قضا اور فیصلہ کے مقام بھی ہیں جہاں اُن کے مقدمات کے فیصلے کیے جاتے ہیں اور مساجد جنگی اور اقتصادی تدابیر کے فیصلہ کے لیے بھی استعمال کی جاتی ہیں۔ نماز

کے علاوہ ایک قسم کی عبادت جس میں ذکرِ الٰہی کیا جاتا ہے وہ بھی ہے جبکہ انسان خاموشی سے بیٹھ کر اُس کو یاد کرتا ہے اور اس کی صفات کو اپنے دل میں جذب کرنے کی کوشش کرتا ہے۔"

(دیباچہ تفسیر القرآن صفحہ 294)

• حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے 31/مارچ سے لے کر 16/جون 1967ء تک ایک خطبات کا سلسلہ شروع کیا جس میں آپؒ نے تعمیرِ بیت اللہ کے 23 مقاصد کا بڑی گہرائی میں ذکر فرمایا۔ ان خطبات کو کتابی شکل میں "تعمیر بیت اللہ کے تیئس عظیم الشان مقاصد" کے نام سے طبع کیا گیا ہے۔ 26/مئی 1967ء کے خطبہ جمعہ میں آپؒ نے فرمایا:
"بیت اللہ ایک مرکزی نقطہ ہے اور ہمیں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ تمہیں اس کے اظلال بھی بنانے پڑیں گے، یعنی اس کی نقل میں انہی مقاصد کے حصول کے لیے اسی قسم کی پاکیزگی اور طہارت کو پیدا کرنے کے لیے جگہ جگہ پر ایسے مراکز کھولنے پڑیں گے، جو بیت اللہ کے ظل ہوں گے اور ان کے قیام کی غرض وہی ہوگی، جو بیت اللہ کے قیام کی غرض ہے۔"

• حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ مسجد کی ظاہری تعمیر کے متعلق فرماتے ہیں:
"جہاں تک ظاہری شان و شوکت کا تعلق ہے ہم تو اس میدان کے کھلاڑی ہی نہیں ہیں، نہ اس سے ہمیں کوئی فرق پڑتا ہے۔ لوگ کہتے ہیں دیکھو! فلاں نے کتنی شاندار مسجد بنوائی ہے، ہم کہتے ہیں ٹھیک ہے بہت شاندار بنوائی ہوگی لیکن ہمیں تو وہ شان چاہئے جس پر اللہ کے پیار کی نظر پڑے جسے خدا کے انبیاء کا دستور العمل شاندار قرار دے اور وہ شاندار عمارت تو جیسا کہ میں نے بتایا بڑی غریبانہ حالت میں تعمیر ہوئی تھی۔" حضورؒ کا اشارہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تھا جس کا آپؒ نے آگے کر کے یوں ذکر کیا: "دوسری طرف ایک اور عمارت تھی اگر یہ اول المساجد تھی (یعنی خانہ کعبہ) تو وہ آخر المساجد کہلائی اور وہ مسجد نبویؐ تھی جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد مدینہ میں تعمیر فرمائی اور اس مسجد کی شان بھی سن لیجئے کہ کیا تھی۔ گھاس پھوس کی چھت تھی، فرش پر کوئی ٹائل نہیں تھے کوئی پختہ اینٹیں نہیں تھیں۔ بارش ہوتی تو چھت ٹپکتی تھی تو کیچڑ ہو جاتا تھا اور اس کیچڑ میں سجدہ کرتے وقت لوگوں کے ماتھے اور ناک کیچڑ سے لت پت ہو جاتے تھے لیکن وہ مسجد خدائی نظر میں جو شان رکھتی تھی کسی دوسری مسجد کو اس سے کوئی نسبت ہی نہیں ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 2/ستمبر 1983ء بمقام مسجد احمدیہ ناصر آباد سندھ)

ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ

اس مضمون کے آخر پر میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ کے چند ارشادات قارئین کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں جو آپ نے مسجد مریم، آئرلینڈ کے افتتاح کے موقع پر خطبہ ارشاد فرمایا۔ آپ فرماتے ہیں: ”ہر مسجد جو ہم تعمیر کرتے ہیں اس بات کا اعلان کرتی ہے کہ اس مسجد میں آنے والے کا دل ہر قسم کے ظلموں اور حقوق غصب کرنے کے خیالات سے پاک ہے۔ یہ ہماری مساجد اس بات کا نشان اور مرکز ہیں کہ یہاں آنے والے دوسروں کے حقوق ادائیگی کے لئے ہر قسم کی قربانی کرنے والے ہیں اور ان حقوق کی ادائیگی کے لئے قربانی کرنے کے لئے جہاں اپنوں کے لئے ان کے دل رحم کے جذبات سے پُر ہیں وہاں دشمن کی دشمنی بھی انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے حق کی ادائیگی سے نہیں روکتی۔ یہ مساجد جو ہم تعمیر کرتے ہیں یہ اس بات کا اعلان ہیں کہ مذہبی آزادی کا سب سے بڑا علمبر دار اسلام ہے اور اس کے اظہار کے لئے ہماری مسجدوں کے دروازے ہر ایک کے لئے کھلے ہیں۔ ہر شخص جو خدا کی عبادت کرتا ہے اسے مسجد میں عبادت کرنے میں کوئی روک نہیں۔ قطع نظر اس کے کہ وہ مسلمان ہے یا غیر مسلم۔ ہماری مساجد اور اس میں آنے والا ہر احمدی اس بات کا اعلان کرتا ہے کہ قرآنی تعلیم کے مطابق ہر حقیقی مسلمان پر تمام مذاہب کی عبادت گاہوں کی حفاظت کی ذمہ داری ہے اور فرض ہے اور اس ذمہ داری کا ادا کرنا اس کے لئے اتنا ہی ضروری ہے جتنا اپنی مسجد کی حفاظت کرنا۔ ہماری مسجد ہمیں اس طرف بھی توجہ دلاتی ہیں کہ مومن کے ایمان کا حصہ ملک سے وفاداری بھی ہے۔ ایک مومن اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے ملک و قوم کا وفادار نہ ہو۔“

• **آپ نے مزید فرمایا**” : میں نے شروع میں جو آیت (سورۃ توبہ آیت 18) تلاوت کی تھی اس میں بھی خدا تعالیٰ نے مسجدوں کو آباد کرنے والوں کی خصوصیات بیان کی ہیں۔ اس آیت کی وسعت خانہ کعبہ سے نکل کر ہر اس مسجد تک پھیلتی چلی جاتی ہے جو ان خصوصیات کے حامل لوگوں سے آباد ہوتی ہے جن کا اس آیت میں ذکر کیا گیا ہے۔ جو ایمان لانے والوں میں شامل ہیں۔ ان مومنوں میں شامل ہیں جن کے ایمان کے معیار اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ اس طرح بیان فرمائے ہیں۔ فرمایا اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰہِ۔ یعنی مومنوں کی محبت سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ہوتی ہے۔ کوئی دوسری دنیاوی محبت ان پر غالب نہیں ہوتی۔ وہ اللہ تعالیٰ کی محبت کے حصول کے لئے اپنی زندگیاں گزارنے کی کوشش کرتے چلے جاتے ہیں۔ یہ نہیں ہوتا کہ دنیاوی مفاد کو حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی محبت کو بھول جائیں۔ اللہ تعالیٰ کی محبت یہ تقاضا کرتی ہے کہ اس کے احکام پر عمل کیا جائے۔ یہ تقاضا کرتی ہے کہ اس کی عبادت کی

جائے۔ یہ نہیں کہ اپنے کام کے بہانے کر کے نمازوں کو انسان بھول جائے۔ مالی مفاد کا فائدہ اٹھانے کے لئے جھوٹ کا سہارا لے لے۔ یہ کام کرتے وقت انسان کو سوچنا چاہئے کہ میری محبت خدا تعالیٰ سے زیادہ ہے یا دنیاوی مفادات سے؟ اگر دنیاوی چیزیں اللہ تعالیٰ کے حکموں سے دُور لے جارہی ہیں تو دنیا کی محبت غالب آرہی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں: ”جاننا چاہئے کہ خدا تعالیٰ کی غیوری محبت ذاتیہ میں کسی مومن کی اس کے غیر سے شراکت نہیں چاہتی۔ ایمان جو ہمیں سب سے پیارا ہے۔ وہ اسی بات سے محفوظ رہ سکتا ہے کہ ہم محبت میں دوسرے کو اس سے شریک نہ کریں۔“

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں مساجد کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ نیز اس سے ایک پختہ تعلق پیدا کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 22 دسمبر 2022ء)


مسجد بیت الاول۔ گوئٹے مالا


مسجد مبارک۔ فرانس



مسجد اقصیٰ و مسجد مبارک قادیان

(نیاز احمد نائیک۔ قادیان)

مسجد اقصیٰ

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے والد صاحب نے سال (1875ء) میں مسجد اقصی جیسی عظیم الشان جامع مسجد کی بنیاد رکھ دی۔ عمر بھر کی ناکامیوں کی وجہ سے چونکہ آپ کے والد ماجد کو مسلسل اور پیہم صدمات سے دوچار ہونا پڑا تھا اور دل زخم رسیدہ ہو چکا تھا۔ اس لئے زندگی کے آخری دنوں میں انہوں نے مافات کی تلافی کے لئے قادیان میں ایک جامع مسجد تعمیر کرنے کا قطعی فیصلہ کر لیا۔ اس سے پہلے انہوں نے اس مسجد کے حصول کی از حد کوشش کی جسے رام گڑھیہ سکھوں نے بالجبر قبضہ کر کے دھرم سالہ بنا دیا تھا۔ لیکن جب خود مقامی مسلمانوں کی مخالفانہ شہادتوں نے اس کی بازیافتگی کا رستہ مسدود کر دیا تو آپ نے اس کے نزدیک ہی قصبہ کے وسط میں ایک اور جگہ منتخب کی جو اس وقت سکھ کارداروں کی حویلی تھی۔ لیکن اس حویلی کی نیلامی کا مرحلہ آیا تو اہل قریہ نے ایک بار پھر آپ کو زمین سے محروم کرنے کی کوشش کی اور مقابل پر قیمت میں ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ لیکن آپ نے خدا تعالیٰ کے حضور یہ پختہ عہد کر رکھا تھا کہ اگر باقی جائیداد بھی فروخت کرنا پڑے تو میں یہ زمین لے کر مسجد ضرور بناؤں گا۔ اس لئے آپ نے مالیات کے سبھی پہلو نظر انداز کر کے چند روپوں کی مالیت کا قطعہ 700 روپے کی قیمت میں خرید لیا اور اخلاص و ندامت بھرے دل کے ساتھ مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔

یہ جامع مسجد جو اب مسجد اقصیٰ سے موسوم ہے تخمیناً 1875ء کے آخری دنوں سے تعمیر ہونی شروع ہوئی اور جون 1876ء کو پایۂ تکمیل تک پہنچی اور اس کے پہلے خادم اور امام میاں جان محمد صاحب مرحوم مقرر ہوئے۔

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ 125-126)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام مسجد اقصیٰ کی تعمیر کے بارہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

”ایک مرتبہ حضرت والد صاحب نے یہ خواب بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ بڑی شان کے ساتھ میرے مکان کی طرف چلے آتے ہیں جیسا کہ ایک عظیم الشان بادشاہ آتا ہے تو میں اُس وقت آپ کی طرف پیشوائی کے لئے دوڑا جب قریب پہنچا تو میں نے سوچا کہ کچھ نذر پیش کرنی چاہئے۔ یہ کہہ کر جیب میں ہاتھ ڈالا جس میں صرف ایک روپیہ تھا اور جب غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ بھی کھوٹا ہے۔ یہ دیکھ کر میں چشم پُر آب ہو گیا اور پھر آنکھ کھل گئی۔“ اور پھر آپ ہی تعبیر فرمانے لگے کہ دنیاداری کے ساتھ خدا اور رسول کی محبت ایک کھوٹے روپیہ کی طرح ہے اور فرمایا کرتے تھے کہ میری طرح میرے والد صاحب کا بھی آخر حصہ زندگی کا مصیبت اور غم اور حزن میں ہی گذرا اور جہاں ہاتھ ڈالا آخر ناکامی تھی اور اپنے والد صاحب یعنی میرے پردادا صاحب کا ایک شعر بھی سنایا کرتے تھے جس کا ایک مصرعہ راقم کو بھول گیا ہے اور دوسرا یہ ہے کہ

”جب تدبیر کرتا ہوں تو پھر تقدیر ہنستی ہے۔“

اور یہ غم اور درد ان کا پیرانہ سالی میں بہت بڑھ گیا تھا۔ اسی خیال سے قریباً چھ ماہ پہلے حضرت والد صاحب نے اس قصبہ کے وسط میں ایک مسجد تعمیر کی کہ جو اس جگہ کی جامع مسجد ہے اور وصیّت کی کہ مسجد کے ایک گوشہ میں میری قبر ہو تا خدائے عزّوجلّ کا نام میرے کان میں پڑتا رہے کیا عجب کہ یہی ذریعہ مغفرت ہو۔ چنانچہ جس دن مسجد کی عمارت بہمہ وجوہ مکمل ہو گئی اور شاید فرش کی چند اینٹیں باقی تھیں کہ حضرت والد صاحب صرف چند روز بیمار رہ کر مرض پیچش سے فوت ہو گئے اور اس مسجد کے اسی گوشہ میں جہاں انہوں نے کھڑے ہو کر نشان کیا تھا دفن کئے گئے۔

(روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 190-191 حاشیہ)

مسجد اقصیٰ کی پہلی مرتبہ توسیع 1900ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ہوئی۔ (ضمیمہ خطبہ الہامیہ صفحہ 15) 13/مارچ 1903ء کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مسجد کے صحن کے مشرقی و شمالی کونے میں منارۃ المسیح کی بنیاد رکھی۔ (تاریخ احمدیت جلد دوم صفحہ 117) خلافت اولیٰ 1910ء کی پہلی سہ ماہی میں مسجد اقصیٰ کی دوسری مرتبہ توسیع ہوئی اور ایک بڑا کمرہ اور لمبا برآمدہ تیار ہو گیا۔ (تاریخ احمدیت جلد 3 صفحہ 314) چونکہ قادیان کی آبادی ہر سال تیزی سے بڑھ رہی تھی۔ اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے مسجد

اقصیٰ کی توسیع کی ہدایت فرمائی اور 12/ اپریل 1938ء کو دس بجے صبح جنوبی جانب کے نئے حصہ کی بنیاد رکھی۔ اس تقریب کی خبر اخبار الفضل نے مندرجہ ذیل الفاظ میں شائع کی:

"حضور سوا نو بجے ہی تشریف لے آئے اور توسیع مسجد کا نقشہ ملاحظہ فرمانے کے بعد دیر تک حضرت مرزا بشیر احمد صاحب سے گفتگو فرماتے رہے۔ حضرت میر محمد اسحٰق صاحب۔ جناب مولوی عبد المغنی خان صاحب اور جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب بھی ہمراہ تھے۔ مقامی احباب کثیر تعداد میں اس مبارک تقریب پر جمع تھے۔ دس بجے کے قریب حضور نے مغربی کونہ میں خشت بنیاد رکھی۔ بنیاد کے لئے چند چھوٹی اینٹیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ مبارک کی تھیں مسجد اقصیٰ کی چھت کی ایک برجی سے ... لائی گئی تھیں بنیاد رکھنے کے وقت حضور کے ارشاد سے حافظ محمد رمضان صاحب نے بآواز بلند قرآن کریم کی وہ دعائیں بار بار دہرائیں جو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خانہ کعبہ کی بنیاد رکھتے وقت اللہ تعالیٰ سے کیں۔ اس کے بعد حضور نے مجمع سمیت لمبی دعا فرمائی۔

(روزنامہ الفضل قادیان 14/ اپریل 1938ء صفحہ 2)

اس جگہ خاکسار مسجد اقصیٰ کے تعلق سے ایک اہم واقعہ بیان کردینا مناسب خیال کرتا ہے جو کہ "خطبہ الہامیہ" کے بارہ میں ہے۔ یہ خطبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مسجد اقصیٰ کے سب سے قدیمی حصہ کے درمیانی در میں کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا تھا چنانچہ اس بارہ میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"خاکسار عرض کرتا ہے کہ ہم اس وقت بچے تھے صرف سات آٹھ سال کی عمر تھی لیکن مجھے بھی وہ نظارہ یاد ہے حضرت صاحب بڑی مسجد کے درمیانی در کے پاس صحن کی طرف منہ کئے ہوئے تھے اور اس وقت آپ کے چہرے پر ایک خاص رونق اور چمک تھی اور آپ کی آواز میں ایک خاص رعب تھا اور آپ کی آنکھیں قریباً بند تھیں۔

(سیرت المہدی حصہ اول صفحہ 164)

پہلی بار لاؤڈ اسپیکر کا انتظام: حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے نمازیوں کی تعداد میں اضافہ کے پیش نظر 3/ دسمبر 1937ء کو مسجد اقصیٰ میں لاؤڈ اسپیکر لگانے کی تاکید فرمائی۔ جس پر صوبہ سرحد کے خان صاحب فقیر محمد خان صاحب نے اپنے آقا کے منشاء مبارک کو اپنے خرچ سے پورا کردیا اور حضورؓ نے پہلی بار 7/ جنوری 1938ء کو اس آلہ کے ذریعہ خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

(تاریخ احمدیت جلد 8 صفحہ 539)

مسجد اقصیٰ کی چوتھی مرتبہ توسیع :صد سالہ خلافت جوبلی کے موقعہ پر سال 2008ء میں کی گئی، اور مسجد کے مشرقی جانب دفاتر صدر انجمن احمدیہ کی پرانی عمارت کو منہدم کر کے مسجد سے ملحق تین منزلہ خوبصورت عمارت تعمیر کی گئی۔ جماعت احمدیہ کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر مسجد اقصیٰ کی توسیع انتہائی ضروری ہو گئی تھی۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے عہد مبارک میں خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی کے موقعہ پر مورخہ 7/جون 2008ء کو اس جگہ تین منزلہ عمارت کی بنیاد محترم فاتح احمد صاحب ڈاہری انچارج انڈیا ڈیسک لندن نے رکھی۔ (بدر 21/اگست 2008ء) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد مبارک میں یہاں ایک غیر مسلم نے بلند و بالا عمارت تعمیر کرنی شروع کی تو احباب جماعت نے مسجد اور دار المسیح کے قرب کی وجہ سے اپنی فکر و تشویش کا اظہار کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالیٰ سے علم پا کر فرمایا کہ:

"یہ کوئی فکر کی بات نہیں ہے۔ شاہی کیمپ کے پاس کوئی شخص نہیں ٹھہر سکتا۔"

(الفضل 3/مئی 1932ء صفحہ 5)

تعمیر کے بعد ہی مالک مکان پر پے در پے مصیبتیں آنے لگیں۔ اس نے عمارت کو منحوس خیال کرتے ہوئے اسے صدر انجمن احمدیہ کو فروخت کر دیا۔ 25/اپریل 1932ء کو اس میں صدر انجمن کے دفاتر منتقل ہو گئے۔ (الفضل 28/اپریل 1932 صفحہ 2) 2008ء میں یہ عمارت انتہائی خستہ ہو چکی تھی۔ دوسری طرف مسجد اقصیٰ کی توسیع بھی ضروری تھی۔ لہٰذا اسے منہدم کر کے مسجد کی توسیع ہوئی اور ایک دفعہ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی بڑی شان سے پوری ہوئی کہ شاہی کیمپ کے پاس کوئی شخص نہیں ٹھہر سکتا۔ الحمد للہ علیٰ ذالك اس کی توسیع کا کام سال 2011ء میں مکمل ہوا۔ اس جگہ اب دو منزلہ وسیع عمارت بنائی گئی ہے جو مسجد کا حصہ ہے اور اس میں بزرگوں اور معذروں کی آسانی کے لئے لِفٹ (Lift) کا بھی انتظام کیا گیا ہے۔

خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی 2008ء کے موقع پر قادیان میں جدید تعمیرات

سیدنا حضرت اقدس امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی منظوری سے قادیان میں مسجد اقصیٰ کی توسیع ہوئی۔ اس توسیع کا سنگ بنیاد مؤرخہ 7/جون 2008ء کو محترم فاتح احمد ڈاہری صاحب وکیل تعمیل و تنفیذ نے اپنے دورہ قادیان کے دوران رکھا۔ اس موقعہ پر محترم حافظ صالح محمد الٰہ دین صاحب صدر، صدر انجمن احمدیہ

قادیان، محترم مولانا محمد انعام صاحب غوری ناظر اعلیٰ وامیر مقامی قادیان اور صدر انجمن احمدیہ کے مختلف شعبوں کے ناظر صاحبان، نائب ناظر صاحبان، وکلاء تحریک جدید، ناظمین وقف جدید اور ذیلی تنظیموں کے صدر صاحبان اور موقعہ پر موجود درویشان قادیان اور لندن و ربوہ سے آنے والے انجینئر صاحبان نے بنیاد میں اینٹیں رکھیں۔ جس کے بعد محترم فاتح احمد صاحب وکیل تعمیل و تنفیذ نے دعا کروائی۔ یہ کام مکرم اطہر الحق صاحب ایڈیشنل ناظم تعمیرات قادیان کی زیر نگرانی ہوا۔ جس میں لندن اور ربوہ سے آنے والے انجینئر صاحبان بھی خدمت سرانجام دیتے رہے ہیں۔

مسجد اقصیٰ کے سامنے والے دفاتر کی عمارت اور نمائش ہال کو منہدم کر کے تین منزلہ مسجد تعمیر کی گئی۔ مسجد کی تعمیر کا کام اگست 2008ء میں شروع کر کے اکتوبر 2010ء میں ختم کیا گیا۔ مسجد کے ہر فلور کا ایریا 7200 سکوائر فٹ ہے اور اس قدر وسیع ہال بغیر Beam اور Piller کے نئی تکنیک کے ذریعے تعمیر کئے گئے ہیں۔ مسجد میں جانے کے لئے درمیان میں ایک سیڑھی تعمیر کی گئی ہے۔ اسی طرح شمالی جانب کونے میں ایک سیڑھی تعمیر کی گئی۔

(ماخذ از ریکارڈ شعبہ تاریخ)

رینوویشن بیسمنٹ مسجد اقصیٰ

مسجد اقصیٰ کی توسیع کے ساتھ ہی پرانی بیسمنٹ کی توسیع اس طرح عمل میں آئی کہ اس کی تمام درمیانی دیواروں کو نکال کر کھلے ہال کی شکل دے دی گئی اور ایک حصہ کی چھت پر R.C.C کی سلیب ڈالی گئی اور زائد کھڑکیوں اور روشن دانوں کے ذریعے اس بیسمنٹ کو روشن اور ہوادار بنایا گیا ہے۔ اس کا کل ایریا 5800 sq ft ہے۔ دسمبر 2010ء میں بیسمنٹ کی توسیع کا کام مکمل ہو گیا اور اب جلسہ سالانہ قادیان کے ایام میں اس مسجد اقصیٰ کی توسیع والی تینوں منزلوں کے ساتھ بیسمنٹ بھی استعمال میں آرہی ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

سال 2011ء میں مسجد اقصیٰ کے پرانے حصہ میں بعض جگہ دراڑیں آنے کی وجہ سے۔ سال 2011ء – 2012ء میں پرانے حصہ کی بنیادوں کو مضبوط کرنے (Retro fitting) کا کام ہوا۔ اس کے معاً بعد سال 2012ء میں مسجد کی دیواروں سے پرانے پلستر کو اتار کر نئے سرے سے پلستر اور رنگ و روغن کروایا گیا۔ اس کے علاوہ مسجد کے پرانے حصہ کا فرش بھی تبدیل کیا گیا۔ مسجد کے ستونوں کے ساتھ المونیم اور شیشے کے دروازے لگائے

گئے۔ پہلے یہ دروازے نہیں ہوا کرتے تھے۔ سال 2013ء میں مسجد اقصیٰ کے شمال سے ایک راستہ باہر بازار کی جانب نکالا گیا۔

(ماخذ از ریکارڈ شعبہ تاریخ)

مسجد اقصیٰ کی تزئین و آرائش 23 :/ مئی 2015ء کو مسجد اقصیٰ قدیمی حصہ کے تزئین و آرائش کا کام شروع ہوا۔ مسجد کے مغربی حصہ یعنی قدیم مسجد اقصیٰ کے ساتھ ملحق بر آمدہ اور مسجد اقصیٰ کی چھت جو کہ لکڑی کے بالوں اور لوہے کے ٹی۔ آر (T.R) گارڈر سے بنی تھی تبدیل کر کے پختہ سیمنٹ (جو کہ انجینئر کی زبان میں آر۔ سی۔ سی کہلاتا ہے) کی چھت بنائی گئی اور چھت ڈالنے کا کام 3/ اگست 2015ء کو مکمل ہو گیا۔

مسجد اقصیٰ کے بر آمدہ میں باہر کی جانب مسجد کے ستونوں کے ساتھ المونیم اور شیشے کے دروازے 2012ء میں لگائے گئے تھے ان دروازوں کو نکال دیا گیا ہے ان کی جگہ اب ساگوان کی عمدہ لکڑی جو کہ جنوب ہند (کیرلہ) سے خاص طور پر منگوائی گئی ہے اس سے دروازے تیار کر کے لگائے جا رہے ہیں۔

اسی طرح مسجد اقصیٰ کے قدیمی حصہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے والد صاحب کے وقت میں خوبصورت گنبد بنائے گئے تھے۔ مسجد کی خوبصورتی اور یکسانیت کے پیش نظر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے مسجد کے جنوبی حصہ میں بالکل ویسے ہی گنبد بنایا گیا جو ماہ نومبر 2015ء کو پایۂ تکمیل کو پہنچا۔

مسجد اقصیٰ میں منارۃ المسیح کے ساتھ شمالی جانب ملحق دیوار پرانی اور بوسیدہ ہونے کی وجہ سے 9/ فروری 2016ء کو گرائی گئی اور اس دیوار کو بنیاد تک اکھیڑ کر اس کی جگہ آر۔ سی۔ سی (R.C.C) کی دیوار تعمیر کی گئی ہے۔

1938ء میں قدیمی حصہ میں بنی سیڑھیاں جو کہ مسجد کے بر آمدہ میں بنی چھت تک جاتی تھی اس کی تزئین و آرائش کے لئے وہ ختم کر دی گئی ہیں۔ مسجد اقصیٰ کے شمالی اور جنوبی گنبدوں کے درمیان ایک خوبصورت اور بلند داخلی گیٹ مسجد کے بر آمدہ کے بیرونی جانب تیار کیا گیا ہے۔

منارۃ المسیح :مسجد اقصیٰ کو یہ فخر اور اعزاز بھی حاصل ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے سیدنا حضرت محمد مصطفی ﷺ کی پیشگوئی یَنْزِلُ عِیْسیٰ ابْنُ مَرْیَمَ عِنْدَ الْمَنَارَۃِ الْبَیْضَاءِ شَرْقِیَّ دِمَشْق۔یعنی مسیح موعود دمشق کے شرقی جانب سفید منارہ کے پاس نازل ہو گا"۔(کنزل العمال جلد7 صفحہ 22) کے مطابق اس مسجد کے صحن کو منارۃ المسیح کی تعمیر کے لئے منتخب فرمایا۔ مؤرخہ 13/مارچ 1903ء بروز جمعہ اس مسجد کے صحن میں منارۃ المسیح کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔(بحوالہ قادیان گائیڈ صفحہ 34) بعض وجوہات کی بناء پر حضرت مسیح موعودؑ کے عہد مبارک میں اس کی تکمیل نہ ہو سکی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اپنے عہد خلافت کے پہلے ہی سال مؤرخہ 27/نومبر 1914ء کو منارۃ المسیح کی نامکمل عمارت پر اپنے دست مبارک سے اینٹ رکھ کر اس کی تعمیر کا کام دوبارہ شروع کروادیا۔ 16/فروری 1915ء کو یہ عنقریب مکمل ہو گئی۔(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد4 صفحہ 161)1916ء کو منارۃ المسیح مکمل تیار ہو گیا یہ خوشنما اور دلکش منارہ 105 فٹ اونچا ہے۔ اس کی تین منزلیں اور اوپر گنبد اور 92 سیڑھیاں ہیں۔ 18/جون 1916ء کو پہلی بار منارۃ المسیح پر سفیدی کی گئی۔

(الفضل قادیان دارالامان 18/جون 1916ء صفحہ 1)

فروری 1923ء میں اس پر گیس کے ہنڈے نصب ہوئے۔ 1929ء کو منارۃ المسیح پر گھڑیاں لگانے کے لئے ویسٹ اینڈ واچ کمپنی سے خط و کتاب کی گئی اور 1930ء میں لیمپ لگائے گئے اور 1931ء میں ٹاور کلاک آیا اور اکتوبر 1935ء میں منارۃ المسیح پر بجلی کے لئے وائرنگ کی منظوری دی گئی۔(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد4 صفحہ 161) سن 1981ء–1982ء میں منارۃ المسیح پر سنگ مرمر لگانے کا کام ہوا۔

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد4 صفحہ 161)

اور سال 2012ء میں سنگ مرمر کی خراب پلیٹوں کی مرمت اور پالش کی گئی۔ سال 2014ء کے آخر میں منارۃ المسیح کے بجلی کے پرانے قمقمے تبدیل کئے گئے اور اس پر لائٹنگ کی گئی۔ جو دور سے نہایت دلکش منظر پیش کرتی ہے۔

(ماخذ از ریکارڈ شعبہ تاریخ)

مسجد مبارک

مسجد مبارک کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام خطبہ الہامیہ میں ذکر فرماتے ہیں کہ

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ۝۲

(بنی اسرائیل:2)

قرآن شریف کی یہ آیت...... معراج مکانی اور زمانی دونوں پر مشتمل ہے اور بغیر اس کے معراج ناقص رہتا ہے۔ پس جیسا کہ سیر مکانی کے لحاظ سے خدا تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو مسجد الحرام سے بیت المقدس تک پہنچا دیا تھا ایسا ہی سیر زمانی کے لحاظ سے آنجناب کو شوکتِ اسلام کے زمانہ سے جو آنحضرت ﷺ کا زمانہ تھا برکات اسلامی کے زمانہ تک جو مسیح موعود کا زمانہ ہے پہنچا دیا۔ پس اس پہلو کی رُو سے جو اسلام کے انتہاء زمانہ تک آنحضرت ﷺ کا سیر کشفی ہے۔ مسجد اقصیٰ سے مراد مسیح موعود کی مسجد ہے جو قادیان میں واقع ہے جس کی نسبت براہین احمدیہ میں خدا کا کلام ہے مُبَارَکٌ وَّ مُبَارِکٌ وَّ کُلُّ اَمْرٍ مُبَارَکٍ یُّجْعَلُ فِیْہِ اور یہ مبارک کا لفظ جو بصیغہ مفعول اور فاعل واقع ہوا قرآن شریف کی آیت بَارَکْنَا حَوْلَہ کے مطابق ہے۔ پس کچھ شک نہیں جو قرآن شریف میں قادیان کا ذکر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ اس آیت کے ایک تو وہی معنے ہیں جو علماء میں مشہور ہیں یعنی یہ کہ آنحضرت ﷺ کے مکانی معراج کا یہ بیان ہے مگر کچھ شک نہیں کہ اس کے سوا آنحضرت ﷺ کا ایک زمانی معراج بھی تھا جس سے یہ غرض تھی کہ تا آپ کی نظر کشفی کا کمال ظاہر ہو اور نیز ثابت ہو کہ مسیحی زمانہ کے برکات بھی درحقیقت آپ ہی کے برکات ہیں جو آپ کی توجہ اور ہمت سے پیدا ہوئی ہیں اسی وجہ سے مسیح ایک طور سے آپ ہی کا رُوپ ہے اور وہ معراج یعنی بلوغ نظر کشفی دنیا کی انتہا تک تھا جو مسیح کے زمانہ سے تعبیر کیا جاتا ہے اور اس معراج میں جو آنحضرت ﷺ مسجد الحرام سے مسجد الاقصیٰ تک سیر فرما ہوئے وہ مسجد اقصیٰ یہی ہے جو قادیان میں بجانب مشرق واقع ہے جس کا نام خدا کے کلام نے مبارک رکھا ہے۔ یہ مسجد جسمانی طور پر مسیح موعود کے حکم سے بنائی گئی ہے اور روحانی طور پر مسیح موعود کے برکات اور کمالات کی تصویر ہے جو آنحضرت ﷺ کی طرف سے بطور موہبت ہیں اور جیسا کہ مسجد الحرام کی

روحانیت حضرت آدم اور حضرت ابراہیم کے کمالات ہیں اور بیت المقدس کی روحانیت انبیاء بنی اسرائیل کے کمالات ہیں ایسا ہی مسیح موعود کی یہ مسجد اقصیٰ جس کا قرآن شریف میں ذکر ہے اس کے روحانی کمالات کی تصویر ہے۔“

(خطبہ الہامیہ، روحانی خزائن جلد16 صفحہ 21-22)

مسجد مبارک کی بنیاد (حضرت پیر سراج الحق صاحبؓ کی عین شہادت کے مطابق) 1882ء میں اور حضرت شیخ یعقوب علی صاحب تراب ؓ کی تحقیق کے مطابق 1883ء میں رکھی گئی تھی۔ حضرت اقدس کے چوبارہ کے ساتھ جہاں مسجد کی تاسیس ہوئی در اصل کوئی جگہ موزوں نہیں تھی کیونکہ ”بیت الفکر“ کے عقب میں گلی تھی اور گلی کے ساتھ آپؑ کے چچا مرزا غلام محی الدین کا رقبہ تھا۔ جس میں ان کے خراس کی قدیم عمارت کے کھنڈر پڑے ہوئے تھے اور اس کے بقیہ آثار میں سے شمالی جانب ایک بوسیدہ سی دیوار کھڑی تھی۔ حضور نے اسی دیوار اور اپنے گھر کی جنوبی دیوار پر اپنے باغ کی دیسی لکڑی سے سقف تیار کرایا۔ اینٹوں کی فراہمی کے لئے بعض پرانی بنیادوں کی کھدائی کی گئی۔ مسجد کا اندرونی حصہ حتمی طور پر 9/اکتوبر 1883ء تک پائے تکمیل کو پہنچ گیا لیکن اس کی سفیدی بعد کو ہوئی۔

(بحوالہ حیات احمد جلد دوم نمبر دوم صفحہ 24-25)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مسجد مبارک کی تعمیر اس لئے نہیں کی تھی کہ گھر سے مسجد اقصیٰ تک جانے میں آپ کو تکلیف ہوتی تھی بلکہ آپ کا معمول تھا کہ مسجد میں عموماً نماز سے پہلے جاتے اور عصر کی نماز کے بعد علی العموم مسجد اقصیٰ ہی میں ٹہلتے رہتے اور مغرب کی نماز پڑھ کر آتے اور پھر عشاء کی نماز کے لئے جاتے۔

(حیات احمد جلد دوم نمبر دوم صفحہ 21)

لیکن جب اللہ تعالیٰ کی وحی نے اس طرف اشارہ کیا تو آپ نے اپنے گھر کے اس چوبارہ کے ساتھ جہاں آپ تصنیف کا کام کیا کرتے تھے تعمیر مسجد کا ارادہ فرمایا۔ یہ چوبارہ مسجد مبارک کے شمالی جانب میں ہے وہ وحی جس میں اس مسجد کی تعمیر کی طرف اشارہ وحی الٰہی الم نجعل لك سهولةً فی کل امرٍ بیت الفکر و بیت الذکر و من دخلهٗ کان اٰمنا

بیت الفکر سے مراد اس جگہ وہ چوبارہ ہے جس میں یہ عاجز کتاب کی تالیف کے لئے مشغول رہا ہے اور رہتا ہے اور بیت الذکر سے مراد وہ مسجد ہے کہ جو اس چوبارہ کے پہلو میں بنائی گئی ہے اور آخری فقرہ مذکورہ اسی مسجد کی صفت میں بیان فرمایا ہے جس کے حروف سے بنائے مسجد کی تاریخ بھی نکلتی ہے اور وہ یہ ہے:

مُبارِکٌ ومبارَکٌ وَّکلُّ امرٍ مبارَکٍ یُجْعَلُ فیه

(تذکرہ صفحہ 83 مطبوعہ 2006ء قادیان)

تعمیر مسجد کے لئے حضور نے اس جگہ کو بیت الفکر و بیت الذکر کے باہم قریبی ذکر اور ایک ہی الہام میں ہونے کی ترتیب کی وجہ سے پسند فرمایا۔ یہاں کوئی جگہ تو تھی نہیں اس لئے آپ نے اس کوچہ کو مسقف فرمایا جو احمدیہ چوک بازار اور مسجد اقصیٰ کو جاتا ہے۔ جس جگہ آج کل دفتر محاسب ہے اسی جگہ مرزا غلام محی الدین مرحوم حضرت کے چچا کا خراس تھا ان کی وفات کے بعد اس کی چھت وغیرہ گر گئی اور اس کو دوبارہ تعمیر کرنے کی نوبت نہ آئی جب حضرت نے مسجد مبارک کی تعمیر کا ارادہ کر لیا اور اس کی چھت کو مسجد مبارک کا فرش قرار دیکر تعمیر کا کام شروع کیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مالی حالت اس وقت بہت کمزور تھی نیچے کی چھت کے لئے دیسی لکڑی وغیرہ جو باغ وغیرہ سے کاٹی گئی ڈال دی گئی اور اوپر چھت پر وہی لکڑی استعمال ہوئی۔ اس کے لئے اینٹوں کو مہیا کرنے کے واسطے عام طور پر پرانی بنیادوں کو کھود کر اینٹیں نکلوائی گئیں۔ پیراں دتا ایک معمار جو علی العموم اس خاندان کا تعمیری کام کیا کرتا تھا اس کی تعمیر کے لئے مقرر ہوا اور کام شروع ہو گیا۔ ایک طرف مالی مشکلات تھیں دوسری طرف عم زاد بھائیوں کی مخالفت تھی اس لئے کہ ان کی ایک دیوار پر چھت ڈالی جارہی تھی اور اس کھنڈر کی طرف ایک کھڑکی رکھی جارہی تھی مگر اللہ تعالیٰ نے جیسا کہ اس مسجد کے تعلق میں سہولتوں کا وعدہ فرمایا تھا ہر قسم کی سہولتیں میسر کر دیں اور تعمیر کا کام بآسانی ہوتا چلا گیا اور آخر خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ مسجد (9/اکتوبر 1883ء کو۔ ناقل) مکمل ہو گئی۔

(بحوالہ حیات احمد جلد دوم نمبر دوم صفحہ 21-23)

توسیع اول

جب اللہ تعالیٰ نے جماعت کو بڑھادیا تو اس مسجد کی توسیع کی ضرورت پیش آئی اور خدا نے خود ہی اس کی وسعت کے سامان پیدا کر دیئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چچازاد جو اوائل تعمیر میں مخالفت کرتے رہے۔ آخر کار انہوں نے اپنے مملوکہ خراس کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بیچ دیا۔ چنانچہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ہونے والی توسیع اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے زمانہ میں ہونے والی توسیع کے بارہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

''مسجد مبارک کی پہلی توسیع حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ہی آپ کے منشاء کے مطابق صدر انجمن احمدیہ کے انتظام کے ماتحت ہمارے نانا جان مرحوم (یعنی محترم میر ناصر نواب صاحبؓ) کی نگرانی میں 1907ء میں ہوئی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی وفات تک جو مئی 1908ء میں ہوئی اسی توسیع شدہ حصہ میں نمازیں ادا فرماتے رہے۔ گویا اس توسیع نے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھوں سے اصل مسجد کی برکتوں کا خمیر حاصل کر لیا۔''

(بحوالہ الفضل قادیان 26/مارچ 1945ء صفحہ 3)

توسیع دوم

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے زمانہ میں ہونے والی توسیع کے بارہ میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ:

''اس کے بعد دوسری توسیع اب 1944ء میں آکر حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے ہاتھوں سے ہوئی ہے اور اس توسیع کے لئے روپیہ بھی حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ کی ذاتی اپیل پر دوستوں نے پر جوش طوعی چندوں کی صورت میں پیش کیا ہے۔ جس میں ایک معقول حصہ خود حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے ذاتی چندہ کا بھی شامل ہے اور اس تعمیر کی نگرانی کا کام حضور کے حکم کے ماتحت خاکسار (یعنی حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ۔ناقل) سرانجام دیتا رہا ہے۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ اور عملی نگرانی سید سردار حسین شاہ صاحب اور سیئر نے کی ہے۔ فَجَزَاہُ اللّٰہُ خَیْرًا۔ یہ توسیع عملاً دسمبر 1944ء میں مکمل ہو چکی تھی۔ چنانچہ حضرت امیر المؤمنین

خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے مؤرخہ 2/دسمبر کو اس حصہ میں نماز کا آغاز کر دیا تھا گو تکمیل کی بعض جزئیات کا سلسلہ 1945ء میں بھی جاری رہاہے۔"

(بحوالہ الفضل قادیان 26/مارچ 1945ء صفحہ 4)

تقسیم ملک کے بعد دور درویشی میں مسجد مبارک میں مختلف چھوٹے چھوٹے تعمیری و مرمت کے کام کروائے جاتے رہے۔ سال 2010ء کے آخر میں مسجد مبارک کی چھت پر وہ کمرہ جو سرخی کے چھینٹوں کے نشان والے کمرے کے بالکل اوپر ہے اور اسٹور کے طور پر استعمال ہوتا تھا گرادیا گیا۔ یہ کمرہ چند سال قبل اسٹور کے لئے تعمیر ہوا تھا اور مسجد مبارک کی چھت پر ہرے رنگ کی فائبر شیٹ سے شیڈ ڈال دیا گیا تا کہ جلسہ سالانہ میں مہمانوں کی کثرت کے پیش نظر چھت پر بھی نماز کا انتظام کیا جا سکے۔ مگر چھت کو نقصان پہنچنے کی وجہ سے اسے ہٹا دیا گیا۔ یہ شیڈ دور سے منارۃ المسیح دیکھنے والوں کے درمیان حائل ہو جاتا تھا۔ اس لئے بھی اسے ہٹانا مناسب سمجھا گیا۔ فروری 2013ء میں اس شیڈ کو گرادیا گیا۔

فروری 2013ء میں مسجد مبارک کی رینوویشن کا کام شروع ہوا۔ مسجد کے پرانے پلستر کو اتار کر اس کی جگہ نیا پلستر کیا گیا۔ مسجد کے فرش کو تبدیل کیا گیا۔ مسجد کی بڑی سیڑھیوں کو جو پرانی ہو چکی تھیں نئے سرے سے تعمیر کیا گیا۔ مسجد کی بڑی سیڑھیوں پر خوبصورت سنگ مرمر لگایا گیا۔ بڑی سیڑھیوں سے اوپر جاتے ہی المونیم کا بڑا دروازہ نصب کیا گیا۔ المونیم کا ایک چھوٹا دروازہ مسجد کی جنوبی سیڑھیوں پر اور ایک المونیم کا چھوٹا دروازہ مسجد اور بیت الفکر کو جانے والی سیڑھیوں پر اوپر کی جانب لگایا گیا۔ مسجد کی چھت کو جانے والی سیڑھیوں کے پرانے دروازوں کی جگہ ایلمونیم کے دروازے لگائے گئے۔ مسجد میں پرانے پنکھوں کی جگہ نئے پنکھے لگائے گئے۔ بجلی کی وائرنگ کا کام از سر نو کروایا گیا۔ پرانے تاریخی دروازوں اور کھڑکیوں کو پالش کی گئی اور مسجد کو اندر اور باہر سے رنگ و روغن کر کے جاذب نظر بنایا گیا۔ علاوہ ازیں مسجد کی چھت کی سیلنگ کا کام ہوا۔

اس جگہ خاکسار مسجد مبارک کی شان میں یہ بیان کر دینا بھی مناسب خیال کرتا ہے کہ قادیان میں مسجد مبارک ایک ایسی مسجد ہے جس کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو متعدد بار چار الہام ہوئے ہیں جو ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

پہلا الہام

مُبارِکٌ ومبارَکٌ وکلُّ امرٍ مبارَکٍ یُجْعَلُ فیہ

(تذکرہ صفحہ 83 مطبوعہ 2006ء قادیان)

یعنی یہ مسجد برکت دہندہ اور برکت یافتہ ہے اور ہر ایک امر مبارک اس میں کیا جاویگا۔

دوسرا الہام

دوسرا الہام جو اس مسجد کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پانچ مرتبہ ہوا وہ بھی اول الذکر الہام کے قریب کے زمانہ کا ہے اور وہ یہ ہے

فیہ برکاتٌ للناس و من دخلہ کان اٰمِناً

(تذکرہ صفحہ 83 حاشیہ مطبوعہ 2006ء قادیان)

یعنی اس مسجد میں لوگوں کے لئے غیر معمولی برکات رکھی گئی ہیں اس لئے اس مسجد کو خدا کے نزدیک یہ مرتبہ حاصل ہے کہ جو شخص بھی اخلاص اور نیک نیتی کے ساتھ اس کے اندر داخل ہوگا۔ وہ ہر قسم کے خطرات سے محفوظ ہو جائیگا۔

تیسرا الہام

تیسرا الہام جو اس مسجد کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہوا وہ یہ ہے۔

بیت الفکر و بیت الذکر

(تذکرہ صفحہ 82 مطبوعہ 2006ء قادیان)

یعنی اے خدا کے مقرر کردہ امام اگر تیرا گھر افکار علمی و روحانی کا گہوارہ ہے جس میں سے اسلام کی تائید میں شیطانی طاقتوں کی تردید میں گولہ وبارود تیار ہو کر نکلتا رہے گا تو یہ تیرے گھر کے ساتھ لگی ہوئی چھوٹی سی مسجد خدا کے علم میں بیت الذکر ہے جس میں ہمیشہ خدائے واحد کا نام لیا جاتا رہے گا۔

چوتھا الہام

چوتھا الہام جو اس مسجد کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہوا وہ یہ ہے:

لَا رَآدَّ لِفَضْلِہٖ

(تذکرہ صفحہ 88 مطبوعہ 2006ء قادیان)

اس الہام کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو خوشخبری دی کہ آئندہ اس مسجد میں اور اس مسجد کے ساتھ تعلق رکھنے والوں پر اپنے فضل ورحمت کی بارشیں نازل فرمائے گا اور دنیا کی کوئی طاقت ان فضلوں کو روک نہیں سکے گی۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ قادیان کی یہ چھوٹی سی مسجد جس میں بمشکل پانچ سو سے چھ سو تک نمازیوں کی گنجائش ہے عجیب وغریب شان رکھنے والی اور ایک نادر مجموعہ برکات ہے۔ہاں روحانی برکتیں ایک چشمہ کا رنگ رکھتی ہیں اور کسی چشمہ کے اندر خواہ کتنا ہی پانی کیوں نہ ہو اس سے سیراب ہونے کے لئے بعض ظاہری باتوں کی بھی ضرورت ہوا کرتی ہے اور روحانی برکتوں سے فیضیاب ہونے کے لئے خصوصیت سے ضرورت ہے۔انسان کی طرف شوق و طلب کی اور خدا کی طرف سے توفیق اور فضل کی اور خوش قسمت ہے وہ جس کو یہ دونوں ہی باتیں نصیب ہو جائیں۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 23 دسمبر 2022ء)




مسجد مبارک



مرکز احمدیت ربوہ کی پہلی مسجد

(ایم۔ایم۔طاہر)

برصغیر کی تقسیم کے ساتھ اگست 1947ء میں پاکستان اور ہندوستان دو الگ الگ ممالک کی صورت میں دنیا کے نقشے پر نمودار ہوئے۔ لاکھوں کی تعداد میں لوگوں نے ہجرت کی۔ جماعت احمدیہ نے تحریک پاکستان میں قائداعظم محمد علی جناح کا ساتھ دیا اور تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا۔ جماعت کا مرکز قادیان دارالامان ضلع گورداسپور میں واقع تھا۔ صوبہ پنجاب کی تقسیم کے دوران ضلع گورداسپور مشرقی پنجاب میں آکر ہندوستان کا حصہ بن گیا۔ یوں جماعت احمدیہ کو اپنے مرکز سے ہجرت کرنا پڑی۔ جماعت کا عارضی مرکز لاہور ٹھہرا اور پھر نئے مرکز کے قیام کے لئے مناسب جگہ کی تلاش حضرت مصلح موعودؓ کی ہدایات کے مطابق شروع ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے جماعت کو ضلع جھنگ تحصیل چنیوٹ میں دریائے چناب کے کنارے سرگودھا اور فیصل آباد کے درمیان ربوہ کی زمین عطا کر دی جو حکومت سے خرید لی گئی۔

نئے مرکز ربوہ کی افتتاحی تقریب 20 ستمبر 1948ء کو ہوئی۔ سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے اس روز بعد نماز ظہر ابراہیمی دعاؤں کے ساتھ نئے مرکز ربوہ کا افتتاح فرمایا۔ یہ افتتاحی تقریب موجودہ فضل عمر ہسپتال والی جگہ پر ہوئی اور جس مقام پر حضرت مصلح موعودؓ نے نماز ظہر پڑھائی تھی وہاں بعد میں مسجد یادگار تعمیر کی گئی۔

ربوہ کی پہلی عارضی یا کچی مسجد

ربوہ کی افتتاحی تقریب کے بعد یہاں کی آبادکاری کا آغاز ہوا۔ شروع میں کچے مکانات اور کچے بازار تعمیر ہوئے اور پھر باقاعدہ نقشہ جات کی منظوری اور ٹاؤن پلاننگ کے مطابق مستقل رہائشی منصوبے، مساجد اور دفاتر سلسلہ کی تعمیر شروع ہوئی۔

عارضی قصر خلافت، حضرت اماں جان کی رہائش گاہ اور عارضی کچی مسجد کی تعمیر موجودہ دارالصدر جنوبی اور اس کے ارد گرد کی گئی۔ ایوان محمود سے دارالصدر غربی کو جانے والی یادگار روڈ ابتدائی کچی اور عارضی آبادی کا مرکز تھی۔ اسی روڈ پر یادگار حضرت اماں جان تعمیر شدہ ہے جو کہ حضرت اماں جان کے مکان کی نشاندہی کرتا ہے۔ حضرت اماں جان کی وفات اسی مکان میں 1952ء میں ہوئی تھی۔ اس مکان کے آگے مشرق کی طرف حضرت مصلح موعودؓ اور بیگمات کے گھر تھے اور اس سے آگے ریلوے لائن کی طرف کچی مسجد تعمیر کی گئی جس میں حضرت مصلح موعودؓ نے مسجد مبارک کی تعمیر اور نئے قصر خلافت میں منتقلی سے پہلے نمازیں پڑھائیں۔ (حضرت مصلح موعودؓ 19/ستمبر 1949ء کو مستقل رہائش کے لئے لاہور سے ربوہ تشریف لائے تھے اور ربوہ میں پہلا جمعہ آپ نے 30/ستمبر 1949ء کو پڑھایا تھا۔) یہ عارضی مسجد جو کچی تھی یہ پہلی مسجد تھی لیکن یہ مستقل نہ تھی۔ اس کچی مسجد کے بارہ میں دو بزرگان جنہوں نے اس میں نمازیں پڑھیں ان کی روایات بیان کرتا ہوں۔

استاذی المحترم سید میر محمود احمد ناصر صاحب سے ان کے بیٹے سید غلام احمد فرخ صاحب کے ذریعہ میں نے کچی مسجد کے حوالے سے دریافت کیا تو آپ نے بتایا کہ عارضی کچی مسجد کا کوئی نام نہیں تھا یہ حضرت اماں جان کے گھر (چوک یادگار دارالصدر جنوبی) سے آگے ریلوے لائن کی طرف بنائی گئی تھی جو قصر خلافت کے ساتھ ہی تھی۔ اس مسجد میں پرائمری سکول بھی قائم کیا گیا تھا اور بسا اوقات سکول کے بچے حضرت مصلح موعودؓ سے شرف مصافحہ بھی حاصل کرتے تھے۔ محترم و معظم میر صاحب نے اس مسجد سے متعلق اپنا ایک واقعہ بھی بیان کیا کہ ایک بار مؤذن اذان دیکر چلا گیا اور میں مسجد میں تھا کہ تھوڑی ہی دیر بعد حضرت مصلح موعودؓ اکیلے مسجد تشریف لے آئے۔ کافی دیر تک ہم دونوں ہی مسجد میں تھے۔ پھر دوسرے نمازی آئے تو حضرت مصلح موعودؓ نے نماز پڑھائی۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مصلح موعودؓ اذان کے بعد کچھ وقفہ کے بعد نماز کے لئے آتے تھے لیکن اس روز جلد تشریف لے آئے۔

کچی مسجد اور اس میں پرائمری سکول کے حوالے سے دوسری روایت محترم مرزا نصیر احمد صاحب چٹھی مسیح مربی سلسلہ و استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ کی ہے۔ آپ اس کچی مسجد کے پرائمری سکول کے طالب علم رہے ہیں۔ آپ مجھ سے بیان کرتے ہیں کہ میں 1951-52ء میں اس کچی مسجد کے پرائمری سکول میں چوتھی جماعت میں پڑھتا رہا ہوں۔ ہمیں ماسٹر تاج دین صاحب فاضل پڑھایا کرتے تھے۔ سکول کی کلاسز ظہر کی نماز سے پہلے ختم ہو جاتی تھیں اور پھر نمازیں ہوتی تھیں۔ کچی اور عارضی مسجد کی سمت اور ہیئت کا تذکرہ کرتے ہوئے مرزا نصیر احمد صاحب چٹھی

مسیح نے مجھے بتایا کہ حضرت اماں جان کے گھر کے مشرق کی طرف پہلے آپ کا ورانڈہ تھا پھر صحن۔ اس صحن کے بعد ایک گلی تھی اس کے بعد قصر خلافت تھا اور اس کے بعد ریلوے لائن کی طرف کچی مسجد تھی۔ اس مسجد کا ہال چھوٹا ہی تھا مسجد محمود کے ہال کے قریب یا اس سے کچھ چھوٹا ہو گا لیکن اس کا صحن کافی بڑا تھا اور صحن کی کچی دیواریں تقریباً دو دو فٹ اونچائی کی تھیں۔

مرزا نصیر احمد صاحب مزید بیان کرتے ہیں کہ انہی ایام میں ایک کچی مسجد کرنل مرزا داؤد احمد صاحب کی کوٹھی (دارالصدر غربی قمر) کے سامنے ریلوے لائن کی طرف بھی تھی جہاں اب مکانات بنے ہوئے ہیں۔ یہ چوک بن جاتا تھا یہاں کچے بازار کے لوگ بھی نماز پڑھنے آتے تھے۔ آپ بتاتے ہیں کہ قصر خلافت کے آگے مغرب کی طرف دارالصدر جنوبی و دارالصدر غربی قمر ریلوے لائن کے ساتھ ساتھ کچا بازار بنا ہوا تھا۔ اس بازار کی چار دکانیں انہیں ابھی تک یاد ہیں جن میں حضرت مولوی غلام رسول صاحب صحابی کی دودھ دہی کی دکان، داؤد جنرل سٹور، نعمت اللہ خان پٹھان کی دکان اور سیلون ٹی سٹال شامل ہیں۔

مکرم حنیف احمد محمود ایڈیٹر الفضل آن لائن بیان کرتے ہیں کہ اس قصر خلافت کا کچھ حصہ اس زمین میں شامل ہوا جس کو خاکسار کے ابا مکرم چوہدری نذیر احمد سیالکوٹی مرحوم نے خریدا اور ریلوے لائن کی جانب پلاٹ کے آخری حصہ کو قبلہ رخ کھدائی کریں تو ابھی بھی پتھروں کی بنیاد ملتی ہے۔ آج کل یہاں مریم ہسپتال قائم ہے۔

مسجد یادگار ربوہ

مسجد یادگار ربوہ کو بعض لوگ ربوہ کی پہلی مسجد سمجھ لیتے ہیں لیکن یہ درست نہیں۔ نئے مرکز سلسلہ ربوہ کے افتتاح کے موقع پر 20؍ستمبر 1948ء بروز پیر (دوشنبہ) حضرت مصلح موعودؓ نے جس مقام پر نماز ظہر پڑھائی جس میں 250 کے قریب افراد شامل تھے (افتتاحی تقریب کے وقت کل موجود لوگوں کی فہرست جو 619 احباب پر مشتمل تھی تاریخ احمدیت جلد 12 صفحہ 460 تا 472 میں شائع شدہ ہے) اس مقام پر دس سال بعد مسجد کی تعمیر عمل میں آئی، اس مسجد کو مسجد یادگار کا نام دیا گیا۔ اس مسجد کا سنگ بنیاد 21؍مارچ 1958ء کو حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے مسجد مبارک قادیان سے لائی گئی ایک اینٹ سے رکھا جس پر حضرت مصلح موعودؓ نے دعا کی تھی۔ مسجد

یادگار اس وقت احاطہ فضل عمر ہسپتال میں واقع ہے۔ یہ مسجد محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب کی نگرانی میں تعمیر ہوئی۔

ربوہ کی پہلی مستقل مسجد۔ مسجد مبارک

مسجد مبارک ربوہ کی پہلی مستقل مسجد ہے جس کا سنگ بنیاد حضرت مصلح موعودؓ نے ابراہیمی دعاؤں کے ساتھ صحابہ اور بزرگان سلسلہ اور افراد جماعت کی کثیر تعداد کی موجودگی میں 3/ اکتوبر 1949ء کو بعد نماز عصر بروز دوشنبہ بمطابق 9/ ذی الحجہ کے مبارک دن رکھا تھا۔

مسجد مبارک نئے مرکز سلسلہ میں تعمیر ہونے والی پہلی مستقل عمارت تھی۔ یوں سرزمین ربوہ کی مستقل آبادکاری کا آغاز مسجد کی تعمیر کے ساتھ ہوا۔ تقریب سنگ بنیاد کی تاریخ طے شدہ تھی اور اس کا اعلان الفضل میں کر دیا گیا لہٰذا دور نزدیک کی جماعتوں سے ایک کثیر تعداد اس مبارک تقریب میں شرکت کے لئے پہنچ گئی۔

تقریب سنگ بنیاد کے لئے حضرت مصلح موعودؓ اسی روز لاہور سے ربوہ پہنچے تھے۔ اس تقریب کی تفصیلی رپورٹ تاریخ احمدیت جلد 14 اور روزنامہ الفضل 6، 8، 19/ اکتوبر 1949ء کے شماروں میں شائع شدہ ہے۔ تقریب کے مختصر کوائف ہدیہ قارئین کئے جا رہے ہیں:

حضرت مصلح موعودؓ 19/ ستمبر 1949ء کو ربوہ میں مستقل رہائش کے لئے پہنچے تھے۔ اس وقت مسجد مبارک کی جگہ کی نشاندہی ہو چکی تھی۔ حضرت مصلح موعودؓ جب اس مجوزہ جگہ میں داخل ہوئے تو تین بکرے اہل ربوہ کی طرف سے صدقہ کئے گئے تھے اسی طرح جب حضور اپنے گھر داخل ہونے لگے تو دو بکرے صدقہ کئے گئے۔

تقریب سنگ بنیاد کے لئے عصر کا وقت مقرر کیا گیا تھا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اسی مقام پر نماز عصر پڑھائی جہاں سنگ بنیاد رکھا جانا تھا۔ حضرت مصلح موعودؓ کی ہدایت کے مطابق تقریب سنگ بنیاد کے لئے 7 صفیں / لائنیں بنائی گئیں:

(1)صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صف (2)خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نرینہ افراد کی صف (3)واقفین زندگی کی صف (4)امراء جماعت اور ناظران سلسلہ کی صف (5)مہاجرین قادیان کی صف (6)خاندان مسیح موعودؑ کی خواتین مبارکہ کی صف (7)صحابیات ومہاجرات قادیان کی صف

حضرت صاحب کی ہدایت تھی کہ اینٹ سیمنٹ کی تغاریاں ان صفوں سے ہوتے ہوئے حضرت صاحب تک پہنچائی جائیں گی اور اس دوران احباب دعائیں دہراتے جائیں گے۔ چنانچہ عصر کی نماز کی ادائیگی کے بعد تمام احباب اپنی اپنی مذکورہ بالا صفوں میں پہنچ گئے اور پھر دست بدست حضور کی خدمت میں اینٹ سیمنٹ کی تغاریاں پہنچائی گئیں۔ ہر صف سے تین اینٹیں پہنچائی گئیں گویا یہ 21 اینٹیں بنیاد میں رکھی گئیں اور اس کے علاوہ دو اینٹیں مسجد مبارک قادیان کی اینٹوں سے بھی لگائی گئیں یوں کل 23 اینٹیں بنیاد میں رکھی گئیں۔ سنگ بنیاد کے دوران حضرت مصلح موعودؓ ابراہیمی دعائیں دہراتے جاتے اور شرکاء تقریب بھی ان دعاؤں کا ورد کرتے رہے۔ سنگ بنیاد کے بعد حضور نے دعا کروائی اور اس کے بعد آپ نے ایمان افروز خطاب فرمایا جس میں آپ نے احباب جماعت کو اس کی تعمیر میں حصہ لینے کے لئے مالی تحریک بھی فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ اس کی تعمیر پر تیس پینتیس ہزار روپیہ خرچ ہو گا میں نے اپنی طرف سے 21 روپے نقد اور پانچ سو روپے کا وعدہ کیا ہے۔ پھر آپ نے خاندان کے افراد کے وعدے بعض دیگر افراد و جماعتوں کے وعدے بھی بیان فرمائے۔ اس موقع پر نقد اور وعدہ جات کا میزان سترہ ہزار روپے سے اوپر نکل گیا۔

حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے خطاب کے بعد وہیں نماز مغرب پڑھائی اور آخری رکعت میں ابراہیمی دعاؤں کو دہرایا۔ نماز کے بعد یہ تقریب اختتام پذیر ہوئی۔ اس مبارک تقریب میں شریک خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مردوں کی تعداد 10 اور خواتین مبارکہ کی تعداد بھی 10 تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کی ایک بڑی تعداد اس میں شریک ہوئی چنانچہ الفضل 19/اکتوبر 1949ء میں 69 صحابہ مسیح موعودؑ کی فہرست شائع شدہ ہے جو اس مبارک تقریب میں شامل تھے۔ ان کے علاوہ 88 واقفین زندگی اور 6 امراء جماعت بھی شریک تھے۔ کل دو ہزار کے قریب افراد اس مبارک تقریب میں شامل ہوئے۔

مسجد مبارک ربوہ کی تعمیر اور افتتاح

مسجد مبارک ربوہ میں تعمیر ہونے والی پہلی باقاعدہ عمارت ہے جس کا باقاعدہ نقشہ منظور کروا کر کام کا آغاز ہوا۔ اس کا نقشہ مکرم حفیظ الرحمان صاحب ہیڈ ڈرافٹس مین نے تیار کیا تھا۔ ان کا بیان ہے کہ میں 14/جولائی 1949ء کو ربوہ آیا اور میرے سپرد دفتر تعمیرات کی پلاننگ برانچ کی گئی یعنی صدر انجمن اور تحریک جدید کی تمام پختہ عمارات کے نقشہ جات کے ڈیزائن تیار کرنا میرے ذمہ لگایا گیا۔ سب سے پہلا نقشہ مسجد مبارک کا تیار کیا گیا۔ ایک کچے کمرے میں گیس کی روشنی میں رات کے وقت محترم قاضی عبدالرحیم بھٹیؓ کی ہدایات کی روشنی میں نقشہ تیار کیا۔ پھر یہ نقشہ منظوری کے لئے بھجوایا گیا اور ڈپٹی کمشنر مسٹر بٹر نے اس پر منظوری کے دستخط کئے۔

(تاریخ احمدیت جلد 14 صفحہ 31)

مسجد مبارک کی تعمیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جلیل القدر صحابی حضرت قاضی عبدالرحیم بھٹی صاحبؓ کی نگرانی میں مکمل ہوئی۔ مسجد مبارک ایک رنگ میں مارچ 1951ء میں مکمل ہوگئی تو حضرت مصلح موعودؓ نے جمعہ سے افتتاح فرمادیا۔ مسجد کی تعمیر اگست 1951ء میں مکمل ہوئی اور مینار بعد میں بنے۔

(تاریخ احمدیت جلد 14 صفحہ 31)

23/مارچ جو کہ تاسیس جماعت احمدیہ کا مبارک دن ہے۔ 1951ء کی 23/مارچ کو جمعہ کا دن تھا اور جماعت کی شوریٰ بھی ہو رہی تھی۔ اس مبارک روز حضرت مصلح موعودؓ نے مسجد مبارک ربوہ میں پہلا جمعہ پڑھا کر اس کا افتتاح فرمایا۔ افتتاح سے قبل آپ نے سجدہ شکر ادا کیا اور حضور کی اقتداء میں احباب جماعت نے بھی سجدہ شکر ادا کیا۔

حضرت مصلح موعودؓ مسجد مبارک ربوہ میں پہلے جمعہ کے لئے تشریف لائے تو آپ نے خطبہ جمعہ سے قبل فرمایا: ”خطبہ شروع کرنے سے پہلے میں دوستوں کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ پہلی مستقل مسجد ہے جو ہجرت کے بعد ربوہ میں بنی ہے اور جیسے قادیان میں ہمارے گھر کے پاس ایک مسجد تھی جسے چھوٹی مسجد یا مسجد مبارک کہتے تھے اُسی طرح یہ مسجد بھی قصرِ خلافت کے پاس بنائی گئی ہے۔ اس کے علاوہ ایک اَور مسجد بھی بنائی جائے گی جو جامع مسجد ہوگی اور مجلس شوریٰ کے اجلاس بھی اس میں ہوا کریں گے۔ چونکہ ایک مستقل مسجد میں آنے کا یہ پہلا موقع ہے جسے

خدا تعالیٰ اور اسلام کے نام کو بلند کرنے کے لیے بنایا گیا ہے اس لیے ضروری تھا کہ اس کا افتتاح کرنے سے قبل بطور شکرانہ نوافل ادا کیے جاتے لیکن یہ موقع ایسا نہیں کہ صحیح اور منظّم طور پر نوافل ادا کیے جا سکیں۔ اس لیے میری خواہش ہے کہ ہم افتتاح سے پہلے خدا تعالیٰ کے حضور بطور شکرانہ ایک سجدہ کرلیں کہ اس نے ہمیں ربوہ میں پہلی مستقل مسجد بنانے کی توفیق عطا فرمائی اور یہ کہ وہ ایک رنگ میں مکمل کرلی گئی ہے۔"

(خطبات محمود جلد 32 صفحہ 48)

مسجد مبارک سرزمین ربوہ کی پہلی باقاعدہ مسجد ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے دور خلافت میں یہیں نماز اور جمعہ پڑھاتے۔ خلافتِ ثالثہ میں مسجد اقصیٰ کی تعمیر ہوئی۔ مسجد اقصیٰ کی تکمیل سے قبل حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ مسجد مبارک میں ہی جمعہ پڑھاتے رہے اور پھر اس کی تکمیل کے بعد نماز جمعہ و عیدین مسجد اقصیٰ میں شروع ہو گئے۔

مسجد مبارک میں تین خلفاء نے نماز پڑھائیں اور ہمارے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خلافت سے قبل مسجد مبارک میں ہی نمازوں کی ادائیگی کے لئے تشریف لایا کرتے تھے۔ خلفاء کرام نے یہاں مجالس عرفان بھی منعقد کیں۔

مسجد مبارک ربوہ کو یہ بھی تاریخی اعزاز حاصل ہے کہ یہاں 1965ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اور 1982ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے انتخاب خلافت کی کاروائی عمل میں آئی تھی۔

خلافتِ رابعہ میں مسجد مبارک کی توسیعی منصوبہ کا کام کیا گیا جس کے نتیجہ میں اس کی وسعت میں دوچند سے بھی زیادہ اضافہ ہو گیا۔ مسجد مبارک ربوہ کو اب بھی کئی لحاظ سے مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ فضل عمر تعلیم القرآن کلاس کی میزبانی کے علاوہ یہاں ایک عرصہ تک مرکزی جلسہ ہائے سیرۃ النبیؐ، یوم مسیح موعودؑ، یوم مصلح موعودؓ اور یوم خلافت منعقد ہوتے رہے۔ شوریٰ کے موقع پر بھی یہ مرکزی مسجد کے طور پر استعمال ہوتی ہے۔ اعلانات نکاح اور نماز جنازہ بالخصوص موصیان کے جنازوں کے لئے بھی یہ لوگوں کی ترجیح ہوتی تھی۔ اسی طرح حالات کی موافقت تک رمضان المبارک کے ایام میں مسجد مبارک ایک مرکزی مسجد کا کردار ادا کرتی تھی۔ جہاں فجر کے بعد درس حدیث، ظہر یا عصر کے بعد درس القرآن اور عشاء کے بعد نماز تراویح کا اہتمام ہوتا اور آخری عشرہ میں ایک محدود تعداد یہاں اعتکاف کی سعادت بھی حاصل کرتی تھی۔

اللہ تعالیٰ کرے کہ حالات پلٹا کھائیں اور پھر سے مرکز احمدیت ربوہ کی رونقیں بحال ہو جائیں اور اس کے ساتھ مسجد مبارک سے وابستہ روحانی و علمی برکتوں سے احباب جماعت مستفیض ہو سکیں۔ آمین۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 23 دسمبر 2022ء)











مسجد بیت الاحد جاپان

(انیس رئیس۔ جاپان)

جاپان کو ارضِ مشرق اور چڑھتے سورج کی سرزمین کہا جاتا ہے۔ اس ملک و قوم کی تاریخ ہزاروں سال پرانی ہے۔ جاپانی قوم شنتو مذہب کی پیروکار ہے اور یہ لوگ صدیوں سے مظاہرِ فطرت کی پرستش اور محبت میں مبتلاء چلے آتے ہیں۔

شنتو مت ایک ایسا منفرد مذہبی فلسفہ ہے کہ جس کی نہ ابتداء معلوم ہے نہ ہی کوئی ایسا مذہبی صحیفہ پایا جاتا ہے جو شنتومت کی حقیقت اور عقائد کو بیان کر سکے۔ آٹھویں صدی عیسوی میں لکھی گئی جاپانی تاریخ کی دو مشہور کتابیں جاپان کے شاہی خاندان اور اس ملک و قوم کی تاریخ کا ماخذ سمجھی جاتی ہیں۔

شنتو مت کے نزدیک ہر چیز میں خدا کا وجود جلوہ گر ہے یہاں تک کہ اجسام اور ارواح، بزرگان اور مقدس ہستیاں بذات خود خدا ہیں۔ لیکن خدا کے اس نہایت متنوع تصور کے باوجود شنتو مت میں بتوں کی پوجا نہیں کی جاتی۔ بلکہ یوں نظر آتا ہے کہ جاپانی قوم صدیوں سے معبود حقیقی کی تلاش میں سرگرداں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جاپانی قوم کے اس مزاج کا تجزیہ ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ: ”جاپانیوں کو عمدہ مذہب کی تلاش ہے۔“

شنتو مت جاپان کا فطری اور قومی مذہب ہونے کے باوجود جب بھی جاپانی قوم کے سامنے کوئی دوسرا مذہبی فلسفہ پیش کیا گیا تو اس قوم نے ان تمام مذاہب کو نہایت شرح صدر سے خوش آمدید کہا۔ جاپانی حضرت کنفیوشس کے اخلاقی فلسفے سے بھی متاثر ہوئے اور انہوں نے حضرت لاؤتزے کی تعلیمات کا اثر بھی قبول کیا۔ تیسری صدی عیسوی میں یہ قوم بدھ مت سے آشنا ہوئی تو حضرت گوتم بدھ کی تعلیم انہیں بھانے لگی اور چھٹی صدی عیسوی تک

شاہی خاندان سمیت جاپانیوں کی بڑی تعداد بدھ مت میں داخل ہوگئی۔ ہسپانوی اور پرتگالی مبلغین نے جب مسیحیت کا پیغام جاپانی قوم کے سامنے پیش کیا تو یہ قوم پہلی مرتبہ ابراہیمی مذاہب کے فلسفہ سے آشنا ہوئی اور ایک بڑی تعداد حلقہ بگوشِ مسیحیت ہوگئی۔

جاپانی تاریخ کے مطالعہ سے ایسے کوئی قرائن یا ثبوت نہیں ملتے کہ یہ قوم قرونِ اولیٰ یا قرونِ وسطیٰ میں اسلام یا مسلمانوں سے رُوشناس ہوئی ہو۔ جاپان میں اسلام پر تحقیق کرنے والے حضرات کے مطابق جاپانیوں کا اسلام سے تعارف بہت پرانا نہیں بلکہ یہ حال ہی کی بات ہے۔ 1900ء کے قریب ایک جاپانی تاجر بمبئی گئے اور ایک مسجد دیکھ کر اسلام کی طرف متوجہ ہوئے اور مسلمان ہوگئے۔ ان کا نام AHMAD ARIGA تھا۔ اسی طرح جنگ عظیم اول کے ایام میں جاپانیوں اور سلطنت عثمانیہ کے مابین تعلقات قائم ہوگئے۔ گویا مسلمانوں اور جاپانیوں کے مابین قائم ہونے والے یہ اولین مراسم تھے۔ اخبارات کے ذریعہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جاپانیوں کی اسلام کی طرف رغبت کی خبر پہنچی تو آپ نے اس قوم کو اسلام کا پیغام پہنچانے کے لئے پرجوش تڑپ کا اظہار فرمایا۔ آپ نے فرمایا:

”مجھے معلوم ہوا ہے کہ جاپانیوں کو اسلام کی طرف توجہ ہوئی ہے۔ اس لئے کوئی ایسی جامع کتاب ہو جس میں اسلام کی حقیقت پورے طور پر درج کر دی جاوے گویا اسلام کی پوری تصویر ہو جس طرح پر انسان سراپا بیان کرتا ہے اور سر سے لے کر پاؤں تک کی تصویر کھینچ دیتا ہے۔ اسی طرح سے اس کتاب میں اسلام کی خوبیاں دکھائی جاویں۔ اس کی تعلیم کے سارے پہلوؤں پر بحث ہو اور اس کے ثمرات اور نتائج بھی دکھائے جاویں۔“

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 371)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی مہم آپ کی حیاتِ مبارکہ میں ہی مشرق و مغرب میں زمین کے کناروں تک جا پہنچی۔ ایک طرف دنیا کے انتہائی مغرب میں واقع براعظم امریکہ اسلام احمدیت سے رُوشناس ہوگیا تو دوسری طرف دنیا کے انتہائی مشرقی کنارے یعنی نیوزی لینڈ اور آسٹریلیا سے بھی سعید فطرت روحیں امام الزماں کی آغوش میں آنے لگیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ہی حضرت مفتی صادق صاحبؓ نے جاپانیوں کو بھی تبلیغی خطوط لکھ کر اسلام کا پیغام پہنچانے کی کوششیں کیں۔

اشاعتِ اسلام کے لئے جب تحریک جدید کا قیام عمل میں آیا تو حضرت مصلح موعودؓ نے سب سے اولین تبلیغی مہم کے لئے جن ممالک کا انتخاب فرمایا جاپان بھی ان میں سے ایک تھا۔

مکرم صوفی عبد القدیر نیاز صاحب 4/جون 1935ء کو جاپان کے ساحلی شہر ''کوبے'' پہنچے۔ آپ جماعت احمدیہ کی طرف سے جاپان تشریف لانے والے پہلے مبلغ اسلام تھے۔ آپ نے جاپان میں قیام کے دوران جاپانی زبان سیکھی، تبلیغی لیکچرز دئے اور اسلام کے تعارف پر مشتمل کچھ لٹریچر تیار کروایا۔ جنگ عظیم دوم کے آغاز سے کچھ عرصہ قبل آپ کو بعض شکوک کی بناء پر جاپانی اداروں نے حراست میں بھی لیا اور کچھ تفتیش کرنے کے بعد رہا کر دیا۔

آپ ابھی جاپان میں ہی تھے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے 10/جنوری 1937ء کو مولوی عبد الغفور صاحب کو جاپان روانہ فرمایا۔ آپ کو جاپان بھجواتے ہوئے حضور بعض نصائح فرمائیں جو مشرقِ بعید کے ممالک میں مصروفِ عمل مبلغین و داعیان الیٰ اللہ کے لئے ایک جامع لائحہ عمل ہیں۔

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد ہشتم صفحہ 219-221)

اس کے بعد جنگ عظیم دوم کی وجہ سے کچھ عرصہ تک مبلغین کی جاپان آمد کا سلسلہ معطل رہا لیکن خلافت ثالثہ کے دور میں 1969ء تا حال جاپان میں مبلغین اور احباب جماعت خلفائے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی راہنمائی میں اشاعتِ اسلام کی خدمت بجا لا رہے ہیں۔

1957ء میں مکرم محمد اویس کوبایاشی صاحب کا قبولِ اسلام، 1981ء میں جاپان میں پہلے احمدیہ سنٹر کی خرید اور 1989ء میں جاپانی زبان میں ترجمہ قرآن کی اشاعت، حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے دورہ ہائے جاپان اس سرزمین پر اشاعتِ اسلام کی مہم کے اہم سنگ ہائے میل ہیں۔

خلفائے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دوروں کی بدولت جاپان میں اشاعت اسلام کی کاوشیں تیز تر ہو گئیں۔ نیا لٹریچر شائع ہوا، میڈیا کے ذریعہ ملک کے طول و عرض تک اسلام احمدیت کا نام متعارف ہوا اور جماعت کا انتظامی ڈھانچہ مضبوطی سے استوار ہونے لگا۔

خلافت ثالثہ میں ہی ناگویا میں احمدیہ سنٹر کی خرید سے اشاعتِ اسلام کا ایک مرکز قائم ہو چکا تھا۔ لیکن با قاعدہ مسجد کی تعمیر احباب جماعت احمدیہ جاپان کی دیرینہ خواہش تھی۔

جماعت احمدیہ جاپان نے 1991ء میں ٹوکیو کے نواحی علاقہ Togane میں ایک قطعہ زمین خریدا مگر وہاں مسجد تعمیر نہ ہو سکی۔ پہلی مسجد کی تعمیر کے لئے احباب جماعت کی پاکیزہ خواہش اور تڑپ کا اظہار اس بات سے ہوتا ہے کہ جب بھی مسجد کی تحریک ہوئی احباب و خواتین نے بڑھ چڑھ کر مالی قربانیاں پیش کیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے حضور جاپان میں پہلی مسجد کی تعمیر کے لئے خلافتِ خامسہ کا دور مبارک مقدر تھا۔ لہٰذا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے پہلے دورہ جاپان کے دوران ہی حضور کی خاص توجہ سے مسجد کمیٹی کا قیام عمل میں آیا۔

تعمیرِ مسجد کمیٹی کا تقرر

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے مئی 2006ء کے دورہ جاپان کے دوران جاپان میں جلد پہلی مسجد تعمیر کرنے کی تاکید فرماتے ہوئے خاکسار کو مسجد کمیٹی کا پہلا صدر مقرر فرمایا اور دعاؤں کے ساتھ کام شروع کرنے کی ہدایت فرمائی۔ مکرم ایڈیشنل وکیل التبشیر صاحب نے بذریعہ خط اس منظوری کی اطلاع ان الفاظ میں دی۔

مکرم و محترم نیشنل صدر صاحب جاپان

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے نیشنل مجلس کی میٹنگ کے دوران تعمیر مسجد کمیٹی مقرر فرمائی تھی جس کے درج ذیل ممبران حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے منظور فرمائے ہیں۔

1. مکرم انیس احمد ندیم صاحب۔ مبلغ انچارج جاپان
2. مکرم سیکرٹری صاحب تربیت
3. مکرم سیکرٹری صاحب جائیداد
4. مکرم صدر صاحب انصار اللہ
5. مکرم سیکرٹری صاحب تبلیغ

6. مکرم سیکرٹری صاحب امور خارجیہ

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اس کمیٹی کا صدر مکرم انیس احمد ندیم صاحب مبلغ انچارج جاپان کو مقرر فرمایا ہے۔ براہ کرم تمام ممبران کو اطلاع کر دیں کہ وہ باقاعدہ اپنا کام شروع کر دیں۔ جَزَاکُمُ اللّٰہ اَحۡسَنُ الۡجَزَاء

وَالسَّلَام

خاکسار

(دستخط) عبد الماجد طاہر

ایڈیشنل وکیل التبشیر

(بتاریخ 23/مئی 2006ء T-مکتوب بذریعہ فیکس 13996)

مسجد کی جگہ کی تلاش اور مسجد فنڈ کی وصولی کا آغاز

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی ہدایات کے مطابق مسجد کمیٹی نے مئی 2006ء میں کام کا آغاز کیا۔ ایک طرف مالی تحریک کے ذریعہ احباب جماعت کو مسجد کی تعمیر کے لئے قربانی پیش کرنے کی دعوت دی گئی اور دوسری طرف مسجد کمیٹی نے مناسب جگہ کی تلاش شروع کر دی۔

مالی قربانی کی تحریک پر اولین لبیک کہنے والے احباب کے اسماء بغرض دعا اور ریکارڈ پیش خدمت ہیں۔ مکرمہ زینت جلیل صاحبہ، مکرمہ سمیرا حامد صاحبہ، مکرمہ حامدہ زریں صاحبہ، مکرمہ امۃ الودود ناصر صاحبہ، مکرمہ طاہرہ افتخار صاحبہ، مکرمہ ثمینہ جنود صاحبہ، فوزیہ طلعت ڈار صاحبہ، مکرمہ فرحت رفیق صاحبہ، اور مکرمہ فائزہ انیس صاحبہ نے خواتین کی طرف سے نقدی اور زیورات پیش کرنے کی توفیق حاصل کی۔

قربانی کی توفیق پانے والے اولین احباب میں مکرم ضیاء اللہ ڈار صاحب، مکرم ظفر اللہ ڈار صاحب مرحوم، مکرم ناصر احمد بھٹی صاحب، مکرم مقبول احمد شاد صاحب، مکرم رانا شوکت صاحب، مکرم مرزا حامد بیگ صاحب، مکرم مبشر زاہد صاحب، مکرم سید رفیق احمد صاحب، مکرم احمد فتح الرحمن صاحب اور مکرم یوسف جلیل صاحب قابل ذکر ہیں۔

مسجد کی جگہ کی تلاش کا کام شروع کرتے ہوئے متعدد جگہیں دیکھی گئیں اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں رپورٹ پیش کی گئی اس پر حضور نے ہدایت فرمائی کہ:

''باہر کھلی جگہ پر لیں تاکہ بعد کے مسائل نہ ہوں، لیکن سہولتیں ہوں''

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعائیں

احباب جماعت نے مسجد کی تحریک پر والہانہ لبیک کہا اور نہایت بیش قیمت قربانیاں پیش کرنی شروع کر دیں۔ مسجد فنڈ کی تحریک کے بعد شاید ہی کوئی ایسا دن گزرا ہو جس میں اس چھوٹی سی جماعت کے احباب وخواتین یا بچوں میں سے کسی نے مسجد کی تعمیر کے لئے قربانی نہ پیش کی ہو۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مسجد کی تعمیر مکمل کرنے کی توفیق عطا فرمادی۔

قربانی کرنے والے احباب وخواتین کے اسماء حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بغرض دعا پیش کرنے کے ساتھ ساتھ ہر ماہ وصولی کی رپورٹ بھی خدمت اقدس میں پیش کی جاتی رہی۔ جنوری 2007ء کی رپورٹ پر حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

پیارے عزیزم انیس احمد ندیم صاحب۔ مبلغ جاپان!

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

آپ کی فیکس ملی ہے کہ ماہِ جنوری 2007ء میں مسجد فنڈ میں 50 ہزار ین کے زیورات اور 232,000 ین رقم وصول ہوئی ہے۔ مَاشَآءَ اللّٰہ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ اللہ سب کو جزاء دے اور ان کے اموال اور نفوس میں برکت ڈالے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو مسجد کے لئے مناسب جگہ کی خرید کی جلد توفیق عطا فرمائے۔ اللہ آپ کی مدد فرمائے۔

وَالسَّلَام

خاکسار

(دستخط) مرزا مسرور احمد

(بتاریخ 15/ فروری 2007ء T-10793 مکتوب)

خاکسار کے ساتھ مسجد کمیٹی کے ممبران تبدیل ہوتے رہے، لیکن اس خدمت کے لئے مقرر کئے جانے والے تمام احباب و خواتین نے شبانہ روز محنت، دعاؤں اور مالی قربانی کے ذریعہ سے جاپان میں پہلی مسجد کی تعمیر کا سفر بخیر و خوبی مکمل کیا۔ ابتداء میں جن احباب کو مسجد کمیٹی کے ممبر یا محصل کے طور پر خدمت کی توفیق ملی ان کے اسماء بغرض دعا و ریکارڈ محفوظ کئے جا رہے ہیں۔ مکرم یوسف ڈار صاحب، مکرم سید مشہود احمد صاحب، مکرم یوسف جلیل صاحب، مکرم محمد عصمت اللہ صاحب، مکرم ناصر احمد بھٹی صاحب، مکرم نصیر احمد طارق صاحب اور مکرم مبشر احمد زاہد صاحب۔

مسجد بیت الاحد کی تعمیر کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا مئی 2006ء کا دورہ جاپان ایک مہمیز ثابت ہوا اور اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و کرم اور تائید و نصرت سے اس دورہ کے بعد محض سات سال کے قلیل عرصہ میں جاپان میں پہلی مسجد کی تعمیر کے لئے جگہ خرید لی گئی۔

2006ء کے بعد تعمیرِ مسجد کی تحریک مسلسل آگے بڑھتی رہی۔ اس سفر کے دوران بسا اوقات امید و یاس کی گھڑیاں بھی آئیں۔ بعض دفعہ یہ محسوس ہوتا تھا کہ کوئی جگہ نہایت مناسب ہے مگر پھر اچانک کوئی ایسی روک پیش آ جاتی کہ وہ جگہ ہماری پہنچ سے دور ہو جاتی۔ بعض جگہیں احباب میں سے کچھ کو تو پسند آ جاتیں مگر بعض دیگر احباب اس رائے سے اتفاق نہ کرتے۔ بسا اوقات تو معاملات طے ہونے کے انتہائی قریب محسوس ہوتے اور معاہدہ کی کارروائی کی شرائط بھی طے ہونے لگتیں لیکن پھر اچانک بات بگڑ جاتی۔

احباب جماعت احمدیہ جاپان، مسجد کمیٹی کے ممبران اور محصلین کا جذبۂ خدمت اور خلوص قابل رشک قرار دیا جا سکتا ہے۔ ان احباب کے دل اس یقین کامل سے لبریز تھے کہ اللہ تعالیٰ ان کی دعاؤں اور قربانیوں کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے وہ دن جلد نصیب کرے گا کہ جب ہم جاپان میں خدا تعالیٰ کے گھر کی تعمیر کے قابل ہو سکیں گے۔

احباب جماعت احمدیہ جاپان کو اپنے امام کی دعاؤں اور توجہ پر علی وجہ البصیرت ایمان تھا کہ وہ مقدس منصوبہ جس کی داغ بیل خلیفۃ المسیح کے ہاتھ سے پڑی ہے، ضروری پایہء تکمیل کو پہنچے۔ لہٰذا احباب جماعت نے مسجد کی تحریک پر نہایت والہانہ لبیک کہتے ہوئے اپنے عزیز اموال و جائیدادیں دیوانہ وار اللہ تعالیٰ کی راہ میں پیش کرنی شروع کر دیں۔ سیدنا حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے احباب جماعت احمدیہ جاپان کے اس جذبہء خدمت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ:

”جب آپ کو توجہ دلائی گئی کہ نیا مرکز خریدیں تو جیسا کہ پہلے میں ذکر کر چکا ہوں، جماعت جاپان نے مالی قربانیاں کیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ جگہ خرید لی۔ چھوٹی سی جماعت ہے لیکن اللہ کے فضل سے بڑی قربانی کی ہے، اس لحاظ سے بہت سے لوگوں نے بڑی بڑی رقمیں ادا کی ہیں۔ بچوں نے اپنے جیب خرچ ادا کئے، عورتوں نے اپنے زیور ادا کئے اور بعض نے اپنے پاکستان میں گھر بیچ کر رقمیں ادا کیں یا کوئی جائیداد بیچ کر رقم ادا کی۔ بعض نے اپنے قیمتی اور عزیز زیور، پرانے بزرگوں سے ملے ہوئے زیور بیچ کر مسجد کے لئے قیمت ادا کی۔ غرض کہ مالی قربانیوں میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک دوسرے سے بڑھ کر قربانی کرنے کی آپ نے کوشش کی اور پیش کیں۔ اللہ تعالیٰ یہ سب مالی قربانیاں قبول فرمائے اور آپ لوگوں کے اموال و نفوس میں بے انتہا برکت عطا فرمائے۔“

(خطبہ جمعہ 8/نومبر 2013ء بمقام ناگویا)

مسجد کی جگہ کی خرید اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا نزول

2013ء کا آغاز بھی جاپان میں حسبِ معمول نماز تہجد سے ہوا۔ احباب جماعت احمدیہ جاپان کو سالِ نو کے آغاز پر نہایت دردِ دل سے دعائیں کرنے کی تحریک کی گئی کہ اللہ تعالیٰ ہماری دعاؤں اور قربانیوں کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے مسجد کی تعمیر کے لئے راہیں آسان فرمادے۔

2013ء کے سال کو جاپان میں مسجد کی تعمیر کا سال بنانے کے لئے تمام احباب کو ہنگامی بنیادوں پر کام کرنے اور مسجد کے لئے جگہ کی تلاش کی ذمہ داریاں تفویض کی گئیں۔ اسی طرح وقتاً فوقتاً اپنی یہ عاجزانہ خواہش حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں پیش کرکے دعاؤں کے لئے عرض کیا جاتا کہ بظاہر تو ایسے آثار نظر نہیں آتے لیکن حضور پر نور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ معجزانہ رنگ میں ہماری مدد فرمائے اور ہماری نہایت حقیر کاوشوں کو اپنے

فضل ورحم سے قبول فرمالے۔ مسجد فنڈ کی وصولی کو تیز تر کرنے کے لئے خاکسار نے ایک مسجد کمیٹی فرمائی جس کے ممبران درج ذیل تھے۔ مکرم مرزا حامد بیگ صاحب، مکرم ظفر احمد ظفری صاحب، مکرم عدیل احمد صاحب، مکرم غضنفر پرویز صاحب، مکرم حافظ محمد امجد عارف صاحب اور مکرم عبد القیوم صاحب۔

اس سال کے آغاز پر ابھی چند ماہ ہی گزرے تھے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس کی دعاؤں کا اعجاز نظر آنے لگا اور اللہ تعالیٰ کے فضل و رحم سے مسجد کے لئے ایک ایسی جگہ مل گئی جس پر نہ صرف شرح صدر ہونے لگا بلکہ احباب میں سے جس نے اسے دیکھا اس نے اطمینان کا اظہار کیا۔

جب یہ معاملہ مجلس عاملہ ناگویا میں اور نیشنل عاملہ کے ممبران کے سامنے پیش کیا گیا تو اس موقع پر بھی تمام ممبران نے متفقہ طور پر یہ جگہ خریدنے کی سفارش کی۔ گویا اس جگہ کی خرید کے بعد احباب جماعت کا اتحاد اور اتفاق اس بات کا مظہر تھا کہ یہی وہ بابرکت جگہ ہے جہاں اللہ تعالیٰ کا گھر تعمیر ہونا چاہیے۔

معجزانہ رنگ میں جگہ کی تلاش

مؤرخہ 12/اپریل 2013ء کو خاکسار ایک دن مکرم حافظ محمد امجد عارف صاحب کے ہمراہ احمدیہ سنٹر ناگویا کے نواح میں واقع ایک پراپرٹی ڈیلر سے میٹنگ کر رہا تھا تو انہوں نے ہمیں Tsushima شہر میں ایک بُک سٹور کے بارہ میں بتایا اور کہا کہ جس طرح کی جگہ آپ تلاش کر رہے ہیں یہ ان شرائط کے قریب تر ہے۔ یہ میٹنگ مکمل ہوتے ہی خاکسار نے مکرم مرزا حامد بیگ صاحب کو فون کیا اور انہیں بتایا کہ اس طرح ہمیں پراپرٹی ڈیلر نے ایک جگہ دکھائی ہے آپ کا کام اس علاقہ میں ہے لہٰذا آج شام کو کام سے واپسی پر آپ وہ جگہ دیکھتے آئیں۔ مکرم مرزا حامد بیگ صاحب نے کہا کہ اتفاق ہے کہ اس وقت میں اسی جگہ پہ کھڑا ہوں، بُک سٹور تو فروخت ہو چکا ہے لیکن اس کے سامنے اس سے بہتر ایک اور عمارت قابل فروخت ہے۔ خاکسار نے فوری طور پر صدر جماعت ناگویا، ناگویا میں موجود نیشنل عاملہ کے ممبران اور مسجد کمیٹی کو فوری طور پر جمع ہونے کی گزارش کی اور اسی دن شام کو یہ جگہ دیکھنے کا پروگرام بنایا۔

جو احباب فوری طور پر اس تحریک پر جمع ہوئے ان کے اسماء بغرض دعا اور ریکارڈ تحریر کئے جا رہے ہیں۔

• مکرم ظفر اللہ ڈار صاحب مرحوم • مکرم مقبول احمد شاد صاحب • مکرم رانا شوکت محمود صاحب • مکرم مرزا حامد بیگ صاحب • مکرم ظفر احمد ظفری صاحب • مکرم عدیل احمد صاحب • مکرم حافظ محمد امجد عارف صاحب • مکرم غضنفر پرویز صاحب • مکرم عبد القیوم صاحب • مکرم طلعت محمود صاحب اور • مکرم مظفر قادیانی صاحب۔

مسجد کی جگہ پر اتفاقِ رائے اور بے مثال قربانیاں

مسجد کی جگہ دیکھتے ہی احباب کی اکثریت کے دل شرح صدر سے معمور نظر آئے۔ یہ عمارت اتفاق سے قبلہ رخ تھی۔ رقبہ ہماری خواہش کے مطابق ایک ہزار مربع میٹر کے قریب تھا۔ برلب سڑک واقع ہونے کی وجہ سے اس جگہ کی لوکیشن بھی نہایت مناسب تھی۔ اسی طرح ہائی وے بھی بالکل قریب سے گزرتی اور ریل کا اسٹیشن بھی محض ڈیڑھ دو کلو میٹر کی مسافت پر واقع تھا۔

جگہ دیکھنے کے بعد اس شام کو رات گئے تک احباب کے ساتھ تفصیلی میٹنگ کر کے ہر پہلو پر غور و خوض کیا گیا۔ جب ہر طرح سے تسلی اور شرح صدر نظر آنے لگی تو احباب نے زور دیا کہ جلد از جلد معاملہ حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں پیش کر کے منظوری حاصل کی جائے۔

خاکسار نے احباب کے سامنے مسجد فنڈ کی صورتحال پیش کرتے ہوئے عرض کیا کہ اس جگہ کی مالیت تقریباً آٹھ کروڑ ین ہے جبکہ ہمارے پاس مسجد فنڈ میں محض دو کروڑ ین موجود ہیں۔ یہ معاملہ حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں پیش کرنے سے قبل اپنی مالی استطاعت کا از سر نو جائزہ لینا ضروری ہے۔

• اس موقع پر مکرم ظفر اللہ ڈار صاحب مرحوم نے اپنے جذبات پیش کرتے ہوئے کہا کہ ہم نے مسجد کی جتنی جگہیں دیکھی ہیں ایسی جگہ کبھی نظر نہیں آئی۔ ہمارے لئے قربانی کا یہ تاریخی موقع ہو گا لہٰذا ہمیں پیچھے نہیں ہٹنا چاہیے بلکہ ہر فردِ جماعت سے رابطہ کر کے اللہ تعالیٰ کے گھر کی تعمیر کے لئے ہر ممکن جدوجہد کرنی چاہیے۔ ظفر اللہ ڈار صاحب مرحوم نے فوری طور پر پچاس لاکھ ین کی قربانی پیش کرتے ہوئے اپنے خاندان کی طرف سے مزید پچاس لاکھ ین پیش کرنے کا وعدہ کیا۔

• مکرم مقبول شاد صاحب نے وعدہ کیا کہ جاپان میں مسجد کی تعمیر ہماری دیرینہ خواہش ہے اور بڑی سے بڑی قربانی پیش کر کے بھی ہمیں اس کام کو ممکن بنانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ مقبول شاد صاحب نے مسجد کے بیعانہ کے لئے ادا کی جانے والی رقم جو تقریباً پچاس لاکھ ین کے قریب دینے کا وعدہ کیا اور اس کے علاوہ بھی مسجد کے لئے قربانی پیش کی۔

• مکرم رانا شوکت محمود صاحب نے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ان دونوں بھائیوں نے جس قدر قربانی پیش کی ہے میں بھی اسی قدر رقم مسجد کے لئے اللہ تعالیٰ راہ میں پیش کرتا ہوں اور یہ وعدہ کرتا ہوں کہ معاہدہ کے وقت اگر کچھ مزید ضرورت ہوئی تو اس موقع پر بھی قربانی پیش کرنے سے دریغ نہ کریں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ پچاس لاکھ ین کی اس ادائیگی کے علاوہ بھی اللہ تعالیٰ نے انہیں غیر معمولی قربانی کی توفیق بخشی۔

• مکرم مرزا حامد بیگ صاحب جو جنوری 2013ء سے مسجد کمیٹی کے نگران مقرر ہو چکے تھے اور ہر ماہ پچاس ہزار ین مسجد کے لئے پیش کر رہے تھے، انہوں نے دس لاکھ ین فوری پیش کئے اور بتایا کہ ان کی اہلیہ مکرمہ سمیرا حامد صاحبہ اپنا سارا زیور جاپان میں مسجد کی تعمیر کے لئے پیش کر چکی ہیں۔

• مکرم ظفر احمد ظفری صاحب نے بھی دس لاکھ ین قربانی پیش کی۔ یہ رقم ان کی استطاعت کے لحاظ سے کافی بڑی رقم تھی، لیکن اس قربانی کے بعد بھی انہوں نے مسجد کی تحریک کے لئے ہر موقع پر قربانی پیش کرنے کی توفیق پائی۔ اسی طرح صدر جماعت ناگویا کی حیثیت سے مسجد فنڈ کی وصولی اور مسجد میں وقار عمل کے انعقاد کے ذریعہ غیر معمولی خدمت کی توفیق پائی۔

• مکرم عدیل احمد صاحب، مکرم غضفر پرویز صاحب، مکرم حافظ محمد امجد عارف صاحب، مکرم طلعت محمود صاحب اور مکرم عبد القیوم صاحب اور دیگر احباب نے بھی نہ صرف بڑی بڑی قربانیاں پیش کیں بلکہ مسجد کی تحریک کو مؤثر طریق سے احباب تک پہنچانے میں کوئی کسر اٹھانہ رکھی اور وصولی کے لئے شبانہ روز محنت کی توفیق پائی۔ سیدنا حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے مسجد بیت الاحد کی تعمیر کو اللہ تعالیٰ کا فضل قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ:
”یہ مسجد کی جو کوشش ہے، یہ آپ نے چند مہینوں میں کی۔ ان کوائف سے ظاہر ہو گیا کہ جو مسجد کی جگہ ملی ہے یہ غیر معمولی طور پر ایک تو قربانیاں جو آپ نے کیں وہ تو کیں، اس کے ملنے کی جو تاریخ ہے وہ بھی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بغیر کسی سوچ کے اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی اور ایک دم انتظام ہو گیا اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کا فضل

ہے۔ یہ جگہ ملنا آپ کی کوششوں سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا ثمرہ ہے۔ اتنی وسیع جگہ آپ کو مل گئی ہے۔ ایسی جگہ ہے کہ میرے خیال میں چند ماہ پہلے تک تو آپ میں سے بعض تصور بھی نہیں کر سکتے ہوں گے کہ یہ جگہ مل سکتی ہے۔ پس یہ چیز ہمیں اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنے والا بنانے والی ہو۔

(خطبہ جمعہ 8/نومبر 2013ء بمقام ناگویا)

• احباب جماعت کے بے لوث اور والہانہ جذبہء قربانی کو دیکھتے ہوئے مؤرخہ 12/اپریل 2013ء کی رات کو جب میٹنگ ختم ہوئی تو مسجد فنڈ کی وصولی دو کروڑ سے چار کروڑ تک پہنچ چکی تھی۔ مسجد کی تحریک احباب کے سامنے پیش کرنے کے بعد جن احباب نے غیر معمولی خدمت کی توفیق پائی ان کا مختصر ذکر خیر پیش خدمت ہے۔

• ایک سری لنکن احمدی دوست مکرم نعیم احمد صاحب اپنی مالی مشکلات کے باوجود تعمیرِ مسجد کے لئے دو لاکھ ین پیش کئے اور مسجد تعمیر ہونے کے بعد اس خواہش کا اظہار کیا کہ مسجد پر ''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' لکھوانے کی خدمت ان کے سپرد کی جائے۔ چنانچہ یہ خدمت ان کے حصہ میں آئی۔

• مکرم ناصر امام صاحب جو جاپان میں ہی احمدیت قبول کر کے جماعت میں شامل ہوئے ہیں انہوں نے مسجد کی تعمیر کے لئے دس لاکھ ین کی قربانی پیش فرمائی۔ ان کی اہلیہ کو بھی خانۂ خدا کی تعمیر میں حصہ ڈالنے کی توفیق ملی۔ نیز مکرم ناصر امام صاحب مسجد کی تعمیر کے بعد مسجد میں اعتکاف کی توفیق حاصل کرنے والے پہلے وجود ہیں۔

مسجد کی تحریک احباب کے سامنے پیش کی گئی تو ایک احمدی دوست مکرم سعید احمد صاحب مسجد کمیٹی کے ممبران اور محصل کو اپنے ساتھ گھر لے گئے اور کہا کہ گھر میں جو کچھ ہوا وہ سب پیش کر دوں گا۔ چنانچہ انہوں نے اور ان کی اہلیہ محترمہ نے مختلف ڈبے محصلین کے سامنے پیش کر دئے، جب ان میں موجود رقم کو گنا گیا تو اس کی مالیت دس لاکھ ین سے زائد تھی۔

• مکرم ناصر احمد بھٹی صاحب اور ان کے اہل خانہ قبل ازیں بھی مسجد کے لئے غیر معمولی قربانی پیش کر چکے تھے، لیکن جلسہ سالانہ جاپان کے موقع پر جب خاکسار نے احباب جماعت کو دوبارہ قربانیاں پیش کرنے کی درخواست کی تو انہوں نے پاکستان میں اپنا گھر فروخت کر کے بیس لاکھ ین سے زائد رقم خانۂ خدا کے لئے پیش کر دی۔ اس سے قبل بھی انہیں مسجد کی تعمیر کے لئے متعدد بار غیر معمولی قربانی کی توفیق مل چکی ہے۔

• انڈونیشین احمدی احباب مکرم احمد فتح الرحمن صاحب اور مکرم احسان رحمت اللہ صاحب نے بھی نہ صرف اپنی طرف سے بلکہ اپنے اہل خانہ کی طرف سے بھی غیر معمولی قربانی پیش کرتے ہوئے خانۂ خدا کی تعمیر میں حصہ لیا۔ مکرم ناصر بشیر خاکی صاحب اور ان کی والدہ محترمہ نے بھی مسجد بیت الاحد کی تعمیر کے لئے غیر معمولی قربانی کی توفیق حاصل کی۔

• مکرم سہیل انور صاحب نے بھی مسجد فنڈ کی تحریک میں غیر معمولی قربانی کی توفیق پائی۔ مکرم محمد عصمت اللہ صاحب اور ان کے اہل خانہ نے بھی غیر معمولی قربانی پیش کرتے ہوئے مسجد بیت الاحد کی تعمیر میں حصہ لیا۔ مکرم سید رفیق احمد صاحب، مکرم ملک منیر احمد صاحب، مکرم نصیر احمد طارق صاحب، مکرم ناصر ندیم بٹ صاحب، مکرم موراماتس سعید صاحب، مکرم ہیروشی اکبر سیکی گوچی صاحب اور مکرم سید طاہر احمد صاحب بھی حتی المقدور قربانی کرنے والے احباب میں شامل تھے۔

• مکرم مبشر احمد زاہد صاحب نے بطور صدر جماعت ٹوکیو اس تحریک کو مؤثر طریق سے ٹوکیو جماعت کے سامنے پیش کرنے میں غیر معمولی کردار ادا کیا۔ انہوں نے ذاتی طور پر بھی ایک بڑی قربانی پیش کی اور ان کی اہلیہ مکرمہ حامدہ زریں صاحبہ زیورات پیش کرنے والی خواتین میں سرفہرست تھیں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے جماعت احمدیہ جاپان کے احباب وخواتین کی ان قربانیوں پر نہایت مشفقانہ الفاظ میں خراج تحسین پیش فرمایا۔ حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے احباب جماعت کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم پر عمل کرنے کی نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

”جماعت احمدیہ جاپان نے اس کی خرید کے لئے بڑی مالی قربانیاں بھی دی ہیں اور مالی قربانیوں کا حق بھی ادا کیا ہے لیکن ہمیشہ یاد رکھیں کہ حقیقی حق ادا ہوتا ہے جب ہم ان باتوں کو سمجھیں اور اُن پر عمل کریں جو حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں کرنے کے لئے کہی ہیں۔“

(خطبہ جمعہ 8/نومبر 2013ء بمقام ناگویا)

مسجد کی تعمیر کے لئے احمدی خواتین کا بے مثال جذبہ قربانی

مسجد بیت الاحد کی تعمیر میں احمدی خواتین اور بچیوں کی بے مثال قربانیاں بھی تاریخ احمدیت جاپان کا ایک زریں باب ہیں۔ خاکسار نے مئی 2013ء میں جلسہ سالانہ جاپان کے موقع پر جب یہ تحریک احمدی خواتین کے سامنے رکھی تو ان کی قربانیوں اور خدمت دین کا جذبہ نہایت قابل رشک تھا۔

تحریک کے ابتدائی چند ماہ میں احمدی خواتین نے ایک کلو گرام سے زیادہ وزن کے زیورات اللہ تعالیٰ کے گھر کے لئے پیش کر دیے اور مختلف وقتوں میں جاپان میں پہلی مسجد کی تعمیر کے لئے پیش کئے گئے زیورات کا وزن اندازاً تین سے چار کلو گرام بنتا ہے۔

• مکرمہ حامدہ زریں صاحبہ اپنا گلوبند، ہار، کانٹے، ٹاپس اور 24 طلائی چوڑیاں مسجد کے لئے پیش کرنے کی توفیق حاصل کی۔ ان کی ہمشیرہ منزہ صاحبہ اور بیٹی نادیہ صاحبہ نے بھی اپنے زیورات کے سیٹ مسجد بیت الاحد کے لئے پیش کرنے کی توفیق حاصل کی۔

• مکرمہ مسعودہ بیگم صاحبہ مرحومہ کچھ عرصہ قبل پاکستان سے تشریف لائی تھیں انہوں نے بیٹی کی شادی کے لئے تیار کروایا گیا زیورات کا سیٹ پیش کر دیا۔ مکرم اسماء صدف صاحبہ نے اپنی والدہ کی طرف سے ملنے والے نہایت عزیز کڑے اللہ تعالیٰ کی راہ میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔

• مکرمہ سمیرا غضنفر صاحبہ کی شادی پر ابھی کچھ عرصہ ہی گزرا تھا انہوں نے زیورات کے تین سیٹ پیش کرنے کی توفیق حاصل کی۔ مکرمہ فائزہ رئیس صاحبہ نے اپنی شادی کا سیٹ اور مکرمہ رملہ رئیس صاحبہ نے لاکٹ اس قربانی کے لئے پیش کرنے کی توفیق حاصل کی۔

• مکرمہ فوزیہ طلعت ڈار صاحبہ ایک کنگن، ایک مکمل سیٹ اور تین انگوٹھیاں، ان کی بیٹیوں تہمینہ ڈار صاحبہ اور سبینہ ڈار صاحبہ نے کانٹے اور پازیب مسجد فنڈ کی تحریک پیش کر دئے۔

• مکرمہ شازیہ مظفر صاحبہ نے ایک ہار، دو کانٹے اور چار چوڑیاں مسجد فنڈ کے لئے پیش کر کے اس قربانی میں حصہ لیا۔ مکرمہ شبانہ مقبول صاحبہ نے چار عدد طلائی چوڑیاں، مکرمہ راضیہ قیوم صاحبہ نے چار عدد طلائی چوڑیاں، مکرم درثمین صاحبہ نے دوعدد طلائی چوڑیاں پیش کر دیں۔

• مکرمہ ثمرہ عارف صاحبہ نے لاکٹ، انگوٹھی اور کانٹے، مکرمہ سائرہ شوکت صاحبہ نے چھ چوڑیاں، جھمکے اور انگوٹھی۔ مکرمہ مائدہ ناصر صاحبہ نے ٹاپس اور مکرمہ ثمینہ جنود صاحبہ نے دو کانٹے اور ایک عدد گانٹی مسجد فنڈ میں پیش کر کے اللہ تعالیٰ کے گھر کی تعمیر میں حصہ لیا۔

سابقہ ادوار میں مسجد کی تحریک پر زیورات پیش کر کے قربانی کرنی والی احمدی بہنوں میں مکرمہ سمیرا حامد صاحبہ، مکرمہ امت الودود صاحبہ، مکرمہ طاہرہ افتخار صاحبہ اور مکرم روبینہ نصرت صاحبہ نے اپنے تقریباً تمام زیورات اللہ تعالیٰ کے گھر کے لئے پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔

اس قربانی کے علاوہ احمدی بہنوں نے نقدی کی صورت میں بھی بڑی قربانی پیش کرنے کی توفیق حاصل کی۔ بعض بچیوں نے اپنے جیب خرچ اور بعض نے بڑے شوق سے جمع کی گئی غیر ملکی کرنسی مسجد بیت الاحد کے لئے پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ان قربانیوں کا ذکر خیر کرتے ہوئے ایک موقع پر فرمایا:
”بہر حال جب آپ کو توجہ دلائی گئی کہ نیا مرکز خریدیں تو جیسا کہ پہلے میں ذکر کر چکا ہوں، جماعت جاپان نے مالی قربانیاں کیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ جگہ خرید لی۔ چھوٹی سی جماعت ہے لیکن اللہ کے فضل سے بڑی قربانی کی ہے، اس لحاظ سے بہت سے لوگوں نے بڑی بڑی رقمیں ادا کی ہیں۔ بچوں نے اپنے جیب خرچ ادا کئے، عورتوں نے اپنے زیور ادا کئے اور بعض نے اپنے پاکستان میں گھر بیچ کر رقمیں ادا کیں یا کوئی جائیداد بیچ کر رقم ادا کی۔ بعض نے اپنے قیمتی اور عزیز زیور، پرانے بزرگوں سے ملے ہوئے زیور، بیچ کر مسجد کے لئے قیمت ادا کی۔ غرض کہ مالی قربانیوں میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک دوسرے سے بڑھ کر قربانی کرنے کی آپ نے کوشش کی اور پیش کیں۔ اللہ تعالیٰ یہ سب مالی قربانیاں قبول فرمائے اور آپ لوگوں کے اموال و نفوس میں بے انتہا برکت عطا فرمائے۔“

(خطبہ جمعہ 8/نومبر 2013ء بمقام ناگویا)

اللہ تعالیٰ کے خاص فضل واحسان سے مسجد کے لئے جگہ کی خرید اور تعمیر تک کے تمام مراحل بخیریت مکمل ہوئے۔ مؤرخہ 6/جون 2013ء کو مسجد بیت الاحد کی جگہ کی خرید کا معاہدہ عمل میں آیا۔ لیکن یہ معاہدہ اس بات سے مشروط تھا کہ اگر اس جگہ کی بطور مسجد استعمال کی اجازت مل گئی تو معاہدہ پر عمل درآمد ہوگا ورنہ فریقین معاہدہ منسوخ کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے نومبر میں اجازت نامہ موصول ہونے کی اطلاع بذریعہ فون موصول ہوئی اور 5/دسمبر 2013ء کو تحریری طور پر اطلاع موصول ہوگئی۔ مسجد کی جگہ کی خرید کی اطلاع سیدنا حضور انور کی خدمت میں عرض کی گئی تو آپ نے مشفقانہ دعاؤں سے نوازتے ہوئے فرمایا:

آپ کی فیکس محررہ 20/دسمبر 2013ء مل گئی ہے کہ ''مسجد بیت الاحد'' جاپان کی رقم کی ادائیگی، انتقال اور Handover کی کارروائی مکمل ہوگئی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ اَللّٰھُمَّ زِدْ وَبَارِکْ۔ اللہ تعالیٰ کرے اس مسجد کے ذریعہ جاپان میں اسلام کی تبلیغ کی راہیں کھلیں اور یہ مسجد عبادت گزاروں سے بھر جائے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو جماعت کی ترقی اور مضبوطی کے لئے نمایاں خدمات سرانجام دینے کی توفیق بخشے۔ آمین

(مکتوب حضور انور 31.12.2013)

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے مسجد بیت الاحد کی تعمیر کے لئے احباب جماعت احمدیہ جاپان کی قربانیوں کا ذکر خیر کرتے ہوئے فرمایا کہ:

''مسجد بیت الاحد کے لئے بعض بڑی مالی قربانی کے واقعات بھی ہوئے ہیں۔ جب مسجد بنانے کی تحریک کی گئی تو ایک احمدی بھائی کہتے ہیں کہ جب ان کو محصّل نے یا سیکرٹری مال نے، جس نے بھی تحریک کی تو یہ احمدی ان کو اپنے ساتھ لے گئے کہ میرے ساتھ گھر چلیں اور جو کچھ ہے مَیں پیش کر دیتا ہوں۔ ان کی اہلیہ جاپانی ہیں۔ جب وہ گئے اور چندے کا بتایا تو انہوں نے مختلف ڈبّے لا کے سامنے رکھ دئے اور جب ان میں سے رقمیں نکالی گئیں یا دیکھا گیا تو یہ ساری چیزیں تقریباً دس ہزار ڈالر مالیت کی تھیں۔ اسی طرح صدر صاحب جاپان نے یہ بھی لکھا کہ بعض احباب کے حالات سے ہمیں آگاہی تھی کہ وہ زیادہ آسودہ حال نہیں ہیں لیکن انہوں نے اپنے اخراجات کو محدود کر کے اللہ تعالیٰ کے گھر کی تعمیر کے لئے قربانی کی سعادت حاصل کی اور ایک وقت میں انہوں نے جو رقم دینی تھی اس میں دو اڑھائی لاکھ ڈالر کی کمی آرہی تھی لیکن احباب نے بڑی قربانی کر کے تکلیف اٹھا کر یہ رقم ادا کی۔ جو پہلے دے چکے

تھے انہوں نے بھی پوری کوشش کی اور جو کچھ میسر تھا لا کے پیش کر دیا اور اس طرح تقریباً سات لاکھ ڈالر جمع ہو گئے۔ ایک نوجوان طالبعلم پارٹ ٹائم جاب کر رہے ہیں۔ اسّی ہزار ریَن ان کو تنخواہ ملتی ہے۔ اس میں سے ہر مہینے پچاس ہزار ریَن مسجد کے لئے ابھی تک پیش کرنے کی توفیق پا رہے ہیں یا جب تک رپورٹ تھی اس وقت تک دیتے رہے۔ احمدی بچے بڑی قربانیاں کرنے والے ہیں۔ اپنی جیب خرچ لاکر مسجد کے لئے چندہ پیش کرتے رہے اور بچوں میں سب سے زیادہ قربانی ایک بچی نے کی ہے جس نے مختلف کرنسیوں کی صورت میں مختلف وقتوں میں جو اس کو تحفے تحائف اپنے بڑوں سے ملتے رہے وہ دئے اور اس طرح جو رقم اس نے جمع کی ہوئی تھی وہ جمع کی گئی تو نو ہزار ڈالر کے قریب رقم بنی جو اس نے پیش کر دی۔ احمدی خواتین نے بڑی قربانیاں کیں۔ اپنے زیور پیش کر دئے اور ایک خاتون نے تو اپنی چوبیس چوڑیاں پیش کر دیں۔ پھر ایک اور ہیں انہوں نے اپنے زیورات جو ان کی والدہ کی طرف سے ملے تھے وہ دے دئے۔ ایک خاتون جو پاکستان سے آئی ہیں انہوں نے اپنے زیور کا نیا سیٹ مسجد کے لئے پیش کر دیا جو انہوں نے جنوری میں ہی اپنی بیٹی کی شادی کے لئے خریدا تھا۔ اللہ تعالیٰ ان تمام قربانی کرنے والوں کو اپنی جناب سے بے انتہا نوازے۔ ان کے اموال میں برکت دے۔ ان کے نفوس میں برکت دے۔ انہیں ایمان اور یقین میں بڑھاتا چلا جائے اور ان سب کو اس مسجد کا حق ادا کرنے والا بنائے۔ یہ مسجد جہاں ان کی عبادت کے معیار بلند کرے وہاں یہ آپس میں محبت پیار میں بھی بڑھنے والے ہوں اور اس محبت اور پیار کو دیکھ کر دوسروں کی بھی اس طرف توجہ پیدا ہو۔"

(خطبہ جمعہ 8/نومبر 2013ء بمقام ناگویا)

مسجد کی جگہ کی خرید کے بعد وقارِ عمل

مسجد بیت الاحد کے لئے عمارت کی خرید کے بعد بطور مسجد استعمال سے قبل بڑے پیمانے پر وقارِ عمل کی ضرورت تھی۔ صدر جماعت ناگویا مکرم ظفر احمد ظفری صاحب اور نگران مسجد کمیٹی مکرم مرزا حامد بیگ صاحب نے شبانہ روز محنت کر کے نہایت جانفشانی سے اس کام کو انجام دیا۔ مکرم عدیل احمد صاحب، مکرم عبد اللہ ایوب صاحب، مکرم غضنفر پرویز صاحب، مکرم مظفر احمد قادیانی صاحب اور دیگر احباب جماعت ناگویا کی اس خدمت کے ذریعہ کم از کم پچاس لاکھ ین کی رقم بچائی گئی۔

مکرم ناصر احمد بھٹی صاحب، مکرمہ امۃ الودود صاحبہ، مکرمہ روبینہ ناصر صاحب اور مکرمہ مائدہ ناصر صاحبہ نے بھی نہایت بے لوث جذبہ کے ساتھ وقارِ عمل میں حصہ لیا اور عمارت کے مختلف حصوں کی توڑ پھوڑ کے بعد بسا اوقات رات گئے تک ملبہ کو سنبھالنے کی خدمت انجام دیتے رہے۔

رجسٹریشن اور قانونی مراحل

جگہ کی خرید کے بعد بطور مسجد رجسٹریشن اور اجازت نامہ کا مشکل مرحلہ درپیش تھا۔ اس خدمت کے لئے اللہ تعالیٰ نے مکرم Akio Najima صاحب اور مکرم Ito Hiroshi صاحب کو وسیلہ بنایا۔ مکرم مقبول شاد صاحب اس کام کی نگرانی کے لئے مقرر تھے۔ انہوں نے غیر معمولی محنت اور توجہ سے یہ خدمت انجام دی اور اس خدمت کی بدولت اجازت نامہ کا حصول جلد ممکن ہوا۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز مسجد کی تعمیر میں پیش آنے والی مشکلات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”ایک دفعہ تو وکلاء نے مسجد کمیٹی کو مشورہ دیا کہ یہاں کام بہت مشکل معلوم ہوتا ہے اور جماعت رجسٹرڈ نہ ہونے کی وجہ سے جماعت کے نام انتقال اور دیگر مسائل کا سامنا آ سکتا ہے۔ لہٰذا بہتر یہی ہے کہ اس معاہدے سے دستبردار ہو جائیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے راستے کی یہ ساری روکیں جو تھیں وہ ہٹا دیں۔ لوکل لوگوں کی طرف سے مسائل پیدا ہونے کا یا اعتراض آنے کا خدشہ تھا۔ کیونکہ یہ ایک چھوٹا سا شہر ہے۔ اس شہر میں یہ پہلی مسجد ہے لیکن لوکل لوگوں کے ساتھ جب میٹنگز کی گئیں تو اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے دلوں کو بھی ایسا انشراح عطا کر دیا کہ انہوں نے فوراً اپنی رضامندی ظاہر کر دی۔ بعض ان میں سے اس وقت یہاں بیٹھے ہوئے موجود بھی ہوں گے۔ یہ تمام باتیں یہاں کے رہنے والے احمدیوں کے لئے ایمان اور یقین میں اضافے کا باعث ہونی چاہئیں اور مَیں پھر دوبارہ کہوں گا کہ انہیں اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے کی طرف توجہ دینی چاہئے۔“

(خطبہ جمعہ 20/ نومبر 2015ء بمقام مسجد بیت الاحد جاپان)

مسجد کا نقشہ اور ڈیزائن

مکرم سرمد ہاشمی صاحب اور ان کے ساتھ مکرمہ Tamiya صاحبہ اس خدمت کے لئے مقرر تھیں۔ مکرم سرمد ہاشمی صاحب نے اس خدمت کے لئے ٹوکیو سے ناگویا تک کے متعدد سفر کر کے مسجد کی پیمائشیں وغیرہ کنفرم کیں اور مسجد کو موجودہ صورت میں خوبصورت ڈیزائن میں ڈھالا۔

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے مسجد بیت الاحد کے کوائف بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ:
''مسجد کے بعض کوائف بھی مَیں پیش کر دیتا ہوں۔ مسجد کی زمین کا کُل رقبہ 1000 مربع میٹر ہے۔ دو منزلہ عمارت ہے۔ جیسا کہ یہاں آنے والوں نے تو دیکھ لیا، دنیا والوں کو بتادوں کہ یہ علاقے کی مین سڑک کے بالکل اوپر ہے۔ یہ سڑک جو ہے علاقے کی ساری بڑی سڑکوں کو آپس میں ملاتی ہے۔ ہائی وے کے ایگزٹ (exit) کے بہت قریب ہے بلکہ اسے دو ہائی ویز (highways) لگتی ہیں۔ قریب ہی ریلوے اسٹیشن موجود ہے۔ اس ریلوے اسٹیشن سے Nagoya کے انٹرنیشنل ایئرپورٹ تک سیدھی ٹرین جاتی ہے۔ اس لحاظ سے بھی اس میں بڑی سہولتیں ہیں۔ مسجد کا نام بیت الاحد میں نے رکھا تھا۔ یہاں تبرک کے لئے مسجد مبارک قادیان اور دارالمسیح کی اینٹیں بھی نصب ہیں۔ عمارت کی پہلی منزل پر مسجد کا مین ہال ہے۔ یہ ہال جس میں بیٹھے ہوئے ہیں یہاں پانچ سو سے زائد نمازیوں کی گنجائش موجود ہے اور اوپر کی منزل میں لجنہ ہال ہے اور صحن ہے۔ وہاں چھوٹی سی سائبان لگا کر کچھ فنکشن بھی کئے جا سکتے ہیں اور اس کو شامل کر لیا جائے تو سات آٹھ سو نمازی ایک وقت میں نماز ادا کر سکتے ہیں۔ دوسری منزل پر دفتر بھی ہے۔ چھوٹی سی لائبریری ہے۔ لجنہ ہال ہے۔ مربی ہاؤس ہے۔ گیسٹ رومز ہیں اور اس مسجد کی عمارت خریدی گئی تھی لیکن بعد میں اس میں تبدیلیاں کی گئیں۔ اس کی وجہ سے اس کو مسجد کا رنگ دینے کے لئے چاروں کونوں پہ منارے بھی تعمیر کئے گئے اور گنبد بھی بنایا گیا اور یہ سڑک پر ہونے کی وجہ سے لوگوں کی توجہ کھینچنے کا بڑا مرکز بنا ہوا ہے۔''

(خطبہ جمعہ 20/ نومبر 2015ء بمقام مسجد بیت الاحد جاپان)

سنگ بنیاد کی تقریب اور دعاؤں سے تعمیر کا آغاز

مسجد بیت الاحد کی تعمیر مؤرخہ 25/ اکتوبر 2014ء کو شروع ہوئی۔ مکرم صاحبزادہ مرزا محمود صاحب انچارج سنٹرل آڈٹ آفس لندن مؤرخہ 10/ دسمبر 2014ء کو مسجد کے کام کے معائنہ کے لئے تشریف لائے۔ سیدنا حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی منظوری سے مسجد بیت الاحد کے محراب میں مسجد مبارک قادیان اور دار المسیح کی اینٹیں نصب کر کے باقاعدہ سنگ بنیاد کی تقریب عمل میں آئی۔

مسجد بیت الاحد جاپان کا افتتاح

اللہ تعالیٰ کے فضل واحسان اور حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی دعاؤں سے مؤرخہ 11/ نومبر 2015ء کو مسجد بیت الاحد جاپان کی تعمیر کا کام مکمل ہوا۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے مسجد کے افتتاح کے موقعے پر خطبہ جمعہ میں فرمایا:

”اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ آج جماعت احمدیہ جاپان کو اپنی پہلی مسجد بنانے کی توفیق ملی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی تعمیر کو ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے اور آپ لوگ اس مقصد کو پورا کرنے والے ہوں جو مسجد بنانے کا مقصد ہے۔“

نیز آپ نے مسجد کی تعمیر پر آنے والی لاگت کے کوائف پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ:

”اس کی خرید اور تعمیر وغیرہ پر کُل تقریباً تیرہ کروڑ اٹھتر لاکھ ین (137800000Yen) کی رقم خرچ ہوئی ہے۔ یہ تقریباً کوئی بارہ لاکھ ڈالر کے قریب بن جاتی ہے۔ اس میں سے تقریباً نصف سے کچھ کم تو مرکز کی گرانٹ تھی یا مدد تھی۔ باقی لوگوں نے، یہاں کی جماعت چھوٹی سی ہے، بڑی قربانی کر کے اس مسجد کی تعمیر میں اپنا حصہ ڈالا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزا دے۔“

(خطبہ جمعہ 20/ نومبر 2015ء بمقام مسجد بیت الاحد جاپان)

’’یہ مسجد نہ صرف جاپان بلکہ جو شمال مشرقی ایشیائی ممالک چین، کوریا، ہانگ کانگ، تائیوان وغیرہ ہیں، ان میں جماعت کی پہلی مسجد ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو باقی جگہوں میں بھی راستے کھولنے کا ذریعہ بنائے اور وہاں بھی جماعتیں ترقی کریں اور مسجدیں بنانے والی ہوں۔

ہر احمدی اس حقیقت کو پھیلانے والا بھی ہو کہ اسلام محبت اور سلامتی کا مذہب ہے اور ہماری مساجد اس کا symbol ہیں تا کہ اس قوم میں اسلام کا حقیقی پیغام پھیلانے کے راستے وسیع تر ہوتے چلے جائیں اور یہ قوم بھی ان خوش قسمتوں میں شامل ہو جائے جو اپنے پیدا کرنے والے کو پہچاننے والی اور محسن انسانیت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو سمجھنے والی ہو۔‘‘

(خطبہ جمعہ 20/نومبر 2015ء بمقام مسجد بیت الاحد جاپان)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 23 دسمبر 2022ء)







میانمار میں پہلی مسجد

(محمد سالک۔ میانمار)

جب دوسری جنگ عظیم کے بعد برما کوئی باقاعدہ مسجد نہیں تھی تو مکرم پیر محمد صاحب کے اہلیہ محترمہ نے ایک قطعہ زمین وقف کیا تو وہاں کچا مکان بنا کر بطورِ نماز سنٹر جمعہ یا کوئی جلسہ وغیرہ تقریبات کے لئے استعمال کیا کرتے تھے۔ فوجی حکومت کے وقت وہاں نماز یا کسی دینی تقریبات کے لئے استعمال سے منع کر دیا گیا۔

جب حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ بیرونی ممالک کے لئے سلسلہ کے مبلغ بھجوانے کا انتظام فرمایا تو برما میں مختلف اوقات میں مبلغین آتے جاتے رہے۔ 1953ء میں مجاہد تحریکِ جدید مکرم سید منیر احمد صاحب باہری مبلغ سلسلہ مقرر ہوئے اور دوران قیام 1956ء میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی منظوری سے باقاعدہ مشن ہاؤس اور مسجد تعمیر کرنے کے لئے قطعہ زمین خریدنے کی توفیق ملی۔ بعد ازاں مکرم چوہدری منیر احمد صاحب عارف مبلغ سلسلہ مقرر ہوئے۔ 1958ء میں تعمیر کا کام شروع ہوا اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے 1960ء میں مسجد اور مشن ہاؤس اور لجنہ ہال کا تین منزلہ عمارت تیار ہوگئی۔ پانچ وقت نمازیں باقاعدہ ادا کرنے کے علاوہ جماعتی تقریبات جلسہ سالانہ اجتماع وغیرہ بھی آزادانہ انعقاد کی توفیق پا رہے ہیں۔ یاد رکھنے والی بات یہ ہے کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے دعائوں کی برکات ہیں جو مشکل حالات اور تنگ دستی میں بالکل عین شہر کے اندر تعمیر کی توفیق ملی۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے دعائیہ کلمات لوگوں کے سامنے ہمیشہ نظر آنے کے لئے جاری رکھنے کا ذریعہ بنائے۔

دعائیہ کلمات درجِ ذیل ہے:

”اللہ تعالیٰ اِس مسجد کو اپنے نام اور ذکر کے بلند کرنے اور جاری رکھنے کا ذریعہ بنائے اور شرک کو اس کے ذریعہ سے مٹائے اور اس میں قانتوں اور طائفین اور ذاکرین کی جماعت ہمیشہ دین کی خدمت کے لئے مستعد بیٹھی رہا کرے۔“

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 23 دسمبر 2022ء)


AHMADIYYA MUSLIM COMMUNITY







جامع سیدنا محمود الکبابیر حیفا

(شمس الدین مالاباری۔ مشنری انچارج)

مسجد سیدنا محمود کا بنیادی پتھر 3/ اپریل 1931ء کو حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمسؓ نے رکھا تھا۔ آپؓ بنفس نفیس احباب جماعت کے ساتھ مسجد کے کاموں میں لگے رہے۔ مقامی احباب جماعت نے بڑے حوصلہ کے ساتھ اپنی طاقت کے مطابق اس مسجد کے لئے قربانی کی۔ پھر 3/ دسمبر 1933ء کو اس کا افتتاح حضرت مولانا ابو العطاء صاحب جالندھری نے فرمایا۔ جماعت احمدیہ کی تاریخ میں بلاد عربیہ میں بنائی جانے والی یہ پہلی مسجد ہے۔ اس مسجد کا نام حضرت مصلح موعودؓ کی طرف منسوب "جامع سیدنا محمود" رکھا گیا جو کرمل پہاڑ کے اوپر سمندر سے قریب واقع ہے۔

ابتدائی مسجد میں تقریباً 12 میٹر مربع نماز کی ادائیگی کے لئے مخصوص تھی۔ اس میں شمال کی جانب سے مردوں کے لیے ایک مرکزی دروازہ اور شمال مشرقی جانب سے خواتین کے لیے بھی ایک چھوٹا سا اندرونی دروازہ تھا جہاں سے لکڑی سے بنے ایک گودام میں داخل ہوتے تھے جو پانچ میٹر لمبا اور چوڑا ہوتا ہے اور یہ خواتین کے لئے نماز پڑھنے کی جگہ تھی۔

شمال کی طرف سے مسجد کے سامنے صحن تھا، جو تقریباً دس میٹر لمبا اور پانچ میٹر چوڑا تھا۔ مسجد کے صحن کے نیچے بارش کے پانی کے دو کنویں تھے جو مسجد کے مکینوں کے لیے وضو وغیرہ کے لیے استعمال ہوتے تھے۔ صحن کے آخر میں مغربی جانب ایک کمرہ تھا جسے مبلغین کرام دفتر کے طور پر استعمال کرتے تھے۔

مسجد کے نچلے حصے میں تین کمرے بنائے گئے تھے، دو میں مبلغین اور ان کے اہل خانہ کی رہائش تھی اور تیسرا پرنٹنگ پریس کے لیے تھا۔ دفتر کے نیچے مہمانوں اور باہر کے کارکنوں کے لیے ایک کمرہ بھی تھا۔

1979ء کے بعد اس مسجد کی توسیع جدید عمارت کی صورت میں ہوئی اور توسیع کے بعد اس مسجد کے دو بلند مینارے بنائے گئے جو تل ابیب حیفا مین سڑک پر بہت دور سے نظر آتے ہیں۔ اللہ کے فضل سے ہماری موجودہ مسجد اپنی خوبصورتی کے لحاظ سے بھی پورے ملک میں بے نظیر ہے۔ یہاں کثرت سے زائرین تشریف لاتے ہیں اور اسلام احمدیت کا تعارف حاصل کرتے ہیں نیز اس بات کا اظہار بھی کرتے ہیں کہ ہم اس خوبصورت مقام پر آکر خوبصورت مسجد میں حقیقی اسلام کی خوبصورتی پائی ہے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 23 دسمبر 2022ء)





﴾10﴿

سری لنکا جماعت کی پہلی مسجد

(جاوید رحیم۔ مبلغ سلسلہ سری لنکا)

1923ء میں نیگومبو کی جگہ پر 10 ممبران کی جماعت شروع ہوئی۔ کولمبو سے یہ شہر 30 کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اِن 10 ممبران سے مکرم وائی ایل عبدالرحمن صاحب اور مکرم ایس جمال الدین صاحب نمایاں ممبرز تھے۔

1932ء میں ایک مسجد تعمیر کی گئی اور ساتھ ہی احمدیوں کیلئے علیحدہ طور پر تدفین کی جگہ بھی تیار کی گئی۔ 1955ء میں مسجد کی توسیع کیلئے ساتھ والی ایک ایکڑ کی زمین خریدی گئی۔ یہ 1962ء میں مکمل کیا گیا۔ جس کا افتتاح امیر مکرم ایم ایم عبدالقادر صاحب نے کیا تھا۔

1978ء میں نیگومبو میں ہماری جماعت کے خلاف مہم چلائی گئی۔ یہ مہم وزارت مسلم مذہبی اور ثقافتی امور نے اپوزیشن کی قیادت میں کی۔ جس کی وجہ سے مسجد پر حملہ ہوا اور کچھ احمدی احباب کے گھر بھی جلا دیے گئے۔ غیر احمدی علمائے کرام کی طرف سے تیار کردہ احمدیوں کا بائیکاٹ بھی کیا گیا۔ 1979ء میں مکرم رشید احمد صاحب کو مخالفین نے شہید کیا۔ نیز 2006ء میں مسجد خادم مکرم عبداللہ نیاز احمد صاحب ماہ رمضان میں نمازِ تہجد کیلئے جب مسجد جارہے تھے، اِن کو بھی شہید کیا گیا۔ 2007ء میں ایک جمعہ کے دن مولویوں کے اکسانے پر قریباً 500 غیر احمدیوں نے مسجد پر قبضہ کیا اور اپنا جمعہ پڑھایا۔ مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسی روز پولیس والوں نے اِن سب کو مسجد کے احاطہ سے باہر نکال دیا۔

یہ مسجد اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب بھی قائم ہے اور پنج وقتہ نماز کی ادئیگی بھی ہوتی ہے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 23 دسمبر 2022ء)


MOSQUE EXTENSION OPENED IN



﴿11﴾

فلپائن میں پہلی مسجد

(طلحہ علی۔ مبلغ سلسلہ فلپائن)

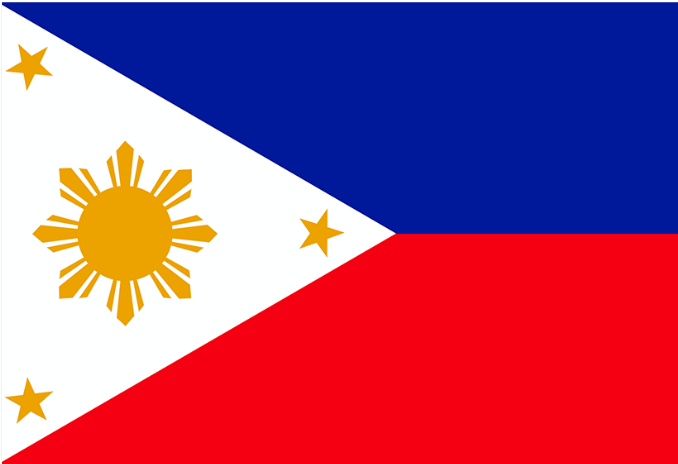
فلپائن جنوب مشرقی ایشیا میں واقع ہے اور یہ ملک سات ہزار سے زائد جزیروں کا مجموعہ ہے۔ مذہب کے لحاظ سے 90 فی صد آبادی رومن کیتھولک ہے اور اس لحاظ سے ایشیا کا واحد رومن کیتھولک ملک ہے۔ 1565ء سے لے کر تین سے زائد صدیوں تک فلپائن پر سپین کا قبضہ رہا اور 1898ء میں اسپین سے امریکہ کے قبضہ میں آیا۔ جنگ عظیم دوم کے بعد 1946ء میں اسے آزادی ملی۔ ہسپانوی نو آبادیاتی دور سے قبل موجودہ فلپائن میں مختلف حکومتیں قائم تھیں جن میں سے کئی سلطنتیں مسلمان تھیں۔ فلپائن میں اسلام عرب تاجروں کے ذریعہ آیا اور جلد ہی تقریباً تمام علاقوں میں پھیل گیا اور کئی اسلامی سلطنتیں قائم ہو گئیں۔ عمومی طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ 1380ء میں ملائشیا میں پیدا ہونے والے ایک عرب تاجر سمیونول نامی جزیرہ میں وارد ہوئے اور اس علاقہ کے مقامی راجہ کو تبلیغ کے ذریعہ مسلمان کیا اور ان کی بیٹی سے شادی کی اور اس طرح پہلی مسلمان سلطنت کا قیام عمل میں آیا۔

فلپائن میں احمدیت کا باقاعدہ آغاز جنوری 1955ء میں ہوا جب مکرم حاجی محمد ایبا صاحب نے جماعت سے ملنے والے لٹریچر کے ذریعہ بورنیو احمدیہ مشن سے رابطہ کر کے بیعت کرنے کی سعادت پائی۔ گو اس سے پہلے بھی چند بیعتوں کا ذکر ملتا ہے مگر ان کے کوائف موجود نہیں اور نہ ہی ان سے رابطہ بحال رہ سکا۔ مکرم حاجی محمد ایبا صاحب محض پہلے احمدی ہی نہیں بلکہ ایک کامیاب داعی الی اللہ بھی تھے۔ آپ پیشہ کے لحاظ سے اسکول سپرنٹنڈنٹ تھے اور آپ کی کوششوں سے مختلف علاقوں میں کئی اساتذہ بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہوئے۔ آپ کے آبائی علاقے کا موجودہ نام ماپون ہے گو آپ کام کے سلسلہ میں سمیونول میں بھی مقیم رہے اور وہاں بھی جماعت قائم کی۔ مبلغین سلسلہ کی غیر موجودگی میں آپ ہی جماعت کے نیشنل صدر کے علاوہ تبلیغی فرائض بھی سر انجام دیتے رہے۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

فلپائن میں پہلی مسجد 1984ء (اور بعض روایات کے مطابق 1982ء) میں ماپون نامی جزیرہ میں تعمیر ہوئی۔ اس مسجد کا نام مسجد بیت الاحد ہے۔ فلپائن میں احمدیت کا نفوذ بھی اسی جزیرہ سے ہوا تھا۔ یہ جزیرہ پہلے کاگیان دے سولو پھر کاگیان دے تاوی تاوی (Cagayan De Sulu/ Tawi-Tawi) اور بعد ازاں ماپون نے نام سے موسوم ہے۔ یہ جزیرہ ایک لحاظ سے بالکل الگ ہے اور فلپائن کے دیگر جزیروں کی نسبت ملائشیا کے زیادہ قریب واقع ہے۔ 1980ء کی دہائی میں اس جزیرہ کی آبادی بیس ہزار افراد پر مشتمل تھی اور آج بھی وہاں کی آبادی تقریباً تیس ہزار تک ہی ہے۔ جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے کہ مکرم حاجی ایپا صاحب کا آبائی گھر یہی جزیرہ ہے، مسجد کی تعمیر کے لئے انہوں نے اپنی زمین جماعت کو ہبہ کی۔ مسجد کی تعمیر کے لئے مٹیریل بھی احباب جماعت کی طرف سے دیا گیا۔ حاجی حبیب الرحمان صاحب (یہ بزرگ حیات ہیں گو ادھیڑ عمر کے باعث حافظہ و قویٰ ساتھ چھوڑ گئے ہیں، ان کے لئے دعا کی درخواست ہے) نے تعمیر کے لئے لکڑی (Lumber) فراہم کی۔ اس کے علاوہ باقی دوستوں نے بھی حسب توفیق قربانی کی توفیق پائی۔ باقی رہ جانے والا مٹیریل بھی مکرم حاجی محمد ایپا صاحب نے فراہم کیا۔ مسجد کی تعمیر کا کام وقار عمل کے ذریعہ ہوا۔ اس میں تمام احباب جماعت نے شرکت کی مگر خاص طور پر ایسونگ برادران، مکرم رِک ایسونگ، آہیرون ایسونگ اور اسنیراجی ایسونگ (Rick Esong, Ahiron Esong, Isniraji Esong) سر فہرست ہیں۔ مسجد کا علاقہ ساحل سمندر پر واقع ہے اور اس جگہ پر پہلے مینگروو کے درخت تھے جنہیں صاف کر کے وقار عمل کے ذریعہ پتھر ڈالے گئے اور ان پر مسجد کی تعمیر عمل میں آئی۔ اس کے بعد وقتاً فوقتاً مسجد کی تزئین و آرائش کے علاوہ مرمت کا کام بھی ہوتا رہا۔ آخری بار 2019ء میں رنگ و روغن کے علاوہ مزید پتھر ڈالنے کا کام ہوا تھا۔ اس سال، ان شاء اللہ، مسجد کی چھت کی مرمّت کی جائے گی۔ الحمد للہ، اس پہلی مسجد کے بعد اللہ تعالیٰ نے جماعت کو فلپائن میں 5 مزید مساجد کی تعمیر کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ الحمد للہ علی ذالك۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 23 دسمبر 2022ء)





﴾12﴿

ملائیشیا میں جماعت احمدیہ کی پہلی مسجد

(فواد احمد۔ نمائندہ الفضل آن لائن ملائیشیا)

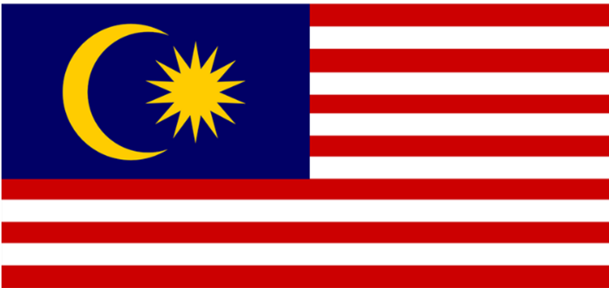
مسجد بیت السلام کو جماعت احمدیہ ملائیشیا کی سب سے پہلی مسجد ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ یہ مسجد کمپونگ ناکھوڈا، سنگائی توآ کے علاقے باتو کیوز سیلنگور میں واقع ہے۔ اس مسجد کو اس وقت جماعت احمدیہ ملائیشیا کے نیشنل مرکز کی حیثیت بھی حاصل ہے۔ 1956ء میں جب محترم محمد زین صاحب مرحوم نے کمپونگ بہارو میں اپنے پڑوسی محترم احمد نادی صاحب کی تبلیغ سے متاثر ہو کر احمدیت کو قبول کیا تو اُس وقت ان کو کمپونگ بہارو میں مقامی لوگوں کی طرف سے شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ احمدیت قبول کرنے کے بعد اُن دونوں نے کمپونگ بہارو میں سرگرمی سے تبلیغ شروع کی جس کی وجہ سے اُنہیں شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ یہ دونوں احمدی کمپونگ بہارو میں ریسٹورنٹ کا کاروبار کرتے تھے۔ مقامی لوگوں کی طرف سے اُن کی ان تبلیغی سرگرمیوں کے نتیجے میں اُن پر طرح طرح کے الزامات لگائے گئے یہاں تک کہ بعض لوگ کہتے کہ وہ اپنے تیار کردہ کھانے میں سؤر کی ہڈیوں اور خون کو کھانے میں ذائقے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ جب اُن کے الزامات کام نہ آئے تو انہوں نے گٹر کا پانی جس میں فضلہ بھی شامل تھا کی سات بالٹیاں بھر کر محترم احمد نادی صاحب کے ریسٹورنٹ اور پھر محترم محمد زین صاحب کے گھر کے صحن میں چھڑک دیئے۔ جب اس سے بھی کچھ نہ بنا تو پھر اُن کے مالک مکان کو مقامی لوگوں نے دھمکی دی کہ وہ انہیں دوبارہ مکان کرایہ پر نہ دیں اور انہوں نے احمدیوں کو کمپونگ بہارو سے نکالنے کی بھرپور کوشش کی۔ آخر کار تمام احمدی خاندان وہاں سے نقل مکانی کر کے کمپونگ داتوک کرامت میں ایک نئی بستی میں رہائش پذیر ہو گئے۔ کچھ عرصہ وہاں رہنے کے بعد وہاں کے مقامی لوگوں نے اسٹیٹ کے چیف منسٹر سے وہاں احمدیوں کے آباد ہونے کی شکایت کی چنانچہ چیف منسٹر نے وہاں کے احمدیوں کے مکانات کو گرانے کا نوٹس جاری کر دیا۔ اس صورتحال کی وجہ سے جماعت کے تمام احمدی احباب کو عارضی طور پر جالن گومبک میں منتقل ہونا پڑا۔ حالات کے پیش نظر اُس وقت محترم محمد زین صاحب مرحوم ضلعی افسر سے ملنے گئے جو ایک انگریز افسر تھا۔ ضلعی افسر نے اُنہیں سنگائی توآ میں

ایک بستی قائم کرنے کی اجازت دے دی اور محترم محمد زین صاحب کو جن جنگ (Jinjang) میں ایک ملائیشین افسر سے ملنے کو کہا۔ جب جن جنگ (Jinjang) میں اُس افسر سے ملاقات ہوئی تو اُس افسر کو معلوم ہوا کہ محترم محمد زین صاحب تو ایک احمدی مسلمان ہیں تو وہ اُنہیں سنگائی تو آمیں واقع ایک جگہ پر لے گیا اور وادی میں دریا کے قریب زمین کی الاٹمنٹ کی جو مکان بنانے کے لیے موزوں نہ تھی۔ جب محترم محمد زین صاحب نے کہا کہ یہ جگہ مناسب نہیں ہے تو اُس افسر نے جواب دیا کہ اگر آپ کو یہ جگہ پسند نہیں ہے تو آپ کو یہاں مکان بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔ چنانچہ اس وجہ سے محترم محمد زین صاحب نے دوبارہ انگریز ضلعی افسر سے ملاقات کی اور اس مسئلے کی شکایت کی۔ ضلعی افسر بہت ناراض ہوا اور محترم محمد زین صاحب کو واپس جن جنگ لے گیا تاکہ اُس متعصب ملائی افسر سے ملاقات کر سکے۔ اُس متعصب ملائی افسر سے مل کر انگریز ضلعی افسر نے محترم محمد زین صاحب اور دوسرے احمدی مسلمان دوستوں کو ایک اچھا اور موزوں علاقہ دینے کا حکم دیا۔ آخر کار اُس متعصب ملائی افسر کو اپنے باس کے حکم کی تعمیل کرنی پڑی اور یوں جماعت احمدیہ کو کمپونگ ناکھوڈا کا علاقہ آباد کرنے کا موقعہ ملا۔ محترم محمد یوسف عمر صاحب نے اپنی زمین پر لکڑی اور اینٹوں کی مدد سے دو منزلہ عمارت مشن ہاؤس اور مسجد کے طور پر بنانے کی توفیق پائی جو کہ 1964ء کے آغاز میں مکمل ہوئی۔ بعد میں اسے مزید خوبصورت مسجد بنانے کی غرض سے اُس عمارت کو منہدم کر دیا گیا۔ 1989ء میں نئی عمارت کی تعمیر مکمل ہوئی۔ تعمیر کی تکمیل کے بعد اسے بیت السلام مسجد کا نام دیا گیا جو آج بھی شان و شوکت سے اپنی جگہ موجود ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 23 دسمبر 2022ء)







﴿13﴾

مسجد "طٰہٰ" سنگاپور

(عطاء القدوس۔ نمائندہ الفضل آن لائن سنگاپور)

نگاپور میں پہلی احمدیہ مسجد زمین کے ایک ایسے ٹکڑے پر بنائی گئی تھی جسے سنگاپور کے پہلے مشنری محترم مولانا غلام حسین ایاز صاحب نے خریدا تھا۔ یہ زمین جو 1,900 مربع فٹ ہے اسے فروری 1947ء میں خریدا گیا تھا۔

اس وقت جماعت کا مشن ہاؤس 111 اونان روڈ پر واقع ایک دکان کے ساتھ کی رہائش میں تھا اور جو زمین خریدی گئی تھی وہ 116 اونان روڈ پر تھی جو مشن ہاؤس کے سامنے واقع تھی۔

جب جماعت نے پہلی بار 116 اونان روڈ پر زمین خریدی تو وہاں پہلے سے ایک عمارت موجود تھی جو پہلے اسکول کی عمارت کے طور پر استعمال ہوتی تھی۔

اس مخصوص عمارت کو مسجد کے طور پر استعمال کے لئے از سر نو مرمت کیا گیا۔

1958ء–1962ء کے درمیانی عرصے میں ایک طوفان نے مسجد کی عمارت کو کافی نقصان پہنچایا۔ یہ مولوی محمد صدیق صاحب کے زمانے میں تعمیر ہوئی تھی جو اس وقت یہاں مشنری تھے۔

جماعت نے اس وقت میں اسی زمین پر ایک نئی عمارت تعمیر کی جو سنگاپور میں بننے والی سب سے پہلی احمدیہ مسجد بنی جسے مسجد احمدیہ سنگاپور کہا جاتا تھا۔

نئی مسجد کی حتمی ڈرائنگ پر کام شروع کر دیا گیا اور جب مسجد کی نئی عمارت کا ڈیزائن مکمل ہو گیا تو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمۃ اللہ علیہ نے 9/ستمبر 1983ء کو مسجد کی نئی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا۔ اس نئی مسجد کی عمارت کی تعمیر 1985ء میں شروع ہوئی پہلی مسجد کو گرا کر اسی جگہ پر نئی مسجد تعمیر کی گئی جو 1986ء کے آخر میں مکمل ہوئی۔

مسجد طٰہٰ کا نام نئی مسجد کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمۃ اللہ علیہ نے دیا تھا۔ جب وہ جماعت احمدیہ کی 100 سالہ تقاریب کے سلسلے میں 1989ء میں دوبارہ سنگاپور تشریف لائے تھے۔

اس کے بعد مسجد میں مشن ہاؤس کی عمارت کا اضافہ کیا گیا جسے 2008ء میں خلافت احمدیہ کے صد سالہ منصوبے کے طور پر مکمل کیا گیا۔ اس کے علاوہ 2018ء میں اس مسجد سے منسلک مشن ہاؤس کی عمارت کی تیسری منزل کے ساتھ توسیع کر دی گئی۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 23 دسمبر 2022ء)





﴿14﴾

لندن کی پہلی مسجد فضل کی عظیم الشان تاریخ

(ناصرہ رشید۔لندن)

وہ مسجد ایک نقطۂ مرکزی ہوگی جس میں سے نورانی شعاعیں نکل کر تمام انگلستان کو منور کر دیں گی۔

(فرمودہ انوارالعلوم جلد 5 صفحہ 54)

حضرت مسیح موعودؑ کی ایک پیشگوئی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”میں نے دیکھا کہ میں شہر لندن میں ایک منبر پر کھڑا ہوں اور انگریزی زبان میں ایک نہات مدلل بیان سے اسلام کی صداقت ظاہر کر رہا ہوں۔ بعد اس کے میں نے بہت سے پرندے پکڑے جو چھوٹے چھوٹے درختوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے رنگ سفید تھے اور شائد تیتر کے جسم کے موافق ان کا جسم ہوگا۔ سو میں نے اس کی یہ تعبیر کی کہ اگرچہ میں نہیں مگر میری تحریریں ان لوگوں میں پھیلیں گی اور بہت سے راستباز انگریز صداقت کے شکار ہو جائیں گے۔ در حقیقت آج تک مغربی ملکوں کی مناسبت دینی سچائیوں کے ساتھ بہت کم رہی ہے گویا خداتعالیٰ نے دین کی عقل تمام ایشیا کو دے دی اور دنیا کی عقل تمام یورپ اور امریکہ کو۔ نبیوں کا سلسلہ بھی اول سے آخر تک ایشیا کے ہی حصہ میں رہا اور ولایت کے کمالات بھی انہیں لوگوں کو ملے۔ اب خداتعالیٰ ان لوگوں پر نظر رحمت ڈالنا چاہتا ہے۔“

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 377)

فاتحِ ولیم (William the Conqurer) حضرت مصلح موعودؓ کی ایک عظیم خواب

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو ایک رؤیا میں دکھایا گیا کہ وہ سمندر کے کنارے ایک مقام پر اُترے ہیں اور انہوں نے لکڑی کے ایک کندے پر پاؤں رکھ کر ایک بہادر اور کامیاب جرنیل کی طرح چاروں طرف نظر کی ہے اور آواز آئی کہ "William the Conqurer" (رؤیاو کشوف سیدنا محمودؓ صفحہ 81) اس خواب کو سمجھنے کے لئے "فاتحِ ولیم" کون تھا؟ کے متعلق مختصر سا تعارف کروانا ضروری ہے۔ شاہ ولیم اوّل کا باپ رابرٹ اول ڈیوک آف نارمنڈی (فرانس) تھا۔ جب ولیم سات سال کا تھا تو والد فوت ہو گیا۔ شاہ ایڈورڈ نے ولیم سے تختِ انگلستان دینے کا وعدہ کیا مگر پورا نہ کیا۔ ولیم نے اپنی ذہانت سے 38 سال کی عمر میں انگلستان بلکہ زیادہ تر دنیا کی تقدیر بدلنے کا فیصلہ کیا اس نے ہیسٹنگز (Hastings) کی جنگ میں انگلستان کو شکست دی اور تین سال کے اندر انگلستان میں اپنی حکومت کو مستحکم کر لیا۔ ولیم کی اندرونی اور بیرونی پالیسیوں نے انگلستان کی دنیوی اور مذہبی زندگی کو بدل ڈالا۔

(اصحاب احمد جلد 9 صفحہ 35)

اس خواب کو ظاہری طور پر پورا کرنے کے لئے اور دعا کی غرض سے اس مقام پر تشریف لے گئے جہاں سے شاہ ولیم انگلستان میں داخل ہوا تھا۔ 2 اکتوبر 1924ء کو حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ صبح دس بجے کے قریب ایک مقام Eastbourne کے اسٹیشن پر اُترے۔ اس مبارک سفر میں حضور رضی اللہ تعالیٰ کے ساتھ حضرت بھائی جی (عبد الرحمٰنؓ صاحب قادیانی) اور مولانا عبد الرحیم درد صاحبؓ بھی حضورؓ کے ہمراہ تھے۔

(تاریخ مسجد فضل صفحہ 14)

برطانیہ میں احمدیت کا آغاز

حضرت امام الزماں علیہ السلام کی رحلت کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے احمدیت کا پیغام دینے کے لئے برطانیہ کو چُنا۔ چنانچہ اس عظیم کام کے لئے حضرت چوہدری فتحِ محمد سیال صاحب کو 1913ء میں لندن پہنچا دیا گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد حضرت مصلح موعودؓ، حضرت عبد الرحیم دردؓ، حضرت عبد الرحیم نیرؓ، حضرت قاضی عبد اللہ بھٹیؓ اور جناب حضرت مفتی محمد صادقؓ بھی حقیقی اسلام

کا پیغام لے کر برطانیہ پہنچ گئے۔ ان مبلغین کی شبانہ روز محنت، خلافت کی برکات اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کی گئی دعاؤں نے بہت جلد جماعت کو بہت سے پھل عطا کئے۔ برطانوی قوم نے جس طرح اسلام احمدیت کو خوش آمدید کہا وہ بہت ہی حوصلہ افزا تھا۔ بہت سے نو مبائعین مبلّغین کے ساتھ مل کر جماعتی کاموں میں دلچسپی لے رہے تھے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی برطانیہ اور برطانیہ میں اسلام کے پھیلاؤ کی صورتِ حال پر گہری نظر تھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو بصیرت بخشی تھی۔ حضورؓ کو نظر آ رہا تھا کہ اب وقت آ گیا ہے کہ لندن شہر میں مسجد تعمیر کی جائے 1920ء کے سال میں حضور رضی اللہ تعالیٰ نے لندن میں مسجد بنانے کا مصمّم ارادہ کر لیا۔

لندن میں مسجد تعمیر کرنے کا اعلان اور چندے کی تحریک

قادیان میں 1920ء میں برطانیہ مسجد کی تحریک کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چندہ کی تحریک کے سلسلے میں جو خطاب فرمایا تھا اس کا کچھ حصہ ذیل میں تحریر کیا جا رہا ہے۔ آپؓ نے فرمایا ”برطانیہ میں مسجد بنانے کی مبلغین کی طرف سے درخواست واقعی قابلِ توجہ ہے۔ مگر میرے نزدیک اپنی مسجد بنانے کی سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ کچھ خاص برکات ہیں جو بغیر مسجد کے حاصل نہیں ہو تیں ..... انگلستان وہ مقام ہے جو صدیوں سے تثلیث پرستی کا مرکز بنا رہا ہے .... یہ ایک ایسا عظیم الشان کام ہے جس کے نیک ثمرات نسل بعد نسلاً پیدا ہوتے رہیں گے اور تاریخیں اس کی یاد کو تازہ رکھیں گیں وہ مسجد ایک نقطہ مرکزی ہو گی جس میں سے نورانی شعاعیں نکل کر تمام انگلستان کو منور کریں گی.... بے شک اس سے پہلے بھی وہاں ایک مسجد قائم ہے مگر وہ ایسے وقت میں بنائی گئی تھی جبکہ اس مسجد کی ضرورت نہیں تھی۔ صرف اسلام کا نشان قائم کرنے کے لئے اسے تعمیر کیا گیا تھا۔ مگر یہ مسجد ضرورت پڑنے پر تعمیر ہو گی.... جبکہ پہلی مسجد سالہا سال مقفل اور بند رہی ہے۔

پس یہی مسجد پہلی مسجد کہلانے کی مستحق ہے ..... کیونکہ اس کی تعمیر کے پہلے دن سے ہی اس پر ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ کا نعرہ بلند ہونا شروع ہو جائے گا..

(تحریک تعمیر مسجد لندن)

(انوار العلوم جلد 5 صفحہ 4)

☆حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے 6/ جنوری 1920ء کو بعد نماز مغرب انگلستان میں مسجد بنانے کے متعلق جماعت میں تحریک فرمائی اور خرچ کا اندازہ تیس ہزار روپے بتایا اور 7/ جنوری کی صبح مستورات میں بھی یہ تحریک فرمائی۔ ابتداء میں جماعت کے سب مرد وخواتین کو اس تحریک میں حصہ لینے کا ارشاد فرمایا۔ لیکن بعد میں حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد فضل لندن عورتوں سے منسوب فرمادی۔ اس تحریک پر جماعت نے ایسے رنگ میں لبیک کہا کہ ایک دنیا ورطۂ حیرت میں پڑ گئی۔

چنانچہ عبد المجید قریشی ایڈیٹر اخبار ”تنظیم“ امرتسر نے لکھا:

”تعمیر مسجد لندن کی تحریک 6/ جنوری 1920ء میں امیر جماعت احمدیہ نے کی اس سے زیادہ مستعدی اس سے زیادہ ایثار اور اس سے زیادہ سمع واطاعت کا اُسوۂ حسنہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ 10/ جون تک ساڑھے اٹھتر ہزار روپیہ نقد اس کار خیر کے لیے جمع ہو گیا تھا۔ کیا یہ واقعہ نظم وضبط امت اور ایثار و فدائیت کی حیرت انگیز مثال نہیں۔“

(تاریخ احمدیت جلد 4 صفحہ 253)

مسجد فضل لندن کی تعمیر کے لئے چندہ کی اس تحریک پر احمدیت کے جاں نثاروں نے جس طرح لبیک کہا وہ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا کا بہترین نمونہ تھا۔ جنوری 1920ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی طرف سے تحریک ہوئی اور 10/ جون 1920ء تک جماعت نے -/78500 روپیہ اس کار خیر میں جمع کر دیا۔ حضرت خلیفہ المسیح الثانیؓ نے چوہدری فتح محمد سیال صاحب کو مسجد کیلئے کوئی مناسب جگہ خریدنے کا ارشاد فرمایا۔ چنانچہ آپ کے حکم کی تعمیل میں 2/ اگست 1920ء میں حضرت چوہدری فتح محمد سیال صاحب نے شبانہ روز جدوجہد کر کے لندن کے علاقہ ساؤتھ فیلڈ میں ایک قطعہ زمین مع مکان کے 222300 پاؤنڈ میں خرید لیا اور اس کی اطلاع بذریعہ تار حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو دی جو ان دنوں ڈلہوزی میں تشریف فرما تھے۔ حضور نے اس خوشی میں وہیں 9/ ستمبر 1920ء کو ایک جلسہ کیا اور انہی دنوں مسجد کا نام ”مسجد فضل“ تجویز ہوا۔

مسجد برلن سے مسجد فضل تک لجنہ اماء اللہ کی مالی قربانیاں

یورپ میں اسلام پھیلنے کی پیشگوئیاں، خبریں، رؤیا، انسانی خواہشات اور سب سے بڑا اللہ کے فضل اور وعدوں نے قلیل عرصے میں خوب رنگ دکھایا۔ ایک طرف جرمنی میں مسجد برلن جو اگست 1923ء میں سنگِ بنیاد رکھنے کے بعد تعمیر ہونا شروع ہو چکی تھی۔ تو دوسری طرف حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لندن میں مسجد فضل کے لئے بھی چندے کی تحریک کر دی۔ مگر اللہ کو کچھ اور منظور تھا۔ جنگِ عظیم کی تباہ کاریوں نے جرمنی اقتصادیات کی بنیادیں ہلا کر رکھ دیں، تعمیر کے آغاز میں مسجد برلن کا تخمینہ پچاس ہزار لگایا گیا تھا۔ مگر 1924ء میں اس کی لاگت کا تخمینہ پندرہ لاکھ تک پہنچ گیا۔ جرمنی کی یہ حالت نہیں رہی تھی کہ یہاں اب مسجد کا کام جاری رکھا جاتا۔ لہٰذا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ نے وہ رقم جو مسجد برلن کے لئے حضورؓ کی تحریک پر لجنہ اماء اللہ نے اکھٹی کی تھی مسجد فضل کی تعمیر پر لگانے کا ارشاد فرمایا۔ چنانچہ اس زمانے کی لجنہ اماء اللہ جسے مسجد برلن کے لئے رقم اکھٹی کرنے کا ٹاسک 1922ء میں دیا گیا تھا کا وہ چندہ مسجد فضل بنانے کے کام آیا۔

مسجد فضل لندن کا سنگ بنیاد (19/اکتوبر1924ء)

1924ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ نے ایک جماعتی وفد کے ساتھ یورپ کا دورہ کیا۔ جس کا مقصد ویمبلے کانفرنس میں شرکت کرنا اور مسجد لندن کا افتتاح کرنا بھی شامل تھا۔ ضروری انتظامات کے بعد 19/اکتوبر 1924ء کا دن سنگِ بنیاد کے لئے مقرر کیا گیا۔ حضورؓ نے 4 بجے شام ایک بہت بڑے مجمع میں ''مسجد فضل'' (63 میلروز روڈ۔ لندن) کا اپنے دست مبارک سے سنگ بنیاد رکھا۔ اس تقریب پر تلاوتِ قرآن پاک کے بعد سب سے پہلے (متعینہ) امام مسجد لندن حضرت مولوی عبد الرحیم صاحب دردؓ نے خوش آمدید کا مختصر ایڈریس پڑھا۔ جس کے بعد تمام حاضرین مقامِ بنیاد کی طرف گئے۔ جہاں پہلے حضرت حافظ روشن علی صاحبؓ نے تلاوت فرمائی۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے انگریزی زبان میں ایک مضمون پڑھا جس میں مسجد کی غرض وغایت پر اسلامی نقطہ نگاہ سے روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا:

''پیشتر اس کے کہ میں اس مسجد کا سنگ بنیاد رکھوں میں اس امر کا اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ یہ مسجد صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی عبادت کے لئے بنائی جاتی ہے۔ تا کہ دنیا میں خدا تعالیٰ کی محبت قائم ہو اور لوگ مذہب کی طرف (جس

کے بغیر حقیقی امن اور حقیقی ترقی نہیں) متوجہ ہوں اور ہم کسی شخص کو جو خدا تعالیٰ کی عبادت کرنا چاہے ہرگز اس میں عبادت کرنے سے نہیں روکیں گے بشرطیکہ وہ ان قواعد کی پابندی کرے جو اس کے منتظم انتظام کے لئے مقرر کریں اور بشرطیکہ وہ ان لوگوں کی عبادت میں مخل نہ ہوں جو اپنی مذہبی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے اس مسجد کو بناتے ہیں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ رواداری کی روح جو اس مسجد کے ذریعہ سے پیدا کی جاوے گی۔ دنیا سے فتنہ و فساد دور کرنے اور امن و امان کے قیام میں بہت مدد دے گی اور وہ دن جلد آجائیں گے کہ لوگ جنگ و جدال کو ترک کر کے محبت اور پیار سے آپس میں رہیں گے۔" اس مضمون کے بعد جس کا حاضرین پر ایک گہرا اثر تھا، حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے بنیادی پتھر رکھا جس پر انگریزی میں ایک مضمون درج تھا۔ حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۶۳﴾ میں میرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی امام جماعت احمدیہ جس کا مرکز قادیان پنجاب ہندوستان ہے۔ خدا کی رضا کے حصول کے لئے اور اس غرض سے کہ خدا تعالیٰ کا ذکر انگلستان میں بلند ہو اور انگلستان کے لوگ بھی اس برکت سے حصہ پاویں جو ہمیں ملی ہے آج 20؍ ربیع الاول 1343ھ کو اس مسجد کی بنیاد رکھتا ہوں اور خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تمام جماعت احمدیہ کے مردوں اور عورتوں کی اس مخلصانہ کوشش کو قبول فرمائے اور اس مسجد کی آبادی کے سامان پیدا کرے اور ہمیشہ اس کے لئے اس مسجد کو نیکی، تقویٰ، انصاف اور محبت کے خیالات پھیلانے کا مرکز بنائے اور یہ جگہ حضرت محمد مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ اور حضرت احمد مسیح موعود نبی اللہ بروز و نائب محمد علیہما الصلوٰۃ والسلام کی نورانی کرنوں کو اس ملک اور دوسرے ملکوں میں پھیلانے کے لئے روحانی سورج کا کام دے اے خدا تو ایسا ہی کر۔"

(تواریخ مسجد فضل لندن صفحہ 50)

مسجد کا سنگِ بنیاد اور حضرت مسیح موعودؑ کی رؤیا

حضرت خلیفہ الثانی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں اس عظیم مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا جانا حضرت مسیح موعودؑ کی ایک خواب کی تعبیر بھی تھا۔ اس مبارک خواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپؓ (حضرت مصلح موعودؓ) کا نام مسجد کی دیوار پر لکھا ہوا دیکھا تھا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کو کبھی یہ خیال آتا تھا کہ میں اس مسجد کا سنگِ بنیاد رکھوں۔ چنانچہ ویمبلے کی کانفرنس لندن میں تشریف لانے کا ایک ذریعہ بن گئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس مبارک کام کو سرانجام دینے کا موقعہ فراہم کر دیا۔

(تواریخ مسجد فضل لندن 29-30)

لندن میں سب سے پہلی مسجد کی بنیاد رکھی جاچکی تو حضرت مولوی عبدالرحیم صاحب دردؓ نے بلند آواز سے حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ کا ایک تار پڑھ کر سنایا جو انہوں نے جماعت احمدیہ ہندوستان کی طرف سے اس تقریب پر مبارک باد کا بھیجا تھا۔ اس کے بعد حضورؓ نے لمبی دعا کی۔ پھر عصر کی نماز اسی مقام پر پڑھی اور حضورؓ نے اعلان فرمایا کہ ''میں اعلان کرتا ہوں کہ اس مسجد کا باقاعدہ سنگ بنیاد رکھا گیا'' مسجد کے محراب پر ایک جھنڈا لہرایا گیا جو حیدر آباد کے ہوم سیکرٹری نواب اکبر نواز جنگ صاحب نے دیا تھا۔

(ماخوذ از تاریخ احمدیت جلد 4 صفحہ 456-460)

صحافی برادری اور انگریزی اخبارات کے تاثرات پر ایک نظر

سنگِ بنیاد والے دن بہت سی اقوام کے لوگ موجود تھے۔ اور ظاہر ہے پریس کے نمائندوں کو بھی انگلستان میں بننے والی پہلی مسجد کی رپورٹس بنانے کا اشتیاق تھا۔ اخبارات کے تبصروں کے متعلق مختصر ساخاکہ پیش کیا جاتا ہے۔

• انگلستان کی ایک اخبار Daily Chronicle London نے لکھا کہ:

His Excellence خلیفۃ المسیح نے جو اسلام کے فرقہ احمدیہ کے امام ہیں۔ کل 19/اکتوبر کو میلروز روڈ ساؤتھ فیلڈز میں لندن کی پہلی مسجد کا سنگ بنیاد رکھا اس اصلاحی تحریک کے پیروکار لندن میں ایک سو کے قریب اور مشرق وافریقہ میں دس لاکھ سے بھی زیادہ ہیں۔ فی الحال یہ ارادہ ظاہر کیا گیا ہے کہ مسجد کے صرف ایک حصہ کو مکمل کیا جائے اور اس حصہ کی تعمیر کے لئے سارا روپیہ بذریعہ چندہ جمع ہو چکا ہے۔

(اکتوبر 1924ء بحوالہ سلسلہ احمدیہ صفحہ 379)

• ''برطانیہ کی ایک اخبار، ویسٹ منسٹر گزٹ (westminister)'' نے لکھا:

''ایک مسجد جو لندن میں پہلی مسجد ہو گی۔ ساؤتھ فیلڈز (Southfields) میں تعمیر کی جائے گی۔ جس کا مینار ستر فٹ بلند ہو گا۔ جہاں سے ایک مؤذن مومنوں کے لئے نماز کے وقت کا اعلان کرے گا۔ زمین پر قالین بچھائے گئے اور خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے یہ رسم ادا کی۔ آپ نے قرمزی رنگ کے کفوں والا گلابی رنگ کا کوٹ پہنا ہوا تھا سر پر

ایک بھاری سفید عمامہ تھا اور ہاتھ میں ایک عصا جس کے سر پر آبنوس اور چاندی لگی تھی۔ انہوں نے فرمایا کہ ”میں مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ اور جماعت احمدیہ کا امام ہوں جس کا مرکز قادیان پنجاب ہندوستان میں ہے“

(تواریخ مسجد فضل لندن صفحہ 26-27)

مسجد فضل کی تعمیر کی ابتداء کے مناظر

مسجد کی بنیادوں کی کھدائی 28/ستمبر 1925ء دوپہر کو شروع ہوئی اس سے پہلے انجینئر سے نقشہ بنوا کر منظوری کے لئے قادیان بھیجا گیا تھا۔ منظوری کے بعد ایک کمپنی کو تعمیر کا ٹھیکہ دیا گیا۔ اس تمام کاروائی کا ایک پروگرام چھپوا کر تمام اخبارات کو بھجوایا گیا۔ مولانا عبد الرحیم دردؓ صاحب اس دن کا حال بتاتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ”مسجد کی کھودائی کا کام ستمبر 1925ء کو شروع ہو گیا۔ اس موقعہ پر بھی اخبارات کے نمائندے موجود تھے۔ کام شروع کرنے سے پہلے میں نے وہ احباب جن کو شمولیت نصیب ہوئی کے ساتھ قبلہ رخ ہو کر دعا کی۔ میں دعا مانگتا جاتا تھا اور احباب آمین کہتے جاتے تھے۔ اس کے بعد ہم نے ہاتھوں سے (کسی سے کھودائی) کھدائی کا کام شروع کیا ساتھ ساتھ بلند آواز سے حضرت ابراہیمؑ کی خانہ کعبہ کے وقت اور حضرت محمد ﷺ کی مسجد نبوی کے وقت پڑھی ہوئی دعائیں پڑھتے جاتے تھے۔ ہم مردوں کے ساتھ ایک انگریز احمدی عورت (مسز عزیز الدین) بھی اسی طرح کسّی چلا رہی تھیں جس طرح ہم چلا رہے تھے۔

(تواریخ مسجد فضل لندن 38-39)

برطانیہ کی پہلی مسجد کے پہلے امام

امام مسجد مولوی عبد الرحیم صاحب درد نے بیان کیا کہ ایک دن مشرق مغرب مل جاویں گے ... یہ سلسلہ جو کہ اسلام میں پہلا تبلیغی سلسلہ ہے۔ انگلستان کو ایشیا سے اور خصوصاً ہندوستان سے زیادہ قریب کر دے گا۔ انگلستان میں یہ پہلی مسجد ہے جس کو صرف مسلمانوں نے تعمیر کیا ہے۔ یہ سلسلہ احمدیہ کی تعمیر کردہ مسجد ہو گی جن کا عقیدہ ہے کہ

الہام کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہے گا۔ وہ مذہبی جنگوں کے خلاف ہیں اور رواداری کی تعلیم دیتے ہیں اور ان کا دعویٰ ہے کہ ہمارا سلسلہ دنیا کو نبی عربی ﷺ کے خالص دین کی طرف واپس بلاتا ہے۔

(ماخوذ از تاریخ احمدیت جلد 4 صفحہ 456-460)

مسجد لندن کے سنگِ بنیاد کے لئے جب خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ لندن تشریف لائے تو حضرت مولانا دردؓ صاحب بھی اس قافلے میں آپ کے ہمراہ تھے۔ سنگِ بنیاد کی تقریب کے بعد حضور رضی اللہ عنہ نے حضرت مولانا صاحبؓ کو اکتوبر 1924ء کو لندن مسجد کا امام مقرر فرمایا۔ اس کے بعد مولانا صاحبؓ نے مسجد کی تعمیر اپنی نگرانی میں کروائی۔ درمیان میں کچھ دیر مسجد کے کام کو روکنا بھی پڑا۔ آخر اللہ کے فضل سے 1925ء میں تعمیر کا کام دوبارہ شروع کیا گیا اور 1926ء میں کام مکمل ہو گیا۔ الحمد للہ۔

مسجد کی تکمیل اور افتتاح

اللہ کے فضل سے 1926ء کے سال لندن میں جماعتِ احمدیہ کی مسجد کی تکمیل ہو گئی۔ افتتاح کی تقریب پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ بوجہ مصروفیات نہیں آسکتے تھے۔ لہٰذا حضورؓ کی ہدایات کے مطابق مسجد کے افتتاح کا انتظام کیا گیا۔

حضرت مولاناؓ صاحب نے حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہدایت پر ملکِ عراق کے شاہ فیصل کو درخواست بھجوائی کہ وہ اپنے بیٹے شہزادہ زید کو اجازت دیں کہ وہ ہماری مسجد کا افتتاح کریں۔ لیکن انہوں نے ٹال دیا۔ اس کے بعد سلطان ابنِ سعود ملکِ حجاز کی خدمت میں تار بھیجی گئی کہ وہ اپنے کسی صاحبزادہ کو اس کام کے لئے مقرر فرمائیں۔ شاہ نے اس درخواست کو منظور کر لیا اور اپنے ایک فرزند شہزادہ فیصل (موجودہ شاہ فیصل) کو اس غرض کے لئے انگلستان روانہ کیا۔ جماعت میں انگلستان آمد پر ان کا استقبال بھی کیا۔ اخبارات میں دھوم پڑ گئی کہ شہزادہ صاحب مسجد لندن کا افتتاح کرنے کے لئے تشریف لائے ہیں۔ اس کے بعد ایسے پراسرار حالات پیدا ہو گئے کہ شہزادہ فیصل برملا انکار کے بغیر پیچھے ہٹنا شروع ہو گئے۔ ان کو متامل دیکھ کر حضرت مولانا دردؓ صاحب نے خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ سے سر شیخ عبد القادر کے لئے اجازت لے رکھی تھی۔

افتتاح کی مبارک تقریب کے مناظر

بالاخر شہزادہ فیصل کی جگہ 3/اکتوبر 1926ء کو سر شیخ عبد القادر نے مسجد لندن کا افتتاح کر دیا۔

(ماخوذ تاریخِ احمدیت جلد چہارم صفحہ 563)

مسجد کے افتتاح کا آغاز

حضرت مولانا عبد الرحیم دردؓ صاحب نے تلاوتِ قرآن پاک کی تلاوت فرمائی اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی طرف سے آیا ہوا پیغام حضرت مولانا صاحب نے اونچی آواز میں پڑھ کر سنایا۔ جو انگلش میں ایک ہزار الفاظ پر مشتمل تھی۔ اس کے بعد صدر مجلس جناب شیخ کو حضرت مولانا صاحب نے مسجد کی چابی یہ کہتے پیش کی کہ ''میں اپنی قلبی دعاؤں اور تمام دنیا کے لئے محبت سے بھرے ہوئے دل کے ساتھ یہ کنجی آپ کو اس لئے پیش کرتا ہوں کہ آپ اس مسجد کا افتتاح فرمائیں۔ جب خان بہادر صاحب نے چابی کی کنجی کو لے کر قفل میں پھرایا تو باآواز بلند یہ الفاظ کہے ''میں خدائے رحیم و رحمان کے نام پر اللہ کی اس عبادت گاہ کا افتتاح کرتا ہوں۔ دروازہ کھُل گیا اور اندر کی بے حد نفاست، چمک، صفائی اور نیلے رنگ کے فرش نے لوگوں کی توجہ اپنی طرف مبذول کی۔

(تواریخ مسجد فضل صفحہ 63)

مسجد فضل کے افتتاح کی خبر عالمی میڈیا پر

اللہ تعالیٰ عزّتیں عطا کرنے والا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور ان کی جماعت کو اللہ تعالیٰ اس مسجد کی وجہ سے انگلستان کیا باہر کے دوسرے ممالک میں بھی بہت شہرت اور عزّت عطا کی۔ مسجد کے افتتاح کے وقت عالمی پریس کے نمائندے بھی موجود تھے جن میں انگلستان، بھارت اور مصر بھی شامل تھے۔ گو کہ شہزادہ فیصل اپنی مجبوریوں کی وجہ سے نہیں آسکے مگر جو فضل اور برکات اللہ تعالیٰ نے جماعت کی قسمت میں رکھا ہوا تھا وہ مل کر رہا وہ ایسے کہ شہزادہ فیصل کے آنے اور افتتاح کی خبر نے بھی دھوم مچائی اور پھر افتتاح نہ کرنے کی خبر نے اس سے دوگنی

دھوم مچائی۔ بہت سی اخباروں نے تبصرے اور خبریں شائع کیں۔ تاریخ احمدیت سے ماخوذ کچھ نام اور ایک تبصرہ حاضر ہیں۔

Daily Chronicle (ڈیلی کرانیکل) اخبار نے لکھا کہ مغرب اور مشرق کا ایسا دلفریب ملاپ شاذونادر ہی کبھی ہوا ہو جیسا کہ دیکھنے میں آیا۔ جبکہ لندن کی تاریخ میں پہلی مرتبہ مسلمانوں کی اذان ساؤتھ فیلڈز کے چمکدار میناروں سے سنائی دی... عربی شہزادہ کی غیر حاضری میں لندن کی پہلی مسجد کا افتتاح شیخ عبد القادر سابق وزیرِ پنجاب اور حال نمائندہ لیگ آف نیشنز نے کیا.... تقریروں کے ختم ہوتے ہی میناروں سے موذن کی دل سوز آواز سنائی دی۔

مسجد فضل لندن میں قائداعظم محمد علی جناح اور دیگر لیڈران کی آمد

1928ء میں حضرت مولوی فرزند علی خان صاحبؓ نے 1928ء میں لندن مسجد کا چارج لیا۔ آپ نے مسجد کے باغیچے اور ملحقہ مکان کی تزئین و آرائش کے سلسلے میں خصوصی کام کئے۔ آپ گول میز کانفرسوں کے سلسلے میں آنے والے وفود کو مسجد میں مدعو کرتے چنانچہ علامہ اقبال، مولانا غلام رسول مہر، اور قائداعظم محمد علی جناحؒ مسجد فضل میں آتے جاتے رہے۔

1934ء جب حضرت عبد الرحیم دردؓ صاحب مسجد فضل کے ایک مرتبہ پھر امام بنے تو دوسری بہت سی تبلیغی سرگرمیوں کے علاوہ حضور رضی اللہ عنہ نے آپ کے ذمّے اور کام بھی لگا رکھے تھے۔ ہندوستان میں مسلمانوں کے حالات پر حضورؓ کی گہری نظر تھی۔ حضورؓ نے حضرت مولانا دردؓ صاحب کو محمد علی جناح سے ملنے کی تلقین کی حضورؓ کی ہدایت پر آپ نے متعدد مرتبہ جناب محمد علی جناحؒ صاحب سے ملاقات کی اور انہیں ہندوستان جاکر مسلمانوں کی راہنمائی کرنے پر آمادہ کیا۔

مسجد فضل لندن میں خلفائے احمدیت اور دیگر بزرگان

اللہ تعالیٰ نے جماعت برطانیہ اور پہلی مسجد فضل لندن کو مختلف رنگ میں ترقیات اور برکات سے نوازا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چار خلفاء کو اس مسجد میں آنے کا شرف ملا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا

ذکر تو ہو چکا ہے کہ آپؓ سنگِ بنیاد کے وقت تشریف لائے تھے۔ اس کے بعد 1955ء میں بھی حضور رضی اللہ عنہ جب علاج کی غرض سے لندن آئے تو آپ نے مشن ہاؤس میں قیام فرمایا تھا۔ آپ کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ متعدد مرتبہ مسجد میں تشریف فرما ہوئے۔ آپ کی امامت میں بہت سی کانفرنسز اور کسر صلیب کانفرنس کا بھی انعقاد ہوا۔ حضورؒ کے ہاتھوں برطانیہ کے بہت سے علاقوں میں مشنز اور بہت سی مساجد کا سنگِ بنیاد اور افتتاح کیا گیا۔ حضور رحمہ اللہ کی وفات کے بعد پاکستان میں جماعت کے حالات بدل گئے خلافت کو لندن منتقل ہونا پڑا۔ اللہ کے فضل سے اسی مسجد "فضل" نے خلیفۃ المسیح الرابعؒ ان کی فیملی، ان کے دفاتر اور ان کے مبارک ہاتھوں سے ہونے والے ان گنت کاموں اور کارناموں نے جگہ پائی۔ یہیں سے ایم۔ٹی۔اے کا سلسلہ شروع ہوا، حضورؒ کی امامت میں دنیا کے کونے کونے میں اسلام اور احمدیت اور توحید کا پیغام پہنچا۔ بظاہر چھوٹی نظر آنے والی مسجد کے اندر اللہ تعالیٰ نے بہت وسعت رکھی ہوئی ہے۔ چھوٹے بچوں کی کلاسز سے لے کر شادیوں کی دعوتوں اور رمضان کی افطاریوں تک کے انتظامات ہوئے۔ ایم۔ٹی۔اے نے ساری دُنیا میں توحید اور حقیقی اسلام کی روشنی انہی دفاتر سے بھیجی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی وفات کے بعد خلافت کے انتخاب کا عمل بھی اسی مسجد عمل میں آیا۔ شہر کے اندرون میں اس مسجد نے ہزاروں مہمانوں کو جگہ دی اور جب پانچویں خلیفہ حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کو اللہ تعالیٰ نے چن لیا تو آپ نے امام الزماںؑ کے مشن کو آگے بڑھانے، حقیقی اسلام یعنی احمدیت کو مزید ترقیاں دینے اور سارے عالم میں اس کے پھیلاؤ میں اضافہ کرنے کے لئے اسی مسجد میں قیام رکھا۔ لیکن اب جب اللہ کے حکم سے اور جماعت کی ترقی کی غرض سے خلافت کا مرکز دوسری جگہ منتقل کیا گیا ہے تو یہ مسجد پھر بھی ویسے ہی مسلسل اپنی وہ شعاعیں جن کا ذکر حضور نے مسجد کی تحریک کا اعلان کرتے ہوئے کیا تھا سارے عالم کو منور کر رہیں ہیں۔

خلفائے احمدیت کے علاوہ کچھ صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی اس مسجد کے سائے سے لطف اندوز ہو چکے ہیں۔ بعض کا ذکر تو پہلے آچکا ہے۔ حضرت چوہدری سر ظفر اللہ خان صاحب کا ذکر کرنا مقصود ہے۔ جو برس ہا برس اس مسجد سے منسلک رہے ان کے وجود نے اس وقت کے امراء، ائمہ اور جماعت کے مرد وزن کو بہت چیزوں سے مستفید کیا، ان کی ایک لمبی تفصیل ہے۔ برطانیہ مرکز کی یہ مسجد برطانیہ اور لوکل لندن کی جماعتوں کے افراد کے لئے اپنی برکات سے بھری بانہیں کھولے کھڑی ہے اور اللہ کے فضل سے ہمیشہ کھڑی رہے گی۔

دوسری جنگِ عظیم کے دوران مسجد پناہ گاہ بنی

1938ء میں مسجد کا چارج حضرت مولانا جلال الدین شمسؓ صاحب کو ملا۔ مولانا صاحب نے ایک پادری سے ہائیڈ پارک میں مسلسل ایک ہفتہ تک مناظرہ کیا اور اسے شکست دی جس کا تذکرہ اخبارات میں بھی ہوا۔ دوسری جنگِ عظیم میں جب مسجد فضل کا علاقہ جرمن بمباری سے مسمار ہو گیا تو مولانا صاحبؓ نے احمدیوں سے کہا کہ وہ مسجد میں آ کر سویا کریں۔ کیونکہ مسجد کو اللہ تعالیٰ نے بچانے کا وعدہ کیا ہے۔ آپ کے دور میں مسجد فضل لندن کو یورپ کا مرکزِ دعوت الی اللہ کہنا بجا ہو گا۔

مسجد فضل کے امام

1950ء میں مکرم چوہدری ظہور احمد باجوہ صاحب نے چارج سنبھالا انہوں نے 1953ء کے پُر آشوب دور میں حضورؓ کی ہدایات کے مطابق ایک تو دُنیا بھر کے مبلغین کو حالات سے باخبر رکھا اور دوسری طرف ممبران پارلیمنٹ اور برٹش پریس تک بھی احمدیہ نکتہ نظر پہنچایا۔ جس پر کئی اخبارات میں جماعت کی تائید میں مضامین لکھے گئے۔

1955ء میں مکرم مولود احمد خان صاحب نے لندن مسجد کا چارج لیا، اسی برس حضور رضی اللہ علاج کی غرض سے لندن پہنچے اور مشن ہاؤس میں ہی مقیم ہوئے۔1964ء میں مکرم بشیر احمد رفیق خان صاحب نے مسجد لندن کا چارج لیا اور امام مسجد لندن مقرر ہوئے، ان کے دور میں مشرقی افریقہ سے احمدیوں کی منتقلی ہوئی پاکستان سے بھی کثرت سے مہمان آئے جن کی راہنمائی بھی آپ ہی نے کی۔ اللہ کے فضل سے آپ روٹری کلب آف وانڈزورتھ کے پہلے ایشیائی صدر منتخب ہوئے۔ خان صاحب نے 1964ء میں جلسہ سالانہ برطانیہ کی بنیاد رکھی۔ موجودہ امام مسجد لندن عطاء المجیب راشد صاحب ہیں جو ماشاء اللہ 1983ء سے امامت کے فرائض ادا کر رہے ہیں۔ الحمد للہ

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 24دسمبر 2022ء)


مسجد فضل لندن
The Fazl Mosque






ELCOME

﴿15﴾

جرمنی ہیمبرگ میں مسجد فضل کی تعمیر

(عرفان احمد خان۔ جرمنی)

یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ہی جرمنی میں احمدیت کا چرچا شروع ہو گیا تھا۔ جرمنی کے شہر Leipzig میں اکتوبر 1906ء میں ایک کتاب شائع ہوئی جس میں مذاہب شرقیہ کے عنوان سے ایک باب شامل ہے جس کے مضمون نگار MR. Ignaz Goldziher نے جماعت احمدیہ کا ایک نئی اسلامی تحریک کے طور پر تفصیلی ذکر کیا ہے۔ پھر اخبار البدر 14/مارچ 1907ء کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ سر زمین جرمنی سے مسز کیرولائن نامی خاتون نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خط لکھ کر احمدیت سے سب سے پہلے رابطہ کا ذریعہ بنیں۔ البتہ جرمنی میں تبلیغ اسلام کے لئے سب سے پہلے مبلغ حضرت مولوی مبارک علی صاحب آف بنگال ستمبر 1922ء میں انگلستان سے جرمنی بھجوائے گئے۔ آپ کی کوششوں کو خدا تعالیٰ کے فضل سے ابتداء میں ہی اس قدر پھل لگا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے جرمنی میں فوری طور پر مسجد تعمیر کرنے کا اعلان کر دیا۔ حضور نے مسجد برلن کی تعمیر کے لئے چندہ کی تحریک کرتے ہوئے جماعت کے نام پیغام بھی ارسال فرمایا۔ چنانچہ دو ایکڑ زمین خرید کر 6/اگست 1923ء کو مسجد کا سنگ بنیاد بھی رکھ دیا گیا۔

جس کا نقشہ حضرت مولوی یعقوب علی عرفانیؓ نے اپنے رسالہ ماہنامہ تادیب النساء کے اپریل 1923ء کے شمارہ میں شائع بھی کر دیا۔ لیکن پہلی عالمی جنگ کے بعد خراب معاشی حالات کی وجہ سے جرمن مشن بند کرنا پڑا۔

جنگ کے اثرات سے نکلنے کے بعد جب یورپ کے دیگر شہروں میں مبلغین بھجوائے گئے تو جرمنی میں بھی از سر نو مشن کا آغاز ہوا اور مکرم شیخ ناصر احمد صاحب 11/جون 1948ء کو زیورخ سے بذریعہ ٹرین ہیمبرگ پہنچے۔ ہمبرگ کے بعد دوسری جماعت فروری 1952ء میں نورن برگ میں قائم ہوئی اور جب 1955ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ دورہ یورپ کے دوران جرمنی تشریف لائے تو اس وقت نورن برگ میں جرمن احمدیوں کی تعداد 15 بتائی

جاتی ہے۔ ان احمدیوں نے حضور کے نورن برگ میں قیام کے ایام میں یہاں مسجد کی تعمیر کی خواہش کا اظہار حضور سے کیا۔ حضور نے اس تجویز کو پسند فرمایا اور نورن برگ میں مسجد کی تعمیر کا ابتدائی تخمینہ وغیرہ بھی لگایا گیا لیکن قدرت کو شائد یہی منظور تھا کہ جرمنی میں پہلی احمدیہ مسجد ہیمبرگ میں تعمیر ہو۔ اس کے لئے وکالت مال ثانی نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو تجویز کیا کہ مسجد کی تعمیر پر ڈیڑھ لاکھ روپیہ خرچ ہو گا۔ جو دوست کم از کم ایک سو پچاس روپے کا عطیہ عنایت فرمائیں گے ان کے اسماء گرامی متعلقہ مسجد میں کسی موزوں جگہ پر کندہ کروائے جائیں گے۔ حضور نے اس تجویز کو منظور فرمایا۔

(روزنامہ الفضل 5/ اگست 1956ء)

مسجد فضل عمر کا سنگ بنیاد

مسجد کا سنگ بنیاد 22/ فروری 1957ء بروز جمعۃ المبارک مکرم ملک عبد الرحمان صاحب نے رکھا۔ اس مبارک اور مقدس تقریب میں جرمنی کے جملہ احمدی احباب کے علاوہ اعلیٰ سرکاری حکام، ممتاز شخصیات اور پریس کے نمائندے شامل ہوئے۔ اس موقع پر مبلغ جرمنی مکرم چوہدری عبد اللطیف نے اپنی تقریر میں اس دن کی اہمیت پر روشنی ڈالی اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ اس مسجد کو جرمنی میں ہمیشہ ہمیش کے لئے ہدایت کا منبع اور اشاعت اسلام کا ایک حقیقی ذریعہ بنائے۔ آمین

(روزنامہ الفضل 27/ فروری 1957ء)

مسجد کا افتتاح

مسجد فضل عمر کا افتتاح 22/ جون 1957ء بروز ہفتہ حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب کے ہاتھوں عمل میں آیا۔ اس بابرکت موقع پر مکرم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل التبشیر نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا خصوصی پیغام پڑھ کر سنایا اور حاضرین سے مخاطب ہوئے۔ مسجد کی افتتاحی تقریب 3 بجے سہ پہر شروع ہوئی مسجد کا وسیع باغ حاضرین سے پر تھا۔ مکرم حافظ قدرت اللہ صاحب نے تلاوتِ قرآن کریم کی۔ بعد ازاں چوہدری عبد اللطیف صاحب نے مختصر تقریر کی۔ محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب نے حضور کا پیغام انگریزی میں سنایا۔ جس کا جرمن ترجمہ مبلغ جرمنی چوہدری عبد الطیف صاحب نے پیش کیا۔

اردو ترجمہ پیغام حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ

برادران اہل جرمنی !السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں ہیمبرگ کی مسجد کے افتتاح کی تقریب میں شمولیت کے لئے اپنے بیٹے مرزامبارک احمد کو بھجوارہا ہوں۔ افتتاح کی تقریب تو ان شاء اللہ عزیزم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب ادا کریں گے۔ مگر مرزامبارک احمد میرے نمائندہ کے طور پر اس میں شامل ہوں گے۔ میرا ارادہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مدد کرے تو یکے بعد دیگرے جرمنی کے بعض اور شہروں میں بھی مساجد کا افتتاح کیا جائے۔ امید ہے کہ مرزامبارک احمد، مولوی عبدالطیف صاحب سے مل کر ضروری سکیمیں اس کے لئے بنا کر لائیں گے۔ تا کہ جلدی مساجد بنائی جاسکیں۔

خدا کرے کہ جرمن قوم جلد اسلام قبول کرے اور اپنی اندرونی طاقتوں کے مطابق جس طرح وہ یورپ میں مادیات کے لیڈر ہیں، روحانی طور پر بھی لیڈر بن جائیں۔ فی الحال اتنی بات تو ہے کہ ایک جرمن نو مسلم زندگی وقف کر کے امریکہ میں تبلیغِ اسلام کر رہا ہے۔ مگر ہم ایک مبلغ یا درجنوں نو مسلموں پر مطمئن نہیں بلکہ چاہتے ہیں کہ ہزاروں لاکھوں مبلغ جرمنی سے پیدا ہوں اور کروڑوں جرمن باشندے اسلام کو قبول کریں تا اسلام کی اشاعت کے کام میں یورپ کی لیڈری جرمن قوم کے ہاتھ میں ہو۔ اللّٰھم آمین

خاکسار

(دستخط)مرزا محمود احمد

(الفضل26/جون1957ء)

اس کے بعد صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب نے بھی تقریر کی جس کا جرمن ترجمہ چوہدری عبداللطیف صاحب نے کیا۔ مکرم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے اپنی تقریر میں اسلام کے اس نمایاں پہلو کی طرف حاضرین کو متوجہ کیا کہ اسلام کی بناء اللہ تعالیٰ کی توحید پر ہے جو کائنات کا خالق، پالنے والا اور محافظ ہے اور جو اپنے اور اپنی مخلوق کے درمیان دائمی تعلق قائم رکھتا ہے۔ خدا اور اسکی مخلوق کے درمیان جس میں انسان بھی شامل ہے یہ تعلق دائمی فعال اور بلاواسطہ ہوتا ہے۔ توحیدِ باری تعالیٰ کے تصور سے تمام انسانوں کی اخوت اور مساوات کی طرف براہِ راست راہنمائی ہوتی ہے۔ اسلام کا پیغام عالم گیر ہے۔ یہ ہر انسان کو دعوت دیتا ہے اور ہر انسان کا خیر مقدم کرتا ہے تا کہ

انسان بلا امتیاز اس دنیا اور آخرت دونوں کی فلاح حاصل کرے۔ ہم سب دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہیمبرگ کی اس پہلی مسجد کو اور جیسا کہ ہمیں یقین ہے اس کے بعد بھی جو مساجد تعمیر ہوں انہیں اپنے اس حقیقی نور کا مرکز بنائے۔ (الفضل 28/جولائی 1957ء) چوہدری صاحب نے انگریزی زبان میں تقریر کی جس کا جرمن ترجمہ مکرم عبد الکریم صاحب ڈنکر صاحب نے کیا۔ بعد ازاں محترم چوہدری صاحب نے اجتماعی دعا کروائی اور مسجد کے دروازے پر تشریف لے جاکر دروازہ کھولا۔ اس ساری کاروائی کے بعد حاضرین کو چائے پیش کی گئی اور چوہدری عبد اللطیف صاحب نے ظہر اور عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ اس طرح یہ مبارک اہم اور تاریخی اجتماع اختتام پذیر ہوا۔ اس مبارک تقریب میں یورپ کے مبلغین میں سے مکرم حافظ قدرت اللہ ہالینڈ سے، مکرم شیخ ناصر احمد صاحب سویٹزرلینڈ سے، مکرم محمود احمد خان صاحب انگلستان سے اور مکرم سید کمال یوسف صاحب سویڈن سے تشریف لائے۔ اعلیٰ لوکل حکام انڈیا، لبنان اور ہالینڈ کے کونسل جرنل پروفیسر صاحبان، شہر کے معززین، پریس اور ٹیلی ویژن کے نمائندے اس تقریب میں موجود تھے۔ بیرونی مشنوں میں سے فلسطین، مصر، ماریشس، ڈچ گی آنا، سنگاپور اور انڈونیشیا نے مبارک باد کے پیغامات بذریعہ تار بھجوائے۔

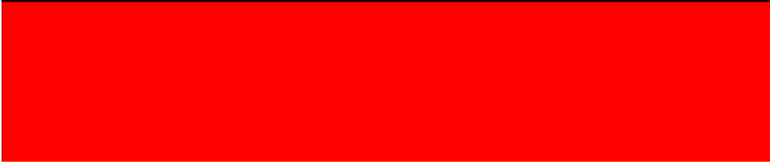
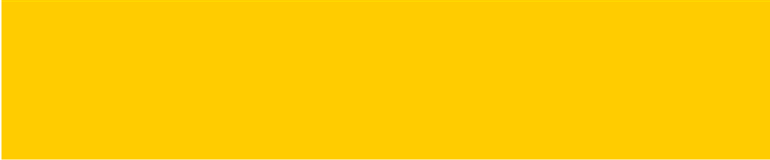
21/جون کو شام 8 بجے ہیمبرگ ریڈیو پر چوہدری عبد اللطیف صاحب کا انٹرویو نشر ہوا۔ جس میں مسجد کا سنگِ بنیاد اور افتتاح کی تفصیل بیان کی گئی۔ اسی طرح 24 جون کو ٹیلی ویژن پر افتتاحی تقریب کے مناظر دکھائے گئے اور اگلے روز کے مقامی اخبارات میں مسجد کے افتتاح اور چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب جج عالمی عدالت انصاف کی آمد کے حوالہ سے خبریں شائع کیں۔ پاکستان میں جرمن سفیر نے ایک خط لکھ کر اپنے آبائی شہر ہیمبرگ میں مسجد کی تعمیر پر خوشی کا اظہار کیا۔ انہوں نے کہا کہ میری دلی خواہش اور دعا ہے کہ مسجد کی تعمیر اسلامی اور جرمن کلچر میں رابطہ بہ اتحاد پیدا کرنے کا موجب ہو۔

خوشی کے اس موقع پر جماعت احمدیہ کراچی نے تحفہ کے طور پر دو کارپٹ 9×20 فٹ مسجد فضل عمر ہیمبرگ کے لئے ارسال کیے۔

(الفضل 16/جولائی 1957ء)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 24 دسمبر 2022ء)



﴿16﴾

فرانس کی پہلی احمدیہ مسجد

(نصیر احمد شاہد۔ مبلغ انچارج فرانس)

Friday the 10th کی پیشگوئی کے ایک رنگ میں پورا ہونے کا نشان

10/اکتوبر 2008ء بروز جمعۃ المبارک فرانس کی پہلی مسجد ''مسجد مبارک'' کا افتتاح حضرت خلیفہ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اس روزِ سعید کو 2 بجے سے چند لمحات پہلے حضور انور نے مسجد کے افتتاح کیلئے مسجد کی دیوار میں نصب تختی کی نقاب کشائی فرمائی اور دعا کروائی۔ بعد ازاں مسجد میں خطبہ جمعہ ارشاد فرما کے نماز جمعہ وعصر پڑھائی۔ اس روز فرانس کے دور و نزدیک شہروں سے مختلف رنگ و نسل کے آئے ہوئے سینکڑوں احمدیوں نے حضور انور کی اقتداء میں نمازیں ادا کرنے کی سعادت حاصل کی۔ ایم ٹی اے انٹرنیشنل نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس افتتاحی خطبہ جمعہ کو دنیا بھر میں براہ راست نشر کیا۔

اس سحر نصیب ہونے کیلئے احمدیت نے جو سفر طے کیا اور جن چٹانوں، گھاٹیوں، پرخار بادیہ اور میدانوں سے الٰہی تائید و نصرت کے ساتھ اسے گزرنا پڑا تاریخی بھی ہے اور ایمان افروز بھی۔ کیونکہ اپنے مذہبی، بادشاہی اور سیاسی اور استبدادی و استعماری ماضی کے لحاظ سے مذہب اور بطور خاص اسلام کیلئے سرزمینِ فرانس کوئی آسان و زرخیز خطہ نہیں تھا اور نہ ہی ہے۔

لیکن چونکہ احمدی کی سرشت میں تبلیغ کرنے کا خمیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کچھ ایسا ڈالا ہے کہ وہ جہاں بھی گزرے اگر احمدیت کا پودا نہ بھی لگا سکے اس کے لئے زمین ضرور زرخیز کر جاتا ہے یا بیج بو جاتا ہے۔ یہی حال فرانس کا ہوا۔

1914ء کی پہلی جنگ عظیم کے ہنگامے میں یہی ہوا۔ برطانوی فوج کے ماتحت احمدی افسر ڈاکٹر محمد حسین صاحب اسسٹنٹ سرجن رسالہ نمبر 15، ڈاکٹر محمد الدین صاحب، نعمت اللہ خان صاحب وٹرنری اسسٹنٹ کور نمبر 7، ڈاکٹر یعقوب خان صاحب وٹرنری اسسٹنٹ (مارسیلز) اور ڈاکٹر محمد عبد اللہ صاحب سب اسسٹنٹ سرجن بولون (فرانس) میں آئے۔

1917ء میں حضرت مفتی محمد صادقؓ ایک رات پیرس رہے۔

26-31/ اکتوبر 1924ء میں حضرت مصلح موعودؓ اپنے قافلہ سمیت پیرس میں رہے۔ متعدد سیاسی و مذہبی اور پریس سے متعلق شخصیات سے ملے۔ اسلام احمدیت کا پیغام پہنچایا۔ اس وقت پیرس کی زیرِ تعمیر جامع مسجد کا وزٹ کیا، نماز ادا کی اور تعمیر میں مالی معاونت بھی کی۔ اس کی خبریں تصاویر کے ساتھ اخبارات کی زینت بنیں۔ اسی ذاتی تجربہ اور معلومات کی بنا پر حضرت مصلح موعودؓ نے مستقبل میں اسلام احمدیت کی تبلیغ کے لئے منصوبے بنانے شروع کئے۔ اور پھر فرانس سمیت یورپ میں مبلغین بھجنے شروع کئے۔

ملک عطاء الرحمن صاحب اور مولوی عطاء اللہ صاحب 17/ مئی 1946ء کو پیرس پہنچ گئے اور ایک ہوٹل کے کمرہ کو اپنا مرکز بنا کر نہایت مختصر سے پیمانہ پر کام شروع کر دیا۔ مولوی عطاء اللہ صاحب جلد ہی فرانس سے افریقہ بھجوا دیئے گئے اور مشن چلانے کی تمام ذمہ داری ملک عطاء الرحمن صاحب کو سونپ دی گئی۔ فرنچ سیکھنے کے ساتھ ساتھ تبلیغی سرگرمیاں بھی جاری رکھیں۔ اللہ نے کامیابی بھی عطا فرمائی۔

بعد ازاں یورپ میں تبلیغ اسلام کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اضطرار بھری مناجات و دعائیں، خلفائے احمدیت کی دعاؤں بھری تمنائیں اللہ کی تقدیر کو یوں حرکت میں لائیں کہ پاکستان و ماریشس سے احمدی مختلف وجوہات کی بنا پر فرانس آئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اگست 1978ء کو لندن جانے سے پہلے ایک رات فرانس ٹھہرے۔ لیکن احباب جماعت اور حضورؒ کا باہمی رابطہ نہ ہو سکا۔ ہاں مرکز کو فرانس میں احمدیوں کی موجودگی کا علم ہو گیا۔ اس پر جولائی 1982ء کو جماعت کا باقاعدہ قیام ہوا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرانس کا پہلا دورہ 27 تا 29 / دسمبر 1984ء فرمایا۔ آپ نے Sarcelles شہر کے علاقہ les Flanades کے ایک ہوٹل میں قیام فرمایا۔ یہ جگہ موجودہ مرکزی مشن ہاؤس سے مشرق کی جانب تقریباً 13 کلومیٹرز دور ہے۔

اسی دورہ کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو Friday the 10th کے بارہ میں کشف ہوا۔ جس کا ذکر آپؒ نے آئندہ خطبہ جمعہ میں کیا۔ یہ خطبہ جمعہ آپؒ نے 28 / دسمبر 1984ء کو فرانس میں ہی دیا۔ حضورؒ اس کشف کے بارے میں فرماتے ہیں:

"ابھی چند دن پہلے کی بات ہے کہ شدید بے چینی اور بے قراری تھی۔ بعض اطلاعات کے نتیجہ میں اور ظہر کے بعد ستانے کے لئے لیٹا ہوں تو میرے منہ سے جمعہ جمعہ کے الفاظ نکلے اور ساتھ ہی ایک گھڑی کے ڈائل کے اوپر جہاں دس کا ہندسہ ہے وہاں نہایت ہی روشن حروف میں دس چمکنے لگا اور خواب نہیں تھی بلکہ جاگتے ہوئے ایک کشفی نظارہ تھا اور وہ جو دس دکھائی دے رہا تھا باوجود اس کے کہ وہ دس کے ہندسے پر دس تھا۔ جو گھڑی کے دس ہوتے ہیں لیکن میرے ذہن میں وہ دس تاریخ آرہی تھی کہ "Friday the 10th" یہ میں انگریزی میں کہہ رہا تھا۔ "Friday the 10th" اور ویسے وہ گھڑی تھی اور گھڑی کے اوپر وہ دس کا ہندسہ تھا تو اللہ بہتر جانتا ہے کہ وہ کون سا جمعہ ہے جس میں خدا تعالیٰ نے یہ روشن نشان عطاء فرمانا ہے۔"

اس دن جمعہ پر کل حاضری 65 تھی۔ حضورؒ نے حاضری دیکھ کر تعجب کا اظہار فرمایا اور کہا کہ میں سمجھا تھا کہ دس پندرہ آدمی ہونگے۔ نیز حضورؒ نے فرمایا کہ آپ اب کوشش کر کے مشن ہاؤس ڈھونڈیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرانس کا دوسرا دورہ اکتوبر 1985ء میں فرمایا۔ یہ دورہ بہت ہی تاریخی تھا اس دوران حضورؒ نے 13 اکتوبر کو مشن ہاؤس فرانس کا افتتاح فرمایا اور اس کا نام "بیت السلام" رکھا۔

22 / دسمبر 2004ء بروز بدھ حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرانس کا پہلا دورہ فرمایا۔

26 / جنوری 2007ء کا دن جمعۃ المبارک کا روز تھا اور فرانس میں مساجد کے لحاظ سے تاریخی اہمیت رکھتا ہے کہ اس دن فرانس کی پہلی مسجد کی سنگ بنیاد رکھا گیا۔ سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے

اس مبارک موقع پر مکرم عبد الماجد طاہر صاحب ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن کو اپنے نمائندہ کے طور پر بھجوایا۔ اسی روز خطبہ جمعہ کے دوران مکرم عبد الماجد طاہر صاحب نے جماعت احمدیہ فرانس کی تاریخ پر مختصر روشنی ڈالی۔

مسجد مبارک کا افتتاح اور میڈیا کے ذریعہ اسلام احمدیت کی تبلیغ

MTA نے تو فرانس کی سرزمین پر تعمیر ہونے والی اس پہلی مسجد میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس افتتاحی خطبہ جمعہ کو دنیا بھر میں براہ راست نشر کیا۔ اس موقعہ پر ٹی وی، ریڈیو اور اخبارات کے صحافی موجود تھے۔

France 24 اور France 3 دونوں ٹی وی چینلز نے افتتاح اور خطبہ جمعہ کے مناظر اور مسجد کی تصویر کے ساتھ رپورٹنگ کی۔ مکرم امیر صاحب، خاکسار مبلغ انچارج اور علاقہ کے میئر کے انٹرویوز بھی نشر کئے۔ ریڈیو France Info اور France Blue نے انٹرویوز کئے۔

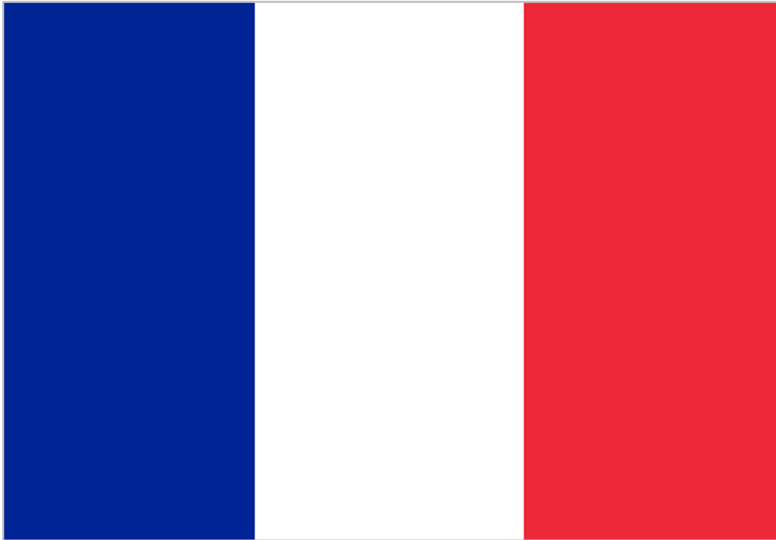
Le Parisien اور l'Express ، L'Echo Régional، La gazette اخبارات نے تصاویر کے ساتھ تفصیلی خبریں شائع کیں۔

10/اکتوبر 2008ء کی شام کو مسجد مبارک کے افتتاح کے حوالہ سے ایک تقریب عشائیہ کا اہتمام مسجد کے ملحقہ حصہ میں مار کی لگا کر کیا گیا تھا۔ جس میں علاقہ کے میئر، ڈپلو میٹس اور مختلف سرکردہ احباب اور مہمان شرکت کر رہے تھے۔ حضور انور نے اپنے خطاب میں امن اور وطن کی محبت کے متعلق اسلامی تعلیم کا ذکر فرمایا اور اس کیلئے احمدیوں کے عملی مظاہرے کا ذکر فرمایا۔

یوں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو فرانس میں ہی ملنے والی "فرائیڈے دی ٹنتھ" کی الٰہی نوید 10/اکتوبر 2008 کو بروز جمعہ فرانس کی پہلی مسجد کے افتتاح کی صورت میں بھی حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ذریعہ سے پوری ہوئی۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 24 دسمبر 2022ء)


مسجد مبارک



﴿17﴾

اسکاٹ لینڈ میں احمدیہ مساجد کا قیام

(قریشی داؤد احمد۔ مبلغ سلسلہ اسکاٹ لینڈ)

اسکاٹ لینڈ میں مشن ہاؤس اور مسجد کے حصول کے لئے عرصہ دراز سے کوششیں جاری تھیں۔ غالباً 1963ء میں ایڈنبرا کے علاقہ Granton میں اس غرض کے لئے فلیٹ خریدا تھا لیکن اس علاقہ میں رہنے والوں کے اعتراض کی وجہ سے کونسل نے اس کی منظوری نہ دی۔ اس کے بعد مکرم شیخ مبارک احمد صاحب امام مسجد لندن کے زیرِ نگرانی گلاسگو میں جگہ کی تلاش شروع ہوئی۔ مکرم آرچرڈ صاحب نے ملک حفیظ الرحمٰن صاحب کو ہدایت کی کہ ایڈنبرا میں بھی ساتھ ساتھ کوشش جاری رکھی جائے۔ جس شہر میں بھی جگہ ملے وہ لینے کی کوشش کی جائے، چونکہ جماعت کے ممبران کی تعداد گلاسگو میں زیادہ تھی اس لئے زیادہ توجہ گلاسگو پر ہی مرکوز رہی چنانچہ چھ مختلف عمارات یا زمینیں دیکھی گئیں جن میں Masonic Hall, 8 Haugh Road Glasgow بھی شامل تھی۔

یہ عمارت دسمبر 1984ء میں خریدی گئی جو گلاسگو یونیورسٹی کے قریب ہے۔ یہ ایک تین منزلہ عمارت ہے جو دو بڑے ہال، سات کمرے، چار سٹور، ایک تہہ خانہ نیز چار کمروں کے ایک مربی ہاؤس پر مشتمل ہے۔ بعد ازاں اس میں 9 عدد طہارت خانے، چار غسلخانے، باورچی خانہ اور وضو کی جگہوں کا اضافہ کیا گیا۔ مسجد بیت الرحمٰن گلاسگو کی خرید اور تعمیر نو کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں ورنہ وہ بھی ایک ایمان افروز واقعہ ہے کہ کیسے یہ عمارت اللہ تعالیٰ نے جماعت کو عطا کی۔ مئی 1985ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے خطبہ جمعہ کے ساتھ اس مسجد کا، مرمت کے کام سے پہلے، رسمی افتتاح فرمایا۔

8/ اپریل 1988ء میں جب حضور رحمہ اللہ اسکاٹ لینڈ تشریف لائے تو آپ نے باقاعدہ بیت الرحمٰن مسجد کا افتتاح فرمایا۔

جماعت احمدیہ ڈنڈی کا قیام اور مسجد کی خرید

ڈنڈی شہر گلاسگو سے شمال مشرق کی طرف تقریباً 82 میل کے فاصلے پر ایک خوبصورت چھوٹا سا شہر ہے اور یہاں جماعت کے قیام کی صورت ایسے نکلی کہ تقریباً 2001ء سے احمدی طالبِ علم یہاں تعلیم اور بعد میں نوکری کی غرض سے آنا شروع ہوگئے۔ ان میں مکرم ڈاکٹر غلام کبیر صاحب، مکرم طارق احمد صاحب اور مکرم نفیس احمد خان صاحب قابلِ ذکر ہیں۔ اس کے بعد تقریباً 2006ء میں کافی احمدی طالبعلم پاکستان، افریقہ اور دوسرے ممالک سے ڈنڈی یونیورسٹی میں تعلیم کی غرض سے وارد ہوئے۔ اسی دوران کچھ ڈاکٹری پیشہ اور دوسرے احمدی احباب کا آنا جانا اس شہر میں ہوتا رہا اور ان میں سے کافی دوستوں نے اس شہر کو اپنا وطن بنانے کا فیصلہ کیا۔ یہ دوست ایک دوسرے کے گھروں میں نماز اور دوسرے جماعتی کاموں کے لئے اکٹھے ہوتے رہے، تقریباً 2013ء میں اس بات کی شدت سے کمی محسوس ہوئی کہ ایک مسجد بنائی جائے جہاں احباب نمازوں کے لئے اکٹھے ہو سکیں۔ جب قابلِ ذکر احباب یہاں جمع ہوگئے تو ڈنڈی کو علیحدہ جماعت کے طور پر منظور کیا گیا اور بعد ازاں جماعت کے انتخابات ہوئے اور جنوری 2014ء کو یہ جماعت وجود میں آئی اور مکرم محمد احسان احمد صاحب اس کے پہلے صدر منتخب ہوئے۔

برطانوی قانون کے مطابق اگر کسی شہر کی کونسل کے پاس کوئی ایسی عمارت ہو جو surplus ہو تو ایسی عمارت کو گورنمنٹ کی ایک سکیم جس کا نام Asset transfer to community کے تحت کسی رفاہی ادارہ کو دیا جاسکتا ہے۔ لہٰذا ڈنڈی میں بھی کونسل سے رابطہ کیا گیا اور ایسی عمارت کی تفصیل اور خریدنے کے طریقہ کار کی معلومات لی گئیں اور ایک باقاعدہ درخواست جمع کروا دی گئی۔ اس اثنا میں ایک عمارت کے متعلق علم ہوا جو اس کونسل کی طرف سے اسی مقصد کے لئے لی جاسکتی تھی۔

اس دوران حضورِ اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں دعا اور راہنمائی کے لئے خط لکھا گیا اور آپ ایدہ اللہ تعالیٰ کا شفقت بھرا جواب موصول ہوا جس میں لکھا تھا ''لے لو'' اور اس عمارت کی خرید کے بعد حضور اقدس نے اس عمارت کا نام ''مسجد محمود'' تجویز فرمایا۔ اس جواب سے احباب جماعت ڈنڈی کو ڈھارس بندھی اور انہوں نے جماعت احمدیہ برطانیہ کے شعبہ جائیداد سے قانونی مدد لی اور تیاری کے بعد 2015ء میں ڈنڈی کونسل میں دوسرے مرحلہ کے لئے بھی درخواست دے دی۔ اس دوران ڈنڈی شہر کے ممبر پارلیمنٹ برطانیہ، ممبر پارلیمنٹ سکاٹش پارلیمنٹ، کونسلرز اور دوسرے اہم لوگوں سے رابطہ بھی کیا گیا اور ضروری کاغذی کارروائی بھی

جاری رہی۔ کونسل کی ایک عمارت منتخب کی گئی اور محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعاؤں کے طفیل تقریباً اوائل 2016ء میں کاغذی کارروائی مکمل ہوئی اور یہ عمارت محض ایک برطانوی پاؤنڈ کے عوض جماعت احمدیہ ڈنڈی کے نام منتقل ہوگئی۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ

یہ 31/ جولائی 2016ء اور جمعہ کا مبارک دن تھا جب اس عمارت کی چابیاں جماعت کو عطا ہوئیں اور اسی دن جمعہ کی نماز کی ادائیگی کے ساتھ مسجد محمود ڈنڈی کا رسمی افتتاح ہوا۔ اس عمارت کو قابلِ استعمال بنانے اور ضروری تبدیلیوں کے لئے زیادہ تر کام وقارِ عمل کے ذریعہ آہستہ آہستہ جاری رہا جس میں خصوصی طور پر ڈنڈی جماعت کے احباب نے حصہ لیا اور عمومی طور پر گلاسگو اور ایڈنبرا کے احباب نے بھی حصہ لیا۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 24 دسمبر 2022ء)





﴿18﴾

سپین کی پہلی تاریخی مسجد بشارت کا تعارف

(کلیم احمد۔ مبلغ سپین)

سپین کا مختصر تعارف

سپین یورپ کا ایک خوبصورت ملک ہے۔ اس کا نام ہسپانیہ ہے۔ سرکاری طور پر مملکت ہسپانیہ، کاستین، کتالان، باسک سمیت بہت سی قدیم قوموں کا ملک ہے۔ مغرب کی جانب یہ پرتگال، جنوب میں جبل الطارق اور مراکش اور شمال مشرق میں انڈورا اور فرانس کے ساتھ ملتا ہے۔ سپین میں زیادہ تر لوگ مسیحی مذہب کو مانتے ہیں۔ 76 فی صد ہسپانیہ کے باشندے مسیحی ہیں۔ 2 فی صد باشندے دوسرے مختلف مذاہب سے تعلق رکھتے ہیں۔

سپین میں اسلام کی آمد

تاریخ میں عام طور پر لکھا ہوا ہوتا ہے کہ مسلمان سپین یعنی اندلس میں 91 ہجری بمطابق 709 عیسوی کاؤنٹ جولیس کی درخواست پر آئے جس کی بیٹی کے ساتھ راڈرک بادشاہ نے زیادتی کی تھی اور پھر 711ء میں طارق بن زیاد کے ہاتھوں راڈرک کی شکست کے بعد یکے بعد دیگرے قرطبہ، طلیطلہ اور اشبیلیہ مسلمانوں کے قبضہ میں آتے چلے گئے۔ لیکن ایک اور حقیقت جس کا بعض مؤرخین نے ذکر کیا ہے اسے عموماً فراموش کر دیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ مسلمان یہاں پر اسلام کے آغاز میں ہی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد پہنچ گئے تھے اور ان کی یہ ہجرت کسی دنیاوی لالچ کی وجہ سے نہیں بلکہ اس زمانے میں ابھرنے والے بعض فتنوں سے بچنے کی خاطر تھی۔ بہرحال جب مسلمان اس ملک میں آئے تو انہوں نے یہاں آکر ایک تو اس ملک کے قوانین کا احترام برقرار رکھا دوسرے یہاں کی رعایا کا ہر طرح سے خیال رکھا اور عدل وانصاف کو قائم کیا۔

مسلمانوں نے یہاں کی زمینوں کو آباد کر کے زراعت کے قابل بنایا اور اجاڑ بستیوں کو آباد کیا۔ بڑی پُر شکوہ اور خوبصورت عمارتیں تعمیر کیں اور دوسری اقوام سے تجارتی تعلقات استوار کئے۔ مہمانوں کے لئے سرائیں اور مریضوں کے لئے بڑے بڑے شفا خانے بنائے جہاں امیر اور غریب کے فرق کے بغیر سب کو بہترین علاج اور دوسری سہولیات مہیا کی جاتیں۔ تعلیم و تدریس کو عام کیا یونانی اور لاطینی کتب کے تراجم ہونے لگے اور ایسی یونیورسٹیاں بنائی گئیں جو مدت تک پورے یورپ کے لئے علم کا مرکز بنی رہیں۔ مسلمانوں کے ان کارناموں کی وجہ سے عوام کے دلوں میں ان کی محبت مسلسل بڑھتی رہی اور سات سو سال تک انہوں نے بڑی شان و شوکت کے ساتھ یہاں پر حکومت کی حتیٰ کہ قرونِ وسطی کے ایک جرمن مؤرخ نے اپنے مخطوط میں قرطبہ کو دنیا کا نگینہ قرار دیا اور لکھا کہ قرطبہ کی صاف اور پکی سڑکیں اس زمانہ میں بھی لندن اور پیرس کی ریتلی اور گرد اُڑاتی سڑکوں سے بالکل مختلف تھیں۔

احیاء دین کا آغاز

سپین کی یہ حکومت اگرچہ اس وقت کے مسلمان حکمرانوں کی بد عملیوں اور سازشوں کے نتیجہ میں قائم نہ رہ سکی لیکن خلفائے احمدیت نے سپین میں دین حق کے از سر نو احیاء کے لئے ہمیشہ جو مخلصانہ کوششیں اور دردمندانہ دعائیں کی ہیں وہ ایک دن ضرور رنگ لائیں گی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ جب پہلی بار سپین تشریف لائے تو غرناطہ میں قیام کے دوران اللہ تعالیٰ نے آپ کی متضرعانہ دعاؤں کو سنا اور ایک عظیم الشان بشارت سے نوازا۔ چنانچہ حضورؒ نے فرمایا۔

”میں بہت پریشان تھا۔ سات سو سال تک وہاں مسلمانوں کی حکومت رہی ہے۔ اس وقت کے بعض غلط کار علماء کی سازشوں کے نتیجہ میں وہ حکومت مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل گئی... غرناطہ جاتے ہوئے میرے دل میں آیا کہ ایک وقت وہ تھا کہ یہاں کے در و دیوار سے درود کی آوازیں اُٹھتی تھی۔ آج یہ لوگ گالیاں دے رہے ہیں۔ طبیعت میں بڑا تکدر پیدا ہوا۔ چنانچہ میں نے ارادہ کیا کہ جس حد تک کثرت سے درود پڑھ سکوں گا پڑھوں گا تاکہ کچھ تو کفارہ ہو جائے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی حکمت نے مجھے بتائے بغیر میری زبان کے الفاظ بدل دیئے۔ گھنٹے دو گھنٹے کے بعد اچانک جب میں نے اپنے الفاظ پر غور کیا تو میں اس وقت درود نہیں پڑھ رہا تھا بلکہ اس کی جگہ لا الہ الا انتَ اور لا الہ الا ھو پڑھ رہا تھا یعنی توحید کے کلمات میری زبان سے نکل رہے تھے۔ تب میں نے سوچا کہ اصل تو توحید ہی ہے۔“

الغرض حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے ارض اندلس پر از سرِ نو دین حق کا جھنڈا لہرانے کے لئے یکم فروری 1936ء کو محترم ملک محمد شریف صاحب گجراتی کو قادیان سے سپین روانہ فرما کر جس مشن کا آغاز فرمایا تھا وہ خلفائے احمدیت کی بابرکت دعاؤں اور تاریخ ساز منصوبوں کے ذریعہ محترم مولانا کرم الٰہی صاحب ظفر جیسے وفا شعار اور فدائی واقفین زندگی کی بے لوث قربانیوں کے جلو میں مسلسل آگے بڑھ رہا ہے اور اللہ کے فضل سے ہر آنے والے دن میں اس میں تقویت اور وسعت پیدا ہو رہی ہے۔

جماعت احمدیہ کو سپین میں تقریباً 750 سال کے طویل عرصہ کے بعد خلافت ثالثہ کے عہد باسعادت میں پیدرو آباد کے مقام پر بیت الذکر بنانے کی توفیق ملی اور 9/ اکتوبر 1980ء کو وہ ساعت سعد آئی جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اپنے دست مبارک سے نہایت متضرعانہ دعاؤں کے ساتھ اس کا سنگ بنیاد رکھا اور اسے ”بیت بشارت“ کے نام سے موسوم کیا۔ پیدرو آباد میڈرڈ سے قرطبہ جانے والی شاہراہ پر قرطبہ سے 34 کلو میٹر پہلے واقع ہے۔ بیت الذکر کے دونوں اطراف سے سڑکیں گزرتی ہیں اور بلند مقام پر واقع ہونے کی وجہ سے بیت کے سفید مینار دور سے دکھائی دیتے ہیں۔ بلاشبہ جماعت احمدیہ کی یہ بیت اس خطہ میں دین حق کے احیائے نو کے اس عظیم الشان انقلاب کا پیش خیمہ ہے جس کا ظہور خدا تعالیٰ کا منشاء اور اس کی اٹل تقدیر ہے۔

(روزنامہ الفضل 29/ اپریل 2010ء صفحہ 5-6)

سپین میں مسجد بشارت کا سنگِ بنیاد رکھے جانے کی دلوں کو گرما دینے والی تفصیلات

9/ اکتوبر 1980ء کو چودھویں صدی اسلامی کے آخری سال... انتہائی مبارک تقریب سعید، انتہائی مبارک دن، انتہائی مبارک گھڑی

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے بنیادی اینٹ رکھنے کے بعد حضرت سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ کو دنیا کی تمام احمدی مستورات کی طرف سے اینٹ رکھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

(یہ رپورٹ کتاب ”دورۂ مغرب 1400ھ“ سے اخذ کی گئی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے چودھویں صدی ہجری کے آخری سال 1400ھ بمطابق 1980ء میں خالص دینی اغراض و مقاصد کے لیے پورے چار ماہ دنیا کے

تین بر اعظموں میں پھیلے ہوئے تیرہ ممالک کا جو دورہ فرمایا اس کی تفصیلی رپورٹ جناب مسعود احمد خان صاحب دہلوی مدیر روزنامہ الفضل ربوہ اپنے موقر روزنامہ کو بھیجتے رہے جو بالاقساط شائع ہوتی رہی اور بعد ازاں کتابی صورت میں بھی شائع ہو کر مستند دستاویز کا درجہ پا گئی۔)

اسلام کی نشأۃ ثانیہ میں 9/ اکتوبر 1980ء (بمطابق 28/ ذی القعدہ 1400ھ۔ بروز جمعرات) کا دن انتہائی برکتوں، انتہائی خوشیوں اور انتہائی مسرتوں سے معمور دن تھا جبکہ حضرتِ مہدی علیہ السلام کے تیسرے اور مقدس نافلہ سیدنا حضرت حافظ صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحبؒ نے دردمندانہ اور عاجزانہ دعاؤں کے پر کیف ماحول میں اسلامی عظمتِ رفتہ کے شہر قرطبہ سے 32 کلو میٹر کے فاصلہ پر قصبہ پیدرو آباد (PEDRO ABAD) میں خدائے واحد و یگانہ کی عبادت اور اس کی حمد کے لیے مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا۔

سپین میں اسلام کے احیا کے لیے سات سو چوالیس (744) سال بعد یہ سب سے پہلی مسجد ہے جس کی تعمیر کی سعادت جماعت احمدیہ کو حاصل ہوئی۔ تا خدائے واحد کی توحید اس زمین پر پھیلے اور ہسپانوی قوم ایک دفعہ پھر توحید کے نور سے منور ہو کر اس فخر الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی غلامی اختیار کر کے سلامتی اور امن کی زندگی بسر کر سکے۔

امریکہ، سویڈن، ناروے، ڈنمارک، سوئٹزر لینڈ، نائیجیریا، انگلستان، ہالینڈ، ایران اور پاکستان کے ممالک کے احمدی احباب اس بابرکت تقریب میں شامل ہونے کے لیے تشریف لائے۔

آج عید ہے

حضورؒ نے اہلِ خانہ کو ہدایت فرمائی کہ آج کے روز کوئی ملاقات نہیں ہوگی اور نہ ہی کسی قسم کی کوئی اور disturbance ہو۔ آپ نے فرمایا تھا کہ میں سارا وقت دعاؤں میں گزارنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ حضورؒ ساڑھے تین بجے صبح سے قبل کے وقت سے ہی دعاؤں میں مصروف رہے۔ اڑھائی بجے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ ہوٹل سے باہر تشریف لائے اور مولوی کرم الٰہی ظفر صاحب سے فرمایا: ”خوش ہوں آج عید کا دن ہے۔“

پیدرو آباد: میڈرڈ سے قرطبہ جانے والی شاہراہ پر واقع ہے اور قرطبہ سے 34 کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔ مسجد کے لیے خریدی گئی زمین کا کل رقبہ 15 کنال کے قریب ہے۔ زمین کے دونوں طرف سڑک گزرتی ہے۔ ایک طرف میڈرڈ کو جانے والی شاہراہ ہے اور دوسری طرف گاؤں کو جانے والی پختہ سڑک ہے۔ اونچی جگہ ہے جہاں سے اردگرد کا سارا علاقہ نظر آتا ہے۔ جماعت احمدیہ سپین کے احباب نے بہت ہی محنت اور مستعدی سے کام کیا۔ کئی روز تک وقار عمل کر کے مسجد کے علاقہ کو صاف کیا۔

جب حضورؒ پیدرو آباد تشریف فرما ہوئے تو سب سے پہلے زمین کے رقبہ کا جائزہ لیا۔ پھر حضورؒ نے ظہر و عصر کی نماز پڑھائی۔ مکرم منیر الدین شمس صاحب نے اذان کہی۔ حضورؒ کے ارشاد پر مکرم کمال یوسف صاحب نے ظہر کی نماز کی اقامت کہی اور عصر کی اقامت سید محمود احمد ناصر صاحب نے کہی۔ ہر دل خدا کی حمد سے معمور اور رقت کے جذبات سے بھرپور تھا۔ خدا تعالیٰ سے رو رو کر عاجزانہ دعائیں کیں کہ خدا اسلام کو ایسا غلبہ عطا کرے جو قیامت تک باقی رہے۔

مسجد کا سنگِ بنیاد

ٹھیک 3 بج کر 40 منٹ پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اس جگہ پہنچے جہاں مسجد کی بنیاد رکھی جانی تھی۔ مکرم سید محمود احمد صاحب ناصر بنیاد کے پتھر (slab) کو جو تقریباً بارہ انچ چوڑا، بارہ انچ لمبا اور ڈیڑھ انچ موٹا تھا، تھامے ہوئے تھے۔ حضور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی انگوٹھی کے ساتھ بنیاد کے پتھر کو برکت دی۔ پھر فرمایا: میں کچھ وقت دعا کروں گا پھر بنیاد رکھوں گا۔

چنانچہ حضورؒ نے حسبِ ذیل آیات قرآنیہ اور دعائیں پڑھیں اس وقت ہر آنکھ سے آنسو رواں تھے اور ہر دل میں انتہائی رقت طاری تھی۔

وَاِذۡ یَرۡفَعُ اِبۡرٰهٖمُ الۡقَوَاعِدَ مِنَ الۡبَیۡتِ وَاِسۡمٰعِیۡلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلۡ مِنَّا ؕ اِنَّکَ اَنۡتَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ ﴿۱۲۸﴾ رَبَّنَا وَاجۡعَلۡنَا مُسۡلِمَیۡنِ لَکَ وَمِنۡ ذُرِّیَّتِنَاۤ اُمَّةً مُّسۡلِمَةً لَّکَ ۪ وَاَرِنَا مَنَاسِکَنَا وَتُبۡ عَلَیۡنَا ۚ اِنَّکَ اَنۡتَ التَّوَّابُ الرَّحِیۡمُ

(البقرۃ :128-129)

رَبَّنَا اسْتَجَبْتَ دُعَاءَ اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ (عَلَيْهِمَا السَّلَامُ) وَبَعَثْتَ فِيْنَا رَسُوْلاً تَلٰى عَلَيْنَا آيَاتِكَ وَعَلَّمْنَا الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَزَكَّانَا بِقُوَّتِهِ الْقُدْسِيَةِ وَاَحْيَانَا بِحَيَاتِهِ الْاَبْدِيَّةِ وَنَوَّرَنَا بِنُوْرِهِ الْاَتَمِّ الَّذِيْ وَسِعَ الزَّمَانَ وَ الْمَكَانَ اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. رَبَّنَا بِفَضْلِكَ آتَيْتَنَا عَقْلًا سَلِيْمًا وَقَلْبًا مُنِيْبًا فَنَجْهَدُ اَنْ لَا نَرْغَبَ عَنْ مِلَّةِ اِبْرَاهِيْمَ وَ لَا عَنْ دِيْنِ الْمُصْطَفٰى خَاتَمَ النَّبِيّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . رَبَّنَا قُلْتَ أَسْلِمُوْا۔أَسْلَمْنَا يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ۔ أَسْلَمْنَا يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ۔

(قرآنی دعا اپنے الفاظ میں)

پھر حسب ذیل آیات تلاوت فرمائیں:

رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ۖ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ﴿۱۹۴﴾ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۗ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿۱۹۵﴾ فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّيْ لَآ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى

(آل عمران:194-196)

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ

(آل عمران:9)

ان آیات اور دعاؤں کا ترجمہ صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب نے پر شوکت اور پر سوز آواز میں پڑھ کر سنایا جبکہ اس کا سپینش زبان میں ترجمہ مولوی کرم الٰہی صاحب ظفر نے کیا۔ حضورؒ ابھی بنیاد میں نیچے اترے ہی تھے کہ ساری فضا اللہ اکبر، اسلام زندہ باد، احمدیت زندہ باد، طارق بن زیاد زندہ باد کے نعروں سے گونج اٹھی۔

سب سے پہلا نعرہ مکرم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب نے لگایا۔ اس کے بعد نعروں کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہو گیا۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ اسلام کو ایک فتحِ عظیم حاصل ہوئی ہے اور ایک بہت بڑا محاذ جیت لیا گیا ہے۔

حضورؒ کے بنیادی اینٹ رکھنے کے بعد حضرت سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ کو دنیا کی تمام احمدی مستورات کی طرف سے اور پھر حضور کے ارشاد پر حسبِ ذیل دوستوں کو اینٹ رکھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

سید محمود احمد صاحب ناصر امریکہ، مولانا شیخ مبارک احمد صاحب لندن، کمال یوسف صاحب ناروے، نسیم مہدی صاحب سوئٹزرلینڈ، منصور احمد خاں صاحب مغربی جرمنی، لئیق منیر صاحب مغربی جرمنی، مسٹر سوین ہینسن (Mr Svend Hansen) ڈنمارک، منیر الدین صاحب سویڈن، اللہ بخش صادق صاحب ہالینڈ، منیر الدین شمسؔ صاحب لندن، صالح محمد خان صاحب، سردار منیر احمد صاحب لندن، آرکیٹیکٹ۔ پیدرو آباد کی سب سے معمر عورت Sra Madalen A Lope Ruiz، سب سے چھوٹا بچہ Jose Osuna Salina، مولوی کرم الٰہی صاحب ظفرؔ، مولوی عبد الستار صاحب، قرطبہ کے سپینش احمدی محمد احمد صاحب، عبد الرحمٰن صاحب، صاحبزادہ مرزا فرید احمد صاحب نائب صدر خدام الاحمدیہ مرکزیہ اور صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب پرائیویٹ سیکرٹری۔

اس دوران سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی اقتداء میں تمام حاضرین لاالہ الا اللّٰہ۔ لا الہ الا اللّٰہ پڑھ رہے تھے۔

سنگِ بنیاد کی تقریب کے دوسرے حصہ میں عطاء الٰہی صاحب ابن مولوی کرم الٰہی صاحب ظفرؔ نے تلاوتِ قرآن پاک جبکہ طارق احمد بھٹی صاحب نے نظم پڑھی۔

حضورؒ نے احباب کو انگریزی میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ مسجد کی تعمیر کا کام اپنی حقیقت کے لحاظ سے بہت اہم کام ہے۔ مسجد خدائے واحد کی عبادت کے لیے بنائی جاتی ہے۔ مسجد ہمیں یہ سبق سکھاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں تمام انسان برابر ہیں۔ خواہ وہ غریب ہوں یا امیر۔ پڑھے لکھے ہوں یا ان پڑھ۔ پیدرو آباد کے رہنے والے ہوں یا ہزاروں میل دور پاکستان میں مقیم ہوں۔ بلحاظ انسان سب برابر ہیں۔ حضورؒ نے فرمایا اسلام ہمیں باہم محبت اور الفت سے رہنے کی تعلیم دیتا ہے۔ ہمیں انکساری سکھاتا ہے اور بتاتا ہے کہ انسانوں کے ساتھ حسنِ سلوک کرتے وقت ہمیں مسلم اور غیر مسلم میں کسی قسم کی کوئی تمیز روا نہیں رکھنی چاہیے۔ انسانیت کا یہی تقاضا ہے۔ حضورؒ نے فرمایا کہ میرا پیغام صرف یہ ہے کہ Love for All Hatred For None یعنی سب کے ساتھ پیار کرو، نفرت کسی سے نہ کرو۔ حضورؒ کا یہ پیغام اہلیان پیدرو آباد کے لیے بہت مسرت کا باعث ہوا۔ جس کا اظہار انہوں نے تالیاں

بجا کر کیا۔ آخر پر حضورؒ نے دعا دی کہ اللہ تعالیٰ آپ سب کا حافظ و ناصر ہو۔ نیک اور سعادت مند اولاد میں بہت بہت ترقی ہو۔ ان کی عمروں میں اور صحت میں برکت دے اور زندگی کے ہر شعبہ میں ترقی ہو۔

حضورؒ کے خطاب کے بعد پیدرو آباد کے میئر نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کو خوش آمدید کہتے ہوئے کہا This is your village کہ یہ گاؤں آپ ہی کا ہے۔ ہم ہر لحاظ سے آپ کے تابعدار ہیں اور آپ کو یہاں آنے اور مسجد بنانے کو مبارکباد دیتے ہیں۔

پریس کانفرنس

اس موقعہ پر ایک پریس کانفرنس بھی ہوئی۔ ریڈیو اور ٹی وی کے نمائندوں نے بھی شرکت کی۔ اس سوال کے جواب میں کہ آپ نے مسجد کے لیے پیدرو آباد کی جگہ کو کیوں انتخاب کیا؟ حضورؒ نے فرمایا کہ ہم نے اس جگہ کو نہیں چنا بلکہ خدا تعالیٰ نے چنا ہے۔ جس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہاں کے لوگ بہت اچھے ہیں۔

مقامی احباب کا شوق

پیدرو آباد کے مرد، عورتیں، بچے، بوڑھے اور جوان آہستہ آہستہ سینکڑوں کی تعداد حضورؒ کے ارد گرد جمع ہو گئے اور جلد ہی ایسی صورتِ حال پیدا ہو گئی کہ نقل و حرکت مشکل ہو گئی۔ حال یہ تھا کہ جہاں بھی اور جس سمت میں حضورؒ تشریف لے جاتے آپ کے گرد جمگھٹے کی صورت ہو جاتی۔ یوں معلوم ہوتا کہ ہر شخص حضورؒ کے قرب کا متمنی ہے ان میں سے شاید کوئی ایک شخص بھی ایسا نہ تھا جو انگریزی بول سکتا ہو۔ لیکن ان کے چہروں کی بشاشت اور ان کی آنکھوں کی چمک سے ان کی محبت کے جذبات کچھ ایسے رنگ میں ان کی قلبی کیفیات کو ظاہر کر رہے تھے جس کے بیان سے زبان عاجز تھی۔

وہ بادشاہ ہے

حضورؒ جب مستورات کے حصہ میں جہاں حضرت بیگم صاحبہ اور دیگر احمدی خواتین اور دوسری خواتین جمع تھیں، تشریف لے گئے تو پیدرو آباد کی کم عمر بچیوں نے وہاں ایک دائرہ بنا کر اور خوشی سے تالیاں بجا بجا کر گانا اور اچھلنا

کودنا شروع کر دیا اور اس کے ساتھ یہ فقرہ بھی کہنا شروع کیا۔ El-Rey El-Rey یعنی He is king, He is king ۔

آرکیٹیکٹ سے ملاقات

شام چھ بجے اس گاؤں سے واپس روانگی ہوئی۔ اسی روز شام کو حضورؒ نے José Luis Lope y López de Rego آرکیٹکٹ سے ملاقات فرمائی اور مسجد کے نقشہ و تعمیر کے متعلق تفصیلاً ہدایات دیں۔ آرکیٹیکٹ حضورؒ سے ملاقات سے بہت خوش تھا اور حضور کی نورانی شخصیت سے بے حد متاثر ہوا۔

سنگِ بنیاد رکھنے کی اس تقریب سے دل اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء سے بھرپور تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ''ناصر دین'' کی تضرعات کو قبولیت کا شرف بخشا۔ چنانچہ اسی کی دی ہوئی توفیق سے اور اسی کے نام کی سربلندی کے لیے احیائے اسلام کی ایک نئی صبح کا سپین کی سرزمین میں آغاز ہوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذلک۔

(ماخوذ از دورہ مغرب 1400ھ۔ صفحہ 528-549)

مسجد بشارت کا افتتاح

10/ستمبر 1982ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اس مسجد کا افتتاح کرنا تھا آپ اپنے اور قافلے کے ویزے لگوانے ربوہ سے مئی 1982ء میں اسلام آباد تشریف لے گئے۔ 25/مئی عشاء کی نماز پڑھاتے ہوئے آپ کو Heart Attack ہوا اور 9/جون 1982ء کو اسلام آباد گیسٹ ہاؤس) بیت الفضل، ہاؤس نمبر 1، سٹریٹ 69، سیکٹر F8 3 / اسلام آباد (میں فجر سے پہلے آپ کی وفات ہوگئی۔

10/جون 1982ء کو ربوہ مسجد مبارک میں حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا انتخاب ہوا اور اسی پروگرام کے تحت حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے 10/ستمبر 1982ء کو بڑے جذباتی رنگ میں مسجد بشارت سپین کا افتتاح فرمادیا۔

’’آج کا دن تمام دنیا کے احمدیوں کے لئے اور خصوصاً ان کے لئے جو آج اس مبارک تقریب میں شامل ہیں۔ بے انتہا خوشیوں کا دن ہے اور دل اللہ تعالیٰ کی حمد سے بھرے ہوئے ہیں، لیکن یہ خوشیاں عام دنیا کی خوشیوں سے کس قدر مختلف ہیں! ان خوشیوں کا اظہار بھی ایک بالکل انوکھا اور اجنبی اظہار ہے۔ یہ خوشیاں ایک مقدس غم بن کر ہمارے دماغ پر چھا گئی ہیں۔ یہ خوشیاں حمد کے آنسو بن کر ہماری آنکھوں سے بہتی ہیں۔ دنیا کی خوشیوں سے ان خوشیوں کو کوئی تعلق نہیں۔ دنیا کی خوشیوں کو ان خوشیوں سے کوئی نسبت نہیں۔‘‘

آپ نے خطبہ جمعہ میں یہ فرمایا کہ اس موقع پر مجھے ایک شخص کی یاد ستا رہی ہے جو اس مسجد کا افتتاح کرنے کا زیادہ حقدار تھا۔ جن کی دعاؤں سے یہ مسجد بنی یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ تو آپ کے رقت بھرے الفاظ سن کر ساری جماعت تڑپ اٹھی کوئی آنکھ ایسی نہ تھی جو غم سے نڈھال ہو کر اشکبار نہ ہوئی ہو یہ عجیب جذباتی لمحات تھے۔

مسجد بشارت کے افتتاح کی خبریں تصاویر سمیت عرب دنیا کے ٹی وی چینلز پر بھی نشر ہوئیں۔

مسجد بشارت کا بننا اور سات سو سال بعد سپین میں پھر سے اذان کی آواز بلند ہوئی اور مسجد کے میناروں سے پانچ وقت اللہ اکبر کی صدا بلند ہونے لگے جو اللہ کے فضل سے آج تک جاری ہے۔ مسجد کے افتتاح کے موقعہ پر ساری دنیا میں شکرانے کے نوافل ادا کیے اور چراغاں کا اہتمام بھی کیا گیا۔

مسجد بشارت کا آرکیٹیکچر مغل سٹائل کا ہے اور اب تو extend ہو کر وہاں بڑا کمپلیکس بن گیا ہے۔ مسجد کی کئی بار توسیع ہوئی۔ مہمانوں کے لیے گیسٹ ہاوسز، مسجد کے احاطہ کے اندر گھر بھی بن گے ہیں۔ لجنہ ہال، ایک کانفرس ہال، مرکزی لائبریری اور حضرت خلیفۃ المسیح کی رہائش۔ مسجد بہت خوبصورت ہے اور دور سے دیکھنے والوں کا دعوت نظارہ دیتی ہے۔ مسجد کے اردگرد گھاس لگی ہوئی اور پھل پھولدار پودے اس کی خوبصورتی کو مزید بڑھا دیتے ہیں۔

مسجد بشارت میڈرڈ سے قرطبہ جانے والی مرکزی شاہراہ پر واقع ہے۔ اس سڑک سے گزرنے والے ہزاروں لوگ سڑک سے مسجد کا خوبصورت نظارہ کرتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے مسجد بشارت سپین کے سنگِ بنیاد کے موقع پر ایک ارشاد کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس جگہ کا انتخاب نہ میں نے کیا ہے نہ کرم الٰہی ظفر صاحب نے بلکہ اس جگہ کا انتخاب خدا تعالیٰ نے کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر کے لئے اس جگہ کو چنا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا پس اب یہ جگہ اور یہ مسجد بہت اہم ہے اور اب ان شاء اللہ اسی جگہ سے سپین میں اسلام کا نور پھیلے گا اس جگہ کو اب ہمیشہ کے لئے ایک مرکزی حیثیت حاصل رہے گی۔

(روزنامہ الفضل 19 / جنوری 2005ء صفحہ 1-2)

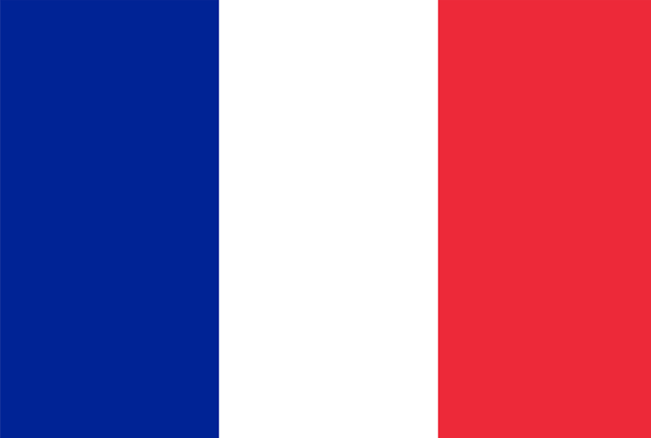
(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 24 دسمبر 2022ء)











﴾19﴿

مسجد مبارک ہیگ اور حضرت مصلح موعودؓ

(طلحہ چوہدری۔ مبلغ سلسلہ سلووینیا)

جماعت احمدیہ ہالینڈ کو تاریخ کا ایک ایسا عظیم الشان اعزاز نصیب ہوا جس پر ہالینڈ کے احمدی خصوصاً اور دوسرے ولندیزی باشندے عموماً جتنا بھی فخر کریں کم ہے۔ یہ اعزاز حضرت مصلح موعودؓ کا ورودِ ہالینڈ ہے۔

18/جون 1955ء کو حضرت مصلح موعودؓ اہلِ قافلہ کے ہمراہ دوپہر کے وقت ہالینڈ کی سرزمین میں داخل ہوئے اور پانچ بجے کے قریب قافلہ ہیگ کے مضافات میں داخل ہوا۔

24/جون کو حضورؓ نے نمازِ جمعہ پڑھائی اور انگریزی زبان میں تقریباً آدھے گھنٹے کا خطبہ ارشاد فرمایا۔

اس خطبہ میں آپ نے ڈچ زبان میں ترجمہ قرآن کرنے کے متعلق اور ہالینڈ میں مسجد کی تعمیر کے بارے میں جماعت کی رہنمائی فرمائی۔

25/جون 1955ء کو حضرت مصلح موعودؓ بذریعہ ہوائی جہاز جرمنی کے شہر ہیمبرگ کے لیے روانہ ہوئے۔

(ماخوذ از رپورٹ مشن ہالینڈ + تاریخ احمدیت جلد 16 صفحہ 530)

29/جون کو حضرت مصلح موعودؓ بذریعہ ہوائی جہاز واپس ہیگ تشریف لائے۔

اسی روز آٹھ بجے رات کو ہیگ کی جماعت نے حضورؓ کے اعزاز میں ایک عمارت De Dierentuin میں ایک استقبالیہ کا انتظام کیا تھا۔ اس موقع پر ڈیڑھ سو افراد نے شرکت کی جن میں پریس کے نمائندے اور کئی معززین بھی شامل تھے۔

مکرم ابو بکر ایوب صاحب نے تلاوت کی جس کے بعد ہالینڈ کے نومسلم دوست مکرم عبد اللطیف دلیون صاحب نے ایڈریس پیش کیا۔ اس ایڈریس میں آپ نے حضورؓ کی تشریف آوری پر شکریہ ادا کیا اور مقامی جماعت کی طرف سے خوشی اور عقیدت کے جذبات کا اظہار کیا۔

اس کے بعد حضورؓ نے انگریزی میں تقریر فرمائی۔

حضورؓ نے ہالینڈ میں تعمیر مسجد کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

”یہ مسجد پاکستان کی احمدی مستورات کے چندہ سے بنائی گئی۔ شاید یہی وجہ ہے کہ ہالینڈ میں اللہ تعالیٰ نے متعدد خواتین کو بھی قبولِ اسلام کی توفیق عطا فرمائی ہے اور وہ سب بہت مخلص ہیں۔“

حضورؓ نے فرمایا: ”ہمیں اس بات پر مطمئن نہیں ہونا چاہیے کہ ہم نے ڈچ زبان میں یا بعض اور زبانوں میں قرآن پاک کے تراجم شائع کیے ہیں اور ہیگ میں مسجد تعمیر کی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر ہم اپنی ان ذمہ داریوں پر نظر ڈالیں جو اللہ تعالیٰ نے ہم پر عائد کی ہیں تو ہمیں اپنی ان حقیر کوششوں پر شرم محسوس ہوتی ہے۔ ہمارے خدا نے ہمارا یہ فرض قرار دیا ہے کہ ہم دنیا بھر میں اسلام کو پھیلائیں۔ دنیا کی سب زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم شائع کریں اور ہر ملک اور ہر علاقہ میں جگہ جگہ مساجد تعمیر کریں“.....

(الفضل 10/ جولائی 1955ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ہالینڈ میں یکم جولائی کو دوسرا خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

حضور نمازِ جمعہ کے بعد مسجد مبارک (ہیگ) کی زیرِ تعمیر عمارت دیکھنے کے لیے تشریف لے گئے۔ اس وقت دیواریں تعمیر ہو چکی تھیں مگر چھتیں ابھی نہیں پڑی تھیں۔ حضور نے مسجد کے ہال والے حصہ میں کھڑے ہو کر اس مسجد کے بابرکت ہونے کے لیے ایک لمبی اور پُر سوز دعا فرمائی۔

(سلسلہ احمدیہ جلد دوم صفحہ 478)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 24 دسمبر 2022ء)

﴿20﴾

ناروے میں پہلی مسجد

(نبیلہ فوزی رفیق۔ناروے)

ملک ناروے جو اسکینڈے نیویا کے انتہائی شمال میں واقع ایک خوبصورت خطہ ہے۔ زمین کا یہ ٹکڑا دنیا کا کنارا بھی کہلاتا ہے۔ ''میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا'' والی خوشخبری جو اللہ تعالیٰ نے امام الزماں علیہ السلام کو ایک پیشگوئی کے ذریعے دی تھی جس کا اظہار جماعتِ احمدیہ نے بارہا دیکھا ہے۔ناروے کی سرزمین میں بھی اس پیشگوئی کے پورا ہونے کے نظارے آج سے 44 برس قبل ناروے کے باشندوں نے دیکھ لئے تھے جب 1979ء میں پہلی مرتبہ مسجد کے لئے عمارت خریدی گئی اور پھر اس سے اگلے برس ہی حضرت خلیفة المسیح الثالث رحمہ اللہ بہ نفسِ نفیس سنگِ بنیاد رکھنے کے لئے تشریف لائے۔

حضرت خلیفة المسیح الثالثؒ (مرزا ناصر احمد صاحب) کے قائم فرمودہ صد سالہ جوبلی کے عظیم منصوبے کے تحت ناروے کے دارالحکومت اوسلو کی پہلی مسجد کی تعمیر کے مختصر حالات بیان کرنے سے پہلے قارئین کو اسکینڈے نیویا کی مساجد کا کچھ پس منظر بتانا ضروری ہے۔ 1956ء کے جلسہ سالانہ پر اسکینڈے نیویا میں اسلام کے پھیلاؤ کے ذکر کے دوران حضرت مصلحِ موعودؓ نے ناروے کی مسجد کے لئے جگہ لینے کا ذکر فرمایا تھا۔ جس میں یہ اشارہ تھا کہ شائد اسکینڈے نیویا کے ممالک میں سب سے پہلے ناروے میں مسجد بنے گی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو کچھ اور منظور تھا۔ناروے کے لئے خدا کا گھر تعمیر ہونے میں ابھی کچھ دیر تھی۔ناروے میں مشن تو قائم ہو چکا تھا مگر اسکینڈے نیویا کے دوسرے دو ممالک سویڈن اور ڈنمارک میں مساجد کی تعمیر پہلے ہوئی۔ مسجد ناصر گوٹن برگ میں اور مسجد نصرت کوپن ہیگن میں تعمیر کی گئی۔

ملک ناروے میں اللہ کا گھر

ابتدا میں کچھ برس مربی سلسلہ مکرم سید کمال یوسف صاحب نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی ہدایت میں تمام اسکینڈے نیویا میں فرائض سر انجام دیے جنہیں اللہ تعالیٰ نے بہت جلد نارویجین ساتھیوں کی مدد بھی دے دی وہ ایسے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر کرم کیا اور ایک برس بعد ہی تین سفید پرندے پکڑ کر جماعت کی جھولی میں ڈال دیئے۔ ان میں سے ایک مکرم نور احمد بولستاد تھے۔ مکرم نور صاحب نارویجین باشندے ہیں۔ جنہوں نے 1957ء میں بیعت کی۔ نور صاحب کی بیگم اور بچوں کی بھی بیعت ہوئی بلکہ ان کی بیعت سے اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ ناروے پر بہت بڑا فضل کیا۔ مکرم نور بوستاد صاحب ناروے جماعت کا ستون ہیں۔ حضرت مصلح موعود نے انہیں اعزازی مبلغ بھی مقرر فرمایا تھا۔ بہت سے سال مسجد کے بغیر گزارا کیا جاتا رہا۔ پھر 1979ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے ارشاد پر ناروے کے لئے مسجد کی جگہ ڈھونڈنے کی ذمہ داری مکرم منیر الدین احمد صاحب کے حصے میں آئی، بہت کوشش کی گئی کہ شہر میں جگہ مل جائے مگر بات نہ بنی، ملکِ بیلجیم کے سفارت خانے کی عمارت بک رہی تھی۔ مولوی صاحب کو معلوم ہوا انہوں نے کوشش کر کے اس کی تفصیل لی اور حضور کو رپورٹ کر دی۔ جلد ہی منظوری آ گئی۔ چنانچہ شہر کے وسط میں چار کنال پر مشتمل یہ وسیع و عریض تین منزلہ عمارت خرید لی گئی۔ اس میں دو مربیان کے گھروں کی بھی گنجائش تھی۔ عمارت کا سودا ہو گیا اور 1980ء میں اوسلو مسجد جس کا نام ''مسجد نور'' رکھا گیا مسجد کا افتتاح کرنے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ پاکستان سے تشریف لائے۔

ناروے کی پہلی مسجد (نور) کے افتتاح
کی کچھ قابل ذکر یادیں

گو کہ اس وقت تک ناروے میں احمدی حضرات کی آبادی ہمسائیہ ممالک کی احمدی آبادی سے زیادہ تھی، مگر یہاں مسجد بنانے کا وقت، اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہی تھا۔ یکم اگست 1980ء میں بروز جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے مسجد کا افتتاح نمازِ جمعہ پڑھا کر کیا۔ یہ مسجد ناروے کی پہلی، اسکینڈے نیویا کی تیسری اور برِّ اعظم یورپ کی آٹھویں مسجد بنتی ہے۔ (اس مسجد کی ایک اور خاص بات یہ ہے کہ نئی صدی کی مساجد کی تعمیر کے تعلق میں گوٹن برگ کی

مسجد (مسجد ناصر) جو 1976ء میں مسجد نور سے پہلے بنائی گئی تھی پہلی مسجد تھی اور دوسرا طیب وشیریں ثمر مسجد نور تھی)

''مسجد نور'' کی ایک اور خاص بات حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا اس کا نام حاجی حرمین سیّدنا حضرت مولونا نور الدینؓ کے نام پر ''مسجد نور'' رکھنا تھا یہ نام ناروے کے ساتھ مناسبت کے اعتبار سے اور بھی بہت سی حکمتیں اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ لفظِ ''نور'' جو عربی لفظ ہے خود ناروے کے نام کا پہلا حصہ ہے۔ نور سے ناروے کی ایک اور مناسبت یہ بھی ہے کہ حضرت مصلحِ موعودؓ نے اسلام قبول کرنے والے سب سے پہلے باشندے مسٹر بولستاد کا اسلامی نام ''نور احمد'' رکھا تھا۔ اس مبارک موقع پر یورپ سے احمدی احباب کے علاوہ، اسکینڈے نیویا کے نو مسلم احباب اور اخباری نمائندے بھی شامل تھے۔ اس کے علاوہ متعدد یورپی ممالک اور دوسرے ممالک جن میں آسٹریا، بنگلہ دیش، ترکی، چین اور فرانس کے قونصل جنرل اور کئی دوسرے ملکوں کے سفارتی نمائندے بھی مدعو تھے۔ جنہوں نے جمعہ کی افتتاحی نماز کا منظر مسجد سے ملحق لائبریری میں بیٹھ کر دیکھا نماز کے بعد حضورؒ نے سفارتی نمائندوں سے ایک گھنٹہ تک گفتگو فرمائی۔ ان سے مبارک باد وصول کی اور جواباً ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے مساجد کی اہمیت اور اسلام کی فضیلت پر بہت احسن پیرائے میں روشنی ڈالی۔

(دورۂ مغرب صفحہ 220-225)

نارویجین قوم اور مذہب

نارویجین قوم کی کچھ مخصوص عادات ہیں، انہیں وحدانیت اور مذہب سے کوئی خاص سروکار نہیں۔

کہنے کو یہاں عیسائی مذہب کا راج تھا، مگر چونکہ عیسائیت بھی ان پر بزورِ شمشیر نافذ کی گئی تھی لہٰذا کوئی مذہب ان کے دلوں میں جذب نہیں ہوا تھا۔ لیکن ان لوگوں کی طبیعت میں نرمی، محبت، خلوص، خدمتِ خلق، صلح جوئی حد سے زیادہ ہے۔ جن لوگوں نے عیسائیت سمجھ کر دل سے قبول کی تھی وہ بائبل کی اخلاقیات پر پوری طرح قائم تھے۔ لیکن ایک کثیر تعداد خدا کی وحدانیت پر یقین نہیں رکھتی۔ مذہب سے دور لوگوں کو وحدانیت کا سبق پڑھانا مشکل کام تھا۔ لیکن جس کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دینا ہوتی ہے اس کا دل نرم کر دیا جاتا ہے۔ مسجد کا قیام اور مربیان کی خلافت کی ہدایات کے مطابق کی گئی محنتیں اور تبلیغی تدابیر اور سب سے بڑھ کر خلفائے احمدیت کی یہاں بار بار آمد

نے نارویجین قوم کے علاوہ دوسری اقوام کے لوگوں کے دل بھی اسلام اور احمدیت کی طرف پھیر دے۔ کیونکہ مسجد کا قیام ہی کسی بھی گروہ کے لئے اتحاد اور یک جہتی کا حصول بن جاتا ہے اور مسجد سے جڑے افراد مسجد سے منسلک مقاصد کو پورا کرنے کا ذریعہ بنتے ہیں چنانچہ یہاں بھی انہی روایتی سلسلوں کا آغاز ہوا۔ اوسلو میں مقیم احمدی حضرات کو ایک خانہ خدا مل گیا اور باہم اکٹھے ہو کر دین اسلام کو ناروے کی دہریت زدہ فضا میں پھیلانے کے لئے کوششیں شروع کر دیں۔

مسجد کی عمارت کی مرمّت
اور احباب کا وقارِ عمل

مسجد کی عمارت کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے دورۂ مغرب پر لکھی گئی ایک کتاب کے صفحہ نمبر (205-206) سے ماخوذ کچھ حقائق حاضر ہیں۔

یہ وسیع و عریض عمارت مکرم منیر احمد صاحب مربی سلسلہ ناروے نے بارہ لاکھ کرونے میں خریدی۔ موصوف مربی صاحب کی تبدیلی سویڈن ہو گئی اور ناروے میں مکرم کمال یوسف صاحب کی تعیناتی ہوئی۔ عمارت چونکہ پرانی تھی مرمّت کرنا ضروری تھا، اس کی مرمّت کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے تین لاکھ کرونے کا بجٹ منظور فرمایا۔ مجلس خدّام الاحمدیہ ناروے کے قریباً 35 خدّام نے مسلسل 79 دن تک وقارِ عمل کر کے اس پورے قطعہ زمین کو درست کرنے، اس میں جابجا کیاریاں بنانے، رنگا رنگ پھول اُگانے اور پوری عمارت میں رنگ و روغن کرتے ہوئے دن رات کام کیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزا دے۔

مسجد "نور" میں حادثہ!

اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے جماعت ناروے کو مسجد تو دے دی، لیکن خوشیوں کے ساتھ ساتھ آزمائش بھی لگی ہوتی ہے۔ مسجد بننے کے کچھ عرصہ بعد ایک رات مسجد کی بیرونی سیڑھیوں میں دھماکا ہوا۔ جو کہ ملک کی ایک نیشنل پارٹی کی طرف سے ایک نوجوان لڑکے کے ذریعے چار کلو بارود رکھ کر مسجد تباہ کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ عمارت کو نقصان تو ہوا مگر اللہ تعالیٰ نے مربی سلسلہ مکرم کمال یوسف صاحب کی فیملی کو بچا لیا۔ جماعت اور مسجد میں موجود

فیملی کے لئے وقتی صدمہ تو بہت زیادہ تھا لیکن خلیفۂ وقت کی دعاؤں اور اللہ کے فضل سے وقت کے ساتھ ساتھ ہر قسم کے نقصان کی تلافی ہوگئی۔

مسجد نور (اوسلو) میں
خلفائے کرام کی مبارک آمد

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے متعلق تو بتایا جا چکا ہے کہ آپ نے اس مسجد کا افتتاح کیا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے مسندِ خلافت پر بیٹھنے کے بعد 1987ء میں ناروے کے دورہ پر تشریف لائے۔ مسجد نور پہنچنے پر اگلے روز حضورؒ نے احبابِ جماعت سے دستی بیعت لی۔ 5/اگست کو ظہر کی نماز سے قبل حضور نے مشن ہاؤس کی لائبریری میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب فرمایا۔ پریس کانفرنس زیادہ تر انگریزی زبان میں ہوئی جس کا ترجمہ جناب سید کمال یوسف صاحب اور مکرم نور بوستاد صاحب نے کیا۔ حضورؒ کے اوسلو میں آٹھ روزہ قیام کا ناروے کی اخباروں میں خوب چرچا ہوا۔ 1989ء میں حضورؒ ایک مرتبہ پھر یورپ کے دورے پر آئے۔ اس مرتبہ بھی مختلف پریس کانفرسز ہوئیں پریس نے خوب سوال وجواب کئے، غیر از جماعت مہمانوں کے لئے ایک عشائیہ بھی دیا گیا۔ 1993ء میں اللہ تعالیٰ نے ایک مرتبہ پھر حضورؒ کو توفیق بخشی کہ وہ اسکینڈے نیویا کے دورے پر آئیں، اس مرتبہ حضور اپنی بیٹیوں کو ساتھ لائے۔ حضور نے اس دورے میں ناروے کے سب سے اونچے علاقہ ''نارتھ کیپ ٹاون'' کی سیر کی حضورؒ نے وہاں ایک جمعہ بھی پڑھایا جس میں جماعت ناروے کو چیلنج دیا کہ وہ کوشش کریں اور نارتھ کیپ میں مسجد بنائیں۔

2005ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بھی اسکینڈے نیویا کے دورہ پر تشریف لائے۔ پریس کانفرنسز اور عشائیہ دینے والے مہمانوں سے گفتگو بھی کی اور سولات کے جوابات بھی دیئے۔ اس مبارک دورہ میں حضور انور نے ناروے کی دوسری مسجد مکمل کرنے کی منظوری دی۔ مسجد کا کام تو پہلے سے ہو رہا تھا مگر کچھ وجوہات کی وجہ سے رکا ہوا تھا اور اس کو مکمل کرنے کی ترغیب دلائی۔ چونکہ اب جماعت کی تجنید بڑھتی جا رہی تھی۔ مگر پھر بھی اس مسجد کی وسعت اور برکت سے ہر قسم کی جماعتی تقریبات یہیں منعقد ہو رہی تھیں۔ گو کہ

بڑے جلسے اور اجتماع کے لئے شہر سے ہال بک کروانے پڑتے تھے۔ مگر ساری جماعت صبر شکر کے ساتھ چھوٹی چھوٹی تقریبات منعقد کرتی رہی۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 26 دسمبر 2022ء)



﴿21﴾

سویڈن میں پہلی مسجد کی تعمیر

(مولانا منیر الدین احمد مرحوم)

مسجد کے لئے میونسپل کمیٹی کی طرف سے ایک پلاٹ ہمیں الاٹ ہو گیا جو کہ بہت بڑا تھا اور لیز پر ملا تھا کرایہ بہت زیادہ تھا۔ اس لیے آدھا لیا گیا۔ حضور کی خدمت میں اطلاع دی گئی۔ فرمایا نقشہ وغیرہ تیار کروائیں۔ میں خود آکر بنیاد رکھوں گا۔ 1974ء کے حالات کی وجہ سے حضور جلدی تشریف نہ لا سکے۔ 1975ء میں حضور تشریف لائے اور بنیاد رکھی۔

اس موقعہ پر سرکاری نمائندے بھی آئے اور اخباری نمائندوں نے بھی شرکت کی اخباروں میں خوب چرچا ہوا کہ سویڈن کی پہلی مسجد بن رہی ہے جو کہ جماعت احمدیہ بنا رہی ہے۔ اس موقعہ کی تصاویر بھی شائع ہوئیں۔ یہ خبر پڑھ کر ایک سویڈش دوست مشن ہاؤس میں آئے اور جماعت کے متعلق معلومات حاصل کیں۔ مطالعہ کے لئے لٹریچر دیا گیا۔ پڑھ کر انہوں نے بیعت کرلی۔ مشن ہاؤس میں باقاعدہ آئے نماز سیکھی اور باقاعدہ نماز ادا کرتے۔ حضور نے ان کا نام جعفر عطا فرمایا۔ وصیت بھی انہوں نے کر دی۔ چندہ باقاعدہ ادا کرتے تھے۔ بعض پمفلٹس کا ترجمہ بھی کیا۔ بچوں کے لیے ایک باتصویر کتابچہ بھی انہوں نے تیار کیا اور شائع کر کے ہر گھر میں جو احمدی بچے تھے ان تک پہنچایا۔

اس دوران صومالیہ (افریقہ) میں قحط پڑا۔ ریڈ کراس کے ماتحت جعفر صاحب نے وہاں جا کر خدمت خلق کا کام سر انجام دیا۔ واپس آکر بھی وہاں کے لوگوں کے لئے امداد پہنچانے کی جدوجہد کی۔ اسی سلسلہ میں ایک حادثہ کی وجہ سے شہید ہو گئے۔ احباب جماعت نے ان کا جنازہ پڑھا اور وہاں کے قبرستان میں خاص اجازت لے کر اسلامی طریق پر تدفین کی گئی۔ اس موقعہ پر بہت سے ترکی دوست بھی تدفین کے لئے آئے اور مشرقی طرز پر خود اپنے ہاتھوں

سے قبر پر مٹی ڈالی اور دعا میں شامل ہوئے۔ اگلے سال جب حضور مسجد کے افتتاح کے لئے تشریف لائے تو ان کی قبر پر دعا کی۔ مکرم جعفر صاحب کی خواہش تھی کہ وہ قادیان اور ربوہ جائیں۔ نیز حضور سے بھی شرف ملاقات حاصل کریں مگر عمر نے وفا نہ کی۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ آمین

مسجد کے لئے پلاٹ جماعت کے نام الاٹ ہو گیا۔ مگر الاٹمنٹ پیپر دینے میں تاخیر ہو رہی تھی۔ میں نے متعلقہ افسر سے رابطہ کیا تو اس نے بتایا کہ پاکستان ایمبیسی کی طرف سے ہمیں اشارۃً آپ کو یہ زمین نہ دینے کی تلقین کی گئی۔ تو ہم نے پاکستان میں اپنی ایمبیسی سے رائے طلب کی ہے ایمبیسی کی طرف سے بڑی اچھی رپورٹ ہمیں آئی ہے کہ یہ جماعت امن پسند مذہبی جماعت ہے اور سیاست سے ان کا کوئی تعلق نہیں، مختلف ملکوں میں ان کی شاخیں ہیں۔ قادیان، انڈیا سے اس جماعت کا آغاز ہوا۔ پاکستان میں ربوہ ان کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ جہاں جہاں یہ جماعت ہے وہاں ان کی مساجد ہیں۔

اس سے پہلے دو دفعہ پاکستانی سفیر مل چکا تھا۔ پہلی دفعہ میں جب نیا نیا سویڈن میں آیا تھا۔ تو پاکستانی سفارت خانہ میں عید پارٹی پر پاکستانیوں کو سٹاک ہالم میں بلایا گیا تھا۔ میں بھی اس پارٹی میں شامل ہوا۔ دوسری دفعہ گوتھن برگ میں ملاقات ہوئی۔ جب کہ وہ دورہ پر وہاں آئے۔ میں ان سے ملنے گیا تو انہوں نے کہا کہ میں مشن ہاؤس میں آنا چاہتا ہوں۔ میں نے کہا ٹھیک ہے تشریف لائیں۔ چنانچہ وہ تشریف لائے۔ کرائے کی بلڈنگ میں مشن ہاؤس تھا ان کو بتایا کہ جلد مسجد بنانے کا پروگرام ہے۔

مسجد کی بنیاد کے بعد تعمیر کا کام شروع کیا گیا۔ اس کے لئے ایک کمپنی کی خدمات حاصل کی گئیں۔ ایک سال میں تعمیر مکمل ہو گئی۔ مسجد کا نام حضرت صاحب کے نام سے بیت الناصر تجویز کیا گیا۔ صد سالہ جوبلی فنڈ سے اس بیت کی تعمیر کا کام سر انجام دیا گیا۔ یہ رقم حضور نے لندن سے بھجوائی جو کہ دس لاکھ سویڈش کراؤن تھی۔

1976ء میں حضور پھر سویڈن تشریف لائے اور بیت کا افتتاح فرمایا۔ اس موقعہ پر گوتھن برگ کے شہری اور احباب جماعت کے علاوہ جرمنی سے ایک وفد مکرم فضل الٰہی صاحب انوریؓ کی قیادت میں شریک ہوا۔ ڈنمارک اور ناروے کے دوست بھی آئے۔ لنڈن سے بھی بعض لوگ تشریف لائے۔ ان میں میرے کزن عبد الرشید صاحب بھٹی اور ناصر احمد صاحب شامل ہیں۔ میرا بھانجا عبد الرشید درویش بھی اس موقعہ پر پہنچ گیا۔

افتتاحی تقریر میں حضور نے خصوصاً اس بات کا اعلان فرمایا کہ یہ مسجد جماعت احمدیہ نے بنائی ہے مگر یہ ہر اس شخص کے لئے کھلی ہے جو کہ خدا تعالیٰ کی عبادت کرنا چاہے کسی قسم کی روک نہیں ہے خود نماز پڑھے یا ہمارے ساتھ شامل ہو۔

افتتاح کی تقریب کی بھی اشاعت اخباروں میں بڑے پیمانہ پر ہوئی۔ ملک میں شور پڑ گیا کہ سویڈن میں پہلی مسجد تیار ہو گئی ہے۔ لوگوں نے اس پر بڑی خوشی کا اظہار کیا اور بڑی تعداد میں لوگ مسجد دیکھنے کے لئے آنے لگے خصوصاً سکولوں کے طلباء، اس موقعہ پر حضور نے مسجد کے ہال میں اخباروں کے نمائندوں سے بھی خطاب کیا اور ان کے سوالوں کے جواب دیئے۔

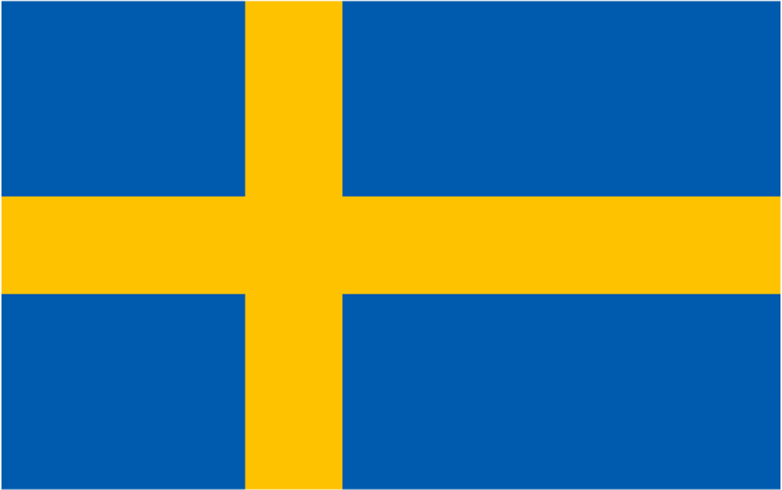
افتتاح کے بعد حضور نے مجھے فرمایا کہ مسجد کے اخراجات کا حساب کتاب مجھے بتاؤ چنانچہ رات کو بیٹھک میں حضور کے ساتھ اکیلے بیٹھ کر حساب کتاب دکھایا۔ جو ٹھیک ٹھاک تھا، حضور نے بعد ملاحظہ خوشی کا اظہار فرمایا اور ایک سو سویڈش کراؤن مجھے عطیہ عطا فرمایا۔ نیز ارشاد فرمایا کہ جو رقم باقی ہے وہ میری اجازت کے بغیر خرچ نہیں کرنی۔

مسجد بننے سے پہلے مشن ہاؤس ایک کرائے کے مکان میں تھا جو لکڑی کا بنا ہوا تھا۔ اس میں بیت الخلاء تو تھا مگر غسل خانہ نہ تھا۔ باہر جا کر نہانا ہوتا تھا۔ 1973ء اور 1975ء میں جب حضور سویڈن تشریف لائے تو ہوٹل میں رہائش کا انتظام کیا گیا تھا۔ مگر 1976ء میں افتتاح کے لیے تشریف لائے تو مسجد سے ملحقہ مشن ہائوس میں قیام فرمایا۔

مشن ہاؤس تین کمروں، کچن، ڈرائنگ روم پر مشتمل ہے۔ ساتھ دفتر کا کمرہ ہے۔ ایک بڑا باتھ روم اور ایک چھوٹا ہے۔ مسجد تین کمروں کا مجموعہ ہے۔ نماز ہال، صحن اور کمرہ لائبریری اور لائبریری کے کمرہ میں ٹیبل ٹینس کا میز رکھا گیا تا کہ نوجوانوں کی کشش کا باعث ہو۔ بعض احباب نے اس کو پسند نہ فرمایا۔ مگر جب حضور نے دیکھا تو خوشی کا اظہار فرمایا اور کہا آؤ! پھر میرے ساتھ ایک گیم لگاؤ۔ اس طرح حضور نے عملی طور پر اس کی اجازت مرحمت فرمائی۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 26 دسمبر 2022ء)





﴿22﴾

مسجد نصرت جہاں کوپن ہیگن

(محمد زکریا خان۔امیر و مشنری انچارج ڈنمارک)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے مبارک دور میں سکینڈے نیویا ممالک میں مشن ہاؤس کا قیام عمل میں آیا۔ اکتوبر 1961ء میں مکرم وکیل اعلیٰ و وکیل التبشیر محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کوپن ہیگن دورہ پر تشریف لائے اور ڈنمارک میں اسلام کی روز افزوں ترقی کے پیش نظر یہ فیصلہ فرمایا کہ کوپن ہیگن میں زمین خرید کر مسجد کی تعمیر کا انتظام کیا جائے۔ 1963ء میں مسجد نصرت جہاں کی تعمیر کے لیے ایک قطعہ زمین خریدنے کی سعادت مکرم سیّد میر مسعود احمد صاحب کے حصّہ میں آئی۔ سنگ بنیاد رکھنے کی تقریب جمعۃ المبارک 6/مئی 1966ء کو منعقد ہوئی۔ مکرم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل اعلیٰ و وکیل التبشیر ربوہ نے سنگ بنیاد رکھا۔ لجنہ اماء اللہ کی مالی قربانیوں سے تعمیر ہونے والی اس مسجد کا افتتاح حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے مؤرخہ 21 جولائی 1967ء بروز جمعۃ المبارک فرمایا۔

مسجد کی تعمیر پر قریباً نصف صدی مکمل ہونے پر اس مسجد کی مرمت اور تزئین نیز مشن ہاؤس، مربی ہاؤس، لجنہ ہاؤس اور دیگر مرکزی دفاتر کی از سر نو تعمیر کا کام خلافت خامسہ میں ہوا جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

مسجد نصرت جہاں کوپن ہیگن کی مرمت
اور مربی ہاؤس و لجنہ ہاؤس کی تعمیر نو

2011ء میں جب میں نے ڈنمارک کی جماعت کا چارج سنبھالا تو بڑی شدّت سے اس بات کو محسوس کیا کہ ہمارے پاس جگہ کی بہت تنگی ہے، کسی مہمان کو بٹھانے کے لیے کوئی جگہ نہ ہے اپنے لوگوں کے لیے کوئی مناسب جگہ۔ دو عدد واش روم نیچے بیسمنٹ میں تھے مگر ان کی حالت ناگفتہ بہ۔ ایک تو مستقل بند رہتا اور دوسرے کی بار بار مرمت

کروائی جاتی۔ ایک چھوٹی سی بیسمنٹ تھی جس میں کتب کے لیے الماریاں رکھی ہوئی تھیں۔ چھت کی اونچائی بھی زیادہ نہ تھی اور چھوٹی چھوٹی دو کھڑکیاں جن کی چوڑائی ایک فٹ سے بھی کم تھی۔ جگہ جگہ پائپ گزر رہے تھے مسجد کی اندرونی چھت ٹوٹ پھوٹ کا شکار تھی۔ کارپٹ بہت پرانا اور غلیظ تھا اور مسجد کے مدمقابل سڑک کے دوسری طرف ایک پرانا بوسیدہ چھوٹا سا گھر تھا جو لجنہ ہاؤس کے طور پر استعمال ہوتا تھا۔ جس کی تنگ و تاریک بیسمنٹ جو اشاعت کے سٹور کے طور پر استعمال میں لائی جاتی اور اوپر ایک واش روم، کچن اور دو چھوٹے چھوٹے کمرے تھے ایک صدر لجنہ کے دفتر کے طور پر اور ایک مہمانوں کے لیے استعمال ہوتا۔ اس گھر کی بیٹھک نماز سینٹر کے طور پر استعمال ہوتی اور جگہ کی تنگی کا یہ حال تھا کہ کچن، برآمدہ اور سیڑھیوں پر بھی لجنہ کو بیٹھنا پڑتا۔

اس لیے میرے دل میں ہر وقت یہ خیال آتا کہ کسی طرح میں ان عمارات کو گرا کر جدید طرز اور وسعت کے ساتھ تعمیر کروں اور ذہن میں نقشہ جات بھی تیار کرتا رہتا۔

جلسہ سالانہ ڈنمارک 2011ء اور طوفانی بارش

مؤرخہ 2 اور 3/ جولائی 2011ء کو جماعت احمدیہ ڈنمارک کا جلسہ سالانہ تھا۔ 2/ جولائی جلسہ کی کاروائی کے بعد ایک مجلس سوال و جواب رکھی گئی تھی۔ اس دوران شدید کڑک اور بجلی کی چمک کے ساتھ خوفناک بارش برسنا شروع ہوگئی۔ ایک گھنٹہ میں 5 ہزار مرتبہ بجلی چمکی اور بارش اتنی زیادہ تھی کہ گٹر کا پانی نیچے تہہ خانہ میں موجود دو ٹائلٹ کے ذریعہ اندر داخل ہونا شروع ہوا اور چند منٹوں میں تہہ خانہ 30-40 سینٹی میٹر تک بدبودار پانی سے بھر گیا۔ یہی حال کوپن ہیگن شہر کا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ کوپن ہیگن میں سیوریج سسٹم تو بنایا گیا مگر بارش کے پانی کے لیے Drainage سسٹم نہیں بنایا گیا۔ کیونکہ بارشیں کم ہوتی ہیں اور بارش کا پانی بھی سیوریج سسٹم میں جاملتا ہے۔ اب اُس روز اس قدر بارش ہوئی کہ جن گھروں اور عمارات میں تہہ خانے تھے وہ سب گٹر کے پانی سے بھر گئے۔

ہم نے کئی کمپنیوں کو رابطہ کیا کہ وہ آکر پانی نکالیں مگر سارے شہر میں ضرورت تھی اس لیے کوئی نہ آیا یہاں تک کہ ہم نے ہمسایہ ملک سویڈن کی کمپنیوں کو بھی رابطہ کیا مگر ان کا بھی وہی جواب تھا کہ سب اس وقت مصروف ہیں اور کوپن ہیگن میں ایمرجنسی کام کر رہے ہیں۔

میں نے شام کو حضور انور کی خدمت میں فیکس کی اور صورت حال سے آگاہ کرتے ہوئے درخواست کی کہ جلسہ سالانہ کے دوسرے دن کا پروگرام منسوخ کر دیا جائے۔ مگر حضور انور نے فرمایا کہ جلسہ دو دن کا ہی ہو گا۔ تب جلسہ سالانہ کے دوسرے دن کی کاروائی حضور انور کی اجازت سے اگلے ہفتہ رکھی گئی۔

چنانچہ خدام و انصار، دن رات تہہ خانہ سے گٹر کا پانی نکالنے میں مصروف ہو گئے۔ پورا ہفتہ کام کرتے رہے اور پھر جلسہ سالانہ کے دوسرے دن کا پروگرام 10 جولائی کو رکھا گیا۔ اللہ تعالیٰ ان سب انصار و خدام و اطفال کو احسن جزاء عطا کرے جنہوں نے نہایت ہی مکدّر اور متعفن فضاء میں دن رات محنت کی اور اللہ تعالیٰ کے گھر کی صفائی میں جان کی بازی لگائی۔ آمین

تہہ خانے میں موجود لائبریری کی الماریاں پانی میں ڈوب جانے کے باعث ٹوٹ کر گر گئیں۔ بہت سی کتب ضائع ہو گئیں۔ یہی حال سٹرک پار لجنہ ہاؤس کے تہہ خانہ کا تھا جہاں بہت نقصان ہوا۔

میں تو پہلے ہی دن رات خیالات میں ان عمارات کو گرا کر جدید طرز پر وسعت کے ساتھ تعمیر کرنے کا خواب دیکھ رہا تھا۔ اس موقع سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے میں نے حضور انور کی خدمت میں ساری صورت حال بیان کی اور عاجزانہ درخواست کی کہ پیارے آقا ازراہ شفقت مجھے اجازت مرحمت فرمائیں کہ مسجد سے ملحقہ عمارت اور لجنہ ہاؤس کی عمارات کو گرا دیا جائے اور وسعت اور جدید سہولیات کے ساتھ ان کو از سر نو تعمیر کیا جائے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ حضور انور نے میری درخواست کو قبولیت کا شرف بخشا۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

بس پھر کیا تھا میں نے دن، رات کاغذ، پیمانہ اور پنسل لیکر ڈرائنگ بنانا شروع کر دی اور کئی ہفتوں تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ کبھی لجنہ ہاؤس کے رقبہ کی پیمائش اور متوقع تعمیر کی ڈرائنگ کبھی مربی ہاؤس کا نقشہ، کبھی لجنہ کے لئے نماز سنٹر اور کبھی بڑے ہال اور دفاتر اور مہمان خانہ کی ڈرائنگ بناتا رہا۔ اِس دوران حضور انور کی ہدایت پر لندن سے وقتاً فوقتاً تین مختلف آرکیٹیکٹ بھی آتے رہے مگر ہمارے کام نہ آسکے۔

جب خاکسار نے تمام ڈرائنگ مکمل کی تو پھر کسی ڈینش آرکیٹیکٹ کی تلاش کا مرحلہ آیا جو ہماری طرف سے کمیون میں باقاعدہ اجازت کی غرض سے ڈرائنگ پیش کر سکے۔

اِس موقع پر مکرم سید فاروق شاہ صاحب کا تہہ دل سے ممنون و مشکور ہوں کہ جنہوں نے چند آرکیٹیکٹ سے ہمارا رابطہ کرایا۔ لیکن خاکسار نے یہ شرط ان تمام آرکیٹیکٹ کے سامنے رکھی کہ آپکی قیمت اُسوقت ادا کی جائے گی جب آپ کمیون کی طرف سے تحریری اجازت حاصل کرلیں گے۔ کیونکہ ماضی میں لجنہ ہاؤس میں معمولی سا اضافہ کرنے کے لیے کسی آرکیٹیکٹ سے ڈرائنگ تیار کروائی گئیں اور اس کے لیے ایک خطیر رقم اس کو ادا کی گئی مگر کمیون نے اس کی منظوری نہ دی۔ جس کی وجہ سے ڈرائنگ ہمارے کام نہ آسکی، اُلٹا مالی نقصان ہوگیا۔ چنانچہ صرف ایک آرکیٹیکٹ جناب Per Byder تھے جنہوں نے اِس شرط کو منظور کرتے ہوئے تمام ڈرائنگ کو حتمی شکل دی اور کمیون میں منظوری و اجازت کے لئے پیش کیا۔

یہ واضح کردوں کہ جب ڈرائنگ تیار ہوئی تو تمام احباب جماعت کو مسجد بلایا گیا اور لجنہ کو باقاعدہ کیمرہ کے ذریعہ ان نقشہ جات کے بارہ میں بریف کیا گیا اور رائے طلب کی گئی۔ اِس طرح کمیون میں اجازت کی غرض سے یہ ڈرائنگ پیش کرنے سے قبل تین بار خاکسار لندن گیا اور حضور انور کی خدمت میں یہ ڈرائنگ پیش کی۔ ایک جگہ حضور انور نے تبدیلی کی جس کے بعد حضور انور نے اِس کی منظوری عنایت فرمائی۔

آرکیٹیکٹ جناب Per Byder نے جب ڈرائنگ دیکھی تو انہیں مسجد کے سامنے لجنہ ہاؤس کی جگہ تعمیر ہونے والے تہہ خانہ پر بڑا اعتراض ہوا کہ اس کی کونسل ہرگز اجازت نہیں دے گی۔ یہ تہہ خانہ 30×12 میٹر پر مشتمل تھا جہاں یہ خیال تھا کہ 8-10 دفاتر بن جائیں اور باقی ہال تعمیر ہو جائے۔ نیز یہ کہ یہ تہہ خانہ 1.25 میٹر زمین کے نیچے اور 1.25 میٹر زمین کے اوپر تعمیر ہو گا۔ اس کا مطلب تھا کہ 360 مربع میٹر بڑا ہال تعمیر ہو گا۔

حضور انور کی قبولیت دعا کا کرشمہ

جب Per Byder نے کہا کہ اس کی اجازت کونسل نہیں دے گی تو میں نے اس کو کہا کہ آپ نقشہ جات اجازت کے لیے کونسل بھجوا دیں باقی جواب آنے پر دیکھیں گے۔

اِدھر ہمارے آرکیٹیکٹ نے کمیون میں ڈرائنگ منظوری کیلئے جمع کرائی اُدھر میں نے متواتر حضور انور کی خدمت میں دعا کی غرض سے خطوط لکھنے شروع کر دیئے اور یہی لکھتا رہا کہ کمیون کی طرف سے تعمیر کی اجازت کا مل جانا معجزہ اور کرامت ہو گی۔ کیونکہ بہت وسیع رقبہ پر عمارات کو تعمیر کرنے کی اجازت طلب کی جارہی تھی۔ میں خود

بھی دعا میں لگ گیا اور اللہ تعالیٰ کے حضور ایک ماہ کے روزے رکھنے کی منت مانی اور اسی وقت روزے رکھنے شروع کر دیئے تا اللہ تعالیٰ ان تعمیرات کی اجازت اور نقشہ جات کی منظوری کو ہمارے لئے آسان بنا۔

اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کا کیا شمار اور اس کی رحمتوں کا اظہار کیسے ممکن ہے۔ اُس نے پیارے آقا کی دعاؤں کو شرف قبولیت بخشا اور کرامت اور معجزہ دکھایا کہ کمیون نے ہماری ڈرائنگ کو منظور کرلیا اور تحریراً اجازت نامہ بھجوا دیا۔ سبحان اللہ والحمد للہ۔

مسجد نصرت جہاں کے ساتھ تعمیر ہونے والی لائبریری اور لجنہ کا ہال گو بڑا کشادہ ہال ہے مگر کونسل نے 12×4 مربع میٹر اس ڈرائنگ سے کم کر دیا جو منظوری کے لیے پیش کی گئی تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ہم پہلے ہی بہت زیادہ حصہ تعمیر کے لیے منظور کروا چکے تھے۔

بلڈرز کی تلاش اور تعمیراتی معاہدہ

جب ہمارے آرکیٹیکٹ Per Byder نے ہمیں تحریری اجازت نامہ اور نقشہ جات کی منظوری کے کاغذات لا کر دیئے تو ہم نے فوراً اُسی وقت ان کو معاوضہ ادا کر دیا۔ چنانچہ کمیون کی طرف سے باقاعدہ تحریری طور پر دونوں عمارات کے نئے نقشہ جات کی منظوری مل گئی تو پھر بلڈرز کی تلاش اور تعمیراتی معاہدہ کیلئے کوشش شروع کر دی گئی۔ چار افراد پر مشتمل ایک تعمیراتی کمیٹی جس میں مکرم سید فاروق شاہ صاحب نیشنل سیکرٹری جائیداد، مکرم محمد اکرم محمود صاحب مربی سلسلہ، مکرم ڈاکٹر عبدالرؤوف خان صاحب اور خاکسار شامل تھے۔

تین مختلف کمپنیوں سے تخمینہ لگوایا گیا اور پھر ان کمپنیوں کی تحقیقات بھی کی گئیں تاکہ یہ یقین ہو کہ کمپنی دھوکہ نہ دے جائے اور مالی لحاظ سے ایسی مستحکم ہو کہ دیوالیہ کا شکار نہ ہو۔ کیونکہ اِس طرح نہ صرف یہ کہ تعمیرات کا کام رک جائے گا بلکہ مالی لحاظ سے بھی جماعت کو شدید نقصان اٹھانا پڑے گا۔

چنانچہ کئی ایک تعمیراتی کمپنیوں سے اس سلسلہ میں رابطہ ہوا اور اخراجات کا تخمینہ لگوایا جاتا رہا۔ مکرم سید فاروق شاہ صاحب نے ڈنمارک کی ایک بہت بڑی تعمیراتی کمپنی CL & CO سے رابطہ کروایا۔ ان کا آفس کوپن ہیگن سے 70 کلو میٹر دور ایک شہر Hellerod میں واقع تھا۔ ان کے ساتھ تقریباً ہفتہ میں چار پانچ بار ہماری میٹنگز ہوتیں

جس کا دورانیہ 2 سے چار گھنٹے بلکہ بسا اوقات 6 گھنٹے بھی ہوتا رہا اور اس پورے پراجیکٹ میں استعمال ہونے والے matireal اور سامان، اس کی کوالٹی، دروازے کھڑکیاں، بجلی کے لیمپ اور Floor heating جیسے بڑے بڑے اور چھوٹے امور زیر بحث آتے رہے اور قیمت متعین ہوتی رہی۔ دو سے تین ماہ کی محنت اور گفت و شنید کے بعد بالآخر اس کمپنی کے ساتھ حضور انور کی اجازت اور ہدایت کے مطابق معاہدہ طے پایا اور دونوں پرانی عمارات کو گرانے مٹی پھینکنے، basement کی کھدائی اور تعمیرات کی تکمیل 15,700000 ڈینش کرونز میں ہوئی۔ یہ رقم ٹیکس کے ساتھ ہے یعنی تقریباً 12500000 ٹوٹل تعمیرات کا خرچ تھا جس پر تقریباً 3200000 ٹیکس ادا ہوئے اور کل رقم 15,700000 خرچ ہوئی۔ اس میں عمارات کا گرانا، کھدائی کرنا اور مٹی کے پھینکنے کے اخراجات بھی شامل ہیں۔

مَیں تعمیر کے دوران خطوط کے ذریعہ بھی اور بالمشافہ ملاقات میں بھی تمام صورت حال سے پیارے آقا کو آگاہ کرتا رہا۔ ایک ملاقات میں میں نے نئی تعمیرات کی چند تصاویر حضور انور کو دکھائیں۔ جنہیں دیکھنے پر حضور انور نے مسجد نصرت جہاں کے باہر کی سیڑھیوں کے بارہ میں استفسار فرمایا کہ یہ سیڑھیاں کس طرح بنا رہے ہیں۔ میں نے عرض کی کہ حضور concrete کی بنا رہے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا سیڑھیاں Garnite کی بنائیں۔

حضور انور کے ارشاد کی تعمیل میں میں نے builders سے اس بارہ میں بات کی تو انہوں نے کہا کہ یہاں سے بہت مہنگی پڑیں گی ہم چین سے تیار منگواتے ہیں جو کافی مناسب قیمت پر تیار ہو جائیں گی چنانچہ چین میں سیڑھیوں کا سائز بھجوایا گیا اور تیار ہو کر آگئیں اور اس پر 500.000 ڈینش کرونز لاگت آئی۔ الحمد للہ کہ پیارے آقا کی راہنمائی اور لاجواب ہدایت نے مسجد کی خوبصورتی اور وقار میں چار چاند لگا دیئے۔

دوران تعمیر پیش آنے والی مشکلات کا تذکرہ

جب عمارات کے مسمار کرنے کا کام شروع ہوا تو یہ ایک بہت حساس مرحلہ تھا۔ خاص طور پر مسجد سے ملحق عمارت اور Basement کو گرانا انتہائی مشکل اور قابل تشویش مرحلہ تھا کہ مسجد کے ستون کو اگر معمولی سا بھی نقصان پہنچا تو مسجد کی عمارت کے گر جانے کا خطرہ تھا۔ چنانچہ کمپنی نے نہ صرف احتیاط کو ملحوظ خاطر رکھا بلکہ خصوصی آلات کے ذریعہ پوری مسجد کو سہارا دیا گیا۔ پھر بقیہ حصّہ کو گرانے کا کام شروع کیا گیا۔ یہ ایسا مشکل کام تھا کہ عام آدمی یا

وقارِ عمل کے ذریعہ ناممکن تھا۔ اسی طرح سڑک پار لجنہ ہاؤس کی عمارت بھی بہت احتیاط سے گرائی گئی تاکہ ہمسائیوں کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچے۔ اس کے علاوہ ملبہ سے لکڑی، لوہے، سیمنٹ اور پتھر کو الگ الگ کرنا اور ان کی جگہ پر پھینکنا بھی اچھا خاصہ مشکل کام تھا۔ یہاں کے قوانین کے مطابق مٹی پھینکنے سے پہلے مٹی کے چند نمونے لیبارٹری میں بھجوائے جاتے ہیں، اس کے بعد کمیون کی طرف سے مٹی کی مختلف اقسام کی نشاندہی ہوتی ہے اور پھر مخصوص مقام پر پھینکنے کی اجازت دی جاتی ہے۔ جب لجنہ ہاؤس کی Basement کی کھدائی کے لیے 448 مربع میٹر زمین 2 میٹر کی گہرائی تک کھودی گئی اور جب اس کی مٹی پھینکنے کا وقت آیا تو کمیون نے اس کے چند نمونے لیبارٹری بھجوائے جس کے بعد معلوم ہوا کہ مٹی میں انتہائی pollution موجود ہے اس کے پھینکنے کے لیے ایک خطیر رقم بطور جرمانہ ہمیں ادا کرنی پڑے گی۔ چنانچہ جرمانے کی ادائیگی کے بعد مٹی پھینکی گئی اور اس طرح Basement کی کھدائی کا کام بفضلہ تعالیٰ مکمل ہوا۔

مکان کرایہ پر

جب تعمیرات کے آغاز کا مرحلہ آیا تو میری رہائش کا بھی معاملہ سامنے آیا۔ چنانچہ مجلس عاملہ میں جب یہ معاملہ رکھا گیا تو اراکین نے اس بات پر اتفاق کیا کہ چونکہ میری اہلیہ اور بچے Malmo سویڈن میں رہتے ہیں اور صرف 35-40 منٹ کا راستہ ہے میں روزانہ رات کو چلا جایا کروں اور صبح آجایا کروں۔ لیکن جب مجلس عاملہ کی اس رائے کو حضور انور کی خدمت میں بغرض رہنمائی و منظوری بھجوایا گیا تو حضور انور نے فرمایا۔ ہرگز نہیں۔ ڈنمارک نہیں چھوڑنا۔

چنانچہ مسجد سے 11 کلومیٹر کے فاصلہ پر کرایہ پر ایک مکان ایک سال کے لیے حاصل کیا گیا۔ میں روزانہ صبح آجاتا اور پھر تعمیراتی کام کا جائزہ اور نگرانی کے ساتھ ساتھ دیگر امور سرانجام دیتا اور بعد نماز عشاء گھر لوٹ جاتا۔

ساؤنڈ سسٹم

مسجد نصرت جہاں، نصرت ہال، لائبریری اور ناصر ہال میں ہماری خواہش تھی کہ کسی کمپنی سے ایسا sound system لگوایا جائے جس کے نتیجہ میں ہم صرف بٹن کو آن یا آف کریں تو سب جگہ آواز جائے اور بغیر شور شرابے اور رخنہ کے آواز جائے۔

اس کام کیلئے میں اور مکرم محمد اکرم محمود صاحب مربی سلسلہ نے جن کمپنیوں سے رابطہ کیا انہوں نے 12 لاکھ سے 15 لاکھ ڈینش کرونز کا تخمینہ دیا تھا۔ اور یہ ہمارے لئے بہت بڑی رقم تھی اور بہت مہنگا پراجیکٹ تھا۔

اِس دوران ہمیں معلوم ہوا کہ ناروے میں ہمارے ایک احمدی نوجوان محسن باسط صاحب کی Sound system کی ایک کمپنی ہے اور وہ اس میں کافی تجربہ رکھتے ہیں۔

چنانچہ میں نے ان سے رابطہ کیا اور انہیں درخواست کی کہ وہ ہماری مدد کریں۔ چنانچہ وہ آئے اور سارا جائزہ لیا۔ بعض کام انہوں نے بلڈرز کے ذمہ لگائے کہ وہ تعمیرات کے دوران ان کاموں کو مکمل کرلیں باقی کام وہ خود آکر کریں گے۔

چنانچہ مکرم محسن صاحب 10-12 مرتبہ ناروے سے اپنے خرچ پر آتے رہے اور دن رات کام کرتے رہے۔ یہاں تک کہ تمام تاریں، آلات اور متعلقہ سامان بھی انہوں نے ناروے سے نہایت مناسب قیمت پر خریدا اور یہاں بھجوایا۔ جماعت ڈنمارک ان کی خدمت کو ہمیشہ یاد رکھے گی۔ اللہ تعالیٰ ان کے اموال اور نفوس میں بے انتہا برکت ڈالے اور دنیا و آخرت کی حسنات سے نوازے آمین۔ اِس طرح ہمیں sound system تقریباً 5 لاکھ ڈینش کرونز میں پڑا اور ایک ملین کرونز کی بچت ہوئی۔ الحمد للہ

مکرم اکرم محمود صاحب مربی سلسلہ ڈنمارک کا تہہ دل سے مشکور ہوں کہ انہوں نے عاجز کے ساتھ دن رات بڑی بشاشت اور محنت کے ساتھ تعاون کیا اور اس کارِ خیر میں ایک خطیر حصّہ ڈالا۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ اَحسن الجزاء

تعمیرات کا پُرانا رقبہ اور جدید نقشہ ورقبہ

مسجد نصرت جہاں اور اس سے ملحقہ مربی ہاؤس اور basement کا کل تعمیر شدہ رقبہ تقریباً 210 مربع میٹر تھا۔ جبکہ اب تعمیر شدہ رقبہ 537 مربع میٹر ہے۔ اس کے علاوہ Elevator اور اس Area کو شیشہ سے Cover کیا جو قریباً 30 مربع میٹر بنتا ہے۔

اسی طرح لجنہ ہاؤس جو ایک نہایت درجہ بوسیدہ عمارت تھی اور جس کا کل رقبہ 80 مربع میٹر تھا۔ اب اس کی جگہ 560 مربع میٹر کی عمارت تعمیر ہوئی ہے۔ اس میں ایک ہال، کانفرنس روم، اشاعت کا دفتر، دو سٹورز، MTA سٹوڈیو، مکرم مربی صاحب کا دفتر، اور سیکرٹری مال، سیکرٹری وصایا اور انصار اللہ کے دفاتر تعمیر ہوئے ہیں۔ جبکہ اوپر مربی ہاؤس اور ایک گیسٹ ہاؤس تعمیر کیا گیا ہے۔

گنبد کی اندرونی حالت زار

مسجد نصرت جہاں کے گنبد کی اندرونی چھت بہت خراب ہو چکی تھی اور اس کی تمام تر خوبصورتی زائل ہو چکی تھی۔

چونکہ اس کی مرمت کا کام نہایت درجہ مشکل اور بڑے اخراجات کا تقاضا کرتا تھا اس لئے میں نے حضور انور کی خدمت میں درخواست کی کہ اگر جرمنی سے مکرم سعید گیسلر صاحب (Saeed Geesler) کو یہاں بھجوایا جائے تو وہ یہ کام سر انجام دیں۔ چنانچہ مکرم سعید گیسلر صاحب یہاں تشریف لائے اور گنبد کا معائنہ کیا اور پھر اس کی مرمت کیلئے منصوبہ بنایا۔ بعد میں وہ اپنی ٹیم کے ہمراہ تین مرتبہ تشریف لائے اور اِس کی مرمت کا کام شروع کیا۔

میں نے ان سے درخواست کی کہ گنبد کے گرد ایک فریم بھی تیار کر دیں جس پر آیات قرآنیہ لکھوائی جا سکیں اِس سارے کام اور مرمت کے لئے مکرم سعید گیسلر صاحب اپنے ہمراہ ضروری سامان اور آلات بھی جرمنی سے لاتے رہے اور تین مرتبہ کئی کئی دن قیام کرتے رہے اور دن رات نہایت بشاشت اور محنت اور فدائیت کے جذبہ سے کام کرتے رہے۔ آپ کی ٹیم میں مندرجہ ذیل احباب شامل تھے۔

(Mr. Mustafa Bauch (Plaster work)

(Mr. Abdul Majeed (electric)

Mr. Mirza Muhammad Naeem

اللہ تعالیٰ ان سب کو غیر معمولی اجر سے نوازے اور ان کے گھروں کو اپنے نور سے روشن اور منور رکھے۔ آمین

گنبد کی اندرونی چھت کی مرمت کا کام مکمل ہوا اور آیات قرآنیہ تحریر کرنے کے لئے فریم بھی مکمل ہو گیا تو خاکسار نے حضور انور کی خدمت میں چند آیات بھجوائیں کہ ان میں سے کون کون سی آیات تحریر کی جائیں۔ حضور انور نے فرمایا اَلَا بِذِکۡرِ اللّٰہِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ ہی تحریر کریں فقط۔

جرمنی میں ہمارے مکرم نوید اقبال صاحب ایسے دوست ہیں جو خطاطی میں ماہر ہیں چنانچہ اُن سے درخواست کی کہ وہ کسی وقت جرمنی سے ڈنمارک آئیں اور مسجد نصرت جہاں کی اندرونی چھت پر آیت تحریر کریں۔ چنانچہ میں تہہ دل سے ان کا ممنون ہوں کہ وہ آئے اور نہایت خوبصورتی سے آیت کو تحریر کیا۔ فجزاہ اللّٰہ تعالیٰ احسن الجزاء فی الدنیا و الآخرۃ

حضور انور کی اجازت سے مسجد میں ایک خوبصورت فانوس بھی لگایا گیا اِس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسجد نصرت جہاں کا اندرونی حصہ نہایت دلکش اور خوبصورت شکل میں مکمل ہوا۔ الحمد للّٰہ علیٰ ذلك۔

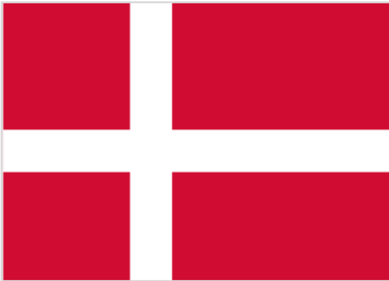
یہاں اس بات کا ذکر بھی کروں کہ خاکسار نے موجودہ نصرت ہال اور اوپر لائبریری کیلئے 4 میٹر اور آگے تک تعمیر کی اجازت مانگی تھی مگر کمیون نے اس کی اجازت نہ دی اور اِس طرح کوئی 96 مربع میٹر تعمیر نہ ہو سکا۔ وگرنہ نصرت ہال کا رقبہ جو اس وقت 144 مربع میٹر، (کوریڈور کے علاوہ) کی جگہ 192 مربع میٹر ہوتا اور لائبریری کا کل رقبہ 48 مربع میٹر کی بجائے 96 مربع میٹر ہوتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اب بھی بہت کھلی اور وسیع جگہ دستیاب ہے الحمد للّٰہ۔

احباب جانتے ہیں کہ مسجد نصرت جہاں کا ایک ستون مرکزی دروازہ کے آگے تھا جس کی وجہ سے سر ٹکرانے کا خدشہ رہتا اور جھک کر اندر جانا پڑتا تھا۔ چنانچہ میں نے تعمیراتی کمپنی سے معاہدہ میں یہ کام بھی رکھوالیا کہ موجودہ دروازہ کی جگہ تبدیل کر کے تھوڑا آگے بنا دیا جائے تاکہ ستون راستہ میں حائل نہ ہو۔ چنانچہ مرکزی دروازے کی جگہ تبدیل کر دی گئی اور اِس طرح اب مرکزی دروازہ ستون سے کچھ فاصلہ پر تعمیر کیا گیا ہے اور اس کے سامنے ایک لابی بھی تعمیر کی گئی جس سے خوبصورتی اور کشادگی میں اضافہ ہوا بلکہ دروازہ کھلا اور چوڑا ہو گیا۔

الحمد للہ ثم الحمد للہ حضور انور کی دعاؤں اور خصوصی توجہ ور ہنمائی نے اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کیا اور اب یہاں نہایت خوبصورت جدید سہولیات کے ساتھ عمارات تعمیر ہو چکی ہیں۔ اللہ کرے کہ اس کے ظاہری حسن و جمال کے ساتھ ساتھ اس کا روحانی جمال اور وقار بھی ظاہر ہو اور یہ مسجد ڈینش عوام و خواص میں تبلیغ اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے قیام کا ذریعہ ثابت ہو۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 26 دسمبر 2022ء)







﴿23﴾

مسجد مریم۔ گولوے آئرلینڈ

(عطاء الرحمٰن خالد۔ مربی سلسلہ ڈبلن آئرلینڈ)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے عیسائیت کے گڑھ آئرلینڈ میں پہلی مسجد کا سنگ بنیاد گولوے کے شہر میں، جو ایک لحاظ سے دنیا کا کنارہ ہے، ستمبر 2010ء میں رکھا اور 26 ستمبر 2014ء میں اس کا باقاعدہ افتتاح فرمایا۔

زمین کا کل رقبہ 2400 مربع میٹر ہے یعنی پونے ایکڑ سے تھوڑا سا کم۔ مسجد کا مسقف حصہ ہے وہ 217 مربع میٹر ہے اور یہ جگہ 2009ء میں پانچ لاکھ پندرہ ہزار یورو کی لاگت سے خریدی گئی تھی۔ پھر اس کی تعمیر پر تقریباً گیارہ لاکھ یورو کے اخراجات آئے۔ مین ہال اور دوسری جگہوں کو ملا کے ان میں تقریباً دو سو کے قریب لوگ نماز پڑھ سکتے ہیں۔ اس مسجد سے ملحقہ دو دفاتر بھی ہیں۔ اس زمین پر ایک مکان بھی بنا ہوا تھا جو تین کمروں پر مشتمل ہے اور اس میں کچن وغیرہ بھی بنا ہوا ہے۔ سترہ گاڑیوں کی پارکنگ کی بھی گنجائش ہے۔ پھر اس زمین کی لوکیشن (Location) بڑی اچھی ہے۔ قریب ہی یہاں گھوڑ دوڑ کا ریسنگ گراؤنڈ (Racing ground) ہے جہاں سے یہ خوبصورت مسجد بڑی اچھی طرح نظر آتی ہے۔ مسجد کے گرد کافی آبادی ہے اور مسجد کے سامنے سے تقریباً روزانہ ہی سینکڑوں کی تعداد میں لوگ گزرتے ہیں۔ گولوے ایئرپورٹ بھی دس منٹ کے فاصلے پر ہے۔ مسجد کے افتتاح سے کچھ عرصہ قبل دو اور مکان بھی خریدے گئے جو بالکل مسجد کے پیچھے دیوار کے ساتھ لگتے ہیں۔

جماعت آئرلینڈ کی بڑھتی ہوئی ضروریات کے پیشِ نظر مسجد کے پیچھے ایک نئے ہال کی تعمیر بھی کی گئی ہے جو اکتوبر 2022ء میں مکمل ہوئی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس نئے ہال کا نام ”مسرور ہال“ رکھا ہے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 26 دسمبر 2022ء)





﴿24﴾

سوئٹزرلینڈ کی پہلی مسجد

(صباح الدین بٹ۔ نمائندہ الفضل آن لائن سوئٹزرلینڈ)

مؤرخہ 25؍اگست 1962ء کو صبح ساڑھے دس بجے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی سب سے چھوٹی بیٹی سیدہ امتہ الحفیظ بیگم صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سوئٹزرلینڈ تاریخ کی پہلی مسجد، محمود مسجد زیورخ کا سنگ بنیاد رکھا۔

سنگ بنیاد کے لئے مسجد مبارک کی وہ اینٹ جسے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعا کے بعد بھجوایا تھا استعمال کی گئی۔ مبلغ سلسلہ مکرم چوہدری مشتاق احمد باجوہ صاحب کی نگرانی میں مسجد تعمیر ہوئی اور مؤرخہ 2؍جون 1963ء کو سہ پہر تین بجے حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ صدر جنرل اسمبلی نے مسجد کا افتتاح فرمایا۔ پہلی اذان مبلغ اسلام مکرم کرم الٰہی ظفر صاحب نے دی۔

محمود مسجد زیورخ، فورخ سٹراسے 323 پر واقع ہے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 26 دسمبر 2022ء)





﴾25﴿

امریکہ کی پہلی مسجد

(مولانا سید شمشاد احمد ناصر۔ مبلغ امریک)

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک جانثار صحابی حضرت مفتی محمد صادقؓ کو امریکہ میں تبلیغ اسلام کے لئے 1920ء میں بھیجا۔ چنانچہ آپ نیویارک تشریف لائے اور ایک گھر کرایہ پر حاصل کر کے تبلیغ اسلام کا کام شروع کر دیا اور پھر شکاگو تشریف لے گئے۔ یہاں پر آپؓ نے ایک مرکز کی بنیاد ڈالی اور خدا تعالیٰ کے فضل سے لوگوں نے آپؓ کی طرف توجہ کی اور لوگ احمدیت میں داخل ہونا شروع ہو گئے۔

حضرت مفتی محمد صادقؓ نے یہاں پر ایک مسجد کے قیام کی کوشش شروع کی اور اس کے لئے مرکز احمدیت قادیان میں درخواست بھی بھجوائی۔ چنانچہ مقامی نومبائعین اور مرکز کی اعانت سے 1922ء میں واباش ایونیو پر ایک گھر خرید کر المسجد کے نام سے پہلی مسجد بنانے کی توفیق ملی۔ آپ نے اس عمارت پر مسجد کی تزئین اور شناخت کے طور پر لکڑی کا ایک گنبد بھی بنوایا۔ یہ مسجد اپنی سڑک کے نام واباش مسجد کے نام سے مشہور ہو گئی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ بھی اس مسجد میں تشریف لائے تھے۔ پھر 1987ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ امریکہ کے دورہ پر تشریف لائے تو اس مسجد کا نیا پلان بنانے کی منظوری عطا فرمائی اور اس جگہ کا نام ''مسجد الصادق'' ہوا۔ یہی وہ بابرکت مسجد ہے جس کو یہ امتیازی حیثیت حاصل ہے کہ اس کا قیام ایک صحابی حضرت مسیح موعودؑ علیہ السلام کی کوششوں سے ہوا اور آج امریکہ کی پہلی مسجد کے طور پر جانی جاتی ہے۔ یہی وہ مسجد ہے جس کے قیام سے آج امریکہ میں تبلیغ اسلام کے ذریعہ احمدیت پھیلی اور پھر اللہ تعالیٰ کے فضل سے دیگر مساجد کا قیام عمل میں آرہا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی اس مسجد کا دورہ فرمایا جب آپ 2012ء میں امریکہ کے دورہ پر تشریف لائے تھے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد کے حصوں کا تفصیلی جائزہ لیا اور دعا کروائی۔

مسجد فضل عمر ڈیٹن اوہایو

یہاں پر ایک اور قابل ذکر بات مسجد کے بابت لکھنی ضروری ہے کہ ڈیٹن جماعت کا قیام 1933ء میں ہوا۔ 1948ء میں یہاں پر پہلا جلسہ سالانہ بھی ہوا۔ اس سے اگلے سال ایک نو احمدی مکرم ولی کریم صاحب اور ان کی اہلیہ محترمہ لطیفہ کریم صاحبہ نے اپنے مکان سے ملحقہ ایک قطعہ زمین جماعت کو مسجد کی تعمیر کی غرض سے پیش کیا۔

1953ء میں مکرم مولانا خلیل احمد ناصر امیر و مشنری انچارج امریکہ نے اس مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ ابھی یہ مسجد نامکمل تھی اور تعمیر کے مراحل سے گزر رہی تھی کہ 1963ء میں یہاں ڈیٹن میں مکرم میجر عبدالحمید صاحب کا تقرر بطور مشنری ہوا۔ چنانچہ آپ نے اس کی تعمیر کے بقیہ مراحل کو پورا کیا اور خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ مسجد مکمل ہوئی۔ اس لحاظ سے اس مسجد کو جماعت احمدیہ امریکہ کی پہلی تعمیر شدہ مسجد ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ اس مسجد کا نام فضل عمر رکھا گیا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں مساجد بنانے اور مساجد کو آباد کرنے کی توفیق دیتا چلا جائے اور امریکہ کی جماعت عبادت گزاروں کی جماعت بن جائے اور لوگوں کو خدائے واحد کی طرف بلانے کی تمام کوششوں میں اللہ تعالیٰ کامیابی عطا فرمائے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 27 دسمبر 2022ء)







﴿26﴾

کینیڈا میں تعمیر ہونے والی پہلی مسجد
بیت الاسلام کی تاریخ اور تعارف

(فرحان احمد حمزہ قریشی۔ استاد جامعہ احمدیہ کینیڈا)

سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا کہ ”جس گاؤں یا شہر میں ہماری جماعت کی مسجد قائم ہوگئی تو سمجھو کہ جماعت کی ترقی کی بنیاد پڑ گئی۔ اگر کوئی ایسا گاؤں ہو یا شہر جہاں مسلمان کم ہوں یا نہ ہوں اور وہاں اسلام کی ترقی کرنی ہو تو ایک مسجد بنا دینی چاہیئے پھر خدا خود مسلمانوں کو کھینچ لاوے گا۔“

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 119 ایڈیشن 1984ء)

ٹورانٹو میں واقع مسجد بیت الاسلام جو کہ جماعت احمدیہ کینیڈا کی پہلی اور مرکزی مسجد ہے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اس ارشادِ مبارک کی صداقت کی دلیل ہے۔ یہ مسجد ایک ایسے بے آب و گیاہ جگہ میں تعمیر کی گئی جہاں کوئی آبادی نہ تھی۔ لیکن آج اس خانہ خدا کی برکت سے نہ صرف احمدی مسلمانوں کی پُر رونق آبادی اس کے گرد آباد ہے بلکہ ایک بستا ہوا شہر اس کے گرد و نواح میں آباد ہے۔

پس منظر

کینیڈا کا پہلا نماز سینٹر مانٹریال میں 1963ء میں قائم ہوا۔ بعد ازاں ٹورانٹو اور پھر کیلگری اور ایڈمنٹن وغیرہ میں بھی نماز سینٹرز قائم ہوئے لیکن بڑھتی ہوئی جماعت کی ضروریات کے پیش نظر ایک باقاعدہ مسجد کی ضرورت تھی۔

اگست 1976ء میں جب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ پہلی بار کینیڈا تشریف لائے تو آپ نے جماعت کے صدران سے ملاقات کے دوران فرمایا کہ اس وقت احمدیوں کو مغربی ماحول کے برے اثرات سے بچانے اور نوجوانوں کی خالص اسلامی ماحول میں تربیت کرنے کے لئے ”بہتر یہ ہے کہ فوری طور پر آپ شہر سے تیس چالیس میل باہر بیس تیس ایکڑ زمین حاصل کریں۔“

(تاریخ جماعت احمدیہ کینیڈا1899ء تا2008ء صفحہ 45)

چنانچہ اپنے امام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے نومبر 1976ء میں جماعت نے ٹورانٹو کے سکاربرو (Scarborough) ڈسٹرکٹ میں مسجد اور مشن ہاؤس کے لئے ساڑھے چھ ایکڑ کا ایک قطعہ زمین خریدا۔ لیکن یہاں پر عملی طور پر مسجد یا مشن ہاؤس قائم کرنے میں بعض رکاوٹیں حائل ہو گئیں اور بالآخر کسی اور زمین کی تلاش شروع ہو گئی۔

(تاریخ جماعت احمدیہ کینیڈا صفحہ 63)

1977ء میں 36 Thorncliffe Park Drive کا اپارٹمنٹ نمبر 505 کرائے پر لیا گیا جہاں جماعت کا پہلا مرکزی مشن ہاؤس قائم ہوا اور پھر بعد میں 1981ء میں ایک گھر (1306 Wilson Avenue) جماعت کے پہلے مستقل مرکزی مشن ہاؤس کے طور پر ایک لاکھ 33 ہزار ڈالرز کی لاگت پر خرید لیا گیا۔ اس مشن ہاؤس کا نام حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے ”بیت العافیت“ رکھا۔ کچھ وقت تک اس مشن ہاؤس کے ذریعے جماعتی ضروریات پوری ہوتی رہیں۔

(تاریخ جماعت احمدیہ کینیڈا صفحہ 64-65/رسالہ النداء اپریل تا ستمبر 1992ء صفحہ 3)

مسجد کی تعمیر کے لئے مالی تحریک

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ علیہ نے 1983ء میں کینیڈا میں نئے مشنز اور مساجد بنانے کے منصوبے کا اعلان فرمایا اور احباب جماعت کو تلقین کی کہ ”جماعت کینیڈا کو چاہئے کہ اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرتے ہوئے اپنے پاؤں پر کھڑے ہوں اور ایک نئے جوش اور ولولہ کے ساتھ مشن ہاؤسز و مساجد فنڈ کے لئے اپنی توفیق کے

مطابق قربانیاں پیش کریں... موجودہ حالات کے پیش نظر میں سمجھتا ہوں کہ تین سال کے اندر اندر اس فنڈ کے لئے جماعتہائے احمدیہ کینیڈا چھ لاکھ ڈالرز جمع کرے۔"

(تاریخ جماعت احمدیہ کینیڈا صفحہ 132)

پھر فرمایا:"عزیز احمدیو! اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کے گھر برکتوں سے بھر جائیں تو خدا کے نام پر اس کے گھر تعمیر کیجئے کہ مسجد بنانے والوں سے خدا کا وعدہ ہے :مَنْ بَنٰی لِلّٰہِ مَسْجِدًا بَنَی اللّٰہُ لَہٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ کہ جو خدا کے لئے مسجد تعمیر کرے گا۔ اللہ جنت میں اس کا گھر تعمیر کرے گا۔ جنت یعنی خدا کی رضا آپ کو نصیب ہو گی۔"

(تاریخ جماعت احمدیہ کینیڈا صفحہ 129-130)

چنانچہ اس تحریک پر کینیڈا کے طول و عرض سے مخلصین جماعت نے جوش و خروش سے حصہ لیا۔

مشن ہاؤس اور مسجد کی زمین کی خرید

پھر 1985ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کینیڈا کو مسجد کی تعمیر کے لئے ایک وسیع اور بڑی جگہ خریدنے کی ہدایت دی۔ اس مقصد کے لئے پانچ افراد پر مشتمل ایک کمیٹی قائم کی گئی جس نے لائحہ عمل تجویز کیا۔ اس لائحہ عمل کے مطابق جائیداد کی خرید و فروخت کے ایجنٹس، متعلقہ اخبارات و رسائل وغیرہ کے ذریعے اور ذاتی طور پر بھی مختلف جائیدادوں کی تلاش کی گئی۔ آخر اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضور انور رحمہ اللہ کی دعاؤں سے ایک پچیس ایکڑ قطعہ زمین جو کہ ٹورانٹو کے شمال میں واقع وان (Vaughan) شہر کے میپل (Maple) علاقہ میں Jane Street اور Highway 400 کے درمیان تھی مل گئی۔ اس زمین پر پہلے سے 22 کمروں پر مشتمل ایک وسیع عمارت موجود تھی۔ چنانچہ نیشنل مجلس عاملہ کے اتفاق سے اس زمین کے حصول کی تجویز سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بغرضِ منظوری پیش کی۔ جسے حضور نے از راہِ شفقت منظور فرمایا اور یہ قطعہ زمین 5 لاکھ 25 ہزار ڈالرز کی قیمت پر خرید لیا گیا اور 13، دسمبر 1985ء کو اس زمین کا قبضہ بھی مل گیا۔ اس کا نام حضورؒ نے "بیت الاسلام" تجویز فرمایا۔

)تاریخ جماعت احمدیہ کینیڈا صفحہ 159-160 احمدیہ گزٹ کینیڈا اکتوبر 1992ء صفحہ 35 انگریزی حصہ(

سنگِ بنیاد کی تقریب

مسندِ خلافت پر متمکن ہونے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ پہلی بار ستمبر 1986ء میں کینیڈا کے دورے پر تشریف لائے۔ اسی مبارک دورے کے دوران مؤرخہ 20/ستمبر 1986ء کو حضورؒ نے اپنے دستِ مبارک سے مسجد بیت الاسلام کا سنگِ بنیاد رکھا۔ حضورؒ اور حضرت آپا آصفہ بیگم صاحبہؒ کے بعد کُل 36 بزرگان اور نمائندگان جماعت کو اینٹیں نصب کرنے کی سعادت ملی۔

اس موقع پر حضورؒ نے پُر معارف خطاب ارشاد فرمایا جس میں آپ نے سورۃ آل عمران کی آیت 97 یعنی ”یقیناً پہلا گھر جو بنی نوع انسان (کے فائدے) کے لئے بنایا گیا وہ ہے جو بکّہ میں ہے۔ (وہ) مبارک اور باعثِ ہدایت بنایا گیا تمام جہانوں کے لئے“ کے حوالے سے فرمایا کہ مکہ مکرمہ میں بیت اللہ بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے تعمیر کی گئی اور وہ سب کے لئے راہنمائی کا مرکز تھا۔ چنانچہ کینیڈا میں اس پہلی مسجد کی تعمیر کے بھی یہی مقاصد ہیں۔ نیز ہم امن پسند جماعت ہیں اور جہاں بھی ہم مساجد تعمیر کرتے ہیں وہ انہی مقاصد کے مطابق بناتے ہیں نہ کہ نفرت، تشدّد اور دہشت پھیلانے کے لئے۔

(تاریخ جماعت احمدیہ کینیڈا صفحہ 172-173)

نقشہ جات کی تیاری

مسجد کی سنگ بنیاد رکھے جانے کے بعد 1987ء میں ایک نئی مسجد کمیٹی تشکیل دی گئی جس نے مسجد کے plan کا حتمی لائحہ عمل تیار کیا اور ایک نامور اور ماہر آرکیٹیکٹ پروفیسر گلزار حیدر صاحب، جو اس وقت آٹوا کی Carleton یونیورسٹی میں پڑھاتے تھے، کو یہ کام سپرد کیا گیا۔

پروفیسر صاحب نے جب مسجد کا بنیادی خاکہ مسجد کمیٹی کی راہنمائی سے تیار کر دیا تو اسے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ حضورؒ نے اس کی اصولی منظوری تو عنایت فرما دی تاہم بعض حصوں میں تبدیلیوں کی ہدایت فرمائی۔ چنانچہ حضورؒ کی ہدایت کے پیش نظر دوبارہ نقشہ جات تیار کر کے نیز اخراجات کا اندازہ

اور دیگر تفصیلات کو مولانا نسیم مہدی صاحب (امیر و مبلغ انچارج کینیڈا) نے جلسہ سالانہ برطانیہ 1988ء کے موقع پر حضور انورؒ کی خدمت میں پیش کیں جنہیں حضورؒ نے ازراہ شفقت منظور فرمایا۔

اوائل اکتوبر 1988ء میں تفصیلی architectural نقشہ جات کی تیاری مکمل ہو گئی۔ اس سلسلہ میں آسام ہندوستان سے تعلق رکھنے والے آرکیٹیکٹ ڈسمنڈ رائے چوہدری صاحب نے تمام drawings تیار کیں اور پروفیسر گلزار حیدر صاحب کے ایک شاگرد اسماعیل صاحب، جن کا تعلق ملائشیا سے تھا، نے بھی قابل قدر کام کیا۔

(رسالہ النداء اپریل تا ستمبر 1992ء صفحہ 9)

تعمیراتی کام کا آغاز

مسجد کے نقشہ جات کو شہر کی میونسپل کمیٹی سے اور پھر ذیلی محکمہ جات سے منظور کروانا ایک مشکل مرحلہ تھا۔ یہ سلسلہ اپریل 1988ء سے لے کر مارچ 1989ء تک جاری رہا جب تعمیر کی اصولی منظوری مل گئی۔ لیکن اس کے بعد بھی بعض تکنیکی مشکلات کے پیش نظر سٹی ہال سے فوری منظوری حاصل نہ ہو سکی۔

(رسالہ النداء اپریل تا ستمبر 1992ء صفحہ 10)

بالآخر مسجد کی تعمیر کا permit مؤرخہ 14/جولائی 1989ء کو ملا اور اس کے کچھ عرصہ بعد مؤرخہ 7، ستمبر 1989ء کو اجتماعی دعا کے بعد مسجد کی تعمیر کے کام کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ مسجد کی تعمیر پر کُل 4 ملین ڈالرز خرچ ہوئے۔

(تاریخ جماعت احمدیہ کینیڈا صفحہ 160)

تعمیر کے طریق کار کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت فرمائی کہ مسجد کی تعمیر کا کام کسی ٹھیکیدار کے سپرد نہ کیا جائے۔ چنانچہ فیصلہ ہوا کہ تعمیر کے کام کی نگرانی کرنے کے لئے جماعت میں سے ہی ایک پراجیکٹ مینجر مقرر کیا جائے۔ اس سے دیگر فوائد کے علاوہ ایک بڑا فائدہ یہ نظر آ رہا تھا کہ کینیڈا میں آئندہ مساجد تعمیر کرنے کے لئے احمدی احباب کو تجربہ حاصل ہو جائے گا۔ چنانچہ اس کام کے لئے مکرم ڈاکٹر نعیم احمد صاحب تعمیر کے مینجر مقرر ہوئے جبکہ مکرم چوہدری نصیر احمد صاحب کے ذمّے کمپنیوں سے معاملات طے کرنے اور

materials فراہم کرنے کا کام سپرد ہوا۔ مکرم ڈاکٹر صاحب موصوف نے قریباً ایک سال اس خدمت کو سرانجام دیا جس دوران کھدائی، بنیادیں اور دیواریں تعمیر ہوئیں۔ پھر اگست 1990ء میں مکرم چوہدری نصیر احمد صاحب کو بطور پراجیکٹ مینجر مقرر کر دیا گیا۔

(رسالہ النداء اپریل تا ستمبر 1992ء صفحہ 11)

مسجد کا ڈیزائن

ابتدائی ڈیزائن کے مطابق مسجد کے لئے سفید اینٹوں کی عدم فراہمی کے باعث مجبوراً زرد رنگ کی اینٹیں استعمال کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ لیکن یہ بات تسلی بخش نہ تھی۔ کیونکہ مسجد کے لئے سفید رنگ نہ صرف جاذب نظر ہوتا بلکہ مسجد کی زمین سے ملحق شاہراہ سے نہایت خوبصورت لگتا اور سورج کے غروب ہونے کے بعد بھی دیر تک مسجد دکھائی دیتی۔ چنانچہ مسجد کے پراجیکٹ مینیجر مکرم چوہدری نصیر احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ یہی پریشانی لاحق تھی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی کینیڈا میں تشریف آوری پر حضورؒ کے اعزاز میں ٹورانٹو میں ایک عشائیہ کا اہتمام کیا گیا۔ اس موقع پر مکرم چوہدری صاحب کی گفتگو ان کے سامنے بیٹھے ہوئے مہمان سے شروع ہوئی۔ باتوں باتوں میں بریمٹن شہر میں خوبصورت نئے چرچ کا ذکر ہوا جو مکمل طور پر سفید تھا۔ اس پر مہمان نے مسکراتے ہوئے بتایا کہ وہ CanMar کمپنی کا مالک تھا اور اس چرچ میں precast concrete کا ٹھیکہ اسی کے فرم کے پاس تھا۔ چوہدری صاحب بیان کرتے ہیں ”میری خوشی کی انتہا نہ رہی۔ میں نے اسے بتایا کہ ہم اپنی مسجد کے لئے سفید precast کی تلاش میں ہیں۔ وہ کہنے لگا کہ میں آپ کے لیڈر (یعنی حضرت امام جماعت احمدیہ) اور آپ کی جماعت کے نظم وضبط سے بہت متاثر ہوا ہوں۔ میں آپ کو بہت ہی اچھی قیمت دے سکتا ہوں۔“ چنانچہ اس کمپنی سے معاہدہ ہوا اور اینٹوں کی نسبت بہت کم قیمت پر نہایت خوبصورت precast سے مسجد کی تعمیر کی گئی اور لطف کی بات یہ تھی کہ جہاں اس کمپنی نے چرچ کی تعمیر کے لئے 35 ڈالر فی مکعّب فٹ وصول کیا، وہاں مسجد کے لئے 21 ڈالر کے حساب سے دیا۔

(رسالہ النداء اپریل تا ستمبر 1992ء صفحہ 10)

مسجد کی گنبدوں کی تعمیر کے پیچھے ایک طویل اور دلچسپ داستان ہے۔ آرکیٹیکٹ کے نقشہ جات کے مطابق گنبدوں کو fiberglass سے بنانا مقصود تھا تاہم جب عملاً اس material کے متعلق معلومات لی گئیں تو معلوم ہوا کہ

موجودہ وسائل وصورتحال کے پیش نظر یہ ناممکن تھا۔ چنانچہ مختلف تعمیری سامانوں پر غور کیا گیا۔ ایسا material درکار تھا جس کی دیکھ بھال بہت ہی کم کرنی پڑے اور جسے رنگ وغیرہ نہ کرنا پڑے۔ چنانچہ دافع زنگ فولاد (stainless steel) کی طرف توجہ مبذول ہوئی اور اسی material سے گنبد تیار کئے گئے جبکہ اس سے قبل کبھی بھی اتنے بڑے گنبد نہ بنائے گئے تھے۔ دافع زنگ فولاد میں nickel کی دھات استعمال ہوتی ہے اور حسن اتفاق سے nickel کی مصنوعات بنانے والوں کی ایسوسی ایشن کا مرکز کینیڈا میں ہے جو ایک رسالہ Nickel Magazine شائع کرتے ہیں۔ انہوں نے فخر سے مسجد کے گنبدوں کی رنگین تصاویر اپنے رسالے کے سرورق پر نصب کیں اور ان کے نزدیک یہ پہلا موقع تھا جبکہ دافع زنگ فولاد کا اتنا بڑا گنبد کسی بھی عمارت پر سجایا گیا۔

(رسالہ النداء اپریل تا ستمبر 1992ء صفحہ 10)

آج مسجد بیت الاسلام کو دیکھنے والے تمام احباب برملا اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ مسجد کا سفید رنگ اور چاندی رنگ کے دونوں گنبد خوبصورتی اور سادگی کا ایک حسین اور شاندار امتزاج پیش کرتے ہیں اور دور دور سے بھی یہ مسجد جاذب نظر اور دلکش دکھائی دیتی ہے۔ مسجد کا ڈیزائن کچھ اس طرح ہے کہ جس زاویے سے بھی اسے دیکھا جائے اس کی خوبصورتی ایک اَور رنگ میں ابھر کر آتی ہے۔

تعمیر کے دوران نصرت الٰہی کے نظارے

اللہ تعالیٰ کی راہ میں کام کرنے والوں کو الٰہی نصرت کے نظارے دکھائے جاتے ہیں۔ چنانچہ مسجد بیت الاسلام کی تعمیر کے دوران متعدد ایمان افروز واقعات رونما ہوئے۔ مکرم چوہدری نصیر احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ ”اس پراجیکٹ پر کام کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کے جماعت پر بے پایاں فضل اور احسانات کے جلووں کو بارش کی طرح برستے پایا۔ تعمیر کے دوران بعض امور اور نقشہ جات وغیرہ کی منظوری کے سلسلہ میں بعض ایسی رکاوٹیں حائل ہو جاتی رہیں کہ بظاہر لگتا تھا ان کا ہٹنا ناممکن ہے اور نتیجۃً جماعت کو یا تو بہت زیادہ خرچ کرنا پڑتا جس کے لئے مسجد کے مخصوص فنڈز ناکافی تھے یا بصورت دیگر کام روک دینا پڑتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ غیب سے ایسے سامان پیدا فرماتا رہا کہ زائد خرچ کئے بغیر وہ رکاوٹیں ہٹتی چلی گئیں۔“

(رسالہ النداء اپریل تا ستمبر 1992ء صفحہ 11)

مولانا نسیم مہدی صاحب مرحوم (سابق امیر و مشنری انچارج کینیڈا) بیان کرتے ہیں کہ ”تعمیر مسجد کے دوران بعض ایسے دن بھی آئے کہ جس دن اکاؤنٹ میں کچھ رقم بھی نہ تھی اور بڑے بڑے bill ادا کرنے کی تواریخ بھی قریب آرہی تھیں۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے ایسے ہی ایک موقع پر کچھ رقم کی اشد ضرورت تھی اور فوری ضرورت آن پڑی جس سے دل میں بہت ہی درد پیدا ہوا اور ڈھیروں دعائیں کیں کہ اے خدا یہ تیرا گھر بنانے کے لئے ہم تگ و دو کر رہے ہیں۔ ہم تھکے نہیں ہیں اور نہ ہی ہمت ہاریں گے لیکن اس فوری ضرورت کے لئے اپنے حضور سے کچھ بندوبست فرما۔ اسی شام کو ایک شادی کے موقع پر ایک دوست نے بڑی رقم کا چیک میرے ہاتھ میں تھمایا اور کہا کہ مسجد فنڈ میں اپنا وعدہ پورا کر چکا ہوں اور مجھے علم ہوا ہے کچھ مالی تنگی درپیش ہے اس لئے یہ رقم میری طرف سے بطور قرض مسجد کی تعمیر میں استعمال کریں اور جب مجھے ضرورت ہو گی تو میں واپس لے لوں گا۔ جتنی رقم کی ہمیں اشد ضرورت تھی یہ قرض اس رقم کا قریباً نصف تھی۔ فوراً دل میں خیال آیا کہ خدا تعالیٰ نے دعا کو شرف قبولیت بخشا ہے اور باقی رقم کا بھی خدا تعالیٰ کچھ نہ کچھ بندوبست فرما دے گا۔ اگلے روز پھر سے ایک بار اسی رحمان اور رحیم کے دروازے پر دستک دی۔ نماز کے بعد دل میں ایک دوست کا نام آیا، کیوں نہ میں ان کو فون پر حالات سے آگاہ کروں۔ چنانچہ میں نے ان کو فون کیا۔ کہ کس طرح ہمیں مالی دقت کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ یہ سن کر وہ کہنے لگے کہ آج ہی جتنی بھی رقم میرے پاس موجود ہے وہ بذریعہ چیک آپ کو بھجوا دیتا ہوں۔ اگلے روز جب ان کا چیک مجھے موصول ہوا تو وہ اور اس سے پہلے دوست کی دی ہوئی رقم مل کر اتنی ہو گئی جتنی ضرورت تھی۔ کون کہہ سکتا ہے کہ اس میں کسی بندے کا دخل ہو سکتا ہے۔ یہ محض خدا تعالیٰ کی طرف سے ہی مدد تھی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔“

(احمدیہ گزٹ کینیڈا اکتوبر 1992ء صفحہ 38 اردو حصہ)

تعمیر میں نمایاں خدمات سرانجام دینے والے مخلصین

مسجد کی تعمیر کے مراحل میں کئی مخلصین کو خدمات سرانجام دینے کی توفیق ملی۔ ان کی خدمات کی تفصیل یہاں بیان کرنا موجب تطویل ہو گا تاہم بعض کے اسمائے گرامی بغرض دعا ذیل میں دیئے جاتے ہیں۔ مولانا نسیم مہدی صاحب (امیر و مبلغ انچارج کینیڈا)، چوہدری نصیر احمد صاحب (پراجیکٹ مینجر)، ڈاکٹر نعیم احمد صاحب، ناصر احمد

چیمہ صاحب، محمد اشرف ناظر صاحب، محمد حزقیل خان صاحب، صالح محمد منگلا صاحب، خالد احمد مرزا صاحب، شکیل سعید صاحب، مولانا چوہدری منیر احمد صاحب، سعید احمد قمر صاحب، سفیر احمد قریشی صاحب، ملک خالق داد صاحب، نصیر احمد صاحب، امتیاز احمد صاحب، اعجاز احمد صاحب، سید مبارک احمد صاحب، طاہر احمد صاحب، داؤد صوبی صاحب۔

(احمدیہ گزٹ کینیڈا اکتوبر 1992ء صفحہ 53-57 اردو حصہ)

مسجد کا افتتاح

آخر مسجد خدا تعالیٰ کے فضل سے تعمیر کے مراحل سے گزرتے ہوئے پائیہ تکمیل کو پہنچی۔ یہ نہایت دیدہ زیب اور شاندار مسجد اُس وقت برّ اعظم امریکہ کی سب سے بڑی مسجد تھی۔

مسجد کے افتتاح کے لئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ بنفس نفیس کینیڈا تشریف لائے اور مؤرخہ 16/اکتوبر 1992ء بروز جمعۃ المبارک حضور نے خطبہ جمعہ کے ساتھ مسجد کا افتتاح فرمایا۔ یہیں سے پہلی مرتبہ satellite کے ذریعہ حضورؒ کا خطبہ جمعہ پوری دنیا میں نشر کیا گیا اور اس طرح دنیا کے ایک کنارے سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مقدس خلیفہ کی آواز اور تصویر کُل عالم میں پہنچائی گئی اور ایک لطیف رنگ میں الہام ”میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا“ پورا ہوا۔ حضور انور رحمہ اللہ نے فرمایا ”یہ بہت بڑا اور عظیم مبارک دن ہے جو در حقیقت آئندہ دور کے آغاز کی ایک منزل ہے۔ آگے بہت کچھ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ہونے والا ہے۔“

(خطباتِ طاہر جلد 11 صفحہ 723)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا بصیرت افروز پیغام

حضورؒ نے اپنے روح پرور خطبہ میں خصوصیت سے مساجد کی اصل زینت پر روشنی ڈالی جو اس کے نمازیوں اور ان کی عبادتوں سے ہے۔ خطبہ میں حضورؒ نے جماعت احمدیہ کینیڈا کے احباب کو خصوصاً مندرجہ ذیل بصیرت افروز پیغام دیا۔ آپؒ نے فرمایا:

”اس مسجد کی تعمیر کے سلسلے میں میں آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ حقیقت میں جماعت احمدیہ کی ترقی کا راز مساجد میں

ہے اور اُن مساجد میں ہے جن کو خدا تعالیٰ کی قائم کردہ شرطوں کے ساتھ آباد کیا جائے...پس جماعت احمدیہ کینیڈا پر ایک بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کیونکہ آپ نے یہ جو مسجد بنائی ہے اسے سجانا ابھی باقی ہے۔ اس کی ظاہری ٹیپ ٹاپ اور رنگ وصورت اور شکل جو بنادی گئی ہے بہت دیدہ زیب ہے اس میں شک نہیں لیکن قرآن کہتا ہے کہ ابھی تمہیں اپنی زینتیں لے کر اس مسجد میں حاضر ہونا ہوگا تبھی یہ مسجد خوبصورت بنے گی۔ پس جماعت احمدیہ کینیڈا کو عبادات کی طرف توجہ کرنی ضروری ہے۔"

(خطباتِ طاہر جلد 11 صفحہ 731-732)

مسجد کی تعمیر کے 30 سال مکمل ہوئے

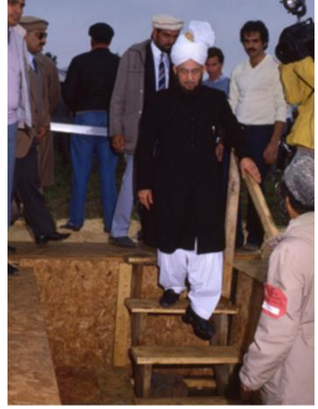
بیت الاسلام کی تعمیر کی داستان طویل اور نہایت ایمان افروز ہے۔ یہ تذکرے نہ صرف جماعت احمدیہ کی تاریخ میں بلکہ تاریخِ عالم میں سنہرے حروف سے لکھے جائیں گے اور امید ہے کہ آئندہ آنے والی نسلیں اپنے اسلاف کی قربانیوں اور ان کے نمونوں کو دیکھ کر جہاں ان کے نقوشِ پا پر چلنے کی کوشش کریں گی وہاں اُن کے لئے دعائیں بھی کرنے والی ہوں گی جنہوں نے خالصتاً للہ یہ مسجد تعمیر کی۔ ان شاء اللہ

خدا تعالیٰ کے فضل سے مسجد کی تعمیر کے 30 سال مکمل ہو گئے ہیں فَالْحَمْدُ لِلّٰہ۔ کینیڈا کی اس پہلی مسجد کی تعمیر کے بعد جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا "جماعت کی ترقی کی بنیاد پڑ گئی" اور اب جماعت ترقیات کی منازل طے کرتی چلی جارہی ہے۔ اس مسجد کے گرد پیس ویلج کی پُر رونق احمدی آبادی، ایوانِ طاہر اور جامعہ احمدیہ کینیڈا قائم ہیں۔ بریمٹن، سیسکاٹون، ریجائنا، کیلگری اور وینکوور میں باقاعدہ شاندار مساجد بنانے کی توفیق ملی اور ملک بھر کے دیگر شہروں میں مساجد قائم ہوئیں اور آئندہ بھی تعمیرِ مساجد کا یہ مبارک سلسلہ جاری رہے گا۔ وَ بِاللّٰہِ التَّوْفِیْق

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کینیڈا کو مساجد کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 27 دسمبر 2022ء)







﴾27﴿

برازیل کی پہلی تاریخی مسجد بیت الاول

(وسیم احمد ظفر۔ نمائندہ الفضل آن لائن برازیل)

برازیل میں جماعت احمدیہ کا باقاعدہ قیام 1985ء میں مکرم سید محمود احمد صاحب مرحوم سابق صدر جماعت احمدیہ برازیل کی کوششوں سے عمل میں آیا 1989ء میں ایک برازیلین احمدی خاتون سسٹر آمنہ کے توسط سے ریو دی جانیرو (Rio de Janeiro) صوبہ کے ایک خوبصورت شہر پیٹروپولس (Petropolis) میں مشن ہاوس کے لئے پہاڑی نما ایک بڑی پراپرٹی خریدی گئی جس میں ہموار زمین بہت کم ہے اور زیادہ تر سرسبز و شاداب پہاڑی علاقہ ہے۔ اس زمین میں پہلے سے ایک پرانی طرز کا مکان بھی موجود تھا جس کے ایک کمرہ میں نمازیں، جمعہ، عیدیں اور دوسری تقریبات منعقد کی جاتی تھیں۔ اسی مکان میں ہی آفس، لائبریری، مہمانوں کا قیام، مربی سلسلہ کی رہائش غرض مشن ہاؤس کی ساری ضروریات پوری کی جاتی تھیں۔ یہ خستہ حال مکان ہر طرف سے اس طرح درختوں، جھاڑیوں اور جڑی بوٹیوں میں چھپا ہوا تھا کہ ایک جنگل کی تصویر پیش کرتا تھا۔ خاکسار جب دسمبر 1993ء میں یہاں آیا تو اس بوسیدہ مکان اور اس کے ارد گرد کے ماحول کو دیکھ کر اس جگہ کے بارہ میں تفصیلی رپورٹ تیار کی اور یہ میری خوش قسمتی کہ 1994ء میں خود لندن جا کر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے ملاقات کا شرف حاصل کر کے خدمت اقدس میں پیش کرنے کی سعادت مل گئی مذکورہ رپورٹ میں اس پراپرٹی کی ناگفتہ بہ حالت کا نقشہ کھینچتے ہوئے کسی اور جگہ زمین کی تلاش کا ذکر بھی کیا تھا۔ پیارے آقا نے بعد ملاحظہ مسکرا کر فرمایا ''کیا ضرورت ہے بیچنے کی اسی کو خوبصورت بنائیں'' خلیفۂ وقت کے مبارک الفاظ سنتے ہی خاکسار نے اپنی رائے کو فی الفور ختم کرتے ہوئے عہد کیا کہ اگر خدا تعالیٰ نے توفیق دی تو حضور انورؒ کی خواہش کو پورا کرنے کی کوشش کروں گا اور تب سے اس جگہ کو بہتر سے بہتر اور خوبصورت بنانے کے لئے خاکسار نے اپنی پوری صلاحیت کو استعمال کرتے ہوئے کوششیں شروع کر دیں خاکسار کی اہلیہ اور بچوں نے بھی اس جہاد میں بھرپور ساتھ دیا۔

پہلے مرحلہ میں اسی پرانی بلڈنگ کی مرمتیں کروا کروا کر گزارا کرتے رہے لیکن مسجد کی تعمیر کی خواہش ابتداء سے ہی مچلتی رہی جس کے لئے گاہے بگاہے پہلے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اور پھر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں بھی لکھتا رہا چنانچہ خاکسار کے ایک خط کے جواب میں 22/مارچ 2005ء کو پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا اپنے دستخط مبارک سے خط ملا جس میں آپ نے فرمایا کہ:

"مکرم وسیم احمد ظفر صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط ملا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی تمام پاک خواہشات پوری فرمائے۔ خلافت کے ساتھ ہمیشہ وفا اور خلوص کے ساتھ وابستہ رکھے۔ مقبول خدمت دین کی توفیق پہلے سے بہت بڑھ کر عطاء فرماتا رہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جلد سے جلد برازیل میں مسجد تعمیر کرنے کی توفیق عطاء فرما دے۔ آمین۔ والسلام۔خاکسار۔ مرزا مسرور احمد۔ خلیفۃ المسیح الخامس"

میرے لئے یہ وہ تاریخی خط ہے جس میں پیارے آقا کی خواہش اور دعا کی برکت سے باوجود انتہائی ناگزیر حالات کے اس عاجز کو یہ تاریخی مسجد بنوانے کی توفیق ملی۔ یہاں تحدیث نعمت کے طور پر عرض کرتا چلوں کہ 1994ء میں خاکسار نے اپنی اہلیہ مکرمہ انیلہ ظفر صاحبہ کے ساتھ لندن میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ساتھ ان کے دفتر میں ملاقات کی تھی خاکسار کی اہلیہ نے حضور انور کی خدمت اقدس میں عرض کرتے ہوئے دعا کے لئے کہا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں برازیل میں کام کرنے کی توفیق دے اس پر پیارے آقا نے فرمایا "اللہ تعالیٰ تاریخی خدمت کی توفیق دے۔" چنانچہ برازیل کی اس پہلی تاریخی مسجد کی تعمیر کے حوالہ سے بھی خلیفۂ وقت کی بات پوری ہوگئی۔ الحمد للہ۔ ایں سعادت بزور بازو نیست۔

آہستہ آہستہ اس مکان کی حالت مزید بگڑتی چلی گئی اس پر خاکسار نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں لکھا کہ میرے نزدیک اس کی مرمتیں کرواتے چلے جانے سے بہتر ہے کہ اب اس کو گرا کر اسی جگہ پر اپنی ضرورت کے مطابق باقاعدہ مسجد اور مشن ہاؤس کی تعمیر کی جائے اس پر 2009ء میں حضور انور کی ہدایت پر کینیڈا سے مکرم رشید احمد ملک صاحب سول انجینئر تشریف لائے اور پراپرٹی کا تفصیلی جائزہ لیا اور

انہوں نے بھی خاکسار کی رائے سے اتفاق کرتے ہوئے اپنی رپورٹ پیش کر دی چنانچہ حضور انور نے اس کو منظور فرماتے ہوئے یہ ہدایت فرمائی کہ ”کونسل سے اجازت لینے کی کاروائی کی جائے“ اس پر میری تو خوشی کی کوئی انتہاء نہ رہی اور پہلی فرصت میں کونسل میں درخواست دے کر پیارے آقا کو بھی رپورٹ کر دی اس پر حضور انور کا 04-01-2010ء کا خط ملا کہ

”پیارے عزیزم وسیم احمد ظفر صاحب۔ مبلغ انچارج برازیل۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کی فیکس ملی ہے کہ کونسل میں مسجد اور مشن ہاؤس کی تعمیر کے لئے درخواست جمع کرا دی گئی ہے۔ ٹھیک ہے۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔ اللہ آپ کی مدد و نصرت فرمائے۔ والسلام خاکسار۔ مرزا مسرور احمد۔ خلیفۃ المسیح الخامس۔“

اس کے بعد جب خاکسار نے کونسل کے متعلقہ دفتر سے منظوری کے سلسلہ میں رابطہ کیا تو ایکدم دھچکہ سا لگ گیا انہوں نے بتایا کہ ہماری پراپرٹی تو رہائشی علاقہ میں ہے اور یہاں کوئی بھی پبلک بلڈنگ نہیں بن سکتی اس وجہ سے کافی پریشانی ہوئی کہ اگر خدانخواستہ اس جگہ اجازت نہیں ملتی تو معلوم نہیں پھر کب اور کہاں مناسب زمین ملے۔ بہرحال خاکسار نے اس دفتر کے ڈائیریکٹر سے وقت لیا اور ملاقات کی انہیں جماعت کا تعارف کروایا اور بتایا کہ کئی سال سے ہم اس جگہ پر پرامن طریق سے کام کر رہے ہیں نیز مسجد کی تعمیر کا مقصد بھی بیان کرتے ہوئے اجازت کے لئے درخواست کی انہوں نے اس پر بہت حوصلہ افزاء جواب دیا اور کہا کہ ہم آپ کی جلسہ سالانہ اور دیگر ایکٹیویٹیز کے بارہ میں جو رپورٹس شہر کی اخباروں میں شائع ہوتی ہیں پڑھتے رہتے ہیں اور ہمیں معلوم ہے کہ آپ پرامن لوگ ہیں آپ پراجیکٹ بنا کر دیں تو ہم کونسل کی کیبنٹ میں اس کو زیر غور لائیں گے اس پر مرکز نے مکرم شفیق احمد ملک صاحب مرحوم آرکیٹیکٹ۔ امریکہ کی ڈیوٹی لگائی جنہوں نے بڑی محنت سے ذاتی دلچسپی لے کر پراجیکٹ تیار کیا جو کونسل میں جمع کروا دیا اس کے کچھ عرصہ بعد کونسل کی طرف سے لیٹر ملا جس میں دو نکات اٹھائے گئے تھے ایک یہ کہ اس جگہ میں مسجد کے سائز کے اعتبار سے کتنی کاروں کی پارکنگ کی گنجائش ہو گی دوسرے اس پراپرٹی کی موجودہ داخلہ کی جگہ بہت تنگ ہے اس کا کیا حل ہو گا؟ یہ خط ملتے ہی میں نے مکرم شفیق ملک صاحب سے رابطہ کر کے انہیں مبارکباد دی ملک صاحب نے تعجب کرتے ہوئے کہا کہ ابھی تو کونسل سے منظوری نہیں ملی۔ میں نے عرض کی کونسل نے یہ دو نکات اٹھائے ہیں جس کا مطلب ہے کہ اگر یہ حل ہو جائیں تو وہ منظوری دے دیں گے ورنہ تو وہ نکات اٹھانے کی بجائے انکار کرتے اس پر شفیق ملک صاحب بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے آپ نے بالکل صحیح سوچا پھر انہوں نے اس پراجیکٹ میں ان نکات کا جواب دیا اور حل پیش کیا جسے دوبارہ

کونسل میں جمع کروادیا گیا اور ساتھ ہی حضور انور کو بھی دعا کے لئے لکھا چنانچہ اپنے خط 10-05-2010ء میں حضور انور نے فرمایا ”پیارے عزیزم وسیم احمد ظفر صاحب۔ مبلغ انچارج برازیل۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آپ کی فیکس محررہ 19/اپریل 2010ء ملی ہے جس میں آپ نے بتایا ہے کہ مسجد و مشن ہاؤس کے پراجیکٹس کی تعمیر کی اجازت کے لئے کاغذات دوبارہ جمع کروادئے ہیں۔ کونسل کی طرف سے اٹھائے گئے نکات کو احسن طور پر حل کر دیا گیا ہے۔ ٹھیک ہے۔ جزاکم اللہ۔ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے۔ شفیق صاحب کو میرا محبت بھرا سلام دیں۔ اللہ تعالیٰ مدد و نصرت فرمائے۔

والسلام خاکسار۔ مرزا مسرور احمد۔ خلیفۃ المسیح الخامس“

اس کے کچھ ہی عرصہ کے بعد غیر متوقع طور پر کونسل کی طرف سے ہمیں اسی جگہ پر ہی مسجد کی تعمیر کی اجازت مل گئی۔ الحمدللہ۔ الحمد للہ۔ ثم الحمدللہ یقیناً اللہ تعالیٰ نے خلیفۂ وقت کی دعاوں کو سنا اوراپنی نصرت کا نشان دکھایا چنانچہ یہ اجازت نامہ میئر کے دستخط کے بعد قانونی شکل اختیار کرتے ہوئے 20/اگست 2010ء میں کونسل کی آفیشل اخبار Diario Oficial Municipio de Petropolis میں شائع بھی ہوگیا۔ یہاں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ ابتداء سے ہی جماعت احمدیہ کے اپنے سب قریبی ہمسایوں سے بہت اچھے تعلقات ہیں چنانچہ جب کونسل نے ہمسایوں سے پوچھا تو کسی کو بھی اعتراض نہیں تھا بلکہ خوشی کا اظہار کیا ایک نے تو یہاں تک کہا کہ ہمارے لئے مسجد کی ہمسائیگی میں ہونا اب اعزاز کی بات ہے۔

اس اصولی منظوری کے بعد مسجد کی تعمیر کے اصل نقشہ جات کی تیاری اور کونسل سے ان کی منظوری کا کام تھا اس پر بھی مکرم شفیق ملک صاحب نے بھرپور کام کیا آپ نے برازیل کے متعدد وزٹ کئے جگہ اور ضروریات کا بھی تفصیلی جائزہ لیا خاکسار کے ساتھ متعدد ملاقاتیں اور میٹنگز ہوتی رہیں پھر یہاں کے متعلقہ اداروں کا وزٹ کر کے ان سے بات چیت کی۔ یہاں کے موسم اور تعمیرات کا جائزہ بھی لیا غرض تمام پہلوؤں کو سامنے رکھتے ہوئے پراجیکٹ تیار کیا جسے 2011ء میں خاکسار کو خود لندن جا کر پیارے آقا کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت ملی اس یادگار ملاقات میں مکرم اکرم احمدی صاحب آرکیٹیکٹ یوکے بھی میرے ساتھ تھے حضور انور نے باوجود جلسہ سالانہ یوکے کی مصروفیات کے بڑی شفقت کے ساتھ تفصیل سے جائزہ لیا اور اس پراجیکٹ میں کچھ تبدیلیاں کرنے کا ارشاد فرمایا خاکسار نے پیارے آقا سے اس اینٹ پر دعا بھی کروائی جو اس مسجد کے سنگ بنیاد کے لئے قادیان سے پہلے سے

منگوا کر رکھی ہوئی تھی۔ چنانچہ حضور انور کی ہدایات کی روشنی میں مکرم شفیق ملک صاحب نے اس پراجیکٹ کو دوبارہ تیار کیا اور پھر آپ کو ہی اسے خود حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت اقدس میں پیش کر کے اس کی منظوری لینے کی سعادت ملی اور اس کے مطابق از سر نو فائنل نقشے تیار کرنے کا م شروع کر دیا حضور انور کو بھی دعا کے لئے برابر لکھتا رہا 8/ فروری 2012ء کو پیارے آقا نے اپنے خط میں دوبارہ فرمایا کہ ”اللہ آپ کو جلد سے جلد مسجد بنانے کی توفیق عطاء کرے“ مکرم شفیق ملک صاحب نے حضور انور کی ہدایات اور راہنمائی کی روشنی میں کافی محنت کیساتھ ان نقشوں کو آخری شکل دی اور مرکز کی منظوری سے ایک مقامی خاتون آرکیٹیکٹ Ana Garrido کے توسط سے کونسل میں جمع کروادیا گیا جب خاکسار نے اس کی رپورٹ حضور انور کی خدمت اقدس میں بھجوائی تو اس کے جواب میں 17-04-2012ء کو پیارے آقا کا پرخلوص خط ملا کہ

”پیارے عزیزم وسیم احمد ظفر صاحب مبلغ انچارج برازیل۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کی فیکس ملی ہے کہ برازیل کی پہلی مسجد کی تعمیر کے پراجیکٹ کے سلسلہ میں ایک خاتون آرکیٹیکٹ سے معاہدہ کیا ہے اور ڈرائنگز کو لوکل قواعد و قوانین کے مطابق کونسل میں جمع کروادی ہے۔ ٹھیک ہے۔ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے اور اس میں برکت ڈالے اور جلد خوبصورت مسجد بنانے کی توفیق دے“۔(آمین)۔

والسلام خاکسار مرزا مسرور احمد۔ خلیفۃ المسیح الخامس

چنانچہ مختلف مراحل طے کرتے اور قانونی تقاضے پورا کرتے ہوئے مؤرخہ 06-12-2012ء کو کونسل نے مسجد کی تعمیر کی باقاعدہ منظوری دیتے ہوئے جملہ نقشہ جات پاس کر دیئے جب اس کی اطلاع پیارے آقا کو دی تو آپ کی طرف سے 08-01-2013ء کا لکھا ہوا خط ملا کہ

”پیارے عزیزم وسیم احمد ظفر صاحب۔ مبلغ انچارج برازیل۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کی فیکس ملی ہے آپ نے بتایا ہے کہ کونسل کی طرف سے مسجد بیت الاول کی تعمیر کی باقاعدہ اجازت مل گئی ہے۔ ماشاء اللہ۔ الحمدللہ۔ اللہ تعالیٰ بہت مبارک کرے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو اور آپ کو مقبول اور مثمر بثمرات حسنہ خدمات کی توفیق عطاء کرے۔

والسلام۔ خاکسار مرزا مسرور احمد۔ خلیفۃ المسیح الخامس“

اس منظوری کے بعد اگلے مرحلہ میں تعمیر کے کام کو شروع کرنے کے لئے مکرم شفیق ملک صاحب نے برازیل آنے کا پروگرام بنایا لیکن یہاں آنے سے چند روز قبل اچانک اس خادم دین اور خلیفۂ وقت کے سلطان نصیر کی وفات ہو گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ اللہ تعالیٰ آپ کی خدمات کو قبول فرمائے اور آپ کے درجات بلند فرمائے۔ آمین

اس کے بعد مرکز نے مکرم فلاح الدین شمس صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ امریکہ کو اس پراجیکٹ کا انچارج بنایا آپ نے برازیل آکر اس سارے پراجیکٹ کا از سر نو جائزہ لیتے ہوئے اس کے کام کو تیزی سے آگے بڑھانا شروع کیا سب سے پہلا اور بڑا کام پہلی بلڈنگ کے سارے سامان کو دوسری جگہ منتقل کرنا اور اس کو گرانا تھا اور اس کی بھی کونسل سے منظوری درکار تھی چنانچہ مسلسل کوشش اور انتھک محنت کے بعد یہ مرحلہ بھی کامیابی کے ساتھ طے ہو گیا لیکن میں پھر کہوں گا کہ ہر مرحلہ اور ہر موڑ پر حضور انور کی دعائیں شامل حال رہیں چنانچہ خاکسار کی ایک رپورٹ کے جواب میں حضور انور نے اپنے خط 05-08-2013ء میں فرمایا

”پیارے عزیزم وسیم احمد ظفر صاحب۔ مبلغ انچارج برازیل۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کی فیکس ملی ہے۔ آپ نے بتایا ہے کہ برازیل میں جماعت کی پہلی تاریخی مسجد کی تعمیر کا پراجیکٹ شروع ہو چکا ہے۔ ٹھیک ہے۔ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے اور اس پراجیکٹ میں برکت ڈالے۔ اللہ تعالیٰ تمام رکاوٹوں کو دور فرمائے اور خوبصورت مسجد تعمیر کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین

والسلام خاکسار۔ مرزا مسرور احمد۔ خلیفۃ المسیح الخامس“

مکرم فلاح الدین شمس صاحب کی زیر نگرانی یہ کام آگے بڑھتا گیا اس دوران آپ مسلسل امریکہ سے آکر وزٹ کرتے رہے اور جملہ کاموں کا جائزہ لینے کے ساتھ ساتھ اپنے تجربات کی روشنی میں ہدایات دیتے رہے ان کے ساتھ بھی لمبی اور تفصیلی میٹنگز ہوتی رہیں۔ ساتھ ساتھ حضور انور کو بھی پراجیکٹ سے اپڈیٹ کرتا رہا اور دعا کی بھی درخواست کرتا رہا مؤرخہ 02-01-2014ء کو پیارے آقا نے اپنے خط میں فرمایا

”پیارے عزیزم وسیم احمد ظفر صاحب۔ مبلغ برازیل۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آپ کا خط ملا ہے۔ آپ نے تحریر کیا ہے کہ مسجد برازیل کا پراجیکٹ شروع ہے۔ ٹھیک ہے اللہ تعالیٰ فضل فرمائے اور جلد خوبصورت مسجد کی تکمیل کی توفیق عطاء کرے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو اور آپ کی مدد و نصرت فرمائے۔“

والسلام۔ خاکسار۔ مرزا مسرور احمد۔ خلیفۃ المسیح الخامس“

آغاز میں ہمیں اس کی تعمیر کے کنٹریکٹ کے لئے کافی مشکلات کا سامنا تھا جس کے لئے بھرپور کوششیں کی جارہی تھیں ان رکاوٹوں کو دور کرنے کے لئے بھی خاکسار نے حضور انور کی خدمت اقدس میں لکھا چنانچہ 27-02-2014ء کو ایک خط میں پیارے آقا نے فرمایا

"پیارے عزیزم وسیم احمد ظفر صاحب۔ مبلغ انچارج جماعت احمدیہ برازیل۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کی فیکس ملی ہے کہ مسجد کی تعمیر کے لئے مناسب کنٹریکٹر کی تلاش ہے اور اس میں مشکلات کا سامنا ہے۔ ٹھیک ہے اللہ تعالیٰ فضل فرمائے اور تمام رکاوٹوں اور مشکلات کو دور فرمائے (آمین)" والسلام۔ خاکسار۔ مرزا مسرور احمد۔ خلیفۃ المسیح الخامس"

چنانچہ ان کوششوں اور دعاؤں کی وجہ سے جلد کنٹریکٹ بھی سائن ہو گیا یہ ایک ایسا جذباتی لمحہ تھا جس کی خوشی کا اندازہ لگانا مشکل ہے جب اس کی اطلاع حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو دی تو پیارے آقا کی طرف سے بہت ہی پیارا اور دعاؤں سے مزین جواب ملا آپ نے اپنے خط محررہ 21-04-2014ء میں فرمایا:

"پیارے عزیزم وسیم احمد ظفر صاحب مبلغ انچارج برازیل۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کی فیکس ملی ہے آپ نے اطلاع دی ہے کہ برازیل میں مسجد کی تعمیر کے سلسلہ میں مناسب قیمت پر ایک کمپنی سے کنٹریکٹ ہو گیا ہے۔ ماشاء اللہ۔ الحمد للہ۔ اللہ تعالیٰ بہت مبارک کرے اور تعمیر کو خوش اسلوبی کیساتھ سرانجام دینے کی توفیق ملے۔ اللہ تعالیٰ تمام معاونین کو جزائے خیر دے اور ان کے اخلاص اور وفا میں اضافہ فرمائے"

والسلام خاکسار۔ مرزا مسرور احمد۔ خلیفۃ المسیح الخامس

برازیل میں حضور انور کی منظوری سے مکرم اعجاز احمد ظفر صاحب کو انچارج مقرر کیا گیا۔ کونسل سے روابط، پراجیکٹس کی تیاری اور بہت سے دیگر امور میں مکرم ندیم احمد طاہر صاحب نائب صدر جماعت احمدیہ برازیل کو خاص خدمت کی توفیق ملی اسی طرح مرکزی نمائندگان کے بیشمار دوروں اور اس مسجد کی تعمیر کے دوران مکرمہ انیلہ ظفر صاحبہ نے ضیافت کے شعبہ میں مسلسل نمایاں خدمت سرانجام دی۔ کچھ عرصہ کے لئے مکرم شاہد ملک صاحب کو بھی امریکہ سے آکر نگرانی کا موقع ملا۔ اللہ تعالیٰ سب رضاکاروں کو جزائے خیر عطاء کرے۔ آمین

خاکسار نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں اس مسجد کا نام تجویز کرنے کی درخواست کی تھی جس پر آپ نے فرمایا کہ "بیت الاول رکھ لیں"۔

عطایاجات

اس مسجد کے لئے سب سے پہلا عطیہ دینے کی سعادت مکرمہ انیلہ ظفر صاحبہ کے حصہ میں آئی یہ 1995ء کی بات ہے جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی یورپ میں مساجد کی تعمیر کے ضمن میں ایک تحریک پر انہوں نے اپنی شادی والا سارا زیور پیش کر دیا اس پر خود حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنے دستخط مبارک سے تحریر کردہ خط محررہ 14-06-1995ء میں فرمایا

”عزیزہ مکرمہ انیلہ وسیم ظفر صاحبہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مساجد فنڈ میں جو زیورات آپ نے پیش کیے ہیں اسے وہیں برازیل مشن کے لئے رکھیں۔ آپ کی یہ قربانی بہت قابل قدر ہے۔ جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔ اللہ قبول فرمائے آپ کو صحت دے اور بچوں کو نیک خادم دین بنائے۔

والسلام خاکسار مرزا طاہر احمد۔ خلیفۃ المسیح الرابع۔“

برازیل میں جماعت بہت چھوٹی تھی اس لئے جملہ فنڈز مرکز سے آنے تھے خاکسار کی خواہش اور کوشش تھی کہ کسی طرح مرکز پر کم سے کم بوجھ ڈالا جائے اس کے پیش نظر خاکسار نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں لکھا کہ دنیا کے مختلف ممالک میں خاکسار کے بہت سے رشتہ دار۔ دوست اور ملنے والے ہیں اس لئے ان سے عطایاجات لینے کی اجازت دے دی جائے اور ساتھ ہی یہ کہ مسجد فنڈ کے نام سے بینک میں ایک الگ اکاونٹ کھولا جائے اور جو بھی عطایاجات ہوں وہ اس میں الگ سے جمع ہوتے رہیں چنانچہ پیارے آقا نے اس کی منظوری عنایت فرما دی اور پھر خاکسار نے اس کے مطابق فنڈز کے لئے بھی کوشش شروع کر دی۔ انہی دنوں خاکسار نے امریکہ میں اپنے ایک قریبی دوست مکرم ڈاکٹر سیّد وسیم احمد صاحب سے بھی اس امر کا ذکر کیا جن کے تعلقات کا دائرہ کافی وسیع ہے اور میں ان کا بے حد مشکور ہوں کہ انہوں نے ذاتی دلچسپی لے کر اس سلسلہ میں کام کیا چنانچہ ان کے توسط سے ہی امریکہ کے ایک مخلص نوجوان دوست مکرم کریم احمد صاحب نے اکیلے ہی برازیل کی اس پہلی تاریخی مسجد کی تعمیر کے تمام اخراجات دینے کا وعدہ کر دیا۔ الحمدللہ۔ خاکسار نے خود بھی ان سے تفصیلی بات کی اور موٹے طور پر اندازاً خرچ کی بابت بھی اپڈیٹ کیا اس پر انہوں نے بھی یہی کہا کہ اچھی خوبصورت مسجد بنائیں اور خرچ کی فکر نہ کریں وہ مطلوبہ رقم مہیا کر دیں گے خاکسار ان کی عاجزی، جذبہ اخلاص اور قربانی کی روح سے بہت متاثر ہوا اور ان کی خواہش حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں بغرض

کاروائی و منظوری بھجوادی اس کے جواب میں حضور انور کی طرف سے بہت ایمان افروز جواب ملا جس میں آپ نے نظام جماعت کو مقدم رکھتے ہوئے فرمایا کہ
"ایک تو وہ اپنا وعدہ مکرم امیر صاحب امریکہ کی معرفت بھجوائیں اور دوسرے یہ لکھ کر دیں کہ اس وعدہ کے نتیجہ میں ان کے لازمی چندہ جات میں کمی نہیں آئے گی۔"

چنانچہ اس اہم ہدایت کے مطابق کارروائی کی گئی اور یوں برازیل کی اس پہلی تاریخی مسجد کی تعمیر کے تمام تر اخراجات مکرم کریم احمد صاحب کو دینے کی سعادت ملی اللہ تعالیٰ ان کی اس قربانی کو قبول فرمائے اور ان کے رزق۔ ایمان اور اخلاص میں برکت ڈالتا چلا جائے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے خاکسار کی یہ خواہش بھی پوری کر دی کہ مرکز پر بوجھ ڈالے بغیر اس کی تعمیر مکمل ہوئی۔ الحمدللہ

سب قانونی تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے صلاح مشورہ کے بعد اس تاریخی مسجد کے سنگ بنیاد کے لئے 7/جون 2014ء کا دن منتخب کیا گیا اور پیارے آقا کی خدمت اقدس میں اس کی کامیابی کے لئے دعا کی درخواست بھی کی اس پر حضور انور نے فرمایا کہ

"اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے مسجد کی تعمیر کے سلسلہ میں سنگ بنیاد کی تقریب کو ہر لحاظ سے مبارک کرے، مسجد کی تعمیر کے تمام مراحل جلد مکمل ہوں اور مسجد کی تعمیر سے اس ملک میں تیزی سے اسلام احمدیت کا نفوذ ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ کی کوششوں کو مثمر بثمرات حسنہ بنائے اور مقبول خدمت کی توفیق دے۔"

7/جون 2014ء ہفتہ کا دن برازیل کی تاریخ میں ایک یادگار دن بن گیا جب اللہ تعالیٰ کے بیشمار فضلوں اور بے پناہ رحمتوں کو سمیٹتے ہوئے خلافت احمدیہ کی بابرکت راہنمائی کے سایہ اور دعاؤں کے حصار میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے غلاموں نے دنیا کے ایک بڑے وسیع و عریض رقبہ پر پھیلے ہوئے ملک برازیل میں خدا تعالیٰ کی توحید کا جھنڈا اگاڑتے ہوئے جماعت احمدیہ کی پہلی تاریخی مسجد بیت الاول کی تعمیر کے لئے باقاعدہ سنگ بنیاد کی انتہائی پر وقار تقریب منعقد کی۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْم

پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس تاریخی مسجد کے سنگ بنیاد کے لئے مکرم مولانا مبارک احمد نذیر صاحب سابق مبلغ انچارج جماعت احمدیہ کینیڈا کو اپنا "نمائندہ خصوصی" مقرر فرمایا چنانچہ آپ نے حضور انور کی

نمائندگی میں پرسوز دعاؤں کیساتھ وہ پہلی اینٹ رکھنے کی سعادت حاصل کی جس پر حضور انور نے دعا کی ہوئی تھی۔ اس کے علاوہ جماعت احمدیہ برازیل کے لئے یہ بھی بہت سعادت اور اعزاز کی بات ہے کہ پیارے آقا نے اس تاریخی موقع کی مناسبت سے انتہائی ایمان افروز پیغام بھی بھجوایا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خصوصی پیغام

"جماعت احمدیہ برازیل کو پہلی مسجد "بیت الاول" کا سنگ بنیاد رکھنے کی توفیق بھی مل رہی ہے اور اس کی مناسبت سے آپ نے جلسہ سالانہ کا موضوع خدا کا گھر رکھا ہے میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے اس اقدام کو مبارک فرمائے اور آپ کو بڑی اچھی اور خوبصورت مسجد بنانے کی توفیق بخشے۔ یاد رکھیں مسجد خدا کا گھر ہے اور اس کی تعمیر کا مقصد یہی ہے کہ اس سے اللہ کا ذکر بلند ہو اور خدا تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا کیا جائے۔ مسجد کی تعمیر یہ احساس دلاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیغام کو تمام دنیا میں پھیلانے کے لئے اپنی پوری کوششوں کو بروئے کار لایا جائے اور ایسے لوگ پیدا ہوں جو اپنے مقصد پیدائش کو پہچانیں۔ جیسا کہ میں نے بتایا ہے کہ عبادت گاہ کا مقصد یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کو ماننے والے اس کی عبادت کرنے والے آئیں۔ تمام انبیاء جو آئے ہیں انہوں نے یہی تعلیم دی ہے کہ ایک خدا سے تعلق پیدا کریں۔ اس کی عبادت اور پھر مخلوق خدا سے ہمدردی کا تعلق رکھیں اور ہر ایک دوسرے کے حقوق ادا کرے۔ ہر نبی نے خدائے واحد کی عبادت کی تعلیم دی ہے۔ مخلوق کے حقوق ادا کرنے کی تعلیم دی ہے۔ امن کی تعلیم دی ہے اور آپس میں پیار و محبت سے رہنے کی تعلیم دی ہے۔ اس لئے جماعت احمدیہ جہاں بھی مساجد تعمیر کرتی ہے اس کا اولین مقصد یہ ہوتا ہے کہ خدائے واحد کی عبادت کا پیغام، مخلوق کا حق ادا کرنے کا پیغام اور امن کا پیغام ہر ایک کو دیا جائے۔ پس آپ نے یہ تمام حقوق ادا کرنے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسجد کی تعمیر کے ساتھ ہی جماعت احمدیہ کا تعارف بھی بڑھ جاتا ہے اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ "یہ خانہ خدا ہوتا ہے۔ جس گاؤں یا شہر میں ہماری جماعت کی مسجد قائم ہو گی تو سمجھو کہ جماعت کی ترقی کی بنیاد پڑ گئی۔ اگر کوئی ایسا گاؤں ہو یا شہر جہاں مسلمان کم ہوں یا نہ ہوں اور وہاں اسلام کی ترقی کرنی ہو تو ایک مسجد بنا دینی چاہئے پھر خدا خود مسلمانوں کو کھینچ لاوے گا۔ لیکن شرط یہ ہے قیام مسجد میں نیّت بہ اخلاص ہو۔ محض للہ اسے کیا جاوے۔ نفسانی اغراض یا کسی شر کو ہرگز دخل نہ ہو تب خدا برکت دے گا۔"

(ملفوظات جلد نمبر 7 صفحہ نمبر 119)

یہ بھی یاد رکھیں کہ جماعت احمدیہ کی مساجد سب عبادت کرنے والوں کے لئے کھلی ہیں۔ ہر مذہب سے تعلق رکھنے والا یہاں آکر اپنی عبادت کر سکتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں نجران سے ایک عیسائی وفد مدینہ آیا جب ان کی عبادت کا وقت ہوا تو انہوں نے اجازت چاہی تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اسی مسجد نبوی میں ہی اپنی عبادت کر لیں۔ تو جماعت احمدیہ کی مساجد تمام مذاہب کی عبادت کے لئے کھلی ہیں۔ تمام مذاہب خدا کی طرف سے ہیں۔ ہم سب خدا کی مخلوق ہیں۔ ہم کسی کو بھی جو خدا تعالیٰ کی عبادت کے لئے آتا ہے روک نہیں سکتے۔ پس یہ مقاصد ہیں مساجد کی تعمیر کے اور آپ کی اس مسجد کو یہ مقاصد پورے کرنے چاہئیں۔ یہاں سے اللہ تعالیٰ کا ذکر بلند ہو۔ حیّ علی الصّلوۃ کی آواز پر تمام کاروبار اور تجارتیں بھول کر عبادت کے لئے جمع ہو جاؤ۔ امن کا پیغام اس مسجد سے تمام ملک میں پھیلے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو آپ کو دینی اور روحانی ترقیات سے نوازے اور حقیقی عبادت گزار بنائے۔ (آمین)

والسلام۔ خاکسار۔ مرزا مسرور احمد۔ خلیفۃ المسیح الخامس۔

(31-05-2014ء)

سنگ بنیاد کی اس تاریخی تقریب میں مختلف طبقہ سے تعلق رکھنے والے 100 سے زائد افراد نے شرکت کی جن میں دو کونسلرز جناب Luizinho Sorriso اور جناب Reinaldo Meireles نیز مختلف گرجوں کے پادری صاحبان بھی شامل تھے جن میں شہر کے معروف پادری جناب Volney BerkenBrock کی شمولیت خاص طور پر قابل ذکر ہے جو اپنے گرجا اور شہر کے بہترین پرنٹنگ پریس کے ڈائریکٹر بھی ہیں۔

سنگ بنیاد کی تقریب کو رنگ برنگی جھنڈیوں اور مختلف بینرز سے خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔ اس مبارک تقریب کی صدارت حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے نمائندہ خصوصی مکرم مولانا مبارک احمد نذیر صاحب نے کی۔ مکرم ندیم احمد طاہر صاحب نے سٹیج سیکریٹری کے علاوہ تراجم کے فرائض بھی خوش اسلوبی کے ساتھ انجام دیئے۔ کارروائی کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم محمد ثاقب صاحب نے کی جس کا پرتگیزی میں ترجمہ مکرم ندیم احمد طاہر صاحب نے پیش کیا جس کے بعد مکرم اعجاز احمد ظفر صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا پاکیزہ منظوم کلام خوش الحانی کے ساتھ پڑھا اور اس کا پرتگیزی میں ترجمہ بھی پڑھ کر سنایا اس کے بعد خاکسار (وسیم احمد ظفر۔ مبلغ انچارج) نے پیارے آقا کا ایمان افروز پیغام پڑھ کر سنایا اور پھر اپنی تقریر میں سب سے پہلے خدا

تعالیٰ کا شکر ادا کیا جس نے اس مسجد کی تعمیر کے پراجیکٹ کی توفیق دی اسی طرح دیگر ممالک سے آنے والے اور لوکل مہمانوں کا بھی شکریہ ادا کیا جو دور و نزدیک سے تشریف لائے اور اس تقریب کو رونق بخشی۔ اس کے بعد خاکسار نے مسجد کا تعارف کروایا اور بتایا کہ اس مسجد میں مردوں اور عورتوں کے لئے دو ہال ہیں ہر ہال میں کم و بیش 80 نمازیوں کی گنجائش ہے اس کے علاوہ دفتر۔ لائبریری اور مبلغ سلسلہ کی رہائش گاہ بھی ہے مسجد میں داخلہ کے لئے مردوں اور عورتوں کے الگ الگ راستے ہیں۔ سیڑھیوں کے علاوہ ایک ریمپ بھی بنایا گیا ہے تا کہ جو سیڑھیاں نہیں چڑھ سکتے اور وہیل چیئر والے افراد بھی بآسانی مسجد میں آجا سکیں نیز معذور افراد کے لئے ایک سپیشل باتھ روم بھی بنایا گیا ہے۔ کونسلرز اور دو پادریوں نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا ایک کونسلر جناب Sorriso Luizinho نے جماعتی خدمات کے اعتراف میں خاکسار کو ایک اعزازی سرٹیفکیٹ بھی پیش کیا اور مسجد کی تعمیر پر جماعت کو مبارکباد پیش کی۔ مکرم فلاح الدین شمس صاحب نے اپنی تقریر میں مسجد کی اہمیت بیان کرنے کے علاوہ اس پراجیکٹ کے حوالہ سے بعض اہم باتیں بتائیں۔ مکرم مولانا مبارک احمد نذیر صاحب نے حاضرین سے اپنے مخصوص دلکش انداز میں اختتامی خطاب فرمایا اور بتایا کہ حقیقی اطمینان قلب خدا کی عبادت سے ہی مل سکتا ہے آپ نے سب کو وہ اینٹ بھی دکھائی جس پر حضور انور نے دعا کی ہوئی تھی اور وہ اینٹ بھی جو قادیان سے منگوائی گئی تھی اور اس پر بھی پیارے آقا نے دعا کی ہوئی تھی۔ جماعت احمدیہ برازیل نے اس تاریخی موقع کی یادگار کے طور پر ایک سپیشل گھڑی اور پن تیار کروائے تھے چنانچہ مہمانان خصوصی کی خدمت میں گھڑی اور پن اور باقی سب شرکاء کو پن کا تحفہ بھی پیش کیا گیا۔

بعد ازاں آخر وہ گھڑی آگئی جس کا مدت سے انتظار تھا وہ خواب جو خاکسار نے برازیل پہنچتے ہی دیکھا تھا اس کی تعبیر کو پاتے ہوئے دل کی جو عجیب جذباتی کیفیت تھی کوئی بھی الفاظ اس کا حق ادا نہیں کر سکتے۔ تمام حاضرین حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے نمائندہ خصوصی کی قیادت میں خدا تعالیٰ کی حمد و ثناء کرتے ہوئے اس جگہ گئے جہاں بنیاد میں اینٹیں رکھی جانی تھیں سب سے پہلے مکرم مولانا مبارک احمد نذیر صاحب مبلغ انچارج کینیڈا نے انتہائی پر سوز دعا کیساتھ پیارے آقا کی نمائندگی میں اینٹ رکھی جس کے بعد خاکسار (وسیم احمد ظفر۔ نیشنل صدر و مبلغ انچارج جماعت احمدیہ برازیل) نے قادیان سے منگوائی گئی اینٹ رکھنے کی سعادت حاصل کی اس کے بعد مکرم مولانا شمشاد احمد ناصر صاحب، نمائندہ جماعت احمدیہ امریکہ، مکرم فلاح الدین شمس صاحب انچارج مسجد پراجیکٹ، مکرمہ انیلہ ظفر صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ برازیل، مکرم ندیم احمد طاہر صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ برازیل، مکرم اعجاز احمد ظفر صاحب انچارج پراجیکٹ برازیل، عزیزہ آئلہ کنول ظفر واقفہ نو، عزیزم تکریم احمد ظفر واقف نو کو

اینٹ رکھنے کی سعادت ملی بیرونی ممالک سے آنیوالے دیگر مہمانوں میں اینٹ رکھنے کی سعادت پانے والوں میں کینیڈا سے مکرمہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ، مکرمہ آنسہ مرزا صاحبہ، مکرمہ خولہ میاں صاحبہ، امریکہ سے مکرم ظریف احمد صاحب، مکرمہ امۃ المتین ظریف صاحبہ، مکرم ڈاکٹر کریم احمد شریف صاحب اور یو کے سے مکرم سمیر احمد صاحب شامل ہیں۔ بعض ممبرز، لوکل مہمانوں اور دیگر افراد نے بھی بہت خوشی کا اظہار کرتے اور اپنے لئے اعزاز سمجھتے ہوئے اینٹ رکھی۔ آخر میں مکرم مولانا مبارک احمد نذیر صاحب نے دعا کروائی جس کے بعد سب کی خدمت میں مٹھائی تقسیم کی گئی جو خاکسار کے ماموں مکرم عبد الحمید صاحب (شاہین سویٹس) نے بطور خاص امریکہ سے بھجوائی تھی جس کے بعد سب کی خدمت میں کھانا بھی پیش کیا گیا جو مشن ہاؤس میں ہی مکرمہ انیلہ ظفر صاحبہ نے اپنی ٹیم کیساتھ تیار کیا تھا۔ جیسا کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے پیغام میں بھی فرمایا تھا کہ اس مسجد کے قیام کا ایک مقصد بندوں کے حقوق کا قیام بھی ہے چنانچہ اس تاریخی اور یادگار موقع پر شکرانے کے طور پر غریب فیملیز کے لئے اشیاء خوردونوش کے 120 پیکٹس بھی تقسیم کئے گئے جو ہیومینیٹی فرسٹ کینیڈا کے علاوہ مندرجہ ذیل افراد کی طرف سے پیش کئے گئے۔ برازیل سے وسیم احمد ظفر، انیلہ ظفر، ندیم احمد طاہر، اعجاز احمد ظفر، ناعمہ وسیم، آئلہ کنول ظفر، تکریم احمد ظفر، طاہرہ ثمینہ، عقیلہ یاسمین، از طرف مکرم مولوی محمد شریف صاحب مرحوم، از طرف مکرم ڈاکٹر سید محمود احمد صاحب مرحوم، از طرف سسٹر آمنہ مرحومہ، از طرف ڈاکٹر سمیع اللہ ریاض صاحب مرحوم، امریکہ سے، صادقہ بیگم صاحبہ، عائشہ سلام حمید صاحبہ، قانتہ ذیشان صاحبہ امۃ المتین ظریف صاحبہ، ثمرہ سعدیہ صاحبہ، امۃ الحئی صاحبہ اور سارہ نیاز صاحبہ۔ یہاں کی دو لوکل اخبارات میں فوٹوز کے ساتھ اور دو ٹیلی ویژن چینلز میں انٹرویو کی شکل میں بھی اس تقریب کی کوریج ہوئی ایک چینل کے اسٹوڈیو میں کم و بیش 30 منٹ کا ایک لائیو انٹرویو بھی نشر کیا گیا جس میں خاکسار کے علاوہ امریکہ سے آئے ہوئے مہمانان کرام مکرم مولانا شمشاد احمد ناصر صاحب اور مکرم ڈاکٹر کریم احمد شریف صاحب نے بھی شرکت کی جس میں اسلام اور احمدیت کے تعارف کے علاوہ مسجد کی اہمیت اور غرض وغائیت کے بارہ میں تفصیل سے گفتگو ہوئی۔

مسجد کے سنگ بنیاد کے بعد اس کی تعمیر کا باقاعدہ کام شروع ہو گیا ہمارا اس طرز کی تعمیر کا پہلا تجربہ تھا اس لئے کئی قسم کی چیلنجز سامنے آتے رہے جن سے نمٹنے کے لئے ہر ممکن کوشش۔ تدبیر اور دعا کیساتھ کام آگے بڑھتا رہا پیارے آقا کو بھی دعا کے لئے خطوط لکھنے کا سلسلہ جاری رہا چنانچہ پیارے آقا کے جوابات اور پر خلوص دعاؤں سے جہاں حوصلہ بڑھتا رہا وہاں سب رکاوٹیں اور پریشانیاں بھی دور ہوتی رہیں۔ 4/ اگست 2014ء کو بھی پیارے آقا کے دستخط مبارک سے خط ملا

"پیارے عزیزم وسیم احمد ظفر۔ مبلغ انچارج برازیل السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آپ کی فیکس ملی آپ نے برازیل میں جماعت کی مسجد کی تعمیر کے پراجیکٹ میں کامیابی کے لئے دعا کے لئے کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے اور تعمیر کے تمام مراحل بخیر وخوبی طے ہوں اور ایک خوبصورت مسجد کی تعمیر کی توفیق عطاء فرمائے اللہ آپ کے ساتھ ہو اور آپ کی مدد و نصرت فرمائے۔

والسلام خاکسار۔ مرزا مسرور احمد۔ خلیفۃ المسیح الخامس"

کم و بیش دو سال کے عرصہ میں 2016ء میں یہ مسجد پایۂ تکمیل کو پہنچی مکرم منظور رحمان صاحب (انجینئر) نے امریکہ سے آکر تفصیلی جائزہ لیا اور معائنہ کے بعد اس تعمیر پر تسلی کا اظہار کیا اس کے بعد جو چند امور رہ گئے تھے ان کی انجام دہی کے لئے مرکز سے مکرم فائز احمد صاحب (آرکیٹیکٹ) بھی تشریف لائے اور کچھ ہفتے قیام کر کے اپنی نگرانی میں کام کروایا جب خاکسار نے مسجد مکمل ہونے کی رپورٹ مع فوٹوز پیارے آقا کی خدمت اقدس میں بھجوائی تو اس پر 3/ جون 2016ء کو دفتر تبشیر لندن کی طرف سے جواب موصول ہوا کہ آپ کی رپورٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ:

"ماشاء اللہ۔ خوبصورت مسجد بنی ہے۔"

اللہ تعالیٰ کا جماعت احمدیہ سے ہمیشہ سے ہی یہ پیار کا سلوک ہے کہ خلیفۂ وقت کے منہ سے نکلے ہوئے مبارک الفاظ اور خواہشات کو پورا کرنے کے لئے تائیدی ہوائیں چلا دیتا ہے اور انہوں نے کام بھی ہو کر رہتے ہیں جن کے نمونے خلافت کی برکات کے شکل میں ہم دیکھتے رہتے ہیں جن سے خلافت کیساتھ وابستگی اور ایمان میں اضافہ ہوتا ہے چنانچہ اس مسجد کے تعلق میں بھی چند باتوں کا ذکر کر دیتا ہوں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے بہت پہلے اپنے ایک خطاب میں فرمایا تھا (اس کی آڈیو ریکارڈنگ محفوظ ہے) کہ برازیل میں مسجد اور مشن ہاؤس کے لئے چھوٹی جگہ نہیں بلکہ بڑی زمین لینی ہے چنانچہ آپ کے مبارک الفاظ یہ ہیں کہ "برازیل میں بڑی دیر سے ہم منتظر تھے کہ وہاں مشن قائم کیا جائے جنوبی امریکہ میں ایک بھی مشن نہیں تھا جماعت احمدیہ کا پہلے سے احمدی کچھ پہنچے ہوئے تھے لیکن مشن کہیں قائم نہیں تھا چنانچہ خدا کے فضل سے برازیل میں پہلا مشن قائم ہو گیا ہے اور اب ہم وہاں وسیع زمین کی تلاش کر رہے ہیں جہاں ان شاء اللہ نہایت ہی شاندار مسجد اور مشن ہاؤس قائم ہو گا بلکہ اللہ تعالیٰ توفیق عطاء

فرمائے تو ارادہ یہ ہے کہ اتنی وسیع زمین ہو کہ بہت سے احمدی خاندانوں کو بھی وہاں آباد کیا جاسکے ایک احمدی گاؤں بن جائے اور امکانات وہاں ہیں اس کے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسی فضلوں کی بارش ہو رہی ہے ایسے احسانات خدا نازل فرما رہا ہے ہم پر کہ ہر روز ہم خدا کے اس وعدے کو پورا ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں کہ ان ارض اللّٰہ واسعۃ۔ عام زمینیں دنیا کی تو دو طرفوں میں پھیلتی ہیں لیکن خدا کی زمین تو شش جہات میں پھیل رہی ہے ہر لحاظ سے ہر پہلو سے خدا کی زمین کو ہم پھلتا ہوا دیکھ رہے ہیں'' چنانچہ باوجود اس کے کہ یہاں بہت ہی چھوٹی سی جماعت تھی اور اتنی بڑی پراپرٹی کی ضرورت نہیں تھی لیکن غیر معمولی حالات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے خلیفہ کی خواہش کو پورا فرمانے کے سامان پیدا فرما دئے۔

دوسرے جیسا کہ خاکسار نے اس جگہ کے بارہ میں بتایا تھا کہ بالکل جنگل لگتا اور پھر یہ جگہ تھی بھی ایک چھوٹے سے شہر میں چنانچہ بہت سے اور لوگ بھی یہ رائے دیتے رہے کہ اس پراپرٹی کو بیچ کر کسی اور جگہ زمین دیکھی جائے اس بارہ میں مرکز کی ہدایت پر کئی بار کوششیں بھی ہوتی رہیں لیکن آخر کار اللہ تعالیٰ کی تقدیر نے یہی جگہ منتخب کی جو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ؒ نے چنی تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ؒ نے اس پراپرٹی کے ضمن میں ''خوبصورت'' کا لفظ استعمال فرمایا تھا اور پھر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تو خاکسار کے نام اپنے متعدد خطوط میں فرمایا تھا کہ ''اللہ تعالیٰ خوبصورت مسجد بنانے کی توفیق دے'' چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے خوبصورت مسجد ہی بنی ہے یہ بھی عجیب حسن توارد ہے کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ یوکے 2016ء کے دوسرے دن کے خطاب میں مساجد کے ضمن میں بھی خوبصورت کا لفظ استعمال کرتے ہوئے فرمایا کہ ''اس سال برازیل میں مسجد بیت الاول کی تعمیر مکمل ہوئی۔ وہاں کی یہ پہلی مسجد ہے اور بڑی خوبصورت دو منزلہ مسجد ہے'' (الفضل انٹرنیشنل 23/ستمبر 2016ء صفحہ 20) اور ہر کوئی جب اس مسجد کا وزٹ کرتا ہے تو اس کی خوبصورتی کا ذکر کئے بغیر نہیں رہتا۔ یہ سب خلافت احمدیہ کی برکات ہیں ہم سب خوش قسمت جو اس کا حصہ ہیں اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمیں اور ہماری نسلوں در نسلوں کو خلافت احمدیہ سے وابستہ رکھے۔

اس مسجد کی تعمیر سے جہاں جماعت کی ضروریات پوری ہوئی ہیں وہاں شہر کی زینت میں بھی ایک خوبصورت اضافہ ہے جس کا اظہار یہاں کے لوگ کرتے رہتے ہیں اور یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ اب کونسل کی طرف سے یہ مسجد آفیشل طور پر اس شہر کے ٹورزم ڈیپارٹمنٹ میں بھی داخل ہو گئی ہوئی ہے۔ الحمدللہ۔ چنانچہ دوسری جگہوں سے لوگ اس شاہی شہر کے وزٹ کے لئے آتے ہیں تو ان میں سے کئی افراد انفرادی طور اور گروپس کی شکل میں

بھی اس مسجد کے وزٹ کے لئے آتے رہتے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مسجد کے نور سے یہاں کے لوگوں کے دلوں کو بھی منور کر دے اور یہ حقیقت میں ایک خدا کو پہچاننے والے بن جائیں۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 27 دسمبر 2022ء)







سنگ بنیاد کی تقریب



سنگ بنیاد کی تقریب کے بعد امدادی پیکٹ کی تقسیم



سنگ بنیاد کی تقریب میں شامل ہونے والے
مہمانان کرام نمائندہ خصوصی کے ہمراہ



مکرم شفیق احمد ملک۔ آرکیٹیکٹ

﴿28﴾

گوئٹے مالا کی پہلی مسجد بیت الاول

(عامر نفیس۔ نمائندہ الفضل آن لائن گوئٹے مالا)

چوہدری محمد الیاس صاحب ابن مکرم چوہدری محمد اسحاق صاحب پٹرولیم انجینئر تھے، ان کے والد صاحب واقعہ ساہیوال میں اسیر ہوئے۔ مکرم محمد الیاس صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی خدمت میں تحریر کیا کہ اگر اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ساہیوال کے اسیر ان کو رہائی عطا فرمائے تو وہ ان سات اسیر ان کی یاد میں سات احمدیہ مشن قائم کریں گے۔

جب مکرم محمد الیاس صاحب اپنے کاروبار کے سلسلہ میں 1986ء میں گوئٹے مالا تشریف لائے تو انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی اجازت سے مکرم وسیم سید صاحب آف امریکہ کو بلوایا اور ان کے ذمہ مسجد و مشن ہاؤس کی جگہ تلاش کا کام سپرد کیا۔

مکرم وسیم سید صاحب نے گوئٹے مالا کی ایک لوکل فیملی کے ساتھ مل کر میں انٹر امیریکن روڈ پر جو میکسیکو اور گوئٹے مالا کی سرحد کو ملاتی ہے، ڈیڑھ ایکڑ کی زمین ستمبر 1988ء میں خریدی۔ جب یہ زمین خریدی گئی تو اس جگہ جنگل تھا۔

نومبر 1988ء کو مکرم وسیم سید صاحب نے اس مسجد کا نقشہ ایک مشہور آرکیٹیکٹ روبر تو بیانکی سے تیار کروا کر لندن جا کر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی خدمت میں پیش کیا، حضور رحمہ اللہ نے کچھ بنیادی تبدیلیوں کے بعد یہ نقشہ منظور فرما کر اس کا نام ''بیت الاول'' تجویز فرمایا، یہ نہ صرف گوئٹے مالا بلکہ سنٹرل امریکہ کی پہلی مسجد ہے۔

مسجد کی تعمیر کی نگرانی کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے برازیل سے مکرم اقبال احمد نجم صاحب مبلغ سلسلہ کو گوئٹے مالا بھجوایا، جو 14 / جنوری 1989ء کو گوئٹے مالا پہنچے۔ انہوں نے 6 / فروری 1989ء کو دعا کے ساتھ

کام کا آغاز کروایا، پہلے مرحلے میں جگہ کی درستگی کی گئی، مارچ 1989ء میں لوکل انجینئر فیلیپ کوخولون نے باقاعدہ تعمیر کا کام شروع کیا۔ مستریوں اور مزدوروں سے اوور ٹائم لگوا کر 3/جولائی 1989ء سے قبل کام مکمل کروالیا گیا۔ یہ ایک معجزہ ہے، کیونکہ ان دنوں میں گوئٹے مالا میں بہت بارشیں ہوتی ہیں۔ بارشوں کے موسم میں مسجد اور مشن ہاؤس کا کام تین ماہ میں مکمل ہونا کسی معجزہ سے کم نہ ہے۔

جب فروری 1989ء میں تعمیر کا کام شروع ہوا تو لندن سے مکرم مبارک احمد ساقی صاحب ایڈیشنل وکیل التبشیر صاحب نے اطلاع بھجوائی کہ اگر 80 فیصد کام بھی 3/جولائی سے قبل مکمل ہو جائے تو حضور بنفس نفیس خود تشریف لا کر مسجد کا افتتاح فرمائیں گے۔

ایک پسماندہ ملک میں، بارشوں کے موسم میں اتنا وسیع کام تین ماہ میں مکمل کرنا ناممکنات میں سے تھا۔ انجینئر صاحب نے کہا زیادہ مزدور لگا کر دو شفٹوں میں کام شروع کر دیتے ہیں اور اگر دونوں چھتوں کے لینٹر پڑنے تک بارش نہ ہوئی تو اندر کا کام مکمل کر لیں گے، چنانچہ دعا کے بعد کام شروع کیا گیا، اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی معجزانہ طور پر مدد کی، جب ضرورت ہوتی بارش ہو جاتی، جب ضرورت نہ ہوتی تو بارش نہ ہوتی، یوں معجزانہ طور پر تعمیر کا کام 3/جولائی 1989ء سے پہلے مکمل ہو گیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی گوئٹے مالا آمد

3/جولائی 1989ء کو گوئٹے مالا کی تاریخ کا ایک یادگار لمحہ ہے جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ سنٹرل امریکہ کے پہلے ملک گوئٹے مالا تشریف لائے۔ اس دورہ میں حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے صدر مملکت، نائب صدر، وزیر صحت، وزیر داخلہ اور دیگر سرکردہ افراد سے ملاقاتیں کیں۔

مسجد کی افتتاحی تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا، جس کی سعادت مکرم اقبال احمد نجم صاحب مبلغ سلسلہ کو ملی۔ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے لوائے احمدیت لہرایا، ملک کے نائب صدر نے ملک کا جھنڈا لہرایا، احباب نے پرجوش نعرے لگائے۔ نائب وزیر داخلہ، بعض ممبران پارلیمنٹ اور علاقہ کے معززین نے شرکت کی۔

حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے مسجد کا افتتاح فرمایا، مسجد کی تختی پر درج ذیل تحریر کی منظوری حضور رحمہ اللہ نے عطا فرمائی، جس کا سپینش ترجمہ کر کے مسجد کے مین دروازے کے باہر لگایا گیا ہے۔

"گوئٹے مالا میں تعمیر ہونے والی پہلی تاریخی مسجد جس کی توفیق اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ مسلمہ کو عطا فرمائی۔ اس مسجد اور ملحقہ مشن کی تعمیر کے جملہ اخراجات مکرم چوہدری محمد الیاس صاحب کینیڈا نے ادا کئے۔ اس مسجد کا افتتاح امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب نے مؤرخہ 3/ جولائی 1989ء کو کیا"

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 27 دسمبر 2022ء)







﴿29﴾

گیانا جماعت کی پہلی مسجد

(مقصود احمد منصور۔ مبلغ انچارج گیانا)

گیانا کا تعارف

گیانا ساؤتھ امریکہ کا ایک ملک ہے۔ جس کا سابقہ نام برٹش گیانا تھا۔ گیانا 1966ء میں برٹش سے آزاد ہوا اور 1970ء میں ریپلک گیانا بن گیا۔ گیانا کے مشرق میں سرینام، مغرب میں وینزویلا اور جنوب میں برازیل کے ممالک ہیں اور شمال میں شمالی بحر اوقیانوس ہے۔ گیانا ویسٹ اینڈیز اور کریبین کا حصہ ہے اور ساؤتھ امریکہ کا واحد ملک ہے جہاں انگریزی زبان بولی جاتی ہے۔

احمدیت کا نفوذ

گیانا میں جماعت احمدیہ کا تعارف اور نفوذ کسی مبلغ کے آنے سے پہلے ہی ہو گیا تھا۔ 1956ء میں ایک نوجوان یوسف خان موکان صاحب نے ایک دوکان سے جماعت کے بارے ایک کتاب خریدی۔ اس کتاب کے مطالعہ کے بعد انہوں نے ربوہ مرکز سے رابطہ کر کے مزید کتب حاصل کی اور جماعت کے بارے تحقیقات شروع کر دی۔ اگرچہ اس دوران ان کو مخالفت کا سامنا بھی کرنا پڑا مگر انہوں نے اپنی تحقیق کو نہ روکا بلکہ مخالفوں کے دلائل بھی سنے اور ساتھ ساتھ تحقیق بھی کرتے رہے۔ آپ کا علم جماعت کے بارے بہت بڑھ گیا تھا۔ یہاں تک کہ آپ مخالفوں کو دلائل کے میدان میں لاجواب کر دیتے تھے۔ مگر پھر بھی انہوں نے ابھی تک بیعت نہیں کی تھی۔

دوران تحقیق انہیں حضرت مسیح موعودؑ کی ایک تحریر ملی جس میں حضورؑ نے حق کے متلاشیوں کو خدا سے دعا کر کے رہنمائی طلب کرنے کو کہا اور یہ کہ جو چالیس دن تک دعا کرے گا خدا ضرور ایسے مخلص لوگوں کی رہنمائی کرے

گا۔ چنانچہ یوسف خان صاحب نے اس پر عمل کرتے ہوئے دعا شروع کر دی۔ ایک دن آپ اپنے گاؤں سسٹر (Sisters) کی مسجد میں نماز عصر کے لئے آئے ہوئے تھے کہ آپ کو ایک آواز آئی وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (اور حق کو باطل سے خلط ملط نہ کرو اور حق کو چھپاؤ نہیں جبکہ تم جانتے ہو۔ سورۃ البقرہ آیت 43)۔

اس آسمانی رہنمائی کے بعد آپ کو یقین ہو گیا کہ احمدیت حق پر ہے۔ آپ نے بلا تعامل حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں بیعت کا خط لکھ دیا اور جماعت احمدیہ میں شامل ہو گئے۔ اس کے بعد آپ نے ایک مبلغ کی طرح تبلیغ کرتے ہوئے جماعت کا پیغام پھیلانا شروع کر دیا۔ آپ کی تبلیغ سے بہت سے غیر احمدی مسلمانوں اور غیر مبائع احمدیوں نے حضرت خلیفۃ المسیح کی بیعت کی اور جماعت میں شامل ہو گئے۔ غیر مبائع احمدیوں میں نمایاں شخصیت مکرم محمد شریف بخش صاحب کی تھی جو آپ ہی کی تبلیغ سے بیعت کر کے جماعت میں شامل ہوئے۔ تبشیر کی فائل میں یوسف خان صاحب اور محمد شریف بخش صاحب کے بارے لکھا ہے کہ:

”وہ تبلیغ احمدیت میں مشغول رہتے تھے۔ ابتدائی احمدیوں میں سے نیو ایمسٹرڈم کے ایک دوست محمد شریف بخش صاحب ایک مخلص اور ذوق و شوق سے تبلیغ کرنے والے احمدی ہیں۔ انہوں نے جماعت کو منظم کیا اور مرکز سے خط و کتابت کر کے عہدیداران کی منظوری حاصل کی انہیں پریذیڈنٹ اور مکرم محمد یوسف خان صاحب کو سیکرٹری مقرر کیا گیا۔۔۔ ابتدائی احمدیوں کے ساتھ ساتھ بعض اور نوجوانوں نے بھی بیعت کی تھی جن کی تعداد محمد یوسف خان صاحب کے خط مؤرخہ 23/نومبر 1959ء کے مطابق 34 تھی۔“

(فائل امریکہ جنرل 1959ء صفحہ 3 از تبشیر فائل صفحہ 2)

پہلی مسجد

جماعت احمدیہ گیانا کی پہلی مسجد تبلیغ کے ذریعہ سے ہی ملی۔ محمد یوسف خان صاحب اپنے گاؤں سسٹرز کے لوگوں اور خصوصاً اپنے رشتہ داروں کو تبلیغ کرتے تھے۔ اسی طرح آپ کے بڑے بھائی مکرم ابراہیم خان صاحب جو سسٹرز گاؤں کی مسجد کے امام تھے اُن کو بھی تبلیغ کرتے تھے۔ 1959ء میں مولانا بشیر آرچرڈ صاحب ٹرینیڈاڈ سے گیانا

دورے کے لئے تشریف لائے۔ آپ کے دورے سے بہت سے لوگ احمدی ہوئے۔ انہی بیعتوں میں امام ابراہیم خان موکان صاحب نے بھی بیعت کی اور امام صاحب کی کوششوں اور مدد سے مسجد کے لوگوں نے بھی بیعت کر لی۔ اس طرح سسٹرز گاؤں کی مسجد گیانا کی پہلی احمدیہ مسجد بن گئی۔

(ریویو آف ریلیجنز جون 1989ء)

تبشیر کی رپورٹ میں لکھا ہے:

”بعض احمدیوں کی مرکز سے خط و کتابت کی وجہ سے ٹرینیڈاڈ سے مکرم بشیر احمد صاحب آرچرڈ کو مرکز نے گیانا بھیجا۔ مکرم آرچرڈ صاحب فروری 1959ء میں گیانا تشریف لے گئے اور مرکز کو لکھا کہ گیانا میں خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک جماعت قائم ہے ان میں سے ایک اکیس سالہ نوجوان محمد یوسف خان ایک مبلغ کی طرح کام کر رہے ہیں اور ربوہ سے اپنے خرچ پر لٹریچر منگوا کر تقسیم کرتے ہیں اور زیادہ سے زیادہ وقت تبلیغ کیلئے دیتے ہیں۔۔۔ یہاں مستقل مبلغ بھجوانے کی اشد ضرورت ہے یہاں ترقی کے روشن امکانات ہیں۔ مکرم آرچرڈ صاحب ایک ہفتہ گیانا ٹھہرنے کے بعد سورینام گئے واپسی پر پھر گیانا چند یوم ٹھہر کر ٹرینیڈاڈ تشریف لے گئے۔“

(تبشیر فائل صفحہ 2)

مسجد کی تاریخ

سسٹر گاؤں کی مسجد کی تاریخ یہ ہے کہ یہ مسجد سب سے پہلے ہمسایہ گاؤں فرینڈز (Friends) میں محمد یوسف خان کے والد کریم اللہ خان صاحب نے بنوائی تھی۔ فرینڈز اور سسٹرز کے گاؤں دراصل شوگر اسٹیٹس تھی جہاں چینی کے لئے گنے کی کاشت کی جاتی تھی۔ سسٹرز کے مسلمان فرینڈز میں جا کر نمازیں پڑھا کرتے تھے۔ بعد میں اس مسجد کو سسٹرز منتقل کر دیا گیا۔ یہ زمین ابراہیم خان صاحب کی تھی جو ان کی والدہ ناضران موکان Naziran Moakan صاحبہ نے اپنے بچوں کو دی تھی۔ ابراہیم خان صاحب نے اپنی زمین مسجد کے لئے وقف کر دی۔ چنانچہ فرینڈز گاؤں کی مسجد کو یہاں منتقل کر دیا گیا۔ یہ جماعت کے پیغام پہنچنے سے بہت پہلے کی بات ہے۔ مسجد کے پیچھے کی زمین یوسف خان صاحب کی ملکیت تھی جو انہوں نے بعد میں جماعت کو وقف کر دی۔

مسجد کی تعمیر نو

سسٹرز گاؤں کی مسجد بنیادی طور پر لکڑی کی مسجد تھی۔ بعد میں مکرم میر غلام احمد نسیم صاحب کے دور میں اس کی تعمیر از سر نو کی گئی اور لکڑی کی بجائے اینٹوں سے تعمیر کی گئی۔

اس کے متعلق تبشیر کی رپورٹ میں لکھا ہے کہ:

”سسٹرز ولیج (Sisters Village) میں ایک دوست نے مسجد کیلئے ایک قطعہ زمین تحفۃً پیش کیا ہوا تھا جس کی رجسٹریشن ہونے پر وہاں مسجد کی تعمیر کا کام شروع کیا گیا۔ 27/فروری 1969ء کو مکرم میر غلام احمد نسیم صاحب نے مسجد کی بنیاد رکھی۔ 25/اکتوبر 1969ء کو مسجد مکمل ہو گئی جس پر قریباً چھ ہزار ڈالر صرف ہوئے جو جماعت گیانا نے ادا کیئے۔

سسٹرز ولیج کی پرانی مسجد کا ملبہ 26/مارچ 1970ء کو Edinburgh Settlement منتقل کیا گیا جہاں مسجد کیلئے زمین حاصل کی جا چکی تھی اور ضروری تبدیلیوں کے ساتھ یہاں مسجد بنائی گئی جس کا افتتاح 3/اپریل 1970ء کو ہوا اور مکرم حسن صاحب کو یہاں امام الصلوٰۃ مقرر کیا گیا جبکہ مکرم امین خان صاحب بچوں کو دینی تعلیم دینے پر مقرر ہوئے۔“

(تبشیر فائل صفحہ 6)

سسٹرز گاؤں کی مسجد کی تعمیر میں مقامی افراد نے مالی قربانیاں کی اور خصوصاً لجنہ نے بھرپور حصہ لیا تھا۔ چنانچہ اس بارے تبشیر رپورٹ میں لکھا ہے کہ:

”سسٹر ولیج کی رہنے والی ایک احمدی خاتون سسٹر نورن صاحبہ جو مکرم یوسف خان صاحب اور ابراہیم خان صاحب کی خالہ تھیں اس گاؤں میں جماعت کی مسجد کیلئے 2000 گیانا ڈالر کی گرانقدر مالی قربانی دی۔ نماز کی اس قدر پابند کہ ہر نماز مسجد آکر ادا کرتیں۔“

(فائل امریکہ جنرل 1959ء صفحہ 3 از تبشیر فائل صفحہ 2)

مسجد کا نام

موجودہ مسجد کی تعمیر اسی دور کی ہے اور اس کی مرمت وقتاً فوقتاً کی جاتی ہے۔ اس مسجد کا باقاعدہ کوئی نام نہ تھا۔ چنانچہ سن 2019ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں اس مسجد کے لئے نام کی درخواست کی گئی۔ پیارے آقا نے ازراہِ شفقت اس کا نام ''مسجد مہدی'' رکھا ہے۔

(تبشیر خط 9041-T-ء19-05-19/2M)

دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ابتدائی مسجد کو قائم کرنے والوں اور بسانے والوں پر اپنا فضل فرماتا چلا جائے اور انہیں اور ان کی نسلوں کو ہمیشہ خلافت کا وفادار رکھے اور گیانا جماعت مزید ترقیات کرتی چلی جائے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 27 دسمبر 2022ء)



﴿30﴾

مسجد ناصر سُرینام، جنوبی امریکہ

(لئیق احمد مشتاق۔ مبلغ سلسلہ سُرینام جنوبی امریکہ)

سُرینام دنیا کے ان خوش نصیب ممالک میں سے ہے جہاں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بابرکت دور میں احمدیت کا پیغام پہنچا اور جنوبی امریکہ کے اس چھوٹے سے ملک کے ایک باشندے کو دسمبر 1953ء سے مارچ 1958ء تک حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سایہ شفقت میں رہنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

جماعت کی پہلی مسجد

نومبر 1956ء میں مرکزی مبلغ محترم شیخ رشید احمد اسحاق کی آمد کے بعد سُرینام میں باقاعدہ جماعت قائم ہوئی، اور آغاز میں جن لوگوں کو احمدیت قبول کرنے کی سعادت نصیب ہوئی ان میں ایک محترم حسینی بدولہ صاحب بھی تھے۔ خدا تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق اور دین سے فطری لگاؤ کے باعث قبول احمدیت کے چند سال بعد انہوں نے اپنی ملکیتی زمین پر مسجد بنانے کی ٹھانی، اس مقصد کے لئے تین ہزار مربع میٹر زمین جماعت کے لئے وقف کی، اور مسجد کی تعمیر شروع کی۔ مسجد کی تعمیر کے آغاز کے چند دن بعد موٴرخہ 18/جون 1961ء بروز اتوار باقاعدہ افتتاحی تقریب منعقد ہوئی۔ محترم مولانا بشیر احمد صاحب آرچرڈ مبلغ سلسلہ گیانا اس تقریب میں شمولیت کے لئے خاص طور پر سُرینام تشریف لائے۔ سنگ بنیاد رکھنے کے بعد حسینی بدولہ صاحب حسب توفیق خرچ اکٹھا کر کے مسجد کی تعمیر میں مصروف رہے۔ آپ اس مسجد کے معمار بھی تھے اور مزدور بھی۔ ان کی اہلیہ محترمہ نصیرن بدولہ صاحبہ نے لمبا عرصہ کپڑوں کی سلائی کا کام کر کے مالی معاونت فراہم کی۔ روزمرہ امور کی انجام دہی کے بعد سہ پہر کے وقت مسجد کی تعمیر کا کام کیا جاتا۔ اس کار خیر میں ان کے بیٹوں نے بھی شانہ بشانہ حصہ لیا۔ جولائی 1969ء میں مشن کی تعمیر بھی

شروع ہوئی، اور یہ کام بھی ساتھ ساتھ جاری رہا۔ مسجد کی تعمیر پیسے اور افرادی قوت کی کمی کی وجہ سے تقریباً دس سال میں مکمل ہوئی۔

پہلی مسجد کا افتتاح

25/اپریل 1971ء بروز اتوار جماعت احمدیہ سُرینام کی تاریخ کا وہ یادگار دن ہے جب محترم مولانا فضل الٰہی بشیر مرحوم ومغفور کے ذریعہ مسجد ناصر کا افتتاح عمل میں آیا۔ اس موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ اور وکیل التبشیر محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کا تحریری پیغام موصول ہوا۔ نیز افتتاح کے دن وکالت تبشیر کی طرف سے مبارک باد کا ٹیلی گرام بھی موصول ہوا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا پیغام

حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغام میں فرمایا: ”جماعت احمدیہ کی پہلی مسجد کے افتتاح کے موقعہ پر مبارک باد دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس مسجد کو ہر ایک کے لئے برکات الٰہیہ کا سرچشمہ بنادے۔ آمین۔ جماعت کو یہ بات ہمیشہ یاد رہے کہ تمام برکتیں خدا کی فرمانبرداری اور خدا کے چنیدہ بندوں کی فرمانبرداری میں ہیں خواہ خدا کے نبی ہوں یا نبی کے خلفاء۔ خلافت اللہ تعالیٰ کی برکتیں لاتی ہے اس لئے اس کو مضبوطی سے پکڑے رکھو۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے۔
مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح“

افتتاحی تقریب

افتتاحی تقریب کے لئے باقاعدہ دعوتی کارڈ چھپوائے گئے، ریڈیو پر تین بار اعلان کروایا گیا، مسجد کو رنگا رنگ جھنڈیوں سے سجایا گیا تھا۔ دعا کے بعد مولانا فضل الٰہی بشیر صاحب نے مسجد کا دروازہ کھولا اور عصر کی اذان دی گئی نماز کے بعد تلاوت قرآن مجید سے تقریب کا آغاز ہوا۔

سب سے پہلے محترم حسینی بدولہ صاحب نے مسجد کی چابی محترم مولانا فضل الٰہی بشیر صاحب کے سپرد کی۔ پھر حضور رحمہ اللہ تعالیٰ اور محترم وکیل التبشیر کا پیغام پڑھ کر سنایا گیا۔ بعد ازاں مولانا فضل الٰہی بشیر صاحب نے خطاب کیا۔

چند غیر از جماعت لوگوں نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ نماز مغرب کے بعد تمام شاملین کو کھانا پیش کیا گیا۔ سُرینام میں یہ پہلی مسجد تھی جس کے نام کے ساتھ ''احمدیہ'' لفظ جوڑا گیا۔ اس موقعہ پر اخبار کا نمائندہ بھی موجود تھا اور مقامی اخبار میں اس تقریب کی خبر بھی شائع ہوئی۔

ایک ایسی جگہ جہاں غیر از جماعت مسلمان، لاہوری جماعت سے تعلق رکھنے والے دوست، اور خواجہ اسماعیل صاحب کے گروہ ''السابقون'' سے تعلق رکھنے والے لوگ مسجد کی تعمیر میں مسلسل روڑے اٹکا رہے تھے اور اس جائیداد کی جماعت کے نام منتقلی کی مخالفت پر کمر بستہ تھے ایک تنہا شخص کا استقامت دکھانا، اپنے مقصد پر ڈٹے رہنا اور اس کام کو منطقی انجام تک پہنچانا محترم حسینی بدولہ صاحب کے اخلاص اور عزم و ہمت کا یادگار نمونہ ہے۔ محترم مولانا فضل الٰہی بشیر صاحب جو تعمیری کام کی نگرانی اور افتتاحی تقریب کی تیاری کے لئے فروری 1971ء میں ہمسائیہ ملک گیانا سے سرینام پہنچے انہیں بھی مخالفین کی طرف شدید مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔ افتتاحی تقریب سے صرف دو دن پہلے مولانا فضل الٰہی بشیر صاحب نے اپنے ہاتھ سے مسجد کی پیشانی پر ''احمدیہ مسجد ناصر'' کے الفاظ لکھے اور افتتاح کی تاریخ کندہ کی۔

افتتاح کی رپورٹ

محترم مولانا فضل الٰہی بشیر صاحب نے یکم مئی 1971ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت اقدس میں مسجد کی تعمیر کی تاریخ، محترم حسینی بدولہ صاحب کی قربانی اور اخلاص اور مسجد کی افتتاحی تقریب کی تفصیلی رپورٹ بجھوائی اور خاص طور پر اس بات کا ذکر کیا کہ حضور سرینام میں اہل پیغام کی 18 مساجد ہیں مگر اس ملک میں یہ پہلی مسجد ہے جس کا نام ''احمدیہ مسجد ناصر'' رکھا گیا ہے اور لاہوری جماعت کے افراد کو چہ مگوئیاں کرتے سنا گیا کہ یہ جماعت جو عقیدہ رکھتی ہے برملا اس کا اظہار بھی کرتی ہے۔

بعد ازاں محراب کے دائیں جانب 85 مربع میٹر کے دو ہال اور ایک کچن تیار ہوا۔

ایک غیر مسلم کا مسجد کے لئے تحفہ

جولائی 1987ء میں مسجد کی بنیادوں کی حفاظت کے لئے اس کے ساتھ ساتھ فرش بنوانے کا فیصلہ کیا گیا، اس مقصد کے لئے خدام وانصار نے ایک ہفتہ وقار عمل کیا اور تین اطراف ایک، ایک میٹر زمین تین فٹ گہری کھود کر سیمنٹ بلاکس سے فرش بنایا، تا کہ بنیادیں پانی کی زد سے محفوظ ہو جائیں۔ اس کام کے لئے رتن نامی ایک ہندو نے دو ٹرک ریت، 20 بوری سیمنٹ اور 2100 تعمیری بلاک تحفہ دیے۔ سال 1991ء میں جماعتی پروگرامز کے لئے شیڈ کی تعمیر کا کام شروع ہوا، مگر فنڈز کی کمی وجہ سے مکمل نہ ہو سکا اور 1997ء میں محترم مولانا حمید احمد ظفر صاحب نے 180 مربع میٹر کا یہ شیڈ مکمل کروایا، نیز مشن ہاؤس کی چھت کی ڈھلوان میں اضافہ کر کے ٹین مکمل طور پر تبدیل کروایا۔ دفتر اور گیسٹ روم تعمیر کروائے۔ اس کے علاوہ مسجد کے پورے پلاٹ کی چار دیواری بنوائی۔ ان کاموں کے لئے افراد جماعت نے دل کھول کر مالی قربانی کی۔

خلیفۂ وقت کا دورہ

مؤرخہ 29/مئی تا 4/جون 1991ء حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے سرینام کا دورہ کیا اور 31/مئی کو مسجد ناصر میں ''شکر'' کے موضوع پر خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

تزئین نَو

سن 2006ء میں مسجد ناصر کی مکمل تزئین نو کی گئی۔ چھت کی تمام لکڑی نکال کر سٹیل کا فریم تیار کر کے لگایا گیا۔ PVC شیٹ کی سیلنگ لگوائی گئی۔ تمام کھڑکیوں کا سائز یکساں کیا گیا اور المونیم کے دروازے اور ونڈو لگوائی گئیں۔ فرش پر نیا میٹ بچھایا گیا۔ بڑھتے ہوئے درجہ حرارت کے پیش نظر مسجد میں ایئر کنڈیشن لگوائے گئے۔ یوں مسجد کی ہیئت یکسر بدل گئی۔ افراد جماعت کے اجتماعی وقار عمل سے اس کار خیر کو انجام دیا۔ محترم حسینی بدولہ صاحب کے تین نواسوں کو تزئین نو میں نمایاں حصہ لینے کی توفیق ملی۔ کام مکمل ہونے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں مفصّل رپورٹ بجھوائی گئی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جواب میں تحریر فرمایا:

”آپ کی طرف سے مسجد سرینام کی RENOVATION کی رپورٹ ملی ہے، جس کے ساتھ تصاویر بھی ہیں۔ ماشاء اللہ بڑی خوبصورت بن گئی ہے۔ آپ نے بتایا ہے کہ اس کا بہت سا کام وقار عمل سے ہوا ہے، اور حسینی بدولہ صاحب کے نواسوں کا Contribution بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزا دے اور ان کے اموال اور نفوس میں برکت ڈالے۔“

(خط محررہ 15-2-07/T-10869)

اکتوبر 2011ء میں مسجد سے ملحقہ ہال کا فرش نیا بنا کر ٹائل لگائی گئی اور جماعتی روایات کے مطابق یہ کام وقار عمل کے ذریعہ مکمل کیا گیا۔ سال 2014ء میں جماعت نے خطیر رقم خرچ کر کے مسجد کے لئے بجلی کا ٹرانسفارمر لگوایا اسی سال مسجد کے ساتھ ایک اور گیسٹ روم کی تعمیر کی توفیق ملی۔ مسجد کے تین اطراف دو میٹر کا پختہ فرش بنا کر ٹائل لگوائی گئی۔ مسجد کے صحن میں چار سو مربع میٹر ایریا میں فرشی ٹائل لگوائی گئی، نیز بیرونی دیوار از سر نو تعمیر کی گئی۔

حرفِ آخر

مسجد ناصر سُرینام کو یہ سعادت حاصل ہے کہ امام آخر الزّمان کے مقدس و مطہر خلیفہ نے یہاں نمازوں کی امامت کروائی اور جمعہ بھی پڑھایا۔ اس کے علاوہ جماعت ہائے احمدیہ امریکہ، کینیڈا، ٹرینیڈاڈ اور گیانا کے مبلغ انچارج مختلف وقتوں میں یہاں تشریف لا چکے ہیں۔ محترم مولانا محمد اسلم قریشی شہید نے جزائر غرب الہند میں قیام کے دوران پانچ مرتبہ یہاں جماعتی پروگرامز میں شرکت کی۔ محترم مولانا عطا اللہ کلیم صاحب نے ستمبر تا نومبر 1986ء یہاں قیام کیا۔ گزشتہ بیس سالوں کے دوران جمہوریہ سرینام کے صدر دو نائب صدور، متعدد وزراء، اراکین پارلیمنٹ اور کئی ملکوں کے سفیر اس مسجد کا دورہ کر چکے ہیں۔

قارئین الفضل آن لائن سے جماعت سرینام کے نفوس و اموال میں برکت کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 27 دسمبر 2022ء)


Nasir Moskee







﴿31﴾

مسجد نور بیلیز کا تعارف

(نوید احمد منگلا۔ صدر جماعت و مبلغ انچارج بیلیز)

خدائے رب الرحمٰن کے فضل و کرم سے بیلیز میں جماعت نومبر 2013ء میں قائم ہوئی۔ اب تک ہم کرائے کی بلڈنگ میں رہ رہے تھے۔ مسجد کی زمین 2018ء میں خریدی گئی تھی جس پر ایک بلڈنگ پہلے سے واقع تھی۔ جب جماعت نے جائزہ لیا کہ وہ استعمال کے قابل نہیں تو اس کو ستمبر 2019ء میں گرا کر دسمبر 2019ء میں مرکز کی نمائندگی میں مکرم مولانا ابراہیم بن یعقوب صاحب نے مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا اور اس کے ساتھ ہی مسجد کی تعمیر کا آغاز ہو گیا۔ اس مسجد کی تعمیر کیلئے تمام اخراجات شیخ سعید صاحب آف فیصل آباد اور ان کے صاحبزادے ذوالفقار احمد مرحوم نے ادا کئے۔

اس مسجد کی تعمیر کیلئے کینیڈا سے رضاکار تشریف لائے اور اپنے خرچ پر مسجد کے اختتام تک ادھر ہی رہے۔ بلکہ ان میں سے چار خدام سسکاٹون کینیڈا سے 6,000 کلو میٹر کا سفر کر کے مسجد کی تعمیر کیلئے ایک گاڑی ڈرائیو کر کے تشریف لائے۔ ان تمام رضاکاروں کے نام بغرضِ دعا مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ منصور احمد۔ سیسکاٹون

2۔ مدثر احمد۔ ریجائینہ

3۔ منظور احمد۔ سیسکاٹون

4۔ فرید احمد۔ سیسکاٹون

5۔ ساجد بٹ۔ ریجائینہ

6۔ شاہد بٹ۔ ریجائینہ

7۔ اصغر رائے۔ سیسکاٹون

8۔ رانا احسن محمود۔ سیسکاٹون

9۔ قمر احمد۔ ٹورانٹو

10۔ تنزیل احمد۔ ٹورانٹو

11۔ فراز احمد۔ سیسکاٹون

دو بچے:

1۔ مسرور احمد 2۔ بنیامین احمد

اس مسجد کا نام حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ''مسجد نور'' رکھا ہے۔ 2 ایکڑ زمین میں سے تیسرے حصّہ میں 583.36 square meter کی مسجد بنائی گئی باقی زمین جماعت کی مستقبل کی ضروریات کیلئے ہے۔ اس میں 220 لوگ نماز ادا کر سکتے ہیں۔ مسجد کے ساتھ مردوں اور عورتوں کے واش رومز ہیں اور مشنری آفس ہے۔ دوسرے فلور پر لائبریری، مشن ہاؤس کچن، ایک کمرہ کا گیسٹ ہاؤس اور تین کمرہ کا مشنری ریزیڈینس ہے۔ اس بلڈنگ کے اوپر چار مینار اور ایک 20 فٹ بڑا Dome نصب کیا گیا ہے۔ مسجد کے سامنے ایک خوبصورت fence لگائی گئی ہے جس کے اوپر مینار نما pillars ہیں جو مسجد کی خوبصورتی کو اور بڑھا دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ جو بلڈنگ کا بچا ہوا material تھا اس میں رضاکاروں نے اپنی طرف سے 720 square feet کا ایک سیکورٹی کیبن اور ساتھ سیکورٹی گارڈ کیلئے رہائش کا کمرہ بنایا۔ اس سے پہلے پورے بیلیز میں دو اور سنّیوں کی چھوٹی مساجد ہیں لیکن مسجد نور اپنے رقبہ کے لحاظ سے اور خوبصورتی کے لحاظ سے بہت نمایاں ہے۔

بیلیز شہر سے دو بڑے highway نکلتے ہیں ایک میکسیکو کی طرف جاتا ہے اور دوسرا گوئٹے مالا اور جنوبی بیلیز کی طرف۔ مسجد نور George Price highway پر واقع ہے جو گوئٹے مالا کی طرف جاتا ہے اور بیلیز downtown سے 2 میل دور ہے۔ اسی طرح جب گوئٹے مالا کی طرف سے بیلیز شہر میں آتے ہیں تو جو پہلا بڑا roundabout (جس کو اب جماعت نے adopt کر لیا ہے اور اپنے سائن نصب کرتے ہیں) اس سے تقریباً ایک کلو میٹر دور ہے۔

سینٹرل امریکہ میں Costa Rica, El Salvador, Guatemala, Honduras, Nicaragua, Panama, Guatemala and Belize ممالک آتے ہیں۔ ان سب ممالک میں سب سے پہلے 1989ء میں

گوئٹے مالا جماعت کو مسجد کی تعمیر کرنے کی توفیق ملی تھی۔ اس کے بعد بیلیز دوسرا ملک ہے جس میں جماعت کو مسجد تعمیر کرنے کی توفیق ملی ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

مسجد نور کا افتتاح

مسجد کا افتتاح 18 ؍ فروری 2022ء کو ہوا۔ مرکز کی نمائندگی میں مکرم ملک لال خان صاحب امیر جماعت کینیڈا تشریف لائے۔

اس موقع پر بیلیز کے اہم شخصیات اور گورنمنٹ آفیشل تشریف لائے ان میں سے بعض کے تاثرات مندرجہ ذیل پیش کئے جاتے ہیں۔

John Briceno Prime Minister of Belize

جان بریثانیو، وزیر اعظم بیلیز

میری لئے یہ باعث افتخار ہے کہ مجھے احمدیہ مسجد آنے کا موقع ملا ہے۔ جو شاندار خدمات آپ بلیز میں بجالا رہے ہیں ہم ان کے لئے آپ کے شکر گزار ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ ہمارا خالق آپ پر اور آپ کے خاندانوں پر اور آپ کے کاموں پر رحمت فرماتا رہے۔

Bernard Wagner Belize City Mayor

برنارڈ واگنر، بیلیز شہر کے میئر

ہمارا شہر جماعت احمدیہ کا شکر گزار ہے کہ وہ ہمارے کاموں میں شراکت کر رہی ہے۔ یہ شراکت بہت باثمر ہے۔ ہم کھیل، تعلیم، سماجی خدمات اور ہمسائیگی کی تعمیر و ترقی میں آپ کی غیر معمولی شراکت کا اعتراف کرتے ہیں۔ اسی طرح ہم آپ کے مقاصد کے اس شاندار حصول پر آپ کو مبارک باد پیش کرتے ہیں۔

چیسٹر ویلیم، کمشنر آف پولیس:

میں بطور پولیس کمشنر جماعت احمدیہ کی بلیز میں مساعی پر شکر گزار ہوں۔ آپ اکثر اوقات گلیوں میں نوجوانوں کو بھٹکتا دیکھتے ہیں اور ان کے پاس کرنے کے لئے کوئی مفید کام نہیں ہوتا۔ نہ کوئی ایسے پروگرام ہوتے ہیں جن میں وہ نہ صرف مصروف رہیں بلکہ ان پر نگاہ بھی رکھی جا سکے۔ ایک طرف تو معاشرے کا وہ طبقہ ہے جو بیٹھ کر صرف باتیں بناتا ہے، شکائتیں کرتا ہے۔ جماعت احمدیہ حقیقت میں بہت سی ایسی مساعی میں متحرک ہے جو نوجوانوں میں بہتر تبدیلی لانے کا باعث ہیں۔

Darrell Bradley Senator and Former Mayor of Belize City

یرل بریڈلی، سینیٹر و سابق میئر بلیز سٹی

مجھے حضور سے ذاتی طور پر ملنے کا موقع ملا ہے اور میں اس سے قبل بھی اس ملاقات کا احوال بیان کر چکا ہوں۔ تاہم ایک پیغام جو انہوں نے مجھے دیا وہ یہ تھا کہ ہم روزمرہ زندگی میں انفرادی حقوق کی بات کرتے رہتے ہیں۔ یعنی یہ کہ میرے کیا حقوق ہیں۔ میرا کیا استحقاق ہے۔ معاشرے کو میرے لئے کیا کیا کرنا چاہیئے اور یہ کہ مجھے کیا ملا۔ تو حضور نے مجھ سے کہا کہ ہمیں اس بات پر سوچنے کی ضرورت ہے کہ ہماری ذمہ داریاں کیا ہیں۔ ہم نے دوسروں کو کیا دینا ہے۔ ہم کیسے ان لوگوں کی خدمت کر سکتے ہیں جن کے ساتھ ہم رہ رہے ہیں اور وہ معاشرہ جس میں ہم رہ رہے ہیں اور دنیا کے تمام مرد و زن کی ہماری نظر میں کیا وقعت ہے۔ پس ایک چیز جو میں نے درحقیقت دیکھی ہے وہ یہ کہ جماعت احمدیہ بلیز معاشرے کی ترقی کے لئے بہت خدمت کر رہی ہے۔ خاص طور پر نوجوانوں کے لئے جماعت بہت کام کر رہی ہے جو کہ ہمارے معاشرے کا سب سے محروم طبقہ ہے۔

Kareem Musa Minister of Home Affairs and New Growth Industries

کریم موسیٰ

میں احسان مند ہوں کہ آپ نے مختلف سیاسی نظریات رکھنے والے اور مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو ایک چھت کے نیچے جمع کر دیا ہے۔ یہ انتہائی حیرت انگیز بات ہے کیونکہ اس سے آپ لوگوں کی مساعی کی اصل روح ظاہر ہوتی ہے۔

Ladrick Shepherd Mayor of Orange Walk

لاڈریک شیفیرڈ۔ میئر اورنج واک

جماعت احمدیہ نے نوجوانوں کو متاثر کیا ہے اور انہیں یہ موقع فراہم کیا ہے کہ وہ اپنی صلاحیتوں کا اظہار کر سکیں۔ نیز وہ بھی اس دنیا کا ایک مفید حصہ بن سکیں جماعت نے یہ کام اس وقت کیا ہے جب کوئی اور نوجوانوں کو یہ مواقع فراہم کرنے کو تیار نہیں انھوں نے مزید کہا کہ لوگ محض احمدیت کے لائحہ عمل کا تصویری تصور نہیں دیکھتے بلکہ آپ لوگ تو نوجوانوں کو تاریک گڑھوں سے نکال کر روشنی میں لا رہے ہیں۔ آپ ان کے وہ پہلو روشن کر رہے ہیں جو پہلے کبھی روشن نہیں کئے گئے۔ آپ انہیں مواقع مہیا کر رہے ہیں تا کہ وہ اپنی صلاحیتیں دکھا سکیں۔ یہ ہے جو احمدیت کر رہی ہے۔

آخر پر عرض ہے کہ یہ مضمون نامکمل ہو گا اگر ہم اپنے پیارے آقا کے مسجد نور کے بارے کلمات پیش نہ کریں۔ جب مسجد نور کی تعمیر مکمل ہوئی تو ہم نے یہاں سے چند تصاویر اور رپورٹ حضور انور کی خدمت میں ارسال کی جس کو حضورِ انور نے دیکھ کر فرمایا کہ:

''ماشاءاللہ۔ بہت خوبصورت مسجد بن گئی ہے'' اسی طرح جلسہ سالانہ یوکے پر ہفتہ کے روز کے خطاب میں دنیا بھر میں نئی مساجد کا ذکر کرتے ہوئے پیارے آقا نے فرمایا ''بیلیز میں جماعت احمدیہ کی پہلی مسجد مسجد نور تعمیر ہوئی ہے۔ بڑی خوبصورت مسجد بنی ہے۔'' پھر 20/ مئی 2022ء کے خطبہ میں جب حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ذوالفقار احمد صاحب آف فیصل آباد مرحوم کا ذکر کیا تو حضورِ انور نے فرمایا کہ ''مرحوم نے اور ان کے والدین نے بیلیز میں مسجد بنوائی ہے جو بہت بڑا پراجیکٹ تھا اور بہت بڑی خوبصورت مسجد بنی ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے۔''

الحمد للہ علیٰ ذٰلك۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 27 دسمبر 2022ء)




SUB UMBRA FLOREO

﴾32﴿

ساؤتومے و پرنسپ میں جماعت احمدیہ کی پہلی مسجد، بیت الرحیم

(انصر عباس۔ مبلغ انچارج ساؤتومے)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ پوری دنیا میں بڑی تیزی سے پھیل رہی ہے۔ اسی طرح جب کسی ملک میں جماعت کا پودا لگتا ہے تو مساجد بنانے کا سلسلہ بھی شروع ہو جاتا ہے۔ ساؤتومے و پرنسپ میں جماعت احمدیہ کا پودا 1999ء میں مکرم حافظ احسان سکندر صاحب سابق امیر جماعت احمدیہ بینن کے ذریعہ لگا۔ 2018ء میں اللہ تعالیٰ نے ساؤتومے ملک کے ایک گاؤں فرناؤندیاش (Fernao Dias) میں جماعت کو پہلی مسجد بنانے کی توفیق عطاء فرمائی۔ یہ گاؤں ساؤتومے شہر سے 15 کلومیٹر شمال میں بحر اوقیانوس کے ساحل پر واقع ہے۔ اس گاؤں کی ایک عورت محترمہ لیز ابیل صاحبہ دسمبر 2015ء میں مکرم عبد الرؤف طارق صاحب سابق مبلغ انچارج و نیشنل صدر جماعت ساؤتومے کی تبلیغی کوششوں سے گاؤں کے 23 افراد کے ساتھ جماعت احمدیہ میں شامل ہوئی۔

سنگ بنیاد و افتتاح

21/ فروری 2018ء کو اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے ساؤتومے میں جماعت کی پہلی مسجد بیت الرحیم کا سنگ بنیاد خاکسار انصر عباس مبلغ انچارج و صدر جماعت احمدیہ ساؤتومے نے رکھا۔ 13/ مئی 2018ء کو اس خوبصورت مسجد کا بابرکت افتتاح مکرم ڈاکٹر محمد اطہر زبیر صاحب چیئرمین ہیومینٹی فرسٹ جرمنی نے کیا۔ مسجد کا ہال 6 میٹر چوڑا اور 7 میٹر لمبا ہے اس میں 60 نمازیوں کی گنجائش ہے۔ مسجد کی بنیادیں پکی ہیں اور دیواریں لکڑی سے تیار کی گئی ہیں، چاردیواری بھی بنائی گئی ہے۔ اس مسجد کی تعمیر کا خرچ مکرم ڈاکٹر محمد اطہر زبیر صاحب آف جرمنی، ان کی فیملی اور ان

کے دوستوں نے مل کر کیا۔ ان کے دوستوں میں مکرم داؤد احمد چیمہ صاحب آف جرمنی نے اپنا نام ظاہر کیا تھا لیکن دوسروں نے نام ظاہر نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اس کا اجر عظیم عطا فرمائے اور اس مسجد کو ہمیشہ آباد رکھے اور اس مسجد کی برکت سے ملک کی تمام سعید روحوں کو مسجد نصیب کرے۔ آمین

ساؤتومے کی پہلی مسجد بیت الرحیم فرنندیاس

اس مسجد کے سنگ بنیاد اور افتتاح کا ذکر کرتے ہوئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ 2018ء یوکے کے دوسرے دن 4/ اگست 2018ء کے خطاب میں فرمایا:

”مساجد کے تعلق میں جو واقعات ہیں ان میں ساؤتومے میں اس سال جماعت کی پہلی مسجد کا قیام عمل میں آیا۔ یہاں کے مبلغ لکھتے ہیں کہ اس مسجد کی تعمیر ساؤتومے کے دارالحکومت سے 15 کلومیٹر دور ایک علاقے فرنندیاس میں ہوئی اور اسی سال 13 مئی کو اس کا افتتاح ہوا۔ جماعت کا وفد مسجد کی تعمیر کے لیے جب لوکل گورنمنٹ سے اجازت لینے کے لیے گیا تو میئر نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ ہم اپنے ملک میں دہشت گردی نہیں چاہتے۔ یہ عیسائیوں کا ملک ہے اور اس میں مسجد بنانے کی کوئی گنجائش نہیں۔ اس کے بعد دوسری مرتبہ دوبارہ میئر سے ملاقات کی گئی اور جماعت کا تفصیلی تعارف کروایا تو میئر نے اجازت دے دی اور مسجد کے سنگ بنیاد میں بھی شرکت کی۔ میئر نے کہا کہ ہمیں جماعت کی تعلیمات کا کچھ علم نہیں تھا۔ بس میڈیا سے سنا تھا کہ اسلام جنگ و قتال کا مذہب ہے۔ لیکن اب جماعت احمدیہ کی بدولت پتا چلا کہ اسلام ایک نہایت پر امن اور پیار اور محبت کا مذہب ہے۔ ہم جماعت کو پہلی مسجد بنانے پر مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ ہماری نیک تمنائیں اس مسجد کے ساتھ ہیں۔ مسجد کی تعمیر کے دوران ایک عیسائی عورت جو بہت زیادہ مخالفت کرتی تھی۔ مسجد میں کام کرنے والے مستریوں، مزدوروں اور احمدی بچوں اور خدام سے کہتی تھی کہ جب تم نے مسجد مکمل کر لی تو مسلمانوں نے تمہیں قتل کر دینا ہے۔ اس لیے مسجد میں کام نہ کریں۔ یہ دہشت گردی کا مذہب ہے۔ کچھ دنوں کے بعد وہ بیمار ہو گئی ان دنوں ہمارے میڈیکل کیمپ ہو رہے تھے۔ چنانچہ وہ ہمارے میڈیکل کیمپ میں آئی اور اللہ تعالیٰ نے اسے شفاء دی، اس کے بعد سے اس عورت نے مخالفت ترک کر دی۔“

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 27 دسمبر 2022ء)







﴿33﴾

مسجد ناصر ٹرینیڈاڈ

(ابراہیم بن یعقوب۔امیر و مشنری انچارج ٹرینیڈاڈ)

جماعت احمدیہ ٹرینیڈاڈ و ٹباگو کی پہلی مسجد گارے کے ساتھ 1970ء میں بنائی گئی تھی۔ جس کا ذکر سلسلہ احمدیہ جلد 3 صفحہ 703 میں یوں ملتا ہے۔

”خلافت ثالثہ کے دوران ٹرینیڈاڈ میں ایک نئی مسجد تعمیر ہوئی اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے 1970ء کے جلسہ سالانہ کی تقریر میں اس کا ذکر بھی فرمایا۔ محمد حنیف یعقوب صاحب نے اپنی زمین کا ایک قطعہ جماعت کے لیے وقف کیا اور اس پر مسجد کی تعمیر کا کام شروع ہوا۔ 1974ء میں اس مسجد کی تعمیر کا کام مکمل ہوا۔“

(سلسلہ احمدیہ جلد 3 صفحہ 703)

یہ مسجد چونکہ گارے سے بنی تھی اس لیے موسم کی سختیوں کی وجہ سے زیادہ عرصہ قائم نہ رہ سکی اور اسے شہید کر کے اسی جگہ پر 1989ء میں ایک نئی پختہ اینٹوں کے ساتھ خوبصورت مسجد تعمیر کی گئی۔ اس کا نام مسجد ناصر ہی رکھا گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے 1990ء کے تاریخ ساز دورہ کے دوران اس مسجد کا افتتاح فرمایا۔

مکرم مولانا محمد حنیف یعقوب مرحوم سابق مبلغ ٹرینیڈاڈ نے دو پلاٹ جماعت کو تحفہ میں دیے تھے۔ جن میں سے ایک پر مسجد ناصر تعمیر ہوئی اور دوسرے پلاٹ پر بعد میں مربی ہاؤس تعمیر ہوا۔ مسجد ناصر میں واش رومز اور وضو گاہ ہر دو مردانہ و زنانہ اطراف میں موجود ہیں۔ دو کمرے گیسٹ ہاؤس اور ایک ہال برائے میٹنگز بھی تعمیر شدہ ہے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 27 دسمبر 2022ء)





﴿34﴾

بیت الاحد مارشل آئی لینڈز

(ساجد اقبال۔ صدر جماعت احمدیہ مارشل آئی لینڈز)

اسلام احمدیت کا بیج سب سے پہلے مارشل آئی لینڈز میں 1989ء میں لگایا گیا جب حافظ جبریل احمد سعید صاحب آف گھانا کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ارشاد پر بحر الکاہل کے جزائر میں جماعت قائم کرنے کے لیے بھیجا گیا۔ تب سے لے کر اب تک متعدد مربیان نے مختلف اوقات میں جماعت احمدیہ مارشل آئی لینڈ میں خدمت کی ہے جن میں انعام الحق کوثر صاحب، عبد الصمد عثمان اوکائی صاحب، مطیع اللہ جوئیہ صاحب، احتشام الحق کوثر صاحب، فیروز ہندل صاحب اور خاکسار شامل ہیں۔

مارشل آئی لینڈز میں سب سے پہلے جو اسلام احمدیت میں داخل ہوئے ان میں نیری نینا (Nery Nena) اور ان کے شوہر سام نینا (Sam Nena) صاحب شامل ہیں۔

11/ستمبر 2001ء کے ہولناک واقعات کے فوراً بعد مارشل آئی لینڈ کے لوگ اسلام کے اور بھی مخالف اور خوف زدہ ہو گئے۔ چونکہ مارشل جزائر میں مستقل طور پر کوئی مشنری مقرر نہیں کیا گیا تھا، اس لیے وہاں کے اراکین کے لیے زندگی مشکل تھی کیونکہ اب انہیں اپنے ساتھی مارشلز کی طرف سے بڑھتے ہوئے ظلم و ستم کا سامنا کرنا پڑے گا۔ بہت سے مقامی لوگوں نے سوچنا شروع کر دیا کہ جماعت احمدیہ بھی اسی طرح کے کام کرنے کی طرف مائل ہے۔ ان اگلے چند سالوں میں مارشل جزائر سے اسلام کو ہٹانے کی کوشش کی گئی۔ 2007ء میں، مجورو اٹول کے سینیٹر، مسٹر علیک علیک نے مارشل جزائر سے جماعت کی جڑیں ختم کرنے کی مہم شروع کی۔ جیسا کہ زیادہ تر جدید اقوام کے ساتھ، مارشل جزائر مذہب کی آزادی کو فروغ دیتے ہیں، تاہم، سینیٹر علیک نے یہ بحث شروع کی کہ اسلام کوئی مذہب نہیں ہے۔ درحقیقت، وہ نتیجیلا (پارلیمنٹ) میں ایک بل پیش کرنے تک گئے جو آئین میں لفظ مذہب کی از سر نو تعریف کرے گا، اسلام کو خارج کرنے کے لیے۔ سینیٹر علیک اس بل کی حمایت میں متعدد سینیٹرز اور

پارلیمنٹ کے دیگر ارکان کو بھرتی کرنے میں کامیاب رہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ مارشل آئی لینڈ کے مختلف پادریوں، عقیدت مندوں اور مختلف مذاہب کے ارکان کو پارلیمنٹ کے اجلاسوں کے دوران اسلام کے خلاف بولنے کی دعوت دی گئی۔ جن چیزوں کا تذکرہ کیا گیا ان میں سے کچھ یہ تھیں: "اسلام ایک بہت پرتشدد مذہب ہے جس کا مقصد دنیا کی فتح ہے" "قرآن آپ کو دو آپشن دیتا ہے؛ اسلام قبول کرو یا مرو" "ایسا کیوں لایا جائے جو خدا کے بیٹے کے طور پر عیسیٰ کو نہیں مانتا۔ اسلام دنیا کے ہر عیسائی اور یہودی کو قتل کرنا چاہتا ہے"۔ یہ پاکستان کی پارلیمنٹ میں اسلام احمدیت کے بطور مذہب کے جائز ہونے کے حوالے سے ہونے والی بحثوں کی طرح تھا۔ سوائے اس بار، الزامات کے دفاع کے لیے اسلام کے نمائندوں کو لانے کی کوئی کوشش نہیں کی گئی۔ اس دور افتادہ جزیرے میں صرف احمدیت واحد اسلام ہے لیکن پھر بھی انہیں ان حملوں کے خلاف دفاع کی دعوت نہیں دی گئی۔

سینیٹر علیک وائس سپیکر بن گئے جو کہ مارشلز احمدیوں کے لیے زیادہ تشویش کا باعث تھا کیونکہ اس نے انہیں اثر و رسوخ کا ایک اور بھی بلند پلیٹ فارم دیا۔ لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی جماعت کو کبھی بھی اکھاڑ پھینکنے نہیں دے گا۔ سینیٹر علیک جماعت کی مخالفت کرتے رہے اور دوسروں کو بھی سمجھانے کی کوشش کرتے رہے اور اسی دوران جماعت مارشل آئی لینڈ میں پہلی مسجد بنانے کی تیاری کر رہی تھی۔ 2011ء میں، سام علی نینا کی بیوی سسٹر نیری ناصرہ نینا نے اپنی زمین کا ایک حصہ عطیہ کرنے کی پیشکش کی جس پر جماعت مسجد تعمیر کر سکتی تھی۔ مربی انعام الحق کوثر صاحب اور فلاح الدین شمس صاحب کو لیز کو حتمی شکل دینے اور تمام دستاویزات کی تیاری کے مقصد سے مارشل آئی لینڈ بھیجا گیا۔ اس سفر کے دوران اللہ تعالیٰ نے اپنی جماعت کے لیے اپنی حمایت کا نشان بھی ظاہر کیا۔

فلاح الدین شمس صاحب، سام علی نینا صاحب اور انعام الحق کوثر صاحب اکٹھے ایک وکیل کے ساتھ دستاویزات کو حتمی شکل دینے گئے۔

جیسے ہی وہ فارغ ہوئے اور وکیل کے دفتر سے باہر نکلے تو ایک اور آدمی اندر داخل ہو رہا تھا۔ جب وہ باہر آئے تو سیم نینا صاحب نے کوثر صاحب سے پوچھا کہ کیا آپ اس آدمی کو پہچانتے ہیں جو ابھی اندر آیا تھا، کوثر صاحب نے نفی میں جواب دیا اور سیم نینا صاحب نے انہیں بتایا کہ یہ سینیٹر علیک تھے۔ کوثر صاحب ان سے ملنے کے لیے اندر واپس گئے اور دیکھا کہ وہ بہت کمزور ہو گئے ہیں۔ ان کی آخری ملاقات کوثر صاحب کے مارشل آئی لینڈ کے پچھلے دورے کے دوران ہوئی تھی۔ کوثر صاحب ان کا سلام کرنے کے لیے سینیٹر علیک کے پاس گئے اور دیکھا کہ وہ بول نہیں سکتے

اور انہوں نے کوثر صاحب سے قلم اور کاغذ لانے کی درخواست کی جس پر انہوں نے لکھا کہ ان کے گلے میں کینسر ہے اور وہ سرجری کے لیے فلپائن روانہ ہوں گے۔ انہوں نے یہ بھی لکھا کہ پریشان نہ ہوں کینسر کوئی بڑا مسئلہ نہیں ہے کیونکہ وہ غالباً اپنے سابقہ رویے پر شرمندہ تھے لیکن اس پر وکیل نے چلا کر کہا "نہیں یہ بہت بڑا مسئلہ ہے"۔ وہی زبان جو سینیٹر علیک بلا جواز جماعت کی مخالفت کرتا تھا، اب اللہ نے اس سے چھین لیا اور بولنے کے قابل نہ رہا۔

اس کے بعد کئی مہینوں تک خاموشی چھائی رہی۔ سینیٹر علیک کا جولائی 2011ء تک کوئی لفظ نہیں بولا تھا جب یہ اعلان کیا گیا تھا کہ وہ سیاست چھوڑ رہے ہیں۔ پارلیمانی اجلاس ہوا جس میں سینیٹر علیک سپیکر ہاؤس ہونے کی وجہ سے بولنے سے قاصر رہے۔ ان کا ایک معاون ان کی طرف سے بات کرے گا لیکن پارلیمنٹ نے اس خیال کو مسترد کرتے ہوئے ان سے استعفیٰ دینے کا مطالبہ کیا کیونکہ وہ ایوان کے اسپیکر کی ذمہ داری کے ساتھ انصاف نہیں کر سکتے۔ اس طرح ستمبر 2011ء میں، قومی اخبار، مارشل آئی لینڈز جرنل میں ایک مضمون نے اعلان کیا کہ سینیٹر علیک نے اپنے فرائض سے استعفیٰ دے دیا ہے۔ اس کے بعد سینیٹر علیک شدید بیمار ہو گئے اور انہیں مزید علاج کے لیے جزیرے سے دور امریکہ لے جایا گیا۔ اس کی حالت صرف خراب ہوتی گئی۔ 2012ء کے آخر تک سینیٹر علیک کی حالت تشویشناک تھی۔ اس وقت مربی مطیع اللہ جوئیہ جزائر مارشل میں تعینات تھے اور خدمات انجام دے رہے تھے۔ سینیٹر علیک کے بھائی جناب علی علیک بار بار جوئیہ صاحب سے رابطہ کرتے اور اپنے بھائی کی صحت کے لیے دعا کی درخواست کرتے۔ جناب علی علیک نے جوئیہ صاحب کو بتایا کہ اب ان کا بھائی آئی سی یو میں داخل ہے اور کوئی معجزہ ہی اسے بچا سکتا ہے۔ یہ فروری 2013ء کے اوائل میں تھا کہ سینیٹر علیک کا انتقال ہو گیا۔ اپنے آخری ایام میں وہ لائف سپورٹ پر تھے۔ اس کا بھائی ان کی میت کو مارشل آئی لینڈز واپس لانا چاہتا تھا تاکہ خاندان روایتی جنازے کی تقریب منعقد کر سکے تاہم سینیٹر کی اہلیہ نے لاش کو واپس مارشل آئی لینڈ لے جانے کی اجازت نہیں دی اور اسے ٹیکساس میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

جس وقت سینیٹر علیک پارلیمنٹ میں جماعت کی مخالفت کر رہے تھے، انہوں نے یہ بھی الزام لگایا کہ جماعت سام نینا صاحب کے گھر کے سامنے مسجد بنانے کا انتظام کر رہی ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ اس وقت جماعت نے مارشل آئی لینڈ میں مسجد بنانے کا کوئی منصوبہ نہیں بنایا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کی مرضی تھی کہ بعد میں وہیں مسجد تعمیر کی جائے گی جہاں سینیٹر علیک نے الزام لگایا تھا۔ مائیکرونیشیا میں پہلی مسجد کی تعمیر کے لیے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کی رہنمائی میں منصوبہ بنایا گیا۔ اس کے لیے جماعت کے لیے مارشل آئی لینڈ میں زمین حاصل کرنا ضروری تھا۔ مارشل

آئی لینڈ کے قوانین کی وجہ سے، زمین خریدنا ممکن نہیں تھا کیونکہ صرف مارشلز شہری ہی ایسا کرسکتے ہیں۔ اس لیے جماعت کے لیے ضروری تھا کہ وہ کسی ایسے شخص کو تلاش کرے جو مسجد کی تعمیر کے لیے زمین لیز پر دینے کے لیے تیار ہو۔

حضور انور کو مقام کی چند تجاویز بھیجی گئیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے سام علی نینا صاحب کی اہلیہ نیری ناصرہ نیناجو کہ ایک زمیندار اور بہت ہی مخلص احمدی تھیں، نے اپنی زمین کا ایک حصہ عطیہ کرنے کی پیشکش کی جس پر مسجد بنائی جاسکتی ہے۔ اس مقام کو حضور انور نے قبول کیا تھا اور جیسا کہ ذکر کیا گیا وہی مقام ہے جسے سینیٹر علیک نے پہلے دعویٰ کیا تھا کہ جماعت مسجد بنانے کے لیے استعمال کرے گی۔ مارشل جزائر کے قانون کے مطابق اس کا عطیہ طویل مدتی لیز کی صورت میں قبول کیا گیا تھا۔

اسی دوران مسجد کی تعمیر کو بھی حتمی شکل دی گئی اور مکمل کیا گیا۔ مسجد بیت الاحد خلافت کی رہنمائی میں مئی 2012ء میں مکمل ہوئی اور مسجد کا باضابطہ افتتاح 14/ستمبر 2012ء کو ہوا۔

2011ء کے جلسہ سالانہ یوکے کے دوران مسجد حضور انور کو پیش کی گئی جس کے بعد مختلف تبدیلیاں کی گئیں اور حتمی مسودہ تیار کیا گیا۔ ستمبر 2011ء تک مارشل جزائر کی پہلی مسجد کے لیے سنگ بنیاد کی تقریب منعقد کی گئی۔ اسی دوران مسجد کی تعمیر کے لیے مختلف بولیاں موصول ہوئیں جس کے نتیجے میں تعمیر نومبر 2011ء میں شروع ہوئی اور اللہ کے فضل و کرم سے مئی 2012ء تک مکمل ہوگئی۔ کیونکہ بہت سے کام جو پہلے ہی شروع ہوچکے تھے، ٹھیکیدار کو تعمیر کرنے کی ہدایت کی گئی۔ پہلے ایک کمرہ مکمل کریں اور پھر باقی عمارت کے ساتھ آگے بڑھیں تاکہ نماز اور دیگر مختلف پروگرام بلا تاخیر شروع ہوسکیں۔ یہ کمرہ جنوری 2012ء تک مکمل ہوا جہاں سے مختلف پروگرام شروع ہوئے۔

2012ء میں آخر کار اللہ کے فضل سے مسجد بغیر کسی رکاوٹ کے مکمل ہوئی۔ اس خوشی کے موقع پر ایک افتتاحی تقریب کا انعقاد اس اعلان کے ساتھ کیا گیا کہ باضابطہ افتتاح اس وقت ہوگا جب حضور انور مارشل جزائر کا دورہ کریں گے۔

بیت الاحد مسجد ایک 3300 مربع فٹ دو منزلہ عمارت ہے، جس میں مردوں اور عورتوں کے لیے الگ الگ عبادت گاہیں ہیں، جس میں ہر ایک میں 75-80 افراد بیٹھ سکتے ہیں۔ یہ ایک دفتر، لائبریری اور ایک مکمل باورچی خانے سے لیس ہے جہاں سے جماعت مارشل جزائر کے تمام باشندوں کے لیے کھانے کے لیے لنگر خانہ چلاتی ہے۔ مسجد کی جائیداد میں دوسری منزل پر دو بیڈ روم والی مشنری رہائش بھی شامل ہے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 27 دسمبر 2022ء)





﴿35﴾

برِّ اعظم آسٹریلیا کی پہلی احمدیہ مسجد

(ملک عمران احمد۔ نیشنل جنرل سیکرٹری جماعت آسٹریلیا)

مسجد بیت الہدیٰ (سڈنی)

مساجد کی تعمیر کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ''اس وقت ہماری جماعت کو مساجد کی بڑی ضرورت ہے۔ یہ خانہ ٔخدا ہوتا ہے۔ جس گاؤں یا شہر میں ہماری جماعت کی مسجد قائم ہو گئی تو سمجھو کہ جماعت کی ترقی کی بنیاد پڑ گئی۔''

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 93 جدید ایڈیشن)

جماعت آسٹریلیا کی تاریخ اور ترقی میں مسجد بیت الہدیٰ، سڈنی کی یہی کلیدی حیثیت ہے کیونکہ مسجد کی بنیاد رکھتے ہی جماعت کی تمام تر توجہ اس کی تعمیر اور اس کو آباد کرنے کی طرف مرکوز ہو گئی۔ احمدیت کی دوسری صدی کے آغاز پر دنیا کے ایک دور دراز برِّ اعظم میں بننے والی یہ مسجد، جماعت احمدیہ پر اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور رحمتوں کا ایک نشان ہے۔

مسجد بیت الہدیٰ کی پر شکوہ عمارت گزشتہ چار دہائیوں سے عوام و خواص کی کی توجہ کا مرکز بنی ہوئی ہے۔ نیو ساؤتھ ویلز کی قانون ساز اسمبلی کے ممبر The Hon. David Clarke نے ایک دفعہ خطاب کرتے ہوئے مسجد بیت الہدیٰ کو ''Landmark of Western Sydney'' کا خطاب دیا۔ ہزاروں لوگ ہر روز اس مسجد کے پاس سے گزرتے اور مسجد کی پیشانی پر لکھے ہوئے کلمہ طیبہ ''لا الہ الا اللّٰہ مُحَمَّد رسول اللّٰہ'' اور خلافت ہال پر لکھے جماعت کے ماٹو ''Love for All, Hatred for None'' کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ کئی ایسے ہیں جو صرف عمارت

دیکھ کر مسجد آتے ہیں اور اس طرح یہ مسجد نہ صرف تبلیغ کا ذریعہ بن رہی ہے بلکہ قرب وجوار میں محبت، امن اور سلامتی کی علامت کے طور پر بھی جانی جاتی ہے۔

آسٹریلیا میں جماعت احمدیہ کا باقاعدہ آغاز

آسٹریلیا میں جماعت احمدیہ کا نیا دور خلافت ثالثہ کے آغاز سے ہی شروع ہوتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے 1965ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر جن سات ممالک میں خصوصیت کے ساتھ نئی جماعتیں قائم کرنے کی خواہش کا اظہار کیا اس میں آسٹریلیا تیسرے نمبر پر تھا۔

(ماخوذ سلسلہ احمدیہ جلد نمبر 3 صفحہ 30)

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے خود ہی اپنے خلیفۃ کی اس خواہش کو پورا کرنے کے سامان پیدا فرما دیے اور 1960ء کی دہائی کے آواخر میں اور 1970ء میں کئی احمدی فجی، پاکستان اور کینیا وغیرہ سے ہجرت کر کے آسٹریلیا آباد ہوئے اور بالآخر 1979ء میں اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ آسٹریلیا میں جماعت کا باقاعدہ قیام عمل میں آیا۔

نظام جماعت کے قیام کے بعد جماعتی اجلاسات باقاعدگی سے ہونے لگے اسی طرح جماعتی تربیتی اور تبلیغی پروگرامز بھی منعقد کیے جانے لگے اس وقت اجلاسات عموماً احباب جماعت کے گھروں میں منعقد ہوتے تھے اور افراد جماعت سے رابطے کا ایک ذریعہ وہ سرکلر یا نیوز لیٹر تھا جو جماعت آسٹریلیا کے پہلے صدر مکرم ڈاکٹر اعجاز الحق صاحب مرحوم، احباب جماعت کو ہر ماہ باقاعدگی سے بھجواتے تھے اس میں گزشتہ میٹنگ کی مختصر رپورٹ، آئندہ میٹنگ کا وقت اور جگہ اور اسی طرح اگر کسی نئے احمدی سے رابطہ ہوتا تو اس کا بھی ذکر ہوتا تھا۔ چنانچہ جماعت کی بڑھتی ہوئی ضرورتوں کے تحت ایک نیشنل ہیڈ کوارٹر جو مسجد، لائبریری، دفاتر اور مبلغ کی رہائش پر مشتمل ہو، کا منصوبہ زیر غور آیا۔

احمدیت مکرم مولانا دوست محمد شاہد صاحب اپنے مضمون مطبوعہ الفضل 29 ستمبر 1983ء میں تحریر فرماتے ہیں:
”اس بابرکت دور کی اہم ترین خصوصیت یہ ہے کہ اس میں جماعت احمدیہ آسٹریلیا کی طرف سے سڈنی میں احمدیہ مسجد کی تعمیر کی حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت میں درخواست پہنچی جسے حضورؒ نے ازراہ شفقت شرف قبولیت بخشا۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ ڈاکٹر اعجاز الحق صاحب صدر جماعت احمدیہ آسٹریلیا نے مخلص جماعت سے

مشورہ کے بعد 5 جنوری 1981ء کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت اقدس میں تحریری درخواست ارسال کی کہ سڈنی جنوب مشرقی دنیا میں بہت اہم شہر اور سیاسی اور تمدنی اور اقتصادی مرکز ہے اور آسٹریلیا کی قریباً ایک چوتھائی آبادی یہاں آباد ہے اور یہ شہر بہت پھیل رہا ہے شہر کے مرکز میں باموقع پلاٹ موزوں قیمتوں میں فروخت ہو رہے ہیں ہمیں اجازت دی جائے کہ آسٹریلیا کے مخلص احمدیوں سے زمین کی خرید کے لیے چندہ جمع کیا جاسکے کئی مراحل سے گزرنے کے بعد 15 اگست 1981ء کو مکرم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل اعلیٰ نے یہ درخواست سفارش کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے حضور پیش کی جس پر حضورؒ نے اپنے دست مبارک سے "منظور ہے" کے الفاظ رقم فرمائے۔ اس منظوری کے بعد جماعت احمدیہ آسٹریلیا کی طرف سے زمین کے خریدنے اور تعمیر کے لیے قرض کی درخواست کی گئی۔ اسی دوران میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا وصال مبارک ہو گیا اور 10 جون 1982ء کو خلافت رابعہ کا تاریخ ساز عہد شروع ہوا اور برّاعظم آسٹریلیا کی اسلامی و روحانی تاریخ کے ایک نئے باب کا ورق اُلٹنے کا وقت قریب آگیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ مسجد قرطبہ کے شاندار افتتاح کے بعد مرکز احمدیت تشریف لائے تو حضور کی خدمت میں 14 نومبر 1982ء کو جناب ڈاکٹر اعجاز الحق صاحب صدر جماعت احمدیہ آسٹریلیا نے جماعت آسٹریلیا کے کوائف ارسال کیے جن کا خلاصہ یہ تھا کہ ہم یہاں 28 مرد 13 مستورات اور 24 بچے یعنی کل 175 احمدی سڈنی، میلبورن اور ایڈیلیڈ میں رہائش رکھتے ہیں اور یہ تینوں شہر قریباً ایک ایک ہزار کلومیٹر کے فاصلہ پر ہیں سب سے زیادہ احمدی سڈنی میں ہیں۔ ان میں سے پندرہ سولہ افراد فجی سے ہیں۔ جماعت نے ایک پریس بھی خریدا ہوا ہے جس پر ہر مہینہ ایک سرکلر چھاپا جاتا ہے ہماری جماعت تین سال سے قائم ہے اس عرصہ میں وصیت، چندہ عام، تحریک جدید، جوبلی فنڈ وغیرہ جتنی رقوم ہوتی ہیں اُن کو جمع کر رہے ہیں قریباً بیس ہزار ڈالر جمع ہو چکے ہیں اس تفصیل کے بعد عرض کی کہ ہم نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت میں درخواست کی تھی کہ اگر ہمیں مرکز کچھ رقم بطور قرض دے دے تو ہم زمین کی رقم نقد ادا کر دیں گے اور پھر مرکز کو قسط وار ادا کر دیں گے۔"

مولانا دوست محمد شاہد صاحب مزید لکھتے ہیں:
"حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے تحریک جدید کو ارشاد فرمایا کہ آسٹریلیا کی طرف توجہ دیں۔ وہاں مبلغ کے لیے بھی فوراً کوشش ہونی چاہیے اسے نظر انداز کیے کافی دیر ہو چکی ہے ایسی متفرق جماعتیں جہاں مقامی مشن نہیں بن سکتے، اُن کے ذمہ آسٹریلیا مشن کا کام ڈالا جاسکتا ہے۔ حضور کی اس تحریک خاص پر مخلصین جماعت نے ایسے والہانہ انداز

میں لبیک کہا کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے حضور نے مزید ہدایت یہ جاری فرمائی کہ ڈاکٹر اعجاز الحق صاحب آسٹریلیا کے متعلق ابتدائی جائزہ لیں اور جلد از جلد وہاں کے مشن کے قیام کا منصوبہ مکمل ہونا چاہیے۔ زمین بیس پچیس ایکڑ سے کم نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیفۃ برحق کی اس خواہش کو چند مہینوں کے اندر اندر پورا کرنے کے لیے سامان کر دیے اور سڈنی سے تقریباً پچاس میل کے فاصلے پر مسجد اور مشن ہاؤس کے لیے ستائیس ایکٹر سے کچھ زائد رقبہ قریباً ڈیڑھ لاکھ ڈالر پر خرید لیا گیا۔"

(الفضل 29 ستمبر 1983ء)

حضورؒ کی خواہش کے مطابق مطلوبہ زمین دیکھنے کے لیے آسٹریلیا میں مکرم ڈاکٹر اعجاز الحق صاحب، مکرم عبد الغفار خان صاحب اور مکرم بشیر احمد صاحب نے مختلف علاقوں کا جائزہ لیا بالآخر مکرم عبد الغفار خان صاحب نے موجودہ جگہ تلاش کی جو کہ 27 ایکڑ سے کچھ زیادہ رقبہ پر مشتمل ہے اس میں 25 ایکڑ کا ایک سکوئر بلاک شامل ہے جبکہ باقی تین ایکڑ کے قریب رقبہ اُس سڑک پر مشتمل ہے جو اس بلاک کو باقاعدہ روڈ Hollinsworth Road سے ملاتی ہے۔ یہ علاقہ Marsden Park کہلاتا ہے جو کہ Blacktown کونسل میں ہے اور قریب ترین ریلوے سٹیشن Riverstone ہے جبکہ جگہ کا مکمل ایڈریس مندرجہ ذیل ہے:

45 Hollinsworth Road

MARSDEN PARK NSW 2765

اس ابتدائی مرحلہ کی تکمیل ہو چکی تو دعاؤں کے بعد حضورؒ نے براعظم آسٹریلیا کی اس پہلی تاریخی احمدیہ مسلم مسجد کے سنگ بنیاد کے لیے 30 ستمبر 1983ء کی تاریخ تجویز فرمائی اور براعظم آسٹریلیا کو یہ اعزاز عطا کرنے کا بھی فیصلہ کیا گیا کہ حضورؒ بنفس نفیس مشرق بعید کا سفر اختیار فرمائیں گے اور اس تاریخی مسجد اور مشن ہاؤس کا سنگ بنیاد اپنے دست مبارک سے رکھیں گے۔ اس دورے پر روانگی سے چند روز قبل 2 ستمبر 1983ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے مسجد احمدیہ ناصر آباد سندھ میں ایک یادگار خطبہ ارشاد فرمایا جس میں دنیا بھر کے احمدیوں کو اس تقریب کی کامیابی کے لیے خصوصی دعاؤں کی تحریک فرمائی، آپ نے فرمایا:

"ابھی چند دن تک اِنْ شَاءَ اللہ تعالیٰ ہم مشرق کے دورہ پر پاکستان سے روانہ ہونگے اور اس دورہ میں براعظم آسٹریلیا میں سب سے پہلی احمدیہ مسجد کی بنیاد رکھنے کا سب سے اہم فرض ادا کرنا ہے یہ مسجد کی بنیاد بھی ہو گی اور مشن ہاؤس

کی بنیاد بھی ہو گی یعنی اس مسجد کے ساتھ ایک بہت ہی عمدہ مشن ہاؤس کی عمارت بھی تعمیر ہو گی جہاں مبلغ اپنے ہر قسم کے فرائض پورے کر سکے گا اس لحاظ سے یہ جماعت احمدیہ کی تاریخ میں ایک بہت ہی اہم مسجد ہے کہ ایک نئے براعظم میں ہمیں اس کی بنیاد رکھنے کی توفیق مل رہی ہے اس سے قبل براعظم آسٹریلیا خالی پڑا تھا اور جماعت یہ تو کہہ سکتی تھی کہ دنیا کے ہر براعظم میں ہم نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسلام کا پیغام پہنچایا ہے لیکن براعظم آسٹریلیا میں اگر پیغام پہنچا تو اتفاقاً انفرادی کوشش سے پہنچا جماعت کی طرف سے کوئی باقاعدہ مشن نہیں بنایا گیا اور کوئی مسجد نہیں بنائی گئی تھی مسجد کے لیے جو زمین لی گئی وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت باموقع اور کافی بڑا رقبہ ہے 27 ایکڑ میں تو ماشاء اللہ ہمارا جلسہ سالانہ ہو سکتا ہے اس لیے ہم بڑی امید لے کر اتنا بڑا رقبہ لے رہے ہیں کہ خدا تعالیٰ جلد اس کو بھر بھی دے اور چھوٹا بھی کر دے اور یوں ہماری توقعات ناکام ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل اس سے بہت آگے نکل جائیں۔ ان دعاؤں کے ساتھ اس مسجد کا سنگ بنیاد رکھا جائے گا۔ اِنْ شَاءَ اللّٰہ"

(الفضل 8 ستمبر 1983ء صفحہ 1-2 بحوالہ الفضل 29 ستمبر 1983ء صفحہ 6-7)

مکرم مولانا دوست محمد شاہد صاحب مزید لکھتے ہیں:

"ہمارے محبوب امام ربوہ سے 22 اگست 1983ء کو روانہ ہوئے اور چند روز کراچی و سندھ میں رونق افروز رہنے کے بعد 8 ستمبر کو سنگاپور تشریف لے گئے اور پھر فجی کو اپنے مبارک قدموں سے برکت دینے اور علمی اور دینی اور تربیتی برکات سے مالا مال کرنے کے بعد 30 ستمبر کو آسٹریلیا کی اس پہلی احمدیہ مسلم مسجد اور مشن ہاؤس کی بنیادی اینٹ اپنے مبارک ہاتھوں سے رکھ رہے ہیں یہ مہتم بالشان تقریب پورے عالم اسلام کے لیے جشن عید سے کم نہیں، کیونکہ سڈنی ہی وہ شہر ہے جہاں سے لنڈن اور دوسرے علاقوں سے آئے ہوئے پادری اور مناد آسٹریلیا کے دوسرے علاقوں میں پھیلائے گئے تھے اور اب خدا نے ایسا انقلاب رونما کرنے کا سامان پیدا کر دیا ہے کہ عنقریب اسی شہر کی مسجد کے مینار سے اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ اور اشھد ان محمد عبدہٗ ورسولہ کی پرشوکت آواز بلند ہو گی اور پھر وہ وقت بھی آئے گا جب براعظم آسٹریلیا کے تمام بسنے والوں کے قلوب و اذہان قرآن، دعا اور اخلاق کے روحانی ہتھیاروں سے فتح کر لیے جائیں گے اور اس کے گوشے گوشے پر خدا اور محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی آسمانی حکومت قائم ہو جائیگی۔ وما ذالك على الله بعزيز"

(الفضل 29 ستمبر 1983ء صفحہ 6)

مسجد بیت الہدیٰ سڈنی کا سنگِ بنیاد

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ 25 ستمبر 1983ء کو سڈنی تشریف لائے۔ 29 ستمبر کو حضورؒ نے مسجد کی جگہ کا معائنہ کیا۔ جمعۃ المبارک 30 ستمبر 1983ء کو حضورؒ نے پر سوز دعاؤں کے ساتھ مسجد بیت الہدیٰ کا سنگِ بنیاد رکھا۔ اس روز اپنے خطبہ جمعہ کے آغاز میں حضورؒ نے فرمایا:

”آج کا دن جماعت احمدیہ کی تاریخ میں اور آسٹریلیا کی تاریخ میں ایک خاص اہمیت کا دن ہے کیونکہ ہم اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل کرتے ہوئے آج ان شاء اللہ تعالیٰ یہاں پہلی احمدیہ مسجد اور احمدیہ مشن ہاؤس کی بنیاد رکھیں گے۔“

اپنے خطاب میں حضورؒ نے خصوصیت کے ساتھ آسٹریلیا کے احمدیوں کو اپنی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی اور اس معاشرہ کی دہریت اور مادہ پرستی سے بچنے اور تقویٰ اختیار کرنے کی تلقین فرمائی۔ خطبہ کے اختتام پر احباب جماعت کو دعاؤں اور مسجد کے حق ادا کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضورؒ نے فرمایا:
”تم خدا کے ہو کر رہو، اللہ سے پیار کرو اور اس بات کی حفاظت کرو کہ خدا تمہیں کبھی کسی اور کی غلامی میں نہ جانے دے۔ تم سب دعائیں کرو کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ ساری چیزیں دعاؤں سے ملتی ہیں۔ اب تمہیں بہت کثرت سے دعائیں کرنی پڑیں گی۔ آج میں نے بھی بہت دعا کی ہے خاص طور پر آپ سب کے لیے کہ اللہ تعالیٰ اس مسجد کو جس کا آج سنگِ بنیاد رکھا جانے والا ہے ایسے لوگوں سے آباد کرے جو مسجد کی آبادی کا حق رکھتے ہیں، جن کو مسجدیں آباد کرنا آتا ہے، جن پر خدا کے پیار کی نظر پڑتی ہے اور دن بدن یہ آبادی بڑھتی رہے اور جلد وہ وقت آئے جب یہ مسجد آپ کو چھوٹی نظر آنے لگے۔ پھر یہ فکر پیدا ہو کہ اس مسجد کو کس طرح بڑھانا ہے۔ اس لیے اب اس مسجد کے سنگِ بنیاد رکھنے کے وقت سے آپ سب کی ذمہ داری غیر معمولی طور پر بڑھ گئی ہے۔ اب آپ ہی یہاں خدا کے نمائندہ ہیں۔ آپ ہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے خدا کی عبادت کا حق ادا کرنا ہے اور عبادت کو قائم رکھنا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین“

(روزنامہ الفضل 22، نومبر 1983ء بحوالہ خطباتِ طاہر جلد دوم)

جس جگہ حضورؒ نے سنگِ بنیاد رکھا وہاں اب مسجد کا محراب ہے۔ صحابی حضرت مسیح موعودؑ، حضرت مولوی محمد حسین صاحبؓ (سبز پگڑی والے) بھی مسجد بیت الہدیٰ کے سنگِ بنیاد کی اس تقریب میں شمولیت کے لیے پاکستان سے

تشریف لائے۔ اُسی روز حضورؒ نے حاضرین سے ایک نہایت پر معارف خطاب فرمایا جو The Spiritual Discovery of Australia کے نام سے چھپ چکا ہے۔

پریس اور میڈیا میں مسجد بیت الہدیٰ سڈنی کے سنگِ بنیاد کی خبر

دنیا کے کئی ممالک کے ذرائع ابلاغ (اخبارات، ریڈیو اور ٹیلی ویژن) نے مسجد بیت الہدیٰ سڈنی کے سنگِ بنیاد کی خبر کو شائع کیا جن میں آسٹریلیا کے علاوہ غانا، ابو ظہبی، گیمبیا، کینیڈا، انڈونیشیا، فجی، سپین، ہالینڈ، یوگنڈا، بنگلہ دیش اور انڈیا خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ پاکستان میں نوائے وقت، جنگ اور حیدر نے بھی مختصر خبر شائع کی۔

(ماخوذ روزنامہ الفضل جلسہ سالانہ نمبر 1983ء صفحہ 19)

آسٹریلیا میں Blacktown Advocate Sydney Morning Herald, The Australian, The Western District, اور Guardian نے حضورؒ کے دورہ اور مسجد کے سنگِ بنیاد کی خبریں شائع کیں۔

مسجد بیت الہدیٰ کی تعمیر (1985ء–1989ء)

جماعت آسٹریلیا کے پہلے امیر و مشنری انچارج مکرم شکیل احمد منیر صاحب 1985ء کے وسط میں آسٹریلیا تشریف لائے۔ آپ کی زیرِ نگرانی مسجد کی تعمیر کے کام کا آغاز ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے مسجد کی تعمیر کے مختلف مراحل پر زرّیں ہدایات سے نوازا۔

جماعت کے پاس اس وقت محدود وسائل تھے چنانچہ تعمیر کا ایک بڑا کام وقارِ عمل کے ذریعہ کیا گیا۔ تمام احبابِ جماعت کو، جن میں لجنہ اور بچے بھی شامل ہوتے تھے، اس کارِ خیر میں حصہ لینے کی توفیق ملی۔ لجنہ اماء اللہ کو خصوصیت کے ساتھ مسجد کا گنبد بنانے کے کام میں خدمت کی توفیق ملی۔ احبابِ جماعت کو جب موقع ملتا وہ اپنے آپ کو مسجد کے وقارِ عمل کے لیے پیش کر دیتے۔ لجنہ گھر سے کھانا بنا کر لاتیں اور سارا دن مسجد میں وقارِ عمل کیا جاتا اور کلوا جمیعاً بھی ہوتا۔ ایک دوست بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ مسجد کا افتتاح کرنے کے لیے تشریف لائے تو ایک روز انہوں نے مسجد میں ایک بچے کو پاس بلایا اور اس کے ہاتھوں پر چھالے دیکھ کر پوچھا

کہ اسے کیا بیماری ہے تو محترم شکیل احمد منیر صاحب نے بتایا کہ یہ بچہ اپنے بھائیوں کے ساتھ وقارِ عمل کرتا ہے چونکہ اینٹ بھاری ہے لہذا اسے کہا گیا کہ تم چھوٹے پتھر اور آدھی اینٹ اکٹھی کرو جس کے نتیجہ میں اس کے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے۔ یہ سننے پر حضورؒ نے اس بچے کو گود میں اٹھایا اور پیار کرتے ہوئے مسجد کے دروازہ تک لے کر آئے۔

مسجد کی تعمیر میں ایک غیر از جماعت آرکیٹیکٹ مسٹر ونسنٹ بریڈ نے غیر معمولی کام کیا۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ اس وقت آسٹریلیا میں مساجد جیسی عمارات بہت کم تھیں اور ان کے پاس اس کام کا تجربہ بھی نہیں تھا چنانچہ انہوں نے مختلف شہروں کا دورہ صرف اس نیت سے کیا کہ مسجد کا گنبد اور مینار کیسے تعمیر کیا جائے۔ بالآخر تعمیر اور کونسل سے منظوری کے بعد 1989ء میں جماعت احمدیہ کی صد سالہ جوبلی کے موقع پر جماعت احمدیہ آسٹریلیا کی پہلی مسجد کا افتتاح عمل میں آیا۔

مسجد بیت الہدیٰ کے ساتھ منارۃ المسیح کی طرز پر مینار کی تعمیر

مسجد بیت الہدیٰ کی خوبصورت عمارت کے ساتھ منارۃ المسیح کی طرز پر مینار تعمیر کیا گیا ہے جس کے اخراجات مکرم شمس الدین صاحب مرحوم اور ان کی فیملی نے ادا کیے جس کا تخمینہ اُس وقت تقریباً ایک لاکھ ڈالرز لگایا گیا تھا۔ اس منارہ کی بلندی سو (100) فٹ رکھی گئی تھی جس میں ہر ایک فٹ، احمدیت کی پہلی صدی کے ہر ایک سال کی نمائندگی کرتا ہے۔

حال ہی میں منارہ کے مختلف حصوں میں از سرِ نو لائٹنگ کا انتظام کیا گیا ہے جس کی وجہ سے اس کی روشنی دور تک نظر آتی ہے اور بہت خوش نما دکھائی دیتی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا دوسرا دورۂ آسٹریلیا اور مسجد بیت الہدیٰ کا افتتاح

مسجد بیت الہدیٰ آسٹریلیا کی تعمیر اور افتتاح جماعت احمدیہ عالمگیر کی صد سالہ جوبلی کی تقریبات کا حصہ تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ 14 جولائی 1989ء کو مسجد بیت الہدیٰ کے افتتاح کے لیے آسٹریلیا تشریف لائے۔ اس روز جمعۃ المبارک تھا اور عید الاضحی بھی تھی۔ حضورؒ نے اپنے خطبہ عید الاضحی میں حضرت صاحبزادہ سید عبد

اللطیف صاحب شہیدؓ کی شہادت کا تذکرہ کیا اور جماعت کو دعاؤں کی طرف توجہ دلائی۔ خطبہ کے آخر میں حضورؒ نے جماعت پر اللہ تعالیٰ کے لا تعداد فضلوں کا ذکر کرتے ہوئے مسجد بیت الہدیٰ کے بارہ میں فرمایا ”اور یہ مسجد جس میں آج آپ بیٹھے ہوئے ہیں یہ بھی خدا کے فضلوں کا نشان ہے۔“

(خطبہ عید الاضحیٰ، بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ 14 جولائی 1989ء خطبات عیدین صفحہ 471)

بعد ازاں حضورؒ نے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جس میں آپؒ نے فرمایا ”اللہ تعالیٰ کا یہ میرے حق میں احسان ہے کہ یہ مسجد جس کی بنیاد تقریباً چھ سال پہلے میں نے رکھی تھی اب اللہ کے فضل اور احسان کے ساتھ پایۂ تکمیل کو پہنچ چکی ہے اور اگرچہ کچھ معمولی کام باہر صحن میں بھی اور کچھ شاید عمارت میں بھی ہونے والے باقی ہیں لیکن بالعموم یہ بہت ہی خوبصورت عمارت اور بہت ہی وسیع عمارت مکمل ہو چکی ہے جب اس مسجد کے حجم سے متعلق انجینئر کے مشورے ہو رہے تھے تو بعض لوگوں کا خیال تھا کہ آسٹریلیا میں تو جماعت کی تعداد بہت تھوڑی ہے اس لیے بہت ہی چھوٹی سی جگہ بھی ایک لمبے عرصہ کے لیے کافی ہوگی اور کوئی ضرورت نہیں کہ بے وجہ اس عمارت پر روپیہ صرف کیا جائے لیکن شروع ہی سے میرا رجحان یہ رہا ہے کہ جب بھی ہم خدا کا گھر بنائیں حتی المقدور زیادہ سے زیادہ وسیع گھر بنائیں۔۔۔ جس کے پیشِ نظر میں نے اصرار کیا کہ آسٹریلیا میں جگہ بھی بڑی لی جائے اور مسجد بھی بڑی بنائی جائے۔ تو اللہ کے فضل سے یہ جگہ جس کا رقبہ اٹھائیس ایکڑ ہے یہ جماعت کی جو نظر آنے والی ضروریات ہیں میرے نزدیک تو اس کے مطابق ہے۔ میں تو سمجھتا ہوں خدا وہ وقت جلد لائے گا کہ جماعت ہم لوگوں کے دیکھتے دیکھتے اتنی ترقی کرے گی کہ یہ مسجد اور یہ علاقہ ان شاء اللہ جماعت کی ضروریات کے مطابق ثابت ہوگا لیکن اگر آپ سمجھیں کہ یہ مبالغہ ہے یا بہت خوابوں کی دنیا میں بسنے والی بات ہے تو آج نہیں، کل نہیں تو دس بیس سال کے اندر اندر یہ علاقہ جماعت کے لحاظ سے بارونق ہو جائیگا۔“

)خطبہ جمعہ بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ 14 جولائی 1989ء خطبات طاہر جلد 8 صفحہ 477(

اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ، آج ہم حضورؒ کے ان الفاظ کو اپنی آنکھوں سے پورا ہوتے ہوئے دیکھ رہے ہیں۔ حضورؒ نے اپنے خطبہ میں فرمایا تھا ”دس بیس سال کے اندر اندر یہ علاقہ جماعت کے لحاظ سے بارونق ہو جائیگا۔“ اگر ہم حضورؒ کے ان الفاظ کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے دس اور بیس کو جمع کریں تو تیس سال (2019ء) بنتے ہیں۔ اس

دوران مسجد بیت الہدیٰ کے قرب وجوار کے علاقے نہ صرف احبابِ جماعت کی وجہ سے بلکہ دنیاوی طور پر بھی بہت بارونق ہو گئے ہیں۔ مسجد اور اس سے ملحق علاقہ جہاں کبھی پینے کا پانی میسر نہیں ہوتا تھا اور استعمال کے لیے بارش کا پانی جمع کرنا پڑتا تھا اب وہاں سڈنی کا سب سے بڑا بزنس پارک بن گیا ہے۔ بیسیوں احمدی خاندان مسجد سے چند کلو میٹر کے دائرے میں آباد ہیں۔ سارا سال مسجد میں پنجوقتہ نمازوں کی ادائیگی، نمازِ جمعہ، مختلف جماعتی اور ذیلی تنظیموں کے پروگرامز کی وجہ سے رونق رہتی ہے۔ اَلْحَمْدُ للّٰہ

مسجد بیت الہدیٰ کی عمارت

مسجد کی دو منزلہ عمارت دو بڑے ہالز پر مشتمل ہے جن میں تقریباً 700 کے قریب نمازیوں کی گنجائش ہے۔ زیریں ہال سے ملحق مکرم امیر صاحب، نائب امراء اور جنرل سیکرٹری کے دفاتر ہیں جبکہ ہال کے بائیں جانب ایک چھوٹا کچن اور لائبریری ہے۔ مسجد کی بالائی منزل پر مین ہال کے علاوہ ایم۔ٹی۔اے سٹوڈیو ہے جبکہ ایک دوسرے کمرہ میں جماعت احمدیہ کے تعارف، حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دنیا میں امن کی کوششوں، جماعت آسٹریلیا کی تاریخ اور مختلف مساعی پر مشتمل ایک نمائش کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔ یہ حصہ میٹنگ روم کے طور پر بھی استعمال ہوتا ہے۔

مشن ہاؤس

مسجد بیت الہدیٰ سے ملحق مشن ہاؤس ہے جو چار کمروں کی ایک منزلہ عمارت پر مشتمل ہے۔ یہ مشن ہاؤس اس لحاظ سے قابلِ ذکر ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے دورۂ آسٹریلیا کے دوران اس مشن ہاؤس میں قیام کیا۔ اس مشن ہاؤس میں مکرم شکیل احمد منیر صاحب مرحوم (امیر و مشنری انچارج جماعت آسٹریلیا 1985-1991ء) اور مکرم محمود احمد شاہد صاحب مرحوم (امیر و مشنری انچارج جماعت آسٹریلیا 1991-2014ء) رہائش پذیر رہے اور اب مکرم انعام الحق کوثر صاحب (امیر و مشنری انچارج جماعت آسٹریلیا 2014ء تا حال) رہائش پذیر ہیں۔

مقبرہ موصیان

مسجد بیت الہدیٰ سے ملحق مقبرہ موصیان ہے جس میں سب سے پہلے مدفون مکرم شمس الدین صاحب مرحوم ہیں جو جماعت آسٹریلیا کے پہلے نائب صدر تھے۔ آپ ان چند خوش نصیب بزرگوں میں شامل ہیں جنہیں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے آسٹریلیا میں جماعت کے قیام کے لیے کوشش کرنے کی ہدایت فرمائی تھی۔ اس مقبرہ موصیان میں چالیس کے قریب مرحومین مدفون ہیں جن میں جماعت آسٹریلیا کے پہلے صدر مکرم مکرم اعجاز الحق صاحب مرحوم، مکرم محمود احمد شاہد صاحب مرحوم (صدر خدام الاحمدیہ مرکزیہ امیر و مشینری انچارج جماعت آسٹریلیا)، مکرم عبد الرشید رازی صاحب مرحوم مبلغِ سلسلہ، مکرم راجہ خورشید احمد منیر صاحب مرحوم مبلغِ سلسلہ اور مکرم خالد سیف اللہ خان صاحب مرحوم (نائب امیر جماعت آسٹریلیا) وغیرہ شامل ہیں۔

حسن موسیٰ خان لائبریری

مسجد بیت الہدیٰ میں چار ہزار سے زائد کتب پر مشتمل ایک لائبریری ہے جس میں جماعتی لٹریچر کے علاوہ تفسیرِ قرآن، احادیث، فقہ اور دیگر کئی موضوعات پر کتب کا ایک بڑا ذخیرہ موجود ہے۔ 2006ء میں، حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے، اپنے دورۂ آسٹریلیا کے دوران ازراہِ شفقت لائبریری کا دورہ کیا اور اس کا نام برِاعظم آسٹریلیا کے پہلے احمدی حضرت صوفی حسن موسیٰ خان صاحبؓ کے نام پر ''حسن موسیٰ خان لائبریری'' رکھا۔ اس کے علاوہ جماعت کا اپنا بُک سٹور بھی ہے۔ لائبریری کے ایک حصہ میں قرآنِ کریم کی نمائش کا بھی انتظام کی گیا ہے جس میں چالیس سے زائد قرآنِ کریم کے تراجم رکھے گئے ہیں۔

صد سالہ خلافت جوبلی ہال

1990ء اور 2000ء کی دہائی میں جماعت کی تعداد میں بتدریج اضافہ ہوا جس کے نتیجہ میں جماعتی ضروریات کے پیشِ نظر ایک الگ ہال تعمیر کرنے کا منصوبہ زیرِ غور آیا۔ اس ہال کا نام 2008ء میں خلافت احمدیہ کے سو سال پورا ہونے کے حوالہ سے ''صد سالہ خلافت جوبلی ہال'' رکھا گیا۔ 2006ء میں، حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

بنصرہ العزیز نے، اپنے دورۂ آسٹریلیا کے دوران خلافت ہال کا سنگِ بنیاد رکھا اور اپنے دوسرے دورۂ آسٹریلیا 2013ء کے موقع پر اس کا باقاعدہ افتتاح فرمایا۔

''صد سالہ خلافت جوبلی ہال'' ایک بڑے ہال پر مشتمل ہے جس میں 700 سے زائد افراد کی نماز پڑھنے کی گنجائش موجود ہے۔ اس کے علاوہ اس میں پروفیشنل کچن بنایا گیا ہے، مہمانوں کے لیے چند گیسٹ رومز، دفاتر مجلس انصار اللہ، مجلس خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ آسٹریلیا اور بعض جماعتی دفاتر بھی خلافت ہال میں موجود ہیں۔

مسرور گیسٹ ہاؤس

مسجد بیت الہدیٰ کے احاطہ میں مشن ہاؤس کے قریب ''مسرور گیسٹ ہاؤس'' کی تعمیر آئندہ کچھ عرصہ میں شروع ہو جائیگی۔ ان شاء اللہ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 2013ء میں، اپنے دورۂ آسٹریلیا کے دوران اس گیسٹ ہاؤس کا سنگِ بنیاد رکھا لیکن منظوری کے لیے کونسل کی طرف سے بعض شرائط کی وجہ سے یہ منصوبہ زیرِ التوا رہا۔ الحمد للہ ! اب اس منصوبہ کے ایک حصہ کی منظوری مل گئی ہے جس میں حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی رہائش گاہ کی تعمیر بھی شامل ہے اور امید ہے، ان شاء اللہ جلد اس کی تعمیر شروع ہو جائیگی۔ اس منصوبہ میں آٹھ یونٹس کی تعمیر شامل ہے جس سے حضرت مسیح موعودؑ کے مہمانوں کی ضروریات کو پورا کیا جاسکے گا۔

مسرور پرنٹنگ پریس

جلسہ سالانہ 2016ء کے موقع پر مکرم انعام الحق کوثر صاحب امیر و مشینری انچارج جماعت آسٹریلیا نے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا کہ وہ چاہتے ہیں کہ جماعت آسٹریلیا کا اپنا پرنٹنگ پریس ہو جس پر احبابِ جماعت نے لبّیک کہا اور اس مدّ میں عطیات پیش کیے۔ جس کے نتیجہ میں، الحمد للہ، جماعت آسٹریلیا کو اپنا پرنٹنگ پریس بنانے کی توفیق ملی۔ یہ پریس اُس ابتدائی شیڈ کی مرمت اور تزئین کر کے بنایا گیا ہے جو مسجد کی تعمیر سے قبل مختلف جماعتی پروگرامز کے لیے استعمال ہوتا تھا۔ بعد ازاں یہ شڈ گیسٹ رومز کے طور پر بھی استعمال ہوتا رہا۔ مسرور پرنٹنگ

پریس میں تین بڑی مشینیں ہیں ایک inkjet (زیادہ تعداد میں بروشرز اور پمفلٹس پرنٹ کرنے کے لیے) دوسری Laser پرنٹ مشین اور تیسری Large Format Printing کیلئے ہے جس پر بینرز اور پوسٹرز پرنٹ کیے جاتے ہیں۔ جماعت آسٹریلیا کی خواہش پر حضورِ انور نے اس پریس کا نام ''مسرور پرنٹنگ پریس'' رکھنے کی منظوری عطا فرمائی۔

مسجد بیت الہدیٰ کی تزئین و گلشنِ مسرور

مکرم انعام الحق کوثر صاحب امیر و مشنری انچارج جماعت آسٹریلیا کی زیرِ نگرانی گزشتہ چند برسوں میں مسجد بیت الہدیٰ کی تزئین کا غیر معمولی کام ہوا ہے۔ مسجد کے اردگرد مختلف انواع و اقسام کے پھول اور پودے لگائے گئے ہیں اور ایک حصہ میں خصوصیت کے ساتھ مختلف پھلدار درخت اور پھول لگائے گئے ہیں جسے ''گلشن مسرور'' کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ مسجد کے اردگرد فٹ پاتھ کو چوڑا کیا گیا ہے۔ مسجد کے ایک طرف فٹ بال گراؤنڈ اور دوسری طرف کرکٹ گراؤنڈ بنایا گیا ہے۔ اسی طرح خلافت ہال میں بیڈمنٹن کورٹ اور ٹیبل ٹینس وغیرہ کی سہولت بھی میسر کی گئی ہے جبکہ باسکٹ بال کورٹ کا منصوبہ زیرِ غور ہے۔ سٹور تیج کے شیڈ کو وسعت دی گئی ہے۔ لائبریری کو از سرِ نو منظم کیا گیا ہے۔ مسجد کے بالائی حصہ میں میٹنگ و نمائش کے کمرہ کے علاوہ دفاتر اور کچن تعمیر کیے گئے ہیں جبکہ خلافت ہال کے بالائی حصہ کی تعمیرِ نو کے نتیجہ میں مجلس انصار اللہ کے آفس کو وسعت دی گئی ہے اور دیگر جماعتی دفاتر اور کچن بھی بنایا گیا ہے۔ مقبرہ موصیان کی خوش نمائی کے لیے اس کے گرد باڑ لگائی گئی ہے، فٹ پاتھ بنائے گئے ہیں اور پودے اور پھول لگائے گئے ہیں۔ اسی طرح مسجد کے داخلی گیٹ کے ساتھ ایک باغیچہ لگایا گیا ہے اور راستہ بھر میں سَرو کے درخت لگائے گئے ہیں۔

مسجد بیت الہدیٰ میں منعقد ہونے والے چند پروگرامز کا تذکرہ

جماعتی تعلیمی و تربیتی پروگرامز، میٹنگز، جلسہ سالانہ، اجتماعات مجالس خدام الاحمدیہ، انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ کے علاوہ مسجد بیت الہدیٰ میں باقاعدگی کے ساتھ آسٹریلیا ڈے، کلین۔اپ آسٹریلیا، ریڈ کراس، شجرکاری، بلڈ ڈونیشن، پیس سمپوزیم، انٹر فیتھ و دیگر پروگرامز منعقد کیے جاتے ہیں۔ جن میں مختلف طبقہ ہائے فکر اور زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد شرکت کرتے ہیں اور خدمتِ انسانیت اور معاشرے میں امن کے قیام

کے لیے جماعت کی کوششوں کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں۔ سکول، کالجز اور یونیورسٹیز کے وفود مسجد میں آتے اور اسلام کے بارہ میں سیکھتے ہیں۔ گزشتہ برس کوِڈ کے دوران مسجد بیت الہدیٰ کے گراؤنڈ پر ویکسینیشن سنٹر قائم کیا گیا جو ایک سال سے زائد عرصہ تک چلتا رہا۔ کرونا کے دوران مسجد میں کھانا پکا کر ہیومینٹی فرسٹ کے تحت لوکل پولیس اور کونسل کے تعاون سے ضرورت مندوں تک پہنچایا گیا۔ اسی طرح سڈنی میں سیلاب کے دوران مسجد بیت الہدیٰ کے ہال کو بطور Evacuation Centre استعمال کرنے کی بھی پیشکش کی گئی۔ لوکل کمیونٹی، کونسل اور گورنمنٹ کے مختلف ادارے جماعت احمدیہ کے ان اقدام کو بے حد سراہتے اور ذکر کرتے ہیں۔ مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے وفود سپورٹس اور دیگر پروگرامز کے لیے بھی مسجد میں تشریف لاتے رہتے ہیں۔

جماعت احمدیہ آسٹریلیا اور مسجد بیت الہدیٰ امن، بھائی چارے اور سلامتی کی علمبردار
(غیر از جماعت مہمانوں کے تاثرات)

2019ء میں مسجد بیت الہدیٰ کی تعمیر کے تیس سال مکمل ہونے پر ایک تقریب کا انعقاد کیا گیا جس میں ممبرز آف پارلیمنٹ، کمیونٹی لیڈرز اور ایک بڑی تعداد میں غیر از جماعت مہمانوں نے شرکت کی اس موقع پر حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے بلیک ٹاؤن کے میئر Mr. Tony Bleasdale نے کہا ”احمدیہ مسلم کمیونٹی نے بلیک ٹاؤن سٹی کی سماجی ترقی اور مذہبی ہم آہنگی میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ آپ کے لوگ ہر سال شجرکاری، خون کے عطیات، ریڈ کراس چندہ مہم اور کلین اپ آسٹریلیا جیسے پروگراموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں جو قابلِ ستائش اور قابلِ تحسین عمل ہے۔“

آسٹریلیا کے سب سے لمبا عرصہ وفاقی پارلیمنٹ میں خدمت کرنے والے سابق امیگریشن منسٹر و اٹارنی جنرل (Hon. Phillip Ruddock (MP) نے حاضرین سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا ”آپ کی جماعت اپنوں سے زیادہ غیروں کی خدمت کا جذبہ رکھتی ہے آسٹریلیا کے لوگوں کی مشکلات مثلاً سیلاب، بُش فائرز اور دیگر آفات میں مالی قربانی میں پیش پیش ہوتی ہے۔ مجھے آپ کے آسٹریلین ہونے پر انتہائی فخر ہے۔ جماعت احمدیہ آسٹریلیا کی رنگا رنگ ثقافت میں ضم ہونے کی ایک اعلیٰ ترین مثال ہے۔“

ایک اور وفاقی ممبر آف پارلیمنٹ Hon. Michelle Rowland نے اپنے خطاب میں کہا "گزشتہ تین دہائیوں سے جماعت احمدیہ آسٹریلیا کے بارہ میں ہمارا یہ مشاہدہ ہے کہ وہ اپنی مسجد کی تعمیر کے مقاصد، یعنی ہر ایک کی مہمانوازی، مذہبی ہم آہنگی اور وطن کے ساتھ محبت، میں کلیدی کردار ادا کرتے ہوئے مسلسل آگے بڑھتی جارہی ہے۔ جس کی چند مثالیں کلین اپ آسٹریلیا، ریڈ کراس، عطیاتِ خون اور فلاحی کاموں کے لیے فنڈز اکٹھا کرنا وغیرہ ہیں۔ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ آسٹریلیا زندہ باد تو ہم ساتھ یہ نعرہ بھی لگاتے ہیں کہ احمدیت زندہ باد۔"

ایک ممبر پارلیمنٹ Hon. Mr Kevin Conolly MP نے نیو ساؤتھ ویلز کی پارلیمنٹ میں 22 جون 2016ء کو مسجد بیت الہدیٰ میں منعقد ہونے والے پیس سمپوزیم کے حوالہ سے تقریر کرتے ہوئے کہا:

"One of the mottoes of the Australian Ahmadiyya Muslim Association is "Love for all; hatred for none". They reinforce that at every opportunity. A significant motto of theirs is "Love of one's country is part of faith". The Ahmadiyya teach that, wherever they find themselves around the world, they should be good, loyal citizens of the country that has given them a home. They have been active participants in our community in a number of ways. They win prizes year after year for their involvement in Clean Up Australia Day. They have raised funds for bushfire victims in the Blue Mountains and people affected by floods in Brisbane. They also support people overseas who have been affected by calamity. The Ahmadiyya certainly contribute for the good of their local communities and the community more broadly."

https://www.parliament.nsw.gov.au/Hansard/Pages/HansardResult.aspx#/docid/HANSARD-1323879322-90715

اسی طرح میڈیا میں بھی مسجد بیت الہدیٰ میں ہونے والے پروگرامز کے بارہ میں باقاعدگی کے ساتھ خبریں شائع ہوتی رہتی ہیں جن میں جماعت کی امن، بھائی چارے اور خدمتِ انسانیت کی کاوشوں کو سراہا جاتا ہے۔

مسجد بیت الہدیٰ، جماعت آسٹریلیا کی مرکزی مسجد ہے جو نیشنل ہیڈ کوارٹر کا کردار بھی ادا کرتی ہے۔ یہ مسجد، جماعت آسٹریلیا پر اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور رحمتوں کی پہلی چھینٹ ہے جس کے بعد اللہ تعالیٰ کی رحمتیں، فضل اور برکات اس تواتر سے نازل ہوئے، جن کا شمار ممکن نہیں۔ اس مسجد کے قیام کے بعد، اب آسٹریلیا کے دیگر شہروں میلبورن، برسبن، ایڈیلیڈ اور پرتھ میں بھی جماعتی مساجد بن چکی ہیں جبکہ آسٹریلیا کے دارالحکومت کینبرا میں مسجد بنانے کی منظوری مل چکی ہے اور جلد ہی ان شاء اللہ اس پر بھی کام شروع ہو جائیگا۔

خاکسار، اپنے مضمون کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مندرجہ ذیل الفاظ پر ختم کرتا ہے جو حضورِ انور نے 2013ء میں، اپنے دورۂ آسٹریلیا کے دوران مسجد بیت المسرور (برسبن) کے افتتاح کے موقع پر دورانِ خطبہ جمعہ ارشاد فرمائے، آپ نے فرمایا:

"اس بات کو ہمیشہ یاد رکھیں اور جیسا کہ مَیں نے کہا اس مسجد کے بننے سے یہاں رہنے والے احمدیوں کی ذمہ داریاں بڑھ گئی ہیں اور وہ یہ ہیں کہ انہوں نے اس مسجد کو آباد بھی کرنا ہے اور اس مسجد میں اس زینت کو لے کر آنا ہے جو خدا تعالیٰ کی نظر میں زینت ہے۔ یہ بھی ذمہ داری ہے آپ کی اور ایک دوسرے کے حقوق بھی ادا کرنے ہیں۔ یہ بھی ذمہ داری ہے آپ کی اور علاقے میں حقیقی اسلام کا پیغام بھی پہنچانا ہے۔ یہ بھی ذمہ داری ہے آپ کی۔ اگر یہ حق ادا کرتے رہیں گے تو امید ہے آپ کی مسجد کی تعمیر کے لئے کی گئی مالی قربانیاں اور وقت کی قربانیاں اللہ تعالیٰ کے ہاں یقیناً مقبول ہوں گی اور اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو اور اللہ تعالیٰ کے پیار کی نظر کے نظارے آپ دیکھنے والے ہوں گے۔ پس اس سوچ کے ساتھ اس مسجد میں آئیں اور اُسے آباد رکھیں۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ عبادت کے جذبے سے صبح شام مسجد میں آنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں مہمان نوازی ہوتی ہے۔

(صحیح البخاری کتاب الاذان باب فضل من غدا الی المسجد و من راح حدیث 662)

اور پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ایک نماز سے دوسری نماز تک کا جو درمیانی فاصلہ ہے ایک مومن کے لئے اگر وہ خالص توجہ اللہ تعالیٰ کے لئے رکھتا ہے تو اسی طرح ہے جس طرح سرحد کی حفاظت کے انتظامات کر رہا ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الطہارۃ باب فضل اسباغ الوضوء علی المکارہ حدیث 587)

شیطان سے حفاظت میں رہتا ہے اور جب اگلی نماز کے لئے مسجد میں داخل ہوتا ہے تو پھر لباسِ تقویٰ کے ساتھ جاتا ہے جو بہترین زینت ہے۔ پس اس مادی دنیا میں یہ معیار قائم کرنا ایک احمدی کی ذمہ داری ہے اور اس ذمہ داری کو ہم میں سے ہر ایک کو سمجھنے کی کوشش کرنی چاہئے اور جب یہ حقیقت ہم سمجھ لیں گے، اپنی عبادتوں کی حفاظت کرنے والے ہوں گے، اس زینت کے ساتھ مسجدوں میں جائیں گے جو خدا تعالیٰ کو پسند ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو پہلے سے بڑھ کر ان شاء اللہ تعالیٰ حاصل کرتے چلے جائیں گے۔‘‘

اللہ کرے کہ ہم اپنی ذمہ داریاں اور مساجد کے حقوق ادا کرنے والے ہوں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنتے چلے جائیں۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 28 دسمبر 2022ء)



MOSLEMS TO BUILD MOSQUE IN CITY

THE world leader of a religious sect, who believe that Christ survived the crucifixion and migrated to Kashmir, laid a foundation stone in Blacktown last week.

CEREMONY ON FRIDAY









مسجد بیت الہدیٰ کی جگہ پر تعمیر کیا گیا پہلا شیڈ جو لمبا عرصہ جماعتی پروگرامز اور بطور مشن ہاؤس زیرِ استعمال رہا





Marsden Park mosque is blessed



Advocate

CUMBERLAND NEWSPAPER GROUP

Muslims open door to other doctrines





﴿36﴾

نیوزی لینڈ کی پہلی مسجد، مسجد بیت المقیت، آکلینڈ

(شفیق الرحمٰن۔ نمائندہ الفضل آن لائن نیوزی لینڈ)

نیوزی لینڈ کا ملک دنیا کا ایک کنارہ شمار کیا جاتا ہے۔ اس ملک میں جماعت کا باقاعدہ قیام مئی 1987ء میں عمل میں آیا تھا۔ آغاز سے ہی مرکز کی ہدایت پر جماعتی مرکز کے لئے زمین یا عمارت کی تلاش کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ اس دوران جماعتی انتظامیہ نے احباب جماعت سے اس غرض سے مالی عطیات بھی اکھٹے کرنے شروع کر دئے تا کہ بوقت ضرورت سہولت رہے۔ اس سلسلہ میں بعض احمدیوں نے بڑے اخلاص کا مظاہرہ کیا۔ ایک مخیر احمدی جن کا شمار فجی کے ابتدائی احمدیوں میں ہوتا ہے نے نہ صرف جگہ کی تلاش میں غیر معمولی سعی کی توفیق پائی بلکہ اپنی وفات سے قبل ایک خطیر رقم مرکز میں امانتاً جمع کروادی کہ جب بھی جماعت نیوزی لینڈ کو اپنے مشن ہاؤس کے لئے جگہ مل جائے اس کی خرید کے لئے ان کے عطیہ کو بھی شامل کر لیا جائے۔ جماعتی مرکز کے لئے زمین یا عمارت کی تلاش کا سلسلہ ایک عرصہ تک جاری رہا یہاں تک کہ 1999ء میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کو اپنے مشن ہاؤس کے لئے ایک مناسب پراپرٹی مل گئی جس کی خرید میں اللہ تعالیٰ نے معجزانہ طور پر سہولت کا انتظام فرمایا۔ آکلینڈ شہر کے ایک مضافاتی علاقہ وِری میں واقع اس پراپرٹی کا کل رقبہ ڈیڑھ ایکڑ سے زائد ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس مرکز کا نام بیت المقیت عطا فرمایا۔

خرید کے وقت ہی اس پراپرٹی میں ایک بڑا ہال موجود تھا جس کو نماز کے لئے استعمال کیا جانے لگا۔ 2001ء میں اس ہال کی شرقی جانب لجنہ ہال کیلئے توسیع اور اس کی بالائی منزل پر مشینری کوارٹرز کی تعمیر کا سنگ بنیاد رکھا گیا جس کی تکمیل 2003ء میں ہوئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پہلی مرتبہ مؤرخہ 4–8 مئی 2006ء کو نیوزی لینڈ کا دورہ فرمایا۔ اس دورہ کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مذکورہ بالا ہال میں نمازوں کی امامت کروائی۔ حضور انور نے اس دورہ کے موقع پر جماعت نیوزی لینڈ کو مسجد تعمیر کرنے کی ہدایت بھی

فرمائی۔ چنانچہ حضور انور کی ہدایت کے مطابق مسجد کی تعمیر کے لئے ایک کمیٹی کا قیام عمل میں آیا اور اس کے لئے ابتدائی منصوبہ بندی کا آغاز ہو گیا۔ بعد ازاں جماعت نیوزی لینڈ کی طرف سے بھجوائی گئی مختلف تجاویز پر حضور انور نے اسی مرکز کے احاطہ میں باقاعدہ میناروں والی مسجد تعمیر کرنے کا ارشاد فرمایا۔ اس ارشاد کی تعمیل میں جماعت نے چالیس سے زائد آرکیٹیکٹس کو مسجد کا ڈیزائن جمع کروانے کے لئے مدعو کیا۔ موصول ہونے والے ڈیزائن اور نقشوں کا جائزہ لینے کے بعد تین ڈیزائین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں منظوری کے لئے بھجوائے گئے۔ حضور انور ایدہ اللہ نے آرکیٹیکٹس کے ڈیزائن کو تعمیر کے لئے منظور فرمایا۔

اللہ تعالیٰ کا اپنے پیارے مسیح محمدی علیہ السلام کی جماعت کے ساتھ پیار اور لطف کے سلوک کے غیر معمولی نظارے ہمیں ہر روز نظر آتے ہیں۔ خاص طور پر جب بھی جماعت کو کسی قسم کے چیلنجز اور مشکلات کا سامنا ہوتا ہے۔ نیوزی لینڈ کی جماعت اس مسجد کی تعمیر کے وقت چند سو نفوس پر مشتمل تھی اور اس کے لئے یہ ایک بہت بڑا پراجیکٹ تھا جس کے لئے فنڈز کی فراہمی ایک بہت بڑا چیلنج تھا۔ تاہم چونکہ خدا تعالیٰ کے پیارے خلیفۃ نے اس مسجد کی تعمیر کا ارشاد فرمایا تھا اس لئے ہر مرحلہ بآسانی طے ہو گیا۔ جولائی 2012ء میں اس مسجد کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ سنگ بنیاد کے لئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہ شفقت دار المسیح قادیان کی ایک اینٹ دعا کر کے عنایت فرمائی تھی۔ نقشہ کے مطابق اس دو منزلہ مسجد کی تعمیر تقریباً ایک سال کے عرصہ میں پایۂ تکمیل کو پہنچ گئی اور وہ انتہائی مبارک اور سعید دن بھی جلد طلوع ہو گیا جب ہمارے پیارے امام خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مؤرخہ یکم نومبر 2013ء کو اپنے دورہ نیوزی لینڈ کے دوران اس مسجد کا افتتاح فرمایا اور خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو کہ ایم ٹی اے کے ذریعہ ساری دنیا میں نشر ہوا۔ حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا: ”آج اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ نیوزی لینڈ کو باقاعدہ اپنی مسجد بنانے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ جماعت کے لئے یہ مسجد ہر لحاظ سے مبارک فرمائے۔ نیوزی لینڈ کی جماعت چھوٹی سی جماعت ہے۔ کُل چار سو افراد چھوٹے بڑے ملا کر ہیں۔ لیکن مسجد اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی اچھی اور خوبصورت بنائی ہے اور جماعت کی موجودہ تعداد سے زیادہ کی گنجائش اس میں ہے۔ اللہ کرے کہ یہ جلد اپنی گنجائش سے بھی باہر نکلنا شروع ہو جائے۔ بہت سے کام کرنے والوں نے دن رات بڑی محنت سے کام کیا۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ بہت سا کام بعض افرادِ جماعت نے بغیر اس بات کی پرواہ کئے کہ دن ہے یا رات، بڑی لگن اور بڑے جذبے سے یہاں خدمت کی ہے اور یوں جیسا کہ ہماری روایت ہے، خود کام کر کے اخراجات کی بچت بھی کی ہے۔ اس مسجد پر مسجد، ہال اور دوسری چیزیں ملا کے کُل ساڑھے تین ملین کے قریب خرچ ہوا ہے۔“ (خطبہ جمعہ فرمودہ یکم نومبر 2013ء)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ دو منزلہ مسجد نیوزی لینڈ میں باقاعدہ مسجد کے طور پر تعمیر ہونے والی مساجد میں سب سے بڑی ہے جس میں سات سو افراد کے نماز پڑھنے کی گنجائش ہے اور اگر پرانے ہال کو بھی شامل کیا جائے تو دونوں عمارتوں میں ایک ہزار افراد نماز ادا کر سکتے ہیں۔ اس مسجد کا نام حضور انور نے مسجد بیت المقیت عطا فرمایا۔ مسجد کی پہلی منزل لجنہ کے لئے ہے، جبکہ اوپر والی منزل مردوں کے لئے ہے۔ مسجد کا نیچے والا اور اوپر والا ہال ایک ہی سائز کا ہے۔ ہر ہال کا رقبہ 239 مربع میٹر ہے جبکہ دونوں منزلوں پر الگ الگ وضو وغیرہ کی سہولیات ہیں۔ نیچے والی منزل پر چھوٹے بچوں اور ان کی ماؤں کے لئے ایک الگ بڑا کمرہ ہے جبکہ اوپر والی منزل پر ایک آڈیو وڈیو روم اور کانفرنس روم ہے۔ مسجد کا اٹھارہ میٹر بلند مینار دور سے نظر آتا ہے۔ اسی طرح آٹھ میٹر قطر کا گنبد بھی دیکھنے والوں کے لئے پر کشش نظارہ پیش کرتا ہے۔ یہ مسجد اگرچہ ایک صنعتی علاقہ میں واقع ہے لیکن اس لحاظ سے بہت اچھی ہے کہ ریلوے اسٹیشن اور شہر کی دو بڑی موٹرویز اس سے چند منٹ کی دُوری پر واقع ہیں۔ مسجد کے احاطہ میں پارکنگ کے لئے ایک سو سات کاروں کی پارکنگ کی گنجائش ہے۔

مسجد کے افتتاح کی خبر نیوزی لینڈ کے نیشنل ٹی وی نے حضور انور ایدہ اللہ کے مختصر انٹرویو کے ساتھ نشر کی۔ اسی طرح بعض اخبارات نے بھی اس کا ذکر کیا۔ مورخہ 2 نومبر 2013ء، بروز ہفتہ ایک خصوصی تقریب منعقد ہوئی جو کہ مسجد کے افتتاح اور قرآن کریم کے ماؤری ترجمہ کی اشاعت کے حوالہ سے رکھی گئی تھی۔ اس تقریب میں حکومتی وزراء، اراکین پارلیمنٹ، ماؤری بادشاہ اور کئی دیگر عمائدین اور معزز مہمانوں نے شرکت کی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس تقریب کے موقع پر حاضرین سے خطاب فرمایا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس مسجد کی تعمیر کے لئے مالی قربانی اور دیگر خدمات بجالانے والوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کے فضل سے جیسا کہ مَیں نے ذکر کیا جماعت کی روایت ہے، افرادِ جماعت نے بڑی بڑھ چڑھ کر قربانیاں دی ہیں۔ خواتین نے اپنے زیور پیش کئے، بچوں نے اپنی جمع کی ہوئی جیب خرچ کی رقم پیش کی، مسجد فنڈ میں دی اور پھر یہ کہتے ہیں کہ دو موقع ایسے آئے، مہینے کے آخر میں جماعت کے اکاؤنٹ میں رقم نہیں ہوتی تھی اور کنٹریکٹر کو ادائیگی کرنی تھی تو نیشنل عاملہ اور ذیلی تنظیموں اور دوسرے افراد نے، فوری طور پر لاکھ ڈالر یا ان سے بھی اوپر ڈالر جمع کر کے ادا کر دیئے۔ بعض افراد نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک ایک لاکھ ڈالر سے اوپر قربانیاں پیش کیں۔ اس کے علاوہ حسبِ توفیق ہر ایک نے اپنی اپنی بساط کے مطابق قربانیاں دیں۔ غیر معمولی قربانیوں کی توفیق ملی ہے۔ جیسا کہ میں نے کہا جماعت بہت چھوٹی سی ہے اور خرچ

بہت زیادہ ہوا ہے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ اُن سب کو جنہوں نے یہ قربانیاں دی ہیں اور جنہوں نے وقارِ عمل کئے ہیں، قربانیاں مالی طور پر نہیں دے سکے، وقت کی قربانی دی۔ اُن سب کے اموال و نفوس میں بے انتہا برکت ڈالے۔ ان کے اخلاص و وفا کو بڑھاتا چلا جائے۔ ان کی نسلوں کو بھی احمدیت سے ہمیشہ جوڑے رکھے اور ایمان اور ایقان میں بڑھاتا چلا جائے۔ نمازوں کا حق ادا کرنے والے ہوں۔ مسجد میں آکر مسجد کا حق ادا کرنے والے ہوں۔ اپنے گھروں کو بھی ذکرِ الٰہی سے بھرنے والے ہوں۔ حقوق العباد کے جذبے سے پُر ہوں۔ حقیقی اسلام کے پیغام کو پھیلانے کی طرف توجہ دینے والے ہوں۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ یکم نومبر 2013ء)

اللہ تعالیٰ حضور پرنور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں کو جماعت نیوزی لینڈ کے ہر فرد کے حق میں پورا فرمائے۔ آمِیْن اَللّٰھُمَّ آمِیْن

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 28 دسمبر 2022ء)



﴿37﴾

دنیا کے کنارے جزائر فجی میں پہلی مساجد کا قیام

(طارق رشید۔ نمائندہ الفضل آن لائن فجی)

جزائر فجی دنیا کے کنارے پر احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا پیغام سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی کے مطابق 1925ء میں ایک تاجر چوہدری عبد الحکیم صاحب کے ذریعہ پہنچا جس کے بعد اس روشنی کو حاصل کرنے کے لئے یہاں سے حاجی رمضان خان صاحب کی ایک فیملی نے 22 اگست 1959ء کو سیدنا حضرت مُصلح موعودؓ کے ہاتھ پر ربوہ میں بیعت کرنے کی توفیق پائی اور پھر ان کی تعلیم و تربیت کے لئے حضورؓ پُر نور نے 12 اکتوبر 1960ء میں از راہ شفقت مکرم و مولانا شیخ عبد الواحد فاضل صاحب کو بطور پہلے مبلغ فجی بھجوایا جنہوں نے آتے ہی 1961ء میں جماعت کو رجسٹر کروایا اور جماعت کی تربیت اور ترقی کے لئے پورے زور شور سے قیام مسجد کی طرف توجہ دی۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ جزائر فجی کے 4 بڑے جزیروں میں اسلام احمدیت کی 11 جماعتیں قائم ہیں جن میں سے بفضل تعالیٰ 10 جماعتوں میں مساجد اور مشن ہاؤسز تعمیر ہو چکے ہیں اور ہر ایک کی ایک تاریخ ہے۔ لیکن سر دست قارئین کی خدمت میں ہر جزیرے پر جماعت کے قیام اور پھر اس میں پہلی مسجد کی تعمیر کی تاریخ پیش کرنا مقصود ہے۔

جزائر فجی میں پہلے نماز سینٹر اور مرکز کا قیام

فجی کا سب سے بڑا جزیرہ (ویتی لیوو) جس کو ویسٹرن ریجن کے نام سے بھی لکھا اور بولا جاتا ہے اور اس کا شہر صوواجو اس کا دارالحکومت بھی o ہے اسی جزیرہ میں ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے 1961ء میں ایک ہی دن یہاں 12 بیعتیں عطاء فرمائیں اور ایک پُر جوش اور مُخلص جماعت نے اسی شہر کے علاقہ (سامابولا) کی 82 راتو مارا مین شاہراہ پر ایک مکان کرائے پر لیکر باقاعدہ ایک نماز سینٹر بطور مرکز قائم کر دیا، الحمدُللہ کہ اسی مرکز میں دسمبر 1962ء میں

فجی کے احمدیوں نے اپنا پہلا جلسہ سالانہ بھی منعقد کیا جس میں 125 احباب نے شمولیت اختیار کی۔ اگلے ہی سال عید الفطر کے موقع پر محترم شیخ صاحب نے جماعت کی بڑھتی ہوئی تعداد کو دیکھ کر سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے الہام)وَسِّعْ مَکَانَکَ (کا حوالہ دیتے ہوئے احباب جماعت کو تحریک کی کہ ہمیں جلد اسی شہر صووا میں جماعتی مرکز کے لئے کوئی وسیع جگہ دیکھ کر اس کے خریدنے کا انتظام کرنا چاہیے، چنانچہ دوران تلاش معلوم ہوا کہ ساتھ والا پلاٹ مع مکان برائے فروخت ہے اور وہ قطعہ زمین جماعت کے مرکز اور مسجد کے لئے نہایت موزوں بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے وہ زمین عطاء بھی فرمائی اور پھر اس پر کچھ عرصہ بعد جماعت احمدیہ فجی کی مرکزی اور عالی شان مسجد بھی تعمیر ہوئی۔ اسی دوران اللہ تعالیٰ نے فجی کے دوسرے جزیرہ ونوالیوو میں پیغام حق پہنچانے کی توفیق عطاء فرمائی اور فجی میں پہلی باقاعدہ مسجد کی تعمیر کے بھی سامان پیدا فرمائے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔

دوسرے بڑے جزیرہ ونوالیوو میں مسجد مبارک کا قیام

جیسا کہ جزائر فجی نام سے ہی ظاہر ہے اس ملک کی آبادی سمندر میں زمین کے کئی پہاڑی ٹکڑوں (جزیروں) پر مشتمل ہے، اسی طرح فجی کے دوسرے بڑے جزیرہ (ونوالیوو) جس کو شمالی ریجن کہتے ہیں پر بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے فجی جماعت کی رجسٹریشن کے بعد جلد ہی 1962ء میں ایک مُخلص دوست مکرم شہرت علی صاحب تک احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا پیغام پہنچا، چونکہ اس جزیرے میں کسان اور مزدور طبقہ سے تعلق رکھنے والے مسلمانوں کی تعداد کافی ہے تو بات علاقے میں جلد ہی پھیلنے لگی اور یوں ان کی قبولیت احمدیت کے بعد مولانا شیخ عبد الواحد صاحب کے اس جزیرہ پر دورہ کے دوران ایک اور مُخلص دوست مولوی محمد صاحب عرف لال ٹوپی کو بھی بیعت کرنے کی توفیق ملی یہ صاحب پیشہ سے تو ٹیکسی ڈرائیور تھے لیکن بڑے قد آور باوقار اور مذہبی جوش رکھنے والے مولوی تھے ان کے اس جنون اور جذبہ نے بڑی تیزی سے اپنے حلقہ احباب میں اس پیغام حق کو پھیلانے میں مدد کی۔ مخالفت بھی ہوئی اور کامیابیاں بھی ملیں اور یوں 1963ء میں ایک اور جوشیلے تاجر دوست حاجی رحیم بخش صاحب کو بھی مع فیملی کافی مذاکرات کے بعد احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی۔ اس جزیرے پر جماعت کی بڑھتی ہوئی تعداد کے ساتھ مسجد بنانے کا پروگرام تو بنایا گیا لیکن جماعت کے مالی وسائل کمی کے پیش نظر فی الحال مسجد کے لئے زمین خریدنا مشکل تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کا انتظام اس طرح فرمایا کہ ان دنوں حاجی صاحب کی اہلیہ اکثر بیمار رہتی تھیں۔ مولانا عبد الواحد فاضل صاحب نے ان کے لئے دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے معجزانہ شفاء عطاء فرمائی جس کی خوشی اور شکرانے کے طور پر حاجی رحیم بخش صاحب نے 1965ء کے آغاز میں اپنے گھر کے قریب ہی ایک ایکڑ زمین فری ہولڈ مسجد

کے لئے جماعت کو تحفۃً پیش کر دی۔ چونکہ مولانا صاحب ہمیشہ اس جزیرہ پر اپنے دورہ کے دوران احباب کو مسجد کے لئے زمین کی تلاش کا کہا کرتے تھے اس لیے جونہی حاجی صاحب نے وعدہ کیا تو فوری طور پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت اقدس میں منظوری کے لئے لکھا گیا اور حضور نے بھی از راہ شفقت منظوری کے ساتھ ہی جزائر فجی میں جماعت احمدیہ کے قیام کے بعد تعمیر ہونے والے پہلے خُدا کے گھر کا نام بھی مسجد مبارک تجویز فرمایا۔ جس کے مطابق نومبر 1965ء میں اس کی بنیاد رکھی گئی اور فوری طور پر امام مہدیؑ کے ماننے والوں کی جماعت نے اولین کی سنت کو زندہ رکھتے ہوئے مدینہ کی مسجد نبوی کی یاد کو تازہ کر دیا۔ بڑے اخلاص، وفا اور اپنے مالی وسائل کے ساتھ وقار عمل کی روایت کو زندہ رکھتے ہوئے لکڑی کے سٹرکچر پر جلد ہی ایک مسجد دسمبر 1965ء میں بنا دی۔ اس مسجد کی تعمیر میں وقار عمل کے حوالہ سے جن بزرگوں نے حصہ لیا انہوں نے ذاتی طور پر خاکسار سے اس قربانی اور ہمت کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ چونکہ اِس علاقہ میں ابھی تک زمینی پانی کو حاصل کر کے یعنی (بوہول) کے ذریعہ استعمال کرنے میں مشکلات کا سامنا ہے، بلکہ ابھی تک کئی جگہوں پر ندی کا پانی بیلوں کے ذریعہ ڈرموں میں ٹائروں کے ساتھ گھسیٹے ہوئے لایا جاتا ہے۔ تو اُس وقت مسجد کی تعمیر کے لئے ہم نوجوان خدام نے 1 کلومیٹر دور ندی سے اپنے کندھوں پر بانس رکھ کر پانی کے 2 ٹین لٹکائے ہوتے اور اس پہاڑی ٹیلے پر اس کی بنیادوں اور فرش کے سیمنٹ کے لئے پانی پہنچایا۔ جس میں 100 سے زائد نمازیوں کی گنجائش ہے اور اس کی تعمیر میں بھی بھاری رقم حاجی رحیم بخش صاحب نے اپنے خاندان کی طرف سے دی۔ چنانچہ 17 دسمبر 1965ء کو جمعۃ المبارک کے ساتھ باقاعدہ اس مسجد کا افتتاح فجی کے پہلے امیر و مشینری انچارج مولانا شیخ عبدلواحد فاضل صاحب نے کیا۔ اس موقع پر فجی بھر سے احباب جماعت کے علاوہ دیگر مذاہب کے لوگ بھی شامل ہوئے۔ یوں یہ مسجد مبارک اس جزیرے پر برکت کا پہلا قطرہ ثابت ہوئی جو اس جزیرے کے وسط میں بمقام ولودا کی مین شاہراہ پر خوبصورت پہاڑ پر تعمیر ہے یہ علاقہ خوبصورت اور صاف ستھرے ماحول میں ایک وادی کا منظر پیش کرتا ہے۔

جہاں خُدا کے فضل سے مسجد کے بالکل سامنے سڑک کی دوسری طرف اب جماعت احمدیہ کا ایک پُختہ عمارت پر مشتمل سیکنڈری سکول بھی ہے جو اس ملک کے روشن مستقبل کے لئے بنی نوع انسان کی تعلیم اور خدمت میں مصروف ہے۔ اس سکول کی 35 ایکڑ زمین کو خریدتے ہوئے بھی 5 ایکڑ فری ہولڈ زمین بھی حاجی صاحب کے خاندان نے تحفۃً دی تھی۔

جس کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 2006ء میں اپنے دورۂ فجی کے دوران وزٹ بھی کیا اور یہاں ایک استقبالیہ پروگرام کو رونق بھی بخشی اور اس علاقے کو بہت پسند فرمایا۔ اسی مسجد مبارک میں نماز ظہر و عصر ادا کی حاجی صاحب کے گھر پر ہی ظہرانہ تناول فرمایا اور احباب جماعت کو فیملی ملاقات کا شرف بھی بخشا۔ یہ جماعت احمدیہ فجی کی پہلی مسجد ہے۔ اس مسجد سے منسلک احاطے میں حاجی صاحب اور ان کی فیملی کا ایک قبرستان بھی ہے جہاں ان کی فیملی کے علاوہ اس جزیرے کے کچھ احمدی احباب بھی مدفون ہیں اور اسی میں ہمارے ایک پاکستانی مبلغ مولانا افضل ظفر صاحب کی فیملی کے 5 ممبران بھی مدفون ہیں جن کی وفات 1999ء میں ایک کشتی کے الٹنے کے حادثے سے ہوئی تھی انا للہ وانا الیہ راجعون اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ان کو اپنے ایک خطبہ جمعہ میں شہید قرار دیا ہے۔ 2006ء میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی یہاں اس قبرستان کا وزٹ کیا اور ان کے لئے دعائے مغفرت بھی فرمائی۔ اَلْحَمْدُلِلّٰہِ عَلٰی ذٰالِکَ

سب سے بڑے جزیرہ ویتی لیووی میں مسجد محمود کا قیام

یہ مسجد ویسٹرن ریجن کے علاقہ سِنگاٹوکا کے ایک گاؤں مارو میں واقع ہے جو فجی کے انٹرنیشنل ائرپورٹ ناندی سے صووا کیپیٹل کی طرف 40 کلومیٹر کے فاصلے پر فجی کی مشہور بیچ (نتندولہ) کی طرف جانے والی مین شاہراہ پر تعمیر ہے۔ جو دنیا بھر سے فجی میں آنے والے تمام سیاحوں کو اپنے سفید گنبدوں کے ساتھ اسلام کا پیغام دیتی ہے۔

یہاں پر خُدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کا پیغام بھی ابتدائی دور میں پہنچا اور یہ ساری کی ساری جماعت 1960ء میں لاہوری احمدیوں سے تائب ہو کر خلافت احمدیہ کے سایہ میں آگئی تھی اور یہاں کے صدر جماعت مکرم محمد ایوب خان صاحب کے گھر پر ہی پہلے لاہوری جماعت کا نماز سینٹر تھا اس لیے جونہی انہوں نے بیعت کی تو فوری طور پر احباب جماعت سے مل کر مسجد کے لئے زمین کی تلاش شروع کر دی اور بالآخر جلد ہی اللہ کے فضل سے 1 رقبہ زمین مسجد کے لئے مل گیا۔ یہ مسجد فجی میں تعمیر ہونے والی دوسری اور اس جزیرے پر پہلی احمدیہ مسجد ہے جسکا سنگ بنیاد چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب نے اپنے دورۂ فجی کے دوران 7 نومبر 1965ء بعد نماز عصر رکھا یہ دورہ خان صاحب کا فجی میں نجی دورہ تھا اور اسی دوران یہاں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی وفات کی افسوسناک خبر بھی ملی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون، جس نے احباب کو اچانک بہت افسردہ کر دیا۔ چونکہ اس وقت یہاں بھی ابتدائی طور پر جماعت کی مالی حالت کافی کمزور تھی اس لیے صدر صاحب نے اپنی اور مزید چند احمدی دوستوں کی زمین گروی رکھ کر مسجد کے

لئے تعمیری سامان قرض پر لیا اور مخلصین نے دن رات وقار عمل کر کے سب سے پہلے ندی سے ریت نکال نکال کر اس کی پختہ عمارت کے لئے خریدنے کی بجائے خود سیمنٹ کے بلاکس بنائے۔ جس طرح خاکسار اوپر مسجد مبارک کی تعمیر میں گاؤں کے حوالے سے پانی کی مشکلات کا ذکر کر چکا ہے اسی طرح یہاں بھی یہی مسائل ہیں۔ چنانچہ اس گاؤں اور علاقے کے حالات کو دیکھتے ہوئے جماعت کے بزرگوں نے مشورہ کیا کہ چونکہ مسجد کی پختہ تعمیر میں بھی پانی کی بہت ضرورت ہے اور آئندہ بھی رہے گی اس لیے کیوں نہ مسجد کے نیچے پانی کا ٹینک تیار کر لیا جائے جو بارشوں کے دنوں میں بھرتا رہے گا اور ہمیشہ کے لئے مسجد میں پانی کی مشکلات ختم ہو جائیں گیں۔ یوں ممبران جماعت نے وقار عمل کرتے ہوئے اُنہیں بلاکس کے ذریعہ پہلے مسجد کے نصف حصہ کے نیچے کافی بڑا انڈر گراؤنڈ ٹینک بنایا اور پھر اس میں دن رات کام کر کے اسکو آہستہ آہستہ مکمل کیا اور اوپر مسجد کی تعمیر بھی جنوری 1968ء تک تیار ہو کر بن گئی جسکا باقاعدہ افتتاح عید الفطر کے موقع پر دردمندانہ دعاؤں کے ساتھ ہوا، اس موقع پر ایک بڑا جلسہ بھی کیا گیا جس میں احمدیوں کی کثیر تعداد شامل ہوئی جسکا ذکر رسالہ تحریک جدید ربوہ اپریل 1968ء کے شمارے میں بھی ملتا ہے اور اسی طرح اس مسجد کا ذکر تاریخ احمدیت کی جلد 19 کے صفحہ 263 میں بھی موجود ہے۔

مسجد محمود خُدا کے فضل سے اپنے اندر 150 سے زائد نمازیوں کی گنجائش رکھتی ہے اور اس کے ساتھ ہی منسلک ایک کمرے پر مشتمل مشن ہاؤس اور دوسرے میں ایک لائبریری بھی تعمیر ہے اور اس کے احاطے میں 2005ء میں ایک دینی وتربیتی پروگراموں کے لئے لجنہ ہال بھی پختہ عمارت پر مشتمل ایک لجنہ ہال بھی تعمیر کیا گیا جسکا افتتاح ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے دورہ فجی کے دوران فرمایا اور پھر اسی طرح مزید زمین خرید کر مقبرہ موصیان بھی بنا دیا گیا ہے۔

دنیا کے کنارے جزیرہ تاویونی میں مسجد بیت الجامع کا قیام

یوں تو یہ جماعت احمدیہ فجی میں قائم ہونے والی آٹھویں مسجد ہے لیکن چونکہ تاویونی فجی کا تیسرا بڑا جزیرہ ہے جس کی آبادی ابھی 18 ہزار سے کچھ زائد ہے۔ جہاں جماعت کا قیام 1962ء میں ہوا اور تاریخی لحاظ سے بھی یہ وہ جزیرہ ہے جہاں سے ڈیٹ لائن گزرتی ہے جس کی وجہ سے یہ دنیا کنارہ کہلاتا ہے اور یہ نشان بھی ہماری احمدیہ مسجد سے صرف 5 سے کلومیٹر کے فاصلے پر ہے اور یوں دنیا کو نظر آنے والا سورج سب سے پہلے اسی جزیرہ میں دیکھا جاتا ہے اسی لئے یہ جزیرہ ہمیشہ دنیا کے سیاحوں کا مرکز بنا رہتا ہے۔ یہاں 1962ء میں جب سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے الہام (میں

تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا) کے تحت احمدیت کا پیغام پہنچا تو یہاں سب سے پہلے مومنین نے اپنی عبادت کے لئے ابتدائی احمدی مکرم شیر محمد صاحب کے گھر کے ساتھ ایک ٹین لکڑی کے کمرے کو ہی بطور نماز سینٹر بنائے رکھا اور اپنی نمازوں، جمعہ، عیدین کے علاوہ جماعتی نمائندگان کے ساتھ دیگر جماعتی پروگراموں کو بھی یہیں بجالاتے رہے اور اس کے ساتھ مسجد کے لئے جگہ کی تلاش بھی جاری رکھی۔ اس جزیرے کے مرکز میں جہاں اس کا شہر ہے ایک گھر اور اس کا مناسب رقبہ مسجد کے لئے ڈھونڈ کر اس کا سودا طے ہوا ہی تھا کہ ان کے فیملی اختلاف کی وجہ سے جماعت کو اس کا بیعانہ واپس لینا پڑا۔ لیکن الحمدُللہ کچھ ہی عرصہ بعد اسی جگہ چند قدم کے فاصلے پر سڑک کی دوسری جانب اللہ تعالیٰ نے 1990ء میں ایک پُختہ عمارت کے ساتھ ایک چوتھائی ایکڑ رقبہ فری ہولڈ زمین شہر کی مین شاہراہ پر جماعت کو عطاء فرمائی اور یہ عمارت مولانا عبد العزیز شاہد صاحب امیر و مشنری انچارج صاحب کے وقت میں خریدی گئی۔ جسی اطلاع فوری طور پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو دی گئی جس کا جواب پیارے آقا نے ان الفاظ کے ساتھ عنایت فرمایا۔

”تاویونی مقام پر مسجد کے لئے پلاٹ خریدنے کی بہت خوشی ہوئی۔ احباب جماعت نے اس پروجیکٹ کے لئے بڑھ چڑھ کر قربانی کی۔ اللہ تعالیٰ ان کے نفوس واموال میں برکت دے اور دین و دنیا کی حسنات سے نوازے اور احسن جزا عطاء کرے۔ ان تمام دوستوں کو جنہوں نے اس جہاد میں مالی قربانی کر کے شمولیت اختیار کی ہے فرداً فرداً السَّلامُ علیکم کہیں۔“

(مکتوب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ مورخہ 16 جولائی 1990ء)

اس احاطے میں وہ گھر مشن ہاؤس کے طور پر زیر استعمال ہے، 1997ء میں خاکسار کی یہاں پہلی تقرری ہوئی جس کے بعد خاکسار کی درخواست پر مسجد کے لئے 1998ء میں مکرم مولانا مبارک قمر صاحب امیر و مشنری انچارج فجی نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خدمت اقدس میں لکھ کر منظوری حاصل کی ہی تھی کہ انہیں دنوں محکمہ موسمیات نے بتایا کہ جزائر فجی میں آتش فشاں پھٹنے والا ہے اور تاویونی آئی لینڈ اس کا مرکزی نقطہ ہے، جس کے باعث حضور کی منظوری سے اس میں کچھ تاخیر کی گئی۔ کیونکہ پہلے بھی جزیرہ تاویونی کا وجود آتش فشاں کے پھٹنے سے وجود میں آیا ہے اس کے نشانات اور وہ کالے پتھروں کے پہاڑ ابھی بھی دیکھنے میں ملتے ہیں وہ گرم پٹی ابھی بھی اسی جزیرے کے نیچے سے گزرتی ہے۔ چنانچہ 9 جنوری 2002ء کو مولانا نعیم احمد محمود چیمہ امیر و مشنری انچارج فجی نے حضور

پُرنور کی اجازت سے بہت دعاؤں کے ساتھ اس دنیا کے کنارے پر تاریخی اور پُختہ مسجد کا سنگ بنیاد رکھا جس میں خاکسار کو بھی حصہ لینے کی توفیق ملی۔ مسجد کی تعمیر کی ذمہ داری صووا کے ایک ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر محمد صادق حسین صاحب کو دی گئی جنہوں نے گھر سے دور رہ کر اپنے جزبہ خدمت اور تعمیری مہارت اور بڑی محنت کے ساتھ اس فرض کو بخوبی نبھایا اور اپریل 2002ء میں ایک خوب صورت سفید میناروں والی مسجد دنیا کے کنارے جزیرہ تاویونی کے مرکز میں تعمیر کر دی گئی جس میں 100 سے زائد نمازیوں کے لئے گنجائش ہے، یہاں اس جزیرے پر جماعت چند کسان گھروں پر مشتمل ہے لیکن ان کے جذبہ اور جوش نے اس وقت جو قربانی پیش کی وہ قابل تعریف ہے کہ ہر فیملی نے اپنی توفیق سے بڑھ کر قربانی کی، ایک فیملی ممبران نے اپنے اپنے انفرادی وعدہ کو پورا کرنے کے لئے کسی دکان پر کچھ اشیاء رکھ کر بیچی اور اس نیک کام میں حصہ لیا۔ اس کی تعمیر کے لئے ونوا لیوو ریجن کی جماعتوں سے احباب جماعت نے بھی آکر کئی کئی دن قیام کیا اور بنیادوں کی کھدائی میں پتھر توڑنے کے لئے وقار عمل کی روایت کو جاری رکھا۔ کیونکہ اس جزیرے پر آبادی بہت کم تھی اس لیے مشینری اور تعمیری سامان بڑی مشکل سے مہیا ہوتا اور کچھ سامان دوسرے جزیرہ ونوا لیوو اور ویتی لیوو سے بحری جہاز کے ذریعہ بھی بھیجا جاتا تھا۔ چنانچہ مکرم و محترم نواب منصور خان صاحب وکیل التبشیر ربوہ پاکستان اور مکرم مولانا محمود احمد شاہد صاحب امیر و مشینری انچارج آسٹریلیا نے اپنے دورہ فجی کے دوران 22 اپریل 2002ء کو اس تاریخی مسجد کا افتتاح فرمایا۔ اس موقع پر فجی بھر سے 200 سے زائد ہوائی اور بحری سفر کر کے جماعت کے مخلص مرد اور خواتین نے معصوم بچوں کے ساتھ اس عظیم اور بابرکت تقریب میں شمولیت اختیار کی۔ جس میں علاقے کے تمام مذاہب کے لیڈروں اور معزز شخصیات کو بھی دعوت دی گئی تھی۔ چنانچہ اس موقع پر اس جزیرے کے سب سے بڑے چیف کی طرف سے اس کے بھائی نے شمولیت اختیار کی اور اس کا پیغام بھی پڑھ کر سنایا جس میں اس جزیرے میں جماعت کی خدمات اور جماعت کے ماٹو (محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں) کو سراہا اور اس جزیرے میں مسجد کی تعمیر پر مبارک باد بھی دی۔ اس موقع پر اخباری نمائندگان بھی آئے جس کے بعد محترم نواب صاحب نے نماز ظہر و عصر باجماعت ادا کی۔

تمام قارئین سے درخواست دعا ہے کہ مولیٰ کریم اس مسجد کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے تجویز کردہ نام کے مطابق حقیقتاً نیک اور حق کی تلاش والوں کے لئے بیت الجامع بنا دے۔ آمین

جزیرہ رامبی میں بیت المہدی کا قیام

یہ جزیرہ رامبی فجی کا چوتھا بڑا جزیرہ ہے اور تاویونی جزیرے کے سامنے ہی ہے، جس کی کل آبادی اس وقت 7000 سے زائد ہے جو فجی کے قریب جنوبی بحرالکاہل کے جزیرہ ملک کریباس سے آنے والی تمام تر عیسائی قوم بنابن کی ہے جو اپنے کلچر اور زبان کے اعتبار سے فیجیئن قوم سے بالکل مختلف ہیں۔ بلکہ گزشتہ 2-3 سال تک اس جزیرہ پر ان کی اپنی عدالت اور کونسل کا نظام رائج رہا ہے اس لیے ان کی اجازت اور اطلاع کے بغیر وہاں تبلیغ تو درکنار رامبی جزیرے پر جا کر رہنا بھی ممکن نہیں تھا کیونکہ یہ لوگ اپنے مذہب کے بارے میں بہت محتاط ہیں۔ ان حالات میں بھی اَلْحَمْدُلِلّٰہِ جزیرہ رامبی میں احمدیت کا نفوذ 1994ء میں یوں ہوا کہ جب وہاں کے ایک دوست مسٹر سموتیو ٹانگ ٹوٹنے کی وجہ سے دوسرے جزیرہ ونوالیوو کے شہر لمباسہ کے ہسپتال میں علاج کے لئے آئے جہاں ہمارے ایک احمدی ماسٹر رحمٰن شاہ صاحب کے ہندو دوست بھی داخل تھے اسی دوران ان کے ساتھ تعارف ہوا اور پھر ان کے ہسپتال سے ڈسچارج ہونے پر رحمٰن شاہ صاحب ان کو کچھ دنوں کے لئے اپنے گھر مکمل آرام کے لئے بھی لے آئے۔ ماسٹر صاحب کے حسن خُلق اور خدمت انسانیت سے متاثر ہو کر انہوں نے اپنے جزیرے پر آنے کی دعوت دی جس کے بعد وہاں انہوں نے احمدیت قبول کی اور پھر وہاں آہستہ آہستہ وقتاً فوقتاً جماعت کے وفود نے دورے کئے اور یہاں جماعت قائم ہوگئی، اس لحاظ سے یہ ایک منفرد جزیرہ ہے کہ عیسائیت کے علاوہ یہاں صرف اسلام احمدیت کے ماننے والوں کی تعداد ہے اور وہ بھی خُدا کے فضل سے سارے مقامی ہیں اور ان کو ہی یہاں اب تک اپنی عبادت گاہ بنانے کی توفیق ملی ہے اس جزیرہ پر بسنے والے عیسائیوں کی اکثریت کیتھولک اور میتھوڈسٹ ہے۔ خاکسار کو بھی اس جزیرہ پر اپریل 1997ء سے جانے کا موقع مل رہا ہے اس وقت تک چونکہ وہاں جماعت کا کوئی باقاعدہ سینٹر یا مسجد نہیں تھی اس لیے دورہ کے دوران مسٹر سموتیو اور دوسرے ممبران کے گھروں میں ہی قیام کے دوران چند دن تعلیم وتربیت و تبلیغ کا کام جاری رکھا جاتا تھا، چنانچہ 2000ء میں وہاں یورپ سے آنے والے ایک عیسائی فرقہ مومن چرچ والوں کے وفد نے ایک مکان کرایہ پر لیا اور بھرپور طاقت کے ساتھ پیسے اور دیگر ضروریات زندگی کی اشیاء مہیا کر کے وہاں کی غریب آبادی کو لالچ دیکر کئی دوسرے چرچ کے لوگوں کو بھی ان کے عقیدہ سے ہٹانے کی بھرپور کوشش کی گئی اور وہ اس میں کسی حد تک کامیاب بھی ہوئے اسی دوران بعض ہمارے کمزور ممبران بھی ان کی زد میں آگئے۔ چنانچہ 2002ء میں خاکسار نے اُسوقت محترم نعیم احمد محمود چیمہ صاحب امیر و مشنری انچارج فجی سے مشورہ کر کے وہاں مسجد یا ایک نماز سینٹر بنانے کے لئے کونسل میں ایک درخواست دی۔ لیکن کونسل

کی طرف سے کوئی واضح جواب نہیں ملتا تھا کبھی ممبران کی طرف سے ان کی رضامندی اور مطالبے کی درخواست مانگی گئی تو کبھی مناسب جگہ نہ ہونے کا بہانہ بنا کر ہر ممکن ہماری درخواست کو ٹالنے کی بھرپور کوشش کی گئی۔ کیونکہ وہ اپنے جزیرے پر سوائے عیسائیت کے کسی اور مذہب کو نہیں چاہتے۔ بلکہ آج بھی یہاں فجی کی کسی دوسری قوم کو یہاں زمین خریدنے یا کاروبار کرنے کی اجازت نہیں ہے جب تک کہ وہ یہاں کی کسی لڑکی سے شادی نہ کرے اور وہ زمین بھی اسی لڑکی کے نام ہی رہے گی۔ لیکن اسلام احمدیت کو قبول کرنے والے ممبران بھی چونکہ ان کی اپنی ہی قوم سے تھے تو اس لیے وہ ان کے آگے صاف انکار بھی نہیں کر سکتے تھے، یوں یہ سلسلہ 2 سال تک چلتا رہا۔

چنانچہ ایک دن ہمارے ایک مُخلص دوست احمد رواتارا صاحب جو ہمیشہ میرے ساتھ بطور داعی الی اللہ ساتھ دیتے اور اس جزیرہ میں دورہ بھی کرواتے تھے اور وہ اپنی فیملی میں اکیلے ہی احمدی تھے انہوں نے اس ساری صورتحال کا ذکر خاکسار کی موجودگی میں اپنی اہلیہ کے سامنے یوں کیا کہ ہماری تمام تر کوششوں کے بعد بھی کونسل کا جواب انکار میں ہے۔ اس پر ان کی اہلیہ جو اس وقت تک احمدی تو نہیں تھیں لیکن زیر تبلیغ تھیں اور بہت مُخلص تھیں وہ اپنی ہمشیرہ کے گھر پہ بیٹھیں تھیں انہوں نے اپنا فیملی گھر اور اس کی زمین مسجد کے لئے پیش کرنے کا اظہار کیا جو اسی سال طوفان کے دوران اُڑ گیا تھا۔ جس پر خاکسار نے ان کو یہ کہتے ہوئے معذرت کی کہ آپکی محبت اور تعاون کا شکریہ لیکن یہ مکان چونکہ آپکی والدہ کی طرف سے فیملی ہاؤس ہے ہم کس طرح لے سکتے ہیں اور اسکو خریدنے کے لئے بھی ان سب کی رضامندی چاہیئے اور اسی دوران خاکسار نے ان کو فجی کے جلسہ سالانہ میں شمولیت کی دعوت بھی دی جہاں وہ الحمدُللہ بیعت کر کے احمدیت میں شامل ہو گئیں اور واپس آکر انہوں نے اپنے بہن بھائیوں سے اس گھر سے برطرفی کے کاغذات پر دستخط کروائے اور جماعت کے نام منتقلی کی درخواست کے ساتھ خود ہی کونسل میں جا کر مسجد کی تعمیر کے لئے پیش کر دیا کہ اب تو آپ کو اس کی منظوری دینی چاہیئے۔ یہ گھر اس جزیرہ کے مرکزی علاقے میں جہاں ان کی کونسل اور دیگر دفاتر ہیں ہسپتال کے بالکل سامنے سڑک کی دوسری طرف سمندر کے کنارے بنایا ہوا تھا۔ جس پر کونسل کی طرف سے اب یہ اعتراض اور بہانہ پیش کیا گیا کہ آپ لوگ مسجد میں سپیکر کا استعمال کریں گے جس سے سامنے ہسپتال کے مریضوں کو تکلیف ہو گی، کیونکہ یہ فیصلہ ان کی کونسل کے لئے نہایت مشکل اور انوکھا تھا کہ ان کے جزیرے پر کوئی اور مذہب اس قدر مضبوط ہو۔ بالآخر اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسلام احمدیت کا امن پسند پیغام اور وہاں خدمت خلق کے کاموں کے ساتھ ساتھ حضور پُر نور کی دعائیں رنگ لائیں اور یوں ان کو منظوری دینی پڑی۔ جسکے فوراً بعد خاکسار نے محترم امیر صاحب اور ماسٹر محمد صادق صاحب کو ساتھ لیجا کر دورہ کیا اور اس بابرکت کام میں پیش رفت ہوئی اور 2005ء میں اس مسجد کی بنیاد لکڑی کے سٹرکچر کے ساتھ رکھی گئی، کیونکہ

اس جزیرے پر آمدورفت کے لئے چھوٹی آؤٹ بوٹ کا استعمال ہوتا ہے اس لیے تعمیری سامان لے جانا اتنا آسان نہیں ہے۔ اس موقع پر تاوئیونی سے مکرم مولانا نعیم احمد اقبال صاحب اور معلم عبد الوہاب اینڈرسن صاحب کے ساتھ مزید مخلصین بھی شامل ہوئے۔ اس نیک کام کی تکمیل کے لئے لوکل ممبران کے علاوہ تاوئیونی اور ونوالیوو کی جماعتوں سے بھی خُدام کی ٹیموں نے جاکر وقار عمل کئے اور بھاری رقم کی بچت کے ساتھ جلد از جلد اس ایک خدا کی عبادت کرنے والے 80 نمازیوں کی گنجائش والی مسجد کے ہال اور ساتھ دو کمروں پر مشتمل مشن ہاؤس کو تعمیر کیا گیا۔ اس دوران ایک افسوسناک واقعہ یہ پیش آیا کہ ایک رات مسجد کی تعمیر کے دوران اسی احاطے میں صدر جماعت اور اس خدا کے گھر کے لئے زمین ڈونیٹ کرنے والے مخلص احمدی احمد رواتا صاحب کی اچانک حرکت قلب بند ہونے سے وفات ہوگئی۔ انا للہ وانا الیہ رٰجعون۔ لیکن ان سارے حالات کے باوجود ان کی اہلیہ اور ان کے بچوں اور خاندان نے بڑے صبر کے ساتھ بھرپور تعاون کا سلوک رکھا جو آج بھی جاری ہے۔ اسی طرح ان کی اہلیہ جو اصل اس زمین اور گھر کی مالکہ تھیں محترمہ (تابوکی) طوبیٰ بی بی صاحبہ جو بہت مخلص بہادر اور ہمیشہ قربانی کرنے والی خاتون تھیں ان کا بھی گزشتہ سال دسمبر میں انتقال ہوگیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ رٰجعون۔ ان کی اسلامی طریق پر تدفین میں ان کے تمام خاندان والوں نے بڑھے احسن رنگ میں تعاون بھی کیا اور بھرپور مدد بھی کی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں کے ساتھ مغفرت کا سلوک فرمائے اور اپنے وعدے کے مطابق جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام دے۔ آمین ثم آمین اور ان کے بچوں کو بھی اسی طرح ایمان واخلاص میں بڑھائے، ثابت قدم رکھے اور اجر عظیم سے نوازے۔

چنانچہ اس مسجد کی تکمیل پر محترم امیر صاحب کی قیادت میں فجی بھر سے ایک کثیر تعداد احمدی مردوں اور خواتین کی بسوں اور چھوٹی چھوٹی بوٹ پر سفر کرکے اس کی افتتاحی تقریب میں شامل ہوئی اور اس جزیرے پر بننے والے خدا کے گھر میں سجدہ شکر بجالانے کو پہنچے، اس میں کونسل کے ممبران اور عیسائی مذہب کے مختلف چرچ کے رہنما بھی خوش دلی سے شامل ہوئے اور اس کو قبول بھی کیا، جس کے بعد جماعت میں ایک بیداری آئی اور پھر غانا سے آئے ہوئے ایک معلم مکرم عبد الوہاب صاحب کو یہاں مستقل طور پر مقرر کردیا گیا۔ جس سے تعلیم وتربیت کے ساتھ ساتھ اسلام احمدیت کی پہچان بھی تیزی سے بڑھنے لگی کہ 18 مئی 2008ء بوقت نماز ظہر اچانک مشن ہاؤس کے ایک حصہ میں آگ لگی اور دیکھتے ہی دیکھتے کچھ ہی لمحات میں ساری مسجد جل کر شہید ہوگئی۔ انا للہ وانا الیہ رٰجعون۔ الحمدُللہ کہ جانی نقصان کوئی نہیں ہوا جس کی اطلاع فوری طور پر امیر ومشنری انچارج فجی مکرم

مولانا فضل اللہ طارق صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں بھی کی۔ جس پر حضور پُر نور نے ان الفاظ میں تسلی اور دعا کے ساتھ رہنمائی فرمائی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا پیغام

پیارے احباب جماعت ونوالیو وفجی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپکی جماعت میں ایک افسوسناک واقع کی خبر ملی تھی کہ جماعت کی مسجد اور مشن ہاؤس آگ لگنے کی وجہ سے جل کر راکھ ہو گئے ہیں۔ انا للّٰہ وانا الیہ رٰجعون، اللہ تعالیٰ آپ کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق دے۔ اللہ آپ سب کی مدد و نصرت فرمائے دعاؤں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرتے رہیں۔ اللہ آپ کا حامی و ناصر ہو۔ والسلام خاکسار مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس۔

(مکتوب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس 22 جولائی 2010ء)

مسجد بیت المہدی کی تعمیر نو

یہ حضور انور کی دعاؤں کی ہی برکت تھی کہ تمام تر قانونی کاروائی مکمل ہونے کے بعد محترم امیر صاحب نے احباب فجی کی محبت اور تعاون سے حضور انور کی خدمت میں دوبارہ پُختہ مسجد بنانے کی اجازت کے لئے درخواست کی اور پھر پیارے آقا کی اجازت سے اسی جگہ بخیر و خوبی بغیر کسی رکاوٹ اور کونسل کی دخل اندازی کے 19 مارچ 2011ء کو محترم امیر صاحب نے ایک بار پھر پُختہ مسجد کی تعمیر کے لئے سنگ بنیاد رکھا۔ اس مرتبہ اس کی تعمیر کے لئے مکرم مولانا سیف اللہ مجید صاحب نے تاویونی سے اور مکرم نعیم احمد اقبال صاحب نے ریجنل مشینری ونوالیو نے احباب جماعت کے ساتھ مل کر بخوبی اس فریضے کو نبھایا اور تمام احباب جماعت کے اخلاص اور قربانیوں کے ذریعہ مؤرخہ 9 ستمبر 2011ء کو ایک بار پھر پہلے سے خوبصورت کشادہ اور پختہ عمارت کے ساتھ افتتاح کے لئے تیار ہو گئی۔ جس نے اس جزیرے کے احمدیوں کو اخلاص اور ایمان میں مزید مضبوط کر دیا۔ مسجد کی تکمیل اور اس کے افتتاح کی تیاری کی خبر جب محترم امیر صاحب نے اپنے پیارے امام کو دی تو حضور پُر نور نے ان الفاظ میں دعائیں دیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا پیغام

پیارے عزیزم فضل اللہ طارق صاحب امیر و مشنری انچارج فجی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

آپ کی فیکس مؤرخہ 7 ستمبر 2011ء ملی ہے کہ جزیرہ رامبی میں جماعت کو اللہ تعالیٰ نے دوبارہ پختہ مسجد اور مشن ہاؤس بنانے کی توفیق عطاء فرمائی ہے۔ الحمدُللہ، مبارک کرے اور اس کو عبادت گزاروں سے بھر دے، اللہ تعالیٰ احباب جماعت رامبی کو دینی اور روحانی ترقیات سے نوازے۔ آپ نے بتایا ہے کہ اس کا افتتاح 9 ستمبر کو ہو رہا ہے۔ ٹھیک ہے اللہ تعالیٰ بابرکت فرمائے اور جو جماعتیں اس تقریب میں شمولیت کے لئے جارہی ہیں ان کو اپنی حفاظت میں رکھے۔ آمین۔ والسلام

خاکسار مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس۔

(مکتوب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس 12 ستمبر 2011ء)

چنانچہ ان دعاؤں کے ساتھ دوبارہ اس تعمیر نو مسجد بیت المہدی کا افتتاح 9 ستمبر 2011ء کو بروز جمعۃ المبارک ہوا۔ مسجد کو خوبصورت جھنڈیوں سے سجایا گیا تھا اس جزیرے پر بڑا خوشی کا سماں تھا اور تمام طبقہ سے تعلق رکھنے والے رہنماؤں کو بھی مدعو کیا گیا تھا اسی طرح فجی کے چاروں جزیروں سے احباب جماعت 2 دن کی برّی اور بحری مسافت کر کے پہنچے، چنانچہ کونسل کے چیئر مین نے باہر والے مسجد کے گیٹ پر ربن کاٹا اور پھر محترم امیر و مشنری انچارج مولانا فضل اللہ طارق صاحب نے مسجد کا دروازہ کھول کر دعا کروائی اور مختصر تقریب کے بعد پروگرام کے تحت آنے والے تمام مہمانوں کو ظہرانہ پیش کیا گیا اور پھر نماز جمعہ کے ساتھ نماز عصر بھی باجماعت ادا کی گئی۔ معزز قارئین کرام سے خصوصی دعا کی درخواست ہے کہ اللہ ان تمام مخلصین احمدیت کو ثبات قدم کے ساتھ مزید ایمان و اخلاص میں بڑھائے اور ان کی نسلوں کو بھی اسلام احمدیت اور نظام خلافت کا مطیع اور فرمانبردار بنائے رکھے اور اللہ تعالیٰ حضور انور کی دعاؤں کو قبول فرمائے اور اس مسجد کو ہمیشہ عبادت گزاروں سے آباد رکھے آمین ثم آمین۔

طوالو آئی لینڈ میں احمدیت کا نفوذ اور مسجد کا قیام

طوالو آئی لینڈز کا مختصر تعارف:اس ملک کا شمار بحر الکاہل کے جنوبی جزائر میں ہوتا ہے جو ہوائی اور آسٹریلیا کے درمیان میں واقع ہے یہاں کرنسی بھی آسٹریلین ڈالر ہی استعمال ہوتی ہے۔یہ کل 8 جزائر پر مشتمل ملک ہے اوراس ملک کا نام بھی طوالو ہی اس لئے ہے کیونکہ ان کی زبان میں طوالو کا مطلب ہے 8 اکٹھے کھڑے ہونا۔ اس کا دار الخلافہ (فانوفوتی) ہے اس کی کل آبادی 11 ہزار کے قریب ہے، آبادی کے لحاظ سے دنیا کا تیسرا اور رقبہ کے لحاظ سے دنیا کا چوتھا چھوٹا ملک ہے جو صرف 26 مربع کلو میٹر ہے۔اس کے ہمسایہ ممالک میں کریباس، ناؤرو، ساموا اور فجی ہیں اور یہ ملک طوالو بھی ڈیٹ لائن کی دوسری طرف ہونے کی وجہ سے دنیا کا کنارہ کہلاتا ہے۔ یہ جزیرہ پہلی مرتبہ 1568ء میں دریافت ہوا تھا اور طوالو کے لوگ 3000 سال قبل ساؤتھ امریکہ سے آئے تھے۔یہ ایک عیسائی ملک ہے جہاں 1861ء میں عیسائی مذہب پہنچا اس سے قبل یہ اپنے آباؤاجداد کی روحوں اور ان کے مجسموں کو پوجتے تھے۔دراصل 1861ء میں کُوکا آئی لینڈ سے چرچ کی ایک چھوٹی کشتی طوفان میں گھری لہروں کے باعث 8 ہفتوں بعد طوالو کے ایک چھوٹے سے جزیرے (ناکو کیلے) میں آکر لگی جس میں ایک عیسائی پادری ایلیکا تا بھی سوار تھا جو ساموا برٹش کالج سے پڑھا ہوا تھا اس نے یہاں عیسائیت کا بیج بویا اور پھر یہاں پہلا عیسائی مشینری یورپ سے 1865ء میں آیا اور یہ مذہب پھر مضبوط ہوتا چلا گیا۔ آج بھی یہاں عیسائیت 97 فیصد ہے، 1 فیصد بہائی 1.4 فیصد ملے جلے اور 0.4 فیصد صرف احمدیت ہے اور اس سے پہلے عام لوگ اسلام کے بارے میں بالکل بھی نہیں جانتے تھے۔

سیاسی اعتبار سے یہ ملک 1892ء تا 1916ء برٹش کے انڈر تھا۔1916ء سے 1974ء تک اس میں دوسرے لوگ آکر آباد ہوتے رہے، پھر 1974ء میں گلبٹ آئی لینڈز کا ریفرینڈم ہوا اور یکم جنوری 1976ء میں کیریباس طوالو سے الگ ہو گیا اور طوالو مکمل طور پر یکم اکتوبر 1978ء میں آزاد ہو گیا اور پھر طوالو بھی 17 ستمبر 2000ء میں یہ یونائیٹڈ نیشن کا حصہ بن گیا۔

طوالو میں جماعت احمدیہ کا پہلی مرتبہ نفوذ اور اس کی اصل حقیقت

1983ء میں جب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فجی کا دورہ فرمایا تو یہ دورہ جہاں اللہ تعالیٰ کی بہت ساری رحمتوں، برکتوں اور فضلوں کو لایا۔ وہاں حضور انور کی رہنمائی سے فجی میں تعلیم و تربیت اور تبلیغ کے ساتھ اس کے ارد گرد جنوبی بحر الکاہل کے جزائر میں بھی اسلام احمدیت کا پیغام پہنچانے کا ذریعہ بنا۔ حضور کی اس دلی تمنا کو پورا کرنے کے لئے جو اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی حالات پیدا فرمائے۔ کہ ڈاکٹر افتخار ایاز صاحب یوکے اللہ کے فضل سے ان جزائر میں تبلیغ اسلام کا پہلا قطرہ ثابت ہوئے اور پھر حضور کی دعاؤں سے اور ان کی محنت سے اسلام احمدیت کا پیغام نہ صرف طوالو میں پھیلنے لگا بلکہ اس کی کرنیں ارد گرد کے دوسرے جزیروں کریباس اور ویسٹرن ساموآ میں بھی پھوٹنے لگیں۔

1984ء میں ڈاکٹر افتخار ایاز صاحب محکمہ تعلیم کے تحت یہاں نوکری کرنے کے لئے آئے تھے لیکن حضورؒ کے ارشاد کے مطابق انہوں نے آتے ہی بطور مبلغ بھرپور محنت اور حکمت کے ساتھ اسلام احمدیت کا پیغام پہنچانے کی کوششیں شروع کر دیں، انہوں نے سب سے پہلے یہاں ایک لوکل خاتون محترمہ (سونیا روسیا) صاحبہ جو ایک سوشل ادارہ (ریڈ کراس) میں کارکن تھیں اور اس جزیرے میں ہر آنے جانے والے کے لئے بطور ٹرانسلیٹر کی ذمہ داری بھی ادا کرتیں تھی کی خدمات کو حاصل کرتے ہوئے چند جماعتی لٹریچر کا لوکل زبان میں ترجمہ کروایا، جس پر آپ نے جب اس کی اُجرت لینے کو کہا تو اُنہوں نے اپنے والد سے مشورہ کر کے ان کار کر دیا کہ ہم مذہبی کام کی اُجرت نہیں لے سکتے۔ جس کے ایک ماہ بعد وہ بھی اسلام کی تعلیم سے متاثر ہوتے ہوئے احمدیت میں شامل ہو گئیں اور یوں پڑھے لکھے لوگوں کا اسلام احمدیت کو قبول کرنے کا یہ سلسلہ بڑی تیزی کے ساتھ آگے بڑھنے لگا اور آغاز میں ایک پولیس آفسر اسلام قبول کرنے کے ساتھ ہی مکرم ڈاکٹر صاحب کی رہائش پر جمعہ بھی ادا کرنے لگا۔ بہت جلد 52 احباب پر مشتمل ایک مضبوط جماعت قائم ہو گئی جس کے نتیجہ میں وہاں مخالفت بھی شروع ہوئی اور رجسٹریشن میں رکاوٹیں ڈالنے کی کوشش کی جانے لگی۔ لیکن حضور انور کی دعاؤں اور ھدایات پر جلد ہی 9 فروری 1987 کو طوالو جزیرے میں ان کے قواعد کے مطابق کہ کسی کمیونٹی کو رجسٹر ہونے کے لئے کم از کم 50 ممبر ان کی تعداد لازمی ہے کو پورا کرتے ہوئے یہاں جماعت احمدیہ بھی رجسٹرڈ ہو گئی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔

اور اسی سال 1987ء میں طوالو جماعت سے 2 ممبران مکرم ولید احمد اور مکرم طاہر احمد تونی صاحب جلسہ سالانہ یوکے میں بطور نمائندہ شامل بھی ہوئے جن کو حضرت خلیفۃ المسیح نے بہت محبت اور پیار دیا اور بار بار ان کا تعارف کرواتے ہوئے فرمایا کہ یہ لوگ پیشگوئی (میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا) کے نشان ہیں۔

چونکہ اب وہاں جماعت رجسٹرڈ ہو چکی تھی اس لیے وہاں مخالفت بھی زور پکڑ رہی تھی حضور نے فجی سے اگست 1987ء میں مکرم حافظ جبرائیل سعید صاحب مربی سلسلہ کو ٹرانسفر کر کے طوالو بھجوا دیا، جنہوں نے وہاں پہنچ کر بڑی حکمت کے ساتھ کام کیا کیونکہ وہاں آپ کے سامنے سب سے بڑا چیلنج نومبائعین کی تعلیم وتربیت کا تھا آپ نے وہاں کے وزیراعظم اور دیگر حکومتی نمائندگان سے ملاقات کی اور ان تک اسلام احمدیت کا پیغام پہنچایا۔ چنانچہ جب پارلیمنٹ میں جماعت کی رجسٹریشن کے خلاف شور اُٹھا تو وہاں کے وزیراعظم نے بڑی مضبوطی کے ساتھ جماعت کا ساتھ دیا اور تائید کی کہ میرا اپنا مذہب بھی عیسائی ہے اور جیسے عیسائی عیسائیت کی پیروی کرتے ہیں ہم بحیثیت حکومت طوالو کے قانون کی پیروی کریں گے اور اس میں عیسائیت کو دخل نہیں دینے دیں گے، اس لیے جماعت ٹھیک رجسٹر ہوئی ہے اور وہ قائم رہے گی۔ اس مخالفت کے باوجود اللہ تعالیٰ دلوں کو پھیر رہا تھا اور اس مخالفت کے دوران وہاں کے گورنر جنرل نے بیعت بھی کر لی۔ اس خوشخبری کی اطلاع ڈاکٹر افتخار ایاز صاحب نے فوری طور پر حضور انور کو دی۔ جس پر حضور انور نے جواب تحریر فرمایا۔

”جو بڑی شخصیات سیاسی دباؤ کے ڈر سے کھلم کھلا احمدی کہلانے کے لئے تیار نہیں ہیں ان کے لئے بہترین طریقہ یہ ہو گا کہ اپنے اسلام کو سردست مخفی رکھیں اور اپنا سیاسی رسوخ حکمت سے اس طرح استعمال کریں کہ کثرت سے لوگ احمدی ہوں تا کہ سیاست سے احمدیت کا تضاد دور ہو جائے“

(الفضل انٹرنیشنل 17 تا 23 اکتوبر 2003ء صفحہ 10)

چنانچہ حافظ صاحب نے حضور انور کی ہدایت پر کام کرتے ہوئے سب سے پہلے جماعت کی تعلیم وتربیت کے لئے بطور نماز سینٹر ایک مکان کرایہ پر لیا اور دوسرا بطور مشن ہاؤس کے لئے اور ساتھ ہی مسجد کے لئے زمین کی تلاش بھی شروع کر دی اور چونکہ یہاں انفرادی بیعتوں کا سلسلہ شرع تھا اس لیے ساتھ ہی ان کی تربیت کو مدنظر رکھتے ہوئے لجنہ اور انصار کی تنظیموں کا بھی آغاز کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا کہ جلد ہی مسجد کے لئے بھی ایک مناسب زمین جو شہر کے وسط میں ہے 99 سال کے لیز پر 19,800 آسٹریلین ڈالرز میں مل گئی، اس معاہدے پر

جماعت کی طرف سے اس وقت کے صدر مکرم ولید صاحب نے دستخط کئے تھے۔ جس پر فروری 1991ء میں ایک خوبصورت احمدیہ مسجد بھی تعمیر کر دی گئی۔ اس موقع پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے پیغام بھی بھجوایا کہ۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے بہترین رنگ میں اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کی توفیق بخشے اور یہ مرکز ان سب جزائر میں اسلام کا نور پھیلانے کے لئے روشنی کا مینار ثابت ہو اور بہتوں کی ہدایت کا موجب ہو۔ آمین۔

(الفضل انٹرنیشنل 17۔23 اکتوبر 2003ء صفحہ 10)

حافظ جبرائیل سعید صاحب مرحوم نے بھی وہاں بہت محنت کی تعلیم و تربیت اور تبلیغ کے ذریعہ ارد گرد کے قریبی جزائر کریباس اور ویسٹرن ساموآ، مارشل آئی لینڈ، سولمن آئی لینڈ اور مائیکرونیشیا اور ناؤرو جزیروں تک تبلیغی دورے کئے اس سلسلے میں ان کی فیملی نے بھی وہاں ہفتوں اکیلے رہ کر بہت قربانی دی۔1990ء میں وہاں طوالو کی لوکل زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ بھی مکمل ہوا، جو وہاں کے ایجوکیشن بورڈ کے چیئرمین کی مدد سے کیا گیا اور پھر اسکو ابتدائی ایک احمدی دوست ولید صاحب نے چیک بھی کیا۔ جس کے بعد حافظ صاحب 1991ء میں طوالو سے بطور پہلے مبلغ قریبی ملک کریباس جزیرہ پر چلے گئے اور 1994ء تک وہاں خدمت کی توفیق پائی۔ یہاں ان کی تبلیغ کا ایک دلچسپ واقعہ ہے جو انہوں نے خود خاکسار کو سُنایا ہے کہ ایک مرتبہ میں طوالو سے جب پہلی دفعہ کریباس دورہ پر گیا تو ہوٹل میں ٹھہرا ہوا تھا اور لوگوں سے کوئی خاص رابطہ اور تعلق نہیں ہو رہا تھا تو اگلی صبح میں نے ایک مصروف سڑک کے کنارے درخت کے نیچے 2 رکعات نوافل ادا کرنے شروع کر دیئے، لوگ اپنے دفاتر اور سکولز کی طرف جا رہے تھے کہ اچانک انہوں نے مجھے دیکھا کہ گرمی کا موسم ہے اور سورج نکلا ہوا ہے یہ بندہ کبھی اُٹھتا ہے کبھی گرتا ہے اسکو کیا ہو گیا ہے؟ اس تماشے کو دیکھنے کے لئے ایک ہجوم اکٹھا ہو گیا جب میں نے نماز ختم کی تو لوگ پوچھنے لگے کہ بھائی آپ کو کیا ہو گیا تھا یہ آپ کیسی حرکتیں کر رہے تھے میں نے بتایا کہ کچھ نہیں میں تو اپنے خالق کی عبادت کر رہا تھا جس پر وہ بہت حیران ہوئے اور سوالات کرنے لگے میں نے ان میں سے چند سمجھدار لوگوں کو بتایا کہ میں یہاں اس ہوٹل میں ٹھہرا ہوں شام کو آجائیں آرام سے بیٹھ کر بات کریں گے چنانچہ یوں وہاں تعارف کے ساتھ ماشاء اللہ سلسلہ تبلیغ بھی شروع ہو گیا۔ پھر ان کے ذریعہ ان قریبی 3 جزائر مارشل آئی لینڈ، سولمن آئی لینڈ اور مائیکرونیشیا میں بھی احمدیت کا نفاذ ہوا اور جماعتیں قائم ہوئیں۔

طوالو جماعت پر ابتلا کا دور

کمرم ولید صاحب کی وفات اور وہاں کوئی باقاعدہ مبلغ نہ ہونے کی وجہ سے چونکہ جماعت کا نظام بہت اچھا نہیں چل رہا تھا جس کا فائدہ اُٹھاتے ہوئے 2004ء میں مسجد والی زمین کے مالک کے بچوں نے اپنی زمین واپس لینے کا مطالبہ کر دیا اور معاملہ عدالت تک چلا گیا جب کہ معاہدے کے مطابق جب زمین 1987ء میں جماعت نے خریدی تھی اس کا لیز 99 سال تک جماعت کے نام منتقل ہو چُکا تھا۔ بد قسمتی سے جماعت کے ایک ممبر طاہر تونی صاحب کا جھکاؤ بھی رشتہ داری کی وجہ سے اُس فیملی کی طرف ہو گیا تھا اور آخر یہ کیس سپریم کورٹ تک گیا لیکن الحمدللہ حق کی فتح ہوئی اور جج نے نہ صرف فیصلہ جماعت کے حق میں دیا بلکہ فریق ثانی کو جماعت احمدیہ کے خلاف غلط اپیل کرنے اور عدالت کا وقت ضائع کرنے پر 10,000 آسٹریلین ڈلرز کا جرمانہ بھی کیا کہ اب یہ رقم آپ لوگ جماعت احمدیہ کو ادا کریں۔ لیکن حضور پُر نور نے عدالت کے اِس حق اور انصاف پر مبنی فیصلے کا خیر مقدم کرتے ہوئے فریق ثانی کو معاف کر دیا اور جماعت نے اُن سے کسی قسم کی رقم وصول نہ کی اور آج بفضل تعالیٰ یہ مسجد احباب جماعت کی تعلیم وتربیت کے ساتھ ساتھ ہر طبقہ فکر کے رہنماؤں کو اسلام احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی طرف دعوت دینے کا مرکز بنی ہوئی ہے اور یہ صرف ایک ہی مسجد ہے جو اس ملک میں احمدیت کو بنانے کی توفیق ملی۔

قارئین الفضل سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں کے مطابق اس الٰہی سلسلہ کو دنیا کے کناروں پر اپنی خاص تائید و نصرت سے نوازتا چلا جائے کہ آئندہ بھی اس کی حفاظت فرمائے۔ آمین۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 28 دسمبر 2022ء)




AHMADIYYA MUSLIM ASSOCIATION



﴿38﴾

کیریباس (کیریباتی) کی پہلی مسجد

(خواجہ فہد احمد۔ مبلغ سلسلہ کیریباتی)

1987ء میں حضرت مرزا طاہر احمد رحمۃ اللہ علیہ کی ہدایات کے مطابق پہلے مشینری کیریباس پہنچے اور یہاں جماعت قائم کی۔ جیسے جیسے کیریباس جماعت مزید بڑھی، اس کے ساتھ مسجد کی ضرورت بھی بڑھتی گئی۔ اس ضرورت کے ماتحت اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایات کے مطابق مسجد کے لیے زمین کے حصول کا کام شروع ہوا۔

2014ء میں مربی سلسلہ احتشام الحق محمود کوثر نے احمدیہ مسلم کمیونٹی کے ممبران کو جمع کیا اور انہیں بتایا کہ کیریباس میں خدا کے گھر کی تعمیر کا وقت آگیا ہے اور آپ وہ لوگ ہیں جنہیں پہلا گھر بنانے میں شرکت کا موقع دیا جارہا ہے۔ اس لیے ہمیں زمین چاہیے جس پر ہم یہ مسجد بنا سکیں۔ ایک خاموش، عاجز اور خدا کے محبوب مکرم تاتوا آنگا بیا مرحوم نے مربی صاحب کے اس پیغام کو دل سے قبول کیا اور زمین ڈھونڈنا شروع کر دی۔ اس نے گاؤں کے کچھ لوگوں کو اکٹھا کیا اور کہا کہ محترم مشینری صاحب مسجد کے لیے زمین چاہتے ہیں، ہمیں اس عظیم کام کے لیے اپنی زمینیں پیش کرنی چاہیے۔ انہوں نے ایک خاندان کو مسجد کے لیے اپنی زمین دینے کے لیے راضی کیا۔ اللہ کے فضل سے 2015ء میں احمدیہ مسلم کمیونٹی کیریباس ملک کی پہلی مسجد کی تعمیر کے لیے زمین 99 سال کے لیے لیز پر دینے میں کامیاب ہوئی۔ الحمد للہ

زمین حاصل کرنے کے بعد اس زمین پر مسجد بنانے کے لیے اجازت درکار تھی۔ تعمیر کے لائسنس کی لوکل گورنمنٹ کونسل مسجد کی تعمیر کی مخالفت کر رہی تھی، لیکن اللہ کے فضل سے کونسل کے ممبران میں سے ایک ممبر جو کہ حال ہی میں اسلامی تعلیمات سے متاثر ہوا تھا، اس نے کہا کونسل کو کہ مسجد کی تعمیر ملک کے لیے اچھی ہوگی۔

انہوں نے کونسل کے دیگر ممبران کو اس کی منظوری دینے پر آمادہ کیا اور خدا کے فضل سے جماعت کو مسجد کی تعمیر کی اجازت مل گی۔

مسجد کی تعمیر کا کام 2016ء میں شروع ہوا جس میں مربی سلسلہ مطیع اللہ جوئیہ اور کریباتی جماعت کے مربی سلسلہ خاکسار خواجہ فہد احمد نے مل کر اللہ کے پہلے گھر کی تعمیر میں شرکت کی۔ الحمدللہ 2017ء میں اللہ کے فضل سے کیریباس ملک میں اللہ تعالیٰ کا پہلا گھر اور مسجد کی تعمیر مکمل ہوئی۔ الحمدللہ!

پیارے حضور انور نے بڑی شفقت سے مسجد کا نام مسجد بیت الاحد رکھا۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 28 دسمبر 2022ء)





﴿39﴾

مائکرونیشیا میں مشن ہاؤس کا قیام

(سرجیل احمد۔ مبلغ سلسلہ مائکرونیشیا)

جماعت احمدیہ کا نفوذ و قیام مائکرونیشیا میں 1989ء میں ہوا، جب حافظ جبرائیل احمد سعید صاحب آف گھانا بحر الکاہل کے ممالک کا دورہ کرتے ہوئے پوناپے جزیرہ پر پہنچے۔ جماعت کی تاریخ کی مطابق 1991ء میں یہاں 13 لوگ اسلام احمدیت میں داخل ہو چکے تھے۔

2011ء میں جماعت نے کوسرائے جزیرہ میں ایک مستقل مشن قائم کیا اور کچھ سال بعد 2014ء میں مشن ہاؤس کی تعمیر کا سلسلہ شروع ہوا۔ کوسرائے کے مشن ہاؤس کی عمارت دو مربیان، مکرم یحیٰ لقمان صاحب اور مکرم محمود کوثر صاحب کی نگرانی میں تعمیر ہوا۔ مشن ہاؤس کی تعمیر ستمبر 2015ء میں مکمل ہوئی۔

مشن ہاؤس کی پراپرٹی میں ایک مشن ہاؤس ہے جس میں ایک مسجد، لائبریری، آفس اور مشینری کے لئے رہائش گاہ موجود ہے۔ اس کے علاوہ جماعت کے لنگر اور ریڈیو سٹیشن کے بھی دو چھوٹی عمارتیں موجود ہیں۔

احباب جماعت سے FSM کی جماعت کے لئے خاص دعا کی درخواست ہے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 28 دسمبر 2022ء)





﴿40﴾

سولومن جزیرہ میں مسجد کا قیام

(مسعود احمد شاہد۔ مربی سلسلہ آسٹریلیا)

سولومن آئی لینڈ کے دارالخلافہ Homaira میں احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن کا مرکز اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے قائم ہے۔ مرکز کی جگہ کے طور پر ایک تعمیر شدہ عمارت 2004ء میں خریدی گئی۔ اس کی بالائی منزل پر مشینری کی رہائش اور مرکزی مہمانوں کو ٹھہرانے کا انتظام ہے اور نچلی منزل پر ایک بڑا ہال نما کمرہ ہے جس میں 100 افراد کی گنجائش ہے۔ یہ نمازوں اور دیگر جماعتی پروگرامز کے لیے استعمال ہو رہا ہے۔

اس عمارت کے ساتھ وسیع خالی جگہ موجود ہے جس پر ایک خوبصورت مسجد تعمیر کرنے کا منصوبہ ہے۔ دعا کی درخواست ہے اللہ تعالیٰ جلد از جلد اسے پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مسجد کی تعمیر

Homaira شہر کے مغربی کنارے پر Kongulore گاؤں ہے جس میں ایک بڑی تعداد احباب جماعت کی آباد ہے۔ 2007ء میں Ahmad Muneeb Tasima Katalaka کی فیملی نے جماعت کو مسجد کی تعمیر کے لیے ایک قطعہ اراضی گفٹ کیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ فیملی 60 ایکڑ اراضی کی مالک ہے۔ اس فیملی کے چھ سر کردہ افراد ہیں جن میں سے پانچ اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدی ہیں اور ایک ابھی تک جماعت میں شامل نہیں ہوا اس کے لیے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ جلد از جلد اسے بھی آغوش احمدیت میں لے۔ آمین

2008ء میں خلافت جوبلی کی مناسبت سے اس جگہ مسجد کی تعمیر کا کام شروع ہوا۔ خدام، انصار اور لجنہ نے وقار عمل کے ذریعہ اسے مکمل کیا۔ صرف میٹریل کی خریداری اور کارکنان کے لیے خورد و نوش پر مبلغ SBD 50,000 سولومن ڈالرز جو کہ 10,000 آسٹریلن ڈالرز کے برابر ہیں خرچ ہوئے۔ جب مسجد کا میجر کام مکمل ہو گیا تو اسے نمازوں اور دیگر جماعتی پروگراموں کے لیے کھول دیا گیا۔ مکرم موسیٰ بن معراج ان دنوں مشینری انچارج کے فرائض سر انجام دے رہے تھے اور انہی کی زیر نگرانی یہ سارا کام سر انجام پایا۔ البتہ جو کام باقی رہ گیا تھا اسے بعد ازاں آنے والے مشینری انچارج مکرم Mumtaz Baidoo صاحب نے 2014ء میں مکمل کیا اور اس طرح موجودہ شکل میں تعمیر شدہ مسجد کا کام مکمل ہوا۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 28 دسمبر 2022ء)





﴿41﴾

گولڈ کوسٹ، گھانا کی سب سے پہلی احمدیہ مسجد

(احمد طاہر مرزا گھانا)

سابقہ برٹش کالونی گولڈ کوسٹ اور موجودہ گھانا میں احمدیت کا شیوع یکم مارچ 1921ء میں ہوا جب مارچ کے پہلے ہفتہ میں ہی انفرادی بیعتوں کا سلسلہ سالٹ پانڈ، سینٹرل ریجن گھانا میں مغربی افریقہ کے پہلے مبلغ حضرت مولانا عبد الرحیم نیرؓ کے ذریعہ شروع ہو گیا۔ حتیٰ کہ 18 مارچ 1921ء کو چیف مہدی آپا کی بستی ایکمفی ایکرافو Ekumfi Ekrawfo میں ایک بڑے جلسہ جو چیف مہدی آپاہ کے گھر کے سامنے کھلے میدان میں منعقد ہوا تھا، 4000 فینٹی قبیلہ کے ایک گروہ جن کے سربراہ، مہدی آپاہ تھے [وصال 19 اکتوبر 1925ء] کی سربراہی میں بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو گئے۔

1896ء میں فانٹی قوم نے دیگر لوگوں کے ساتھ مل کر ایکرافو میں جو ایک ابتدائی مسجد تعمیر کروائی جو مسجد و مکتب کیلئے استعمال کی جاتی تھی اور چند ایک توسیع کے بعد آج سو سال گزرنے کے بعد یہ ایک خوبصورت مسجد کی شکل میں ہے اور جماعت احمدیہ گھانا کی ملکیت ہے جس ذکر دیگر مورخین بھی کرتے ہیں۔ چنانچہ مسٹر نوئیل سمتھ (Mr. Noel Smith) جنہوں نے گھانا کے عیسائی سکولوں میں استاد کی حیثیت سے کام کیا ایک کتاب لکھی جس میں لکھتے ہیں:

”ابو بکر نامی ایک نائیجیرین مبلّغِ اسلام کی تبلیغی مساعی کے ذریعہ فانٹی کے دو میتھوڈسٹ عیسائیوں بنیامین سام اور مہدی اَپّاہ کے مسلمان ہونے کے بعد جماعت احمدیہ نے جو تبلیغی جہاد کی علمبردار ہے وہاں اپنے پاؤں جمانے میں کامیابی حاصل کی۔ سام [بنیامین سام] اور اَپاہ [چیف مہدی آپاہ] نے کیپ کوسٹ سے بارہ میل دور ڈنکو آرڈو پر ایکرافو کو اپنا ہیڈ کوارٹر بنایا۔ وہاں سے انہوں نے اسلام کے حق میں اپنی تبلیغی مہم کا آغاز کرنے کے علاوہ ایک سکول

بھی کھولا۔ 1920ء میں حکومت نے اس سکول کے لئے ایک تربیت یافتہ استاد (عیسائی پادری) فراہم کیا۔ 1921ء میں فانٹی مسلمانوں نے ایک ہندوستانی احمدی مبلغ کو مدعو کیا کہ وہ سالٹ پانڈ میں تبلیغ واشاعتِ اسلام کا کام کرے۔ اس احمدی مبلّغ کی مساعی اس قدر بارآور ثابت ہوئیں کہ ان سے متاثر ہو کر چند سال کے اندر اندر قریباً تمام فانٹی مسلمان جماعت احمدیہ میں داخل ہو گئے۔"

گویا یوں جماعت احمدیہ گولڈ کوسٹ کو ایک بنی بنائی مسجد مل گئی جو گھانا میں سلسلہ احمدیہ کی پہلی مسجد کہلائی۔

ایکفی ایکرافو، سینٹرل ریجن گھانا میں جماعت احمدیہ کی پہلی مسجد

فانٹی علاقہ میں اشاعت اسلام کے بعض ابتدائی ماخذ کے مطابق ابتدائی مسجد ومدرسہ کا قیام جولائی 1896ء میں عمل میں آیا۔ جس کی تعمیر میں گورنمنٹ گولڈ کوسٹ کا تعاون بھی شامل رہا۔ اس مسجد کا ڈیزائن بھی اس نوعیت کا ہے معلوم ہوتا ہے کہ بنیامین سام صاحب مرحوم کی اس کی تعمیر میں دلچسپی رہی کیونکہ قبول اسلام سے قبل وہ ایک میتھوڈسٹ پادری تھے اور 1914ء میں اسے مزید وسعت دی گئی۔ پھر 1929ء اور پھر 1942ء اس کی تعمیر نو کی گئی اور بالآخر 1952ء میں اس کی موجودہ صورت میں ایک خوبصورت مسجد کی تکمیل ہو گئی۔

Humphrey J. Fisher ہمفری فشر کے مطابق:

It is claimed that the school which was opened in July 1896, was the first Muslim school in the Gold Coast to have received government assistance.

اسی طرح "Ahmadiyya Movement in Ghana" کے مصنف نے ذکر کیا ہے کہ اس ابتدائی مسجد و مکتب کی تعمیر میں جناب مومن سام صاحب (بنیامین سام صاحب) اور چیف مہدی آپا مرحوم ہر دو شخصیات کی ذاتی دلچسپی شامل حال رہی۔

چنانچہ احمدیہ مسجد ایکرافو بعد میں 1929ء میں اسے بوجہ بوسیدہ ہونے کے باعث گھانا کے دوسرے مبلغ سلسلہ حضرت مولانا حکیم فضل الرحمن صاحبؓ نے نیا سنگ بنیاد رکھ کر اسے تعمیر کروایا۔ تاہم گھانا میں 1929ء میں کئی ایک مقامات پر نئی مساجد تعمیر ہوئیں جن کے افتتاح کی سعادت اس وقت کے مبلغ حضرت مولانا حکیم فضل الرحمن

صاحبؓ کو نصیب ہوئی۔ چنانچہ ایکرافو میں اسی مقام پر ایک پختہ اور خوبصورت مسجد کا سنگ بنیاد مورخہ 22/فروری 1929ء کو حکیم فضل الرحمن صاحبؓ نے رکھا۔ اگرچہ آپ کو گولڈ کوسٹ میں 1929ء تک متعدد مساجد کے افتتاح کر چکے تھے مگر 22 فروری 1929ء کو آپ کو پہلی بار مسجد کا سنگ بنیاد رکھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اس تقریب کے بارہ میں مولانا موصوف نے لکھا:

موضع ایکرافول [ایکرافو] میں مسجد تو مدت سے قائم تھی مگر بوجہ پرانی ہونے کے بوسیدہ ہو رہی تھی نیز وسعت طلب تھی لہذا احباب نے اُسے گرا کر نئے سرے سے نئی مسجد بنانے کا فیصلہ کیا اور اس کا سنگ بنیاد عاجز کے ہاتھوں رکھوایا جو بہت سے غیر مسلموں اور امیر قریہ (بت پرست) کی موجودگی میں رکھا گیا۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔

1952ء: ایکرافو مسجد کی تعمیر نو وافتتاح از حضرت مولانا نذیر احمد مبشرؓ

چنانچہ پھر 1952ء میں مقامی مخلص احمدیہ جماعت نے پانچ ہزار پونڈ کی لاگت سے ایک پختہ اور شاندار مسجد میں تبدیل کر دیا جس کا افتتاح مولانا نذیر احمد صاحب مبشر مبلغ انچارج نے 7 فروری 1952ء کو کیا۔ اس تقریب پر تین ہزار سے زیادہ نفوس جن میں چیفس اور پیراماؤنٹ چیفس بھی شامل تھے موعود تھے۔ صدارت کے فرائض اکمفی ریاست کے پیراماؤنٹ چیف نے ادا کئے۔ اس موقعہ پر احباب جماعت نے ساڑھے چار سو پاؤنڈ کے عطیات پیش کئے۔ اس مسجد کی تعمیر پر 5000 برطانوی پاؤنڈ قریباً پینتالیس ہزار پاکستانی روپیہ خرچ ہوا۔ اس مبارک تقریب کے موقع پر مولانا عطاء اللہ کلیم صاحب نے تلاوت کی۔ چونکہ اس افتتاحی تقریب پر بکثرت عیسائی وغیر از جماعت بھی موجود تھے اس لئے مولانا نذیر احمد صاحب مبشر نے ڈیڑھ گھنٹے سے زیادہ مساجد کی اہمیت، صداقت رسول کریم ﷺ اور صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے موضوعات پر تقریر کی اور لمبی دعا سے اس مسجد کا افتتاح کیا۔

ایکرافو میں خلفائے احمدیت کے دورہ جات

اس مسجد کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ جماعت احمدیہ کے تین خلفاء اس میں تشریف آوری فرما چکے ہیں۔ چنانچہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اگست 1980ء میں گھانا کے دورے پر تشریف لائے تو جب Accra اکرا کیلئے واپس

روانہ ہوئے تو رستے میں حضورؒ نے ایسار چر Essarkyir نامی قصبہ کے باہر ٹی آئی احمدیہ سکینڈری سکول (جس کے اس وقت ہیڈ ماسٹر صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ تھے) کی نو تعمیر شدہ عمارت پر یادگاری تختی کی نقاب کشائی فرمائی اور دُعا کرائی۔ اس کے بعد حضور چند میل کے فاصلہ پر ایکرافو EKRAWFO نامی قصبہ میں تشریف لے گئے۔ یہاں جماعت نے ایک بہت عالیشان مسجد تعمیر کی ہے۔ حضور نے مسجد سے کچھ فاصلہ پر قبرستان تشریف لے جا کر حضرت مولانا عبد الرحیم صاحب نیّر کے ذریعہ قُبول حق کی سعادت حاصل کرنے والے سب سے قدیمی غانین احمدی محترم جناب الحاج مہدی آپا کی قبر پر دعا کی جو ایکرافو میں 1921ء میں جماعت میں شامل ہوئے تھے۔

اسی طرح فروری 1988ء کے دورۂ گھانا کے دوران جب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ایکرافو بستی اور ایکرافو مسجد ایکرافو اور دیگر مقامات کا دورہ فرمایا تو حضورؒ ایکرافو میں قائم احمدیہ قبرستان میں بھی تشریف لے گئے جہاں چیف مہدی آپا مرحوم و دیگر ابتدائی مرحومین احمدیوں کی قبروں دعائے مغفرت کی۔

پھر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جب مارچ 2004ء میں گھانا کا انیس سال بعد پہلا دورہ فرمایا تو دورانِ دورہ 14 مارچ کو جامعۃ المبشرین گھانا، چیف مہدی مرحوم کی بستی ایکرافو، مسجد احمدیہ اور احمدیہ قبرستان وغیرہ مقامات کا دورہ فرمایا اور چیف مہدی آپا مرحوم کی قبر پر دعا بھی کی۔

پھر چار سال بعد اپریل 2008ء کے گھانا کے دوسرے دورہ کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 21/ اپریل 2008ء کو دوبارہ ایکرافو تشریف لے گئے ایکرافو مسجد دیکھنے کے علاوہ چیف مہدی آپا مرحوم اور دیگر گھانین احمدی مرحومین کی قبروں پر جا کر دعا کی۔

25 اکتوبر 2018ء کو، اطفال الاحمدیہ یوکے سے آئے ہوئے ایک وفد نے ایکرافو مسجد کا دورہ کیا جہاں انہوں نے چیف مہدی آپاہ کے نواسے احمد آفل سے ملاقات کی جن کی عمر اس وقت 80 سال سے زائد ہے۔ اطفال کے وفد کو انہوں نے اس علاقہ اور پہلے مبلغ حضرت مولانا عبد الرحیم نیئر صاحب کی مختصر تاریخ بتائی جنہیں سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے وہاں بھیجا تھا۔ اس وفد نے Ekrawfo قبرستان، اور دیگر مقامات کا بھی دورہ کیا۔

ایکرافو مسجد میں خدام واطفال

ابتداء سے لیکر اب تک اس تاریخی مسجد کی دنیا کے کئی ممالک کے سینکڑوں لوگ زیارت کر چکے ہیں۔ اپریل 2018ء اور پھر اگست 2021ء کو اس خاکسار راقم الحروف کو بھی ایکرافو اور اس کی تاریخی مسجد و دیگر مقامات کی زیارت کی سعادت حاصل ہوئی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالك۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 29 دسمبر 2022ء)





﴿42﴾

سیرالیون کے پہلے نماز سینٹر سے پہلی مسجد کے قیام تک

(ذیشان محمود۔ سیرالیون)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی دعا سے معجزانہ شفا کا نشان اور پہلی مسجد کا قیام

الفضل آن لائن لندن کی دنیا بھر کے ممالک میں پہلی پہلی مساجد کے قیام کی کاوش کے سلسلہ میں خاکسار کو سیرالیون کی پہلی مسجد کے تعارف سے متعلق لکھنے کا کہا گیا۔ اس سلسلہ میں یہاں شعبہ تاریخ اور مولانا سعید الرحمٰن صاحب مشنری انچارج سیرالیون اور دیگر مبلغین کی آراء لی گئیں۔ اس بارہ میں مختلف آراء تھیں جنہیں پہلا نماز سینٹر، پہلی بنی بنائی مسجد کا ملنا اور پہلی باقاعدہ مسجد کی تعمیر میں مختلف آراء تھیں۔ تاہم اس مضمون میں روزنامہ الفضل قادیان میں شائع شدہ حضرت مولانا نذیر احمد علی صاحب کی رپورٹس، کتاب روح پرور یادیں، تابعین اصحابِ احمدیت جلد چہارم کی مدد سے سیرالیون کی پہلی مسجد کے تعین کی کوشش کی گئی ہے۔

سیرالیون میں حضرت مسیح موعودؑ کا پیغام 1915ء میں پہنچا اور 1916ء میں پہلی بیعت بذریعہ خط ہوئی۔ اس کے بعد فروری 1921ء میں حضرت مولانا عبد الرحیم نیرؔ صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعودؑ نے گولڈ کوسٹ جاتے ہوئے یہاں چند روز قیام فرمایا۔ مسٹر خیر الدین صاحب کی پہلی دستی بیعت بھی ہوگئی۔ آپ نے یہاں کے احمدیوں کی تعلیم و تربیت کے لئے متعدد منصوبے بنائے۔ 1922ء ایک لوکل مشنری تیار کر کے بھجوایا۔۔ مولانا حکیم فضل الرحمٰن صاحب مبلغ گولڈ کوسٹ نے بھی راستے میں یہاں کچھ دیر قیام کیا اور کل تین دورے بھی کئے۔ بعد ازاں بعض مرکزی مبلغین یہاں دورہ پر تشریف لاتے رہے۔ لیکن 1937ء میں حضرت مولانا نذیر احمد علی صاحب بطور پہلے مرکزی مبلغ تشریف لائے اور یہاں جماعت کے باقاعدہ قیام کی کوشش کی۔ احمدیوں کے نائجیریا چلے جانے یا دیگر وجوہ کے باعث آپ کو صرف دو احمدی ملے۔ ان کا پہلا سال جماعت غیر مبائعین کے ازالہ میں صرف ہوگیا اور

آپ نے انہیں یہاں سے واپس جانے پر مجبور کر دیا۔ انہوں نے فری ٹاؤن، پورٹ لوکو، بنتی، مانگے بورے اور پھر روکوپر میں تبلیغی مساعی کی۔ ہر جگہ چند سعید روحیں اسلام احمدیت میں شامل ہوئیں۔

پہلا باقاعدہ نماز سینٹر۔ فری ٹاؤن

رپورٹ سال 39-1938ء میں مولانا موصوف تحریر فرماتے ہیں کہ اب فری ٹاؤن میں گیارہ احباب جو نمازوں اور ہفتہ واری جلسوں کے لئے ایک احمدی کے مکان پر جمع ہوتے ہیں اور عموماً باقاعدگی سے چندہ دیتے ہیں۔

(بحوالہ تابعین اصحاب احمد جلد چہارم صفحہ 66)

روکوپر میں نماز سینٹر

روکوپر میں ایک نہایت مخلص احمدی بھائی الفاسعید وکمارا تھے جو اپنی خاندانی وجاہت اور اپنی شرافت و بیداری کی وجہ سے اس علاقہ میں بڑے اثر ورسوخ کے مالک تھے۔ ابتدائی مبلغین اسلام کے لئے وہ گویا فرشتہ، رحمت تھے کیونکہ انہیں تبلیغ اسلام واحمدیت کا جنون کی حد تک شوق تھا۔ نیز وہ مبلغین کے ذاتی آرام و آسائش اور ضروریات کا بڑے اہتمام سے خیال رکھتے تھے۔ روکوپر میں مسجد اور سکول بننے سے پہلے ان کا ایک بہت بڑا ذاتی مکان سالہا سال تک ہم اپنی رہائش اور نماز باجماعت کے لئے استعمال کرتے رہے مسجد کے لئے زمین بھی اسی نے محض عطیہ کے طور پر دی تھی۔ گو بعد میں ہم بوجوہ اس قطعہ زمین پر مسجد تعمیر نہ کر سکے۔

(روح پرور یادیں از مولانا محمد صدیق صاحب امر تسری صفحہ 210)

1943-1944ء کی سالانہ رپورٹ میں حضرت مولانا نذیر احمد علی صاحب لکھتے ہیں کہ مقامی جماعت کو چھ ماہ کے اندر تعمیر مسجد کی تاکید کی ہے۔ کیونکہ موجودہ مسجد احمدیوں اور غیر احمدیوں میں مشترک ہے اور ہمیشہ جھگڑے کا خطرہ رہتا ہے۔ ایک احمدی الفا یحیٰ نے دو پونڈ اور ایک یورین تاجر نے نصف پونڈ کی رقم دی۔ ایک متمول تاجر نے ایک پونڈ چندہ دیا۔ پانچ سال کی تبلیغ کے بعد اس نے بیعت کا ارادہ کیا ہے۔

(تابعین اصحاب احمد صفحہ 128-129)

ان مذکورہ بالا رپورٹس سے معلوم ہوتا ہے کہ روکوپر میں نماز سینٹر کا قیام تو ہوا لیکن 1944ء تک یہاں باقاعدہ مسجد کی تعمیر نہ ہو سکی تھی۔ اس عرصہ میں باؤماہوں میں ایک بنی بنائی مسجد کے ملنے کا ذکر ملتا ہے۔

باؤماہوں میں پہلی بنی بنائی مسجد کا ملنا

روکوپر میں جماعت کے قیام کے بعد حضرت مولانا نذیر احمد علی صاحب ایک شامی تاجر مکرم سید حسن محمد ابراہیم صاحب کی دعوت پر جنوبی صوبہ میں تشریف لے گئے۔ Bo میں اتنی کامیابی نہیں ملی لیکن اسی دورہ میں آپ کی کوشش سے باؤماہوں Baomahun سیرالیون میں جماعت احمدیہ کا ایک اہم ترین مرکز بن گیا۔

یہ گاؤں بو سے 38 میل دور ریاست اونیا Lunya چیفڈم میں واقع ہے۔ جس کا صدر مقام مونگری Mongere ہے میں واقع ہے یہ گاؤں ان دنوں سونے کی کھدائی کا مرکز تھا۔ گاؤں اگرچہ چھوٹا سا تھا مگر اس بنا پر ان دنوں اس میں خوب چہل پہل تھی۔

پاسانفاتولا Pa Sampha Tula کی زبانی درج ہے وہ بیان کرتے ہیں۔

”میں نے ایک دن خواب میں دیکھا کہ میں باؤماہوں کی مسجد کے ارد گرد سے گھاس اکھیڑ رہا ہوں کچھ دیر بعد ستانے کے لئے میں مسجد کے قریب ہی کھڑا ہو گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ سفید رنگ کا ایک اجنبی دوست ہاتھ میں قرآن مجید اور بائبل پکڑے ہوئے میری طرف آ رہا ہے انہوں نے میرے قریب آ کر مجھ سے پوچھا کہ اس مسجد کا امام کون ہے میں اس سے ملنا چاہتا ہوں اس پر میں امام کو بلانے کیلئے چلا گیا جس کا نام الفا Alphal تھا۔ واپس پہنچ کر ہم یہ کچھ کر حیران ہو گئے کہ مسجد کے باہر ایک سایہ دار کھٹر کی تیار ہو چکی ہے اور وہ اجنبی شخص امام کی جگہ محراب میں کھڑا ہے اور ہمیں کہا ہے کہ سایہ دار جگہ میں بیٹھ کر قرآن سنائیں پھر چند منٹ بعد پھر وہ ہمارے پاس آیا اور ہمیں کہا کہ میں آپ کو صحیح طریق پر نماز سے آگاہ کرنے آیا ہوں اس پر میری آنکھ کھل گئی اور صبح ہوتے ہی میں نے اس کا ذکر مسلمان دوستوں سے کیا۔ اس واقعہ کے ایک ہفتہ بعد میری یہ خواب ہو بہو اس وقت پوری ہوئی جب میں مسجد کا ارد گرد صاف کرنے کے بعد فی الحقیقت ستانے کے لئے کھڑا ہوا تو میں نے مولوی نذیر احمد علی صاحب کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا انہوں نے السلام علیکم کہا اور رہائش کے لئے جگہ مانگی تو میں نے بلاتردد آپ کو جگہ دے دی کیونکہ یہ وہی دوست تھے جو مجھے خواب میں دیکھائے گئے تھے۔ اس کے نتیجہ میں گاؤں کے اکثر لوگوں کو

احمدیت قبول کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ مولوی نذیر احمد علی صاحب کی تربیت کے نتیجہ میں یہاں پر خاصین کی ایک مضبوط جماعت قائم ہو گئی اور جماعت کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر اسی سال باؤماہوں کی مسجد کی توسیع کی گئی گو یہ مسجد بنیادی طور پر جماعت کی طرف سے تعمیر نہ کی گئی تھی تاہم وہاں کے اکثر مسلمانوں کے احمدی ہو جانے کے نتیجہ میں احمدیوں کے تصرف میں آئی اور سیرالیون میں جماعت کی پہلی مسجد بنی۔

مولانا صدیق امرتسری صاحب کی آمد پر آپ اسی جماعت میں موجود رہے۔ ایک رپورٹ میں اس امر کا ذکر بھی ملتا ہے کہ یہ مسجد ابتدائی 5 سالوں 1943ء تک میں تین بار گرا کر وسیع کی گئی۔ حضرت مولانا نذیر احمد علی صاحب تحریر کرتے ہیں کہ

یہ جماعت اپنے اخلاص اور تعداد میں ترقی کر رہی ہے یہاں کی مسجد احمدیہ تیسری دفعہ گرا کے وسیع کی گئی ہے۔ بفضلہ تعالیٰ موجودہ عمارت نہایت خوبصورت ہے۔ سکول کی عمارت بھی ان لوگوں نے گرا کر وسیع- کی۔ اس جماعت کی ترقی میں مولوی محمد صدیق صاحب فاضل کا بہت دخل ہے۔

(الفضل 10 ستمبر 1943ء)

ایک مستشرق کی کتاب میں ذکر

ریورنڈ جان ہمیفری فشر (1933-2018ء) نے اپنی کتاب Ahmadiyya میں اس امر کا ذکر کیا ہے کہ پاسانفا تولانے ہی یہ مسجد تعمیر کی تھی اور احمدیت قبول کرنے کے بعد یہ مسجد مولانا صاحب کو دے دی۔ یہی مسجد کئی سال تک احمدیہ مرکز کا کام دیتی رہی۔ تاوقتیکہ دیگر احمدیہ مراکز کا قیام عمل میں آیا۔ اس مستشرق نے اپنی اسی کتاب میں احمدی مبلغین کی مساعی میں مستقل مزاجی کا ذکر کیا ہے جن میں مولانا نذیر احمد علی صاحب بھی شامل ہیں۔

(صفحہ کتاب ھذا صفحہ 121-125)

قابل ذکر امر یہ ہے کہ جے ہیمفری فشر نے اپنی کتاب میں اس سے ملحقہ اس اہم تاریخی واقعہ کا ذکر بالکل نہیں کیا جہاں پہلی احمدیہ مسجد کا قیام عمل میں آیا۔

پیراماؤنٹ چیف کو معجزانہ شفا اور ٹونگے میں پہلی نئی مسجد کا قیام

روح پرور یادیں، تابعین اصحاب احمد اور الفضل میں شائع شدہ رپورٹس کے مطابق خاکسار اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ گوراما Gorama چیف ڈم کے مرکز ٹونگے (Tungie) میں 1939ء میں پہلی احمدیہ مسجد کا باقاعدہ قیام عمل میں آیا۔ مسجد کی تعمیر سے قبل وہاں احمدیت کے پیغام پہنچنے اور احمدیت کا پودا لگنے کی روداد بھی نہایت دلچسپ ہے۔

مولانا نذیر احمد علی صاحب نے اس واقعہ کا مختصر احوال اپنی رپورٹ میں درج کیا جو الفضل قادیان 22 ستمبر 1922ء میں شائع ہوا۔ لیکن اس واقعہ کی تفصیل مولانا محمد صدیق امرتسری صاحب نے درج کی ہے جو بعض نئے اعداد و شمار کے ساتھ پیش ہے۔

سیرالیون کے مشرقی صوبہ کے ضلع کینیما میں ایک چھوٹی سی ریاست گوراما ہے۔ اُس وقت یہ علاقہ سڑک سے تیس میل دور اور ڈاکخانہ سے پچاس میل دور تھا۔ اس وقت بھی فاصلہ 60 کلومیٹر سے زائد کی ناہموار ڈرائیو پر واقع ہے۔ جماعت ٹونگے کینیما ریجن کے تحت ہے۔ باؤماہوں اِس وقت بو ریجن کے تحت ہے اور یہ ناہموار راستہ 70 کلومیٹر پر محیط ہے۔ جبکہ باؤماہوں سے ٹونگے کا راستہ بھی ناہموار اور دشوار گزار ہے۔

وہاں کے عیسائی پیراماؤنٹ چیف بائیو Baio کی نیک نامی اور کشادہ دستی کی وجہ سے یہاں لوگوں کی بہت آمدورفت رہتی تھی اور مختلف عامل اور طبیب ان کی مزمن بیماری کے علاج کے سبب انہیں بیس سال سے لاحق تھی ان سے روپیہ اینٹھتے رہتے تھے۔

مولانا نذیر احمد علی مرحوم 1939ء میں پہلی مرتبہ اس ریاست کے قریب ایک قصبہ باؤماہوں میں بغرض تبلیغ تشریف لائے اور وہاں ایک مخلص اور مضبوط جماعت عطا فرما دی۔ اس جماعت کے لوگوں نے انہیں ریاست گوراما کے صدر مقام ٹونگے میں مذکورہ بالا چیف بائیو کو تبلیغ اسلام کرنے کی تحریک کی۔ چنانچہ چند مخلصین کے ساتھ باؤماہوں 20 میل کا دشوار گزار راستہ پیدل طے کر کے ٹونگے پہنچے اور چیف بائیو اور وہاں کے باشندوں کو پبلک لیکچروں اور پرائیویٹ ملاقاتوں کے ذریعہ اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ اس قصبہ میں امریکہ کے یو بی سی (یعنی چرچ آف یونائیٹڈ برادرن) عیسائی مشن کے سفید فام عیسائی پادری دس سال سے چیف بائیو کی سرپرستی میں عیسائیت

کے پرچار میں مصروف تھے تاہم ان کی مزمن بیماری کا علاج کرنے میں وہ انتہائی کوششوں کے باوجود بالکل ناکام رہے تھے۔

اگرچہ عیسائی پادریوں کو وہاں حضرت مولانا علی صاحب مرحوم کی تبلیغی مہم سخت ناگواری مگر چیف اور پبلک کے اصرار پر انہیں مولانا صاحب سے دو پبلک مناظرے کرنے پڑے جن میں ان کے ضلعی امریکن ہیڈ پادری ریورنڈ لیڈر (LEADER) کو بری طرح شکست ہوئی اور چیف بائیو اسلام کی طرف مائل ہو گئے۔ آخر چیف نے حضرت مولانا صاحب مرحوم سے اس شرط پر اپنے قبیلہ اور ریاست کے سرکردہ لوگوں سمیت اسلام قبول کر لینا منظور کیا کہ ان کی صحت یابی کی ذمہ داری لی جائے۔

حضرت مولانا صاحب مرحوم نے اسلام کے زندہ اور شانی خدا پر توکل اور اعتماد کرتے ہوئے ان کی یہ شرط منظور کر لی اور سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تمام حالات عرض کر کے چیف مذکور کے لئے خاص دعا کی درخواست کی اور خود بھی اور سیرالیون کے تمام احمدی بھی دعاؤں میں مصروف ہو گئے۔

یہ چیف اس وقت چلنے پھرنے کے قابل بھی نہ تھے اور مناظرے سننے کے لئے انہیں ہمیک میں اُٹھا کر لایا گیا تھا۔ حضرت مولانا صاحب مرحوم کے پاس لاہور کے ایک ہندو ویدک حکیم کی ایک مشہور دوائی ''امرت دھارا'' کی چند شیشیاں موجود تھیں انہوں نے چیف کو پہلے ایک جلاب دیا اور پیٹ صاف ہو جانے کے بعد انہیں امرت دھارا پانی میں ملا کر اور اس پر آیات قرآنیہ کا دم کر کے پلانا شروع کر دیا۔ نیز خوراک اور صفائی وغیرہ کے بارے میں اپنی نگرانی میں ان سے خاص احتیاطیں کرانی شروع کر دیں۔ ان کے پینے کے لئے خود پانی ابال کرا اور فلٹر کر کے ان کے لئے روزانہ مہیا کرتے رہے اور سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اس دوران دعا کے لئے بار بار خط بھی لکھتے رہے۔ چنانچہ حضور کی۔ چنانچہ حضور کی دعاؤں کی برکت سے انہیں چند دنوں میں اتنا افاقہ ہو گیا کہ وہ چل کر مولانا صاحب مرحوم کے ساتھ باجماعت نماز کے لئے آنے لگے۔ کھانے پینے کے لئے مولانا صاحب نے ان کے لئے کویکر اوٹس، اوولٹین، ہاریکس اور سینی ٹوجن وغیرہ قسم کے ولایتی ڈبے منگائے۔ نیز انڈے ہاف بوائل کر کے انہیں دیتے رہے اور یوں خدا کے فضل سے چند دنوں میں ان کی صحت بہت ترقی کر گئی۔ جس کے بعد مولانا صاحب نے اس شرط پر ان کی بیعت بھی بغرض منظوری حضور کی خدمت میں ارسال کر دی کہ وہ شراب کبھی نہیں پئیں گے اور چار سے زائد بیویوں سے ازدواجی تعلق نہیں رکھیں گے۔ کیونکہ باقی ایک سو سے زائد سب بیویوں

کو فوری طور پر چھوڑ دینا ملکی اور سیاسی لحاظ سے ان کے لئے سخت نقصان دہ تھا۔ بعض ان میں سے صاحب اولاد بھی تھیں۔ اس کے بعد قصبہ کے باشندوں میں سے بھی کثیر تعداد میں لوگ بیعت کر کے اسلام میں شامل ہو گئے اور چیف نے وہاں مسجد بنانے کا حکم دے دیا۔ جو اس مشرک قصبہ میں اسلام کی پہلی مسجد تھی حضرت مصلح موعودؓ نے تمام نو مسلموں کی بیعتیں قبول فرماتے ہوئے چیف کا اسلامی نام صلاح الدین بائیو رکھا۔

اس دوران امریکن پادریوں نے پہلے تو چیف سے بقول ان کے، اس غداری کا شکر کیا اور اپنے احسان ان کو جتائے لیکن چیف نے انہیں صاف صاف جواب دے دیا۔ کہ ریاست کی بہبودی کے لئے آپ کی مساعی اور تعلیمی جدوجہد کے ہم شکر گزار ہیں لیکن مذہب کا معاملہ ہر ایک کے دل سے تعلق رکھتا ہے اس میں کسی پر جبر نہیں۔ البتہ جو ریاستی سہولتیں عیسائی مشنوں کو حاصل تھیں وہ برقرار رہیں گی۔ اور میں تمہارے سکولوں کی سرپرستی بھی کرتا رہوں گا لیکن چونکہ میں اب عیسائیت کو خیرباد کہ کر مسلمان ہو چکا ہوں اس لئے آپ کے چرچ سے وابستگی اب میرے لئے ممکن نہیں ہو گی تاہم آپ کو عیسائیت کی تبلیغ وغیرہ کی ہر طرح آزادی ہے۔

اس کے باوجود امریکن پادریوں نے ضلع کے انگریز ڈی سی اور ڈویژنل کمشنر حتیٰ کہ گورنر سیرالیون کے پاس بھی شکایت کی کہ دس پندرہ سال سے ہم جس ریاست کی تعلیمی اور مذہبی بہتری کے لئے ہزاروں ڈالر سالانہ خرچ کر کے انتھک کوششیں کرتے چلے آرہے تھے اور سکول اور چرچ اور مشن کی عمارتیں بھی اپنے خرچ پر بنوائی تھیں اب اس ریاست کے چیف نے اسلام قبول کر کے ہماری ساری کوششوں پر پانی پھیر دیا ہے نیز تحریری درخواست میں ڈی سی کو لکھا کہ اس ریاست میں احمدی مبلغین کی تبلیغ اسلام بند کرائی جائے۔ کیونہ ہم عیسائی وہاں ان کے سالہا سال پہلے سے کام کر رہے ہیں۔ لیکن خدا کا فضل یہ ہوا کہ جماعت کئے خلاف ان امریکن مشنریوں کے واویلا کی شنوائی نہ ہوئی۔

پیراموںٹ چیف بائیو نے اسلام قبول کرنے کے بعد مولانا علی صاحب مرحوم کی تحریک پر اپنے تمام بت اور بے شمار تعویز اور جادو ٹونے کے سامان اکٹھے کرے بعیت کرنے کے دوسرے روز ہی ان کے حوالے کر دیئے تا کہ وہ جلا دیئے جائیں۔ چنانچہ ایک جلسہ کر کے سرعام ان کو دفنا دیا گیا اور اس طرح اللہ تعالے کے فضل سے اس مشرک ریاست کا ہیڈ کوارٹر احمدیت کے ذریعہ اسلام کا نور پھیلانے کا مرکزی اور سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا روحانی جھنڈا عیسائیت کے دس پندرہ سالہ پرانے جھنڈے کی جگہ لہرانے لگا۔ اور عیسائیوں کے گرجے کے

مقابل چند روز میں دیاں شاندار مسجد بھی تیار ہو گئی جہاں سے پانچ وقت کلمہ شریف لاإله إلا الله محمد رسول الله فضاؤں میں گونجنے لگا بلکہ چیف بائیو نے خواہش ظاہر کی کہ اب ان کی ریاست کے سب دیہات میں تبلیغ اسلام کا انتظام کیا جائے۔

چنانچہ ان کی اس خواہش کی بناء پر مولانا علی صاحب نے سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کو قادیان تار دیا کہ تقریباً پانچ صد افراد کی معیت میں ایک عیسائی پیرامونٹ چیف نے اسلام قبول کیا ہے اس لئے کام کی وسعت کے پیش نظر فوری طور پر ایک اور مبلغ اسلام سیر الیون روانہ کیا جائے چنانچہ اس ضرورت کو فوری طور پر پورا کرنے کے لئے حضور رضی اللہ عنہ نے حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس امام مسجد فضل لندن کو تار دلوایا کہ محمد صدیق امرت سری کو لندن سے فوراً سیر الیون تبدیل کر دیا جائے۔ چنانچہ حضور کے اس حکم کے مطابق وہ مارچ 1940ء کو لندن سے بذریعہ بحری جہاز سیر الیون پہنچ گئے۔

(بحوالہ روح پرور یادیں صفحہ 219-222)

حضرت مولانا نذیر احمد علی صاحب کی ایک رپورٹ 20 جنوری 1940ء کے سن رائز میں شائع ہوئی۔ جس میں وہ اس مسجد کے متعلق تحریر کرتے ہیں کہ

”آج کل میں سیر الیون کے اندرونی علاقہ میں گوراما چیفڈم کے صدر مقام Tungie میں کام کر رہا ہوں۔... اللہ تعالیٰ کی فضل سے پیراماؤنٹ چیف احمدی ہو گیا ہے اور میں گزشتہ تین ہفتوں سے اس کے گھر میں ٹھہرا ہوا ہوں۔ اس نے ایک مسجد کی تعمیر شروع کرا دی ہے۔ پہلے وہ عیسائی تھا۔ خدا ہماری مدد کرے، ممکن ہے کہ اس کے چیفڈم میں بہت سے لوگ حق کو قبول کر لیں گے۔“

پھر ستمبر 1940ء میں مطبوعہ ایک اور روئیداد میں تحریر کرتے ہیں کہ

چیف موصوف نے نہایت اچھی مسجد تعمیر کرا دی ہے اور اپنے اخلاص میں غیر معمولی ترقی کی اور احمدی وہاں روز بروز ترقی کرنے لگی۔ مجھے یہاں چار پانچ بار آنے کا موقعہ ملا ہے۔ یہ جماعت اخلاص اور تعداد میں ترقی کر رہے ہے۔

(تابعین اصحابِ احمد جلد 4 صفحہ 83)

باؤہوماں اور ٹونگے کی جماعت کے قیام کے بعد دونوں مبلغین نے قیام جماعت کے لیے انتہائی مساعی کی اور ان دونوں جماعتوں کو مستحکم کیا۔ باؤہوماں میں تو اس وقت جماعت قائم ہے۔ ٹونگے میں شاید خانہ جنگی یا نا معلوم وجوہ کی بناء پر جماعت قائم نہ رہی۔ خانہ جنگی کی بناء پر متعدد مقامات پر احمدی ہجرت کر گئے اور دس سالہ طویل دور کے بعد متعدد مساجد کا انتظام واپس نہ مل سکا۔

دیگر ابتدائی احمدیہ مساجد

ٹونگے میں مسجد کے قیام پر عیسائی مبلغین نے ڈسٹرکٹ کمشنر کینیما کے کان بھرے اور انہیں احمدیت کی مخالفت پر اکسایا۔ اس صورت حال میں مولانا صاحب از خود ڈسٹرکٹ کمشنر کے پاس گئے اور انہیں جماعت احمدیہ کی اغراض و مقاصد سے آگاہ کیا۔ مولانا صاحب نے کینیما جاتے ہوئے ٹونگے سے پندرہ میل کے فاصلہ پر دو ہفتہ کے لئے Wandoچیفڈم کے مرکز فالآمیں قیام کیا اور دو ہفتہ خوب تبلیغ کی۔ وہاں کے چیف سانڈو پائی آنکھوں کی پرانی مرض میں مبتلا تھے۔ حضور انور کی دعا کے سبب انہیں بھی شفا حاصل ہوئی اور کئی باشندے چیف کے ہمراہ شامل احمدیت ہوئے اور ایک مسجد تعمیر ہوئی۔

باؤماہوں میں احمدیہ مرکز ختم کرنے کی مقامی و حکومتی دھمکیوں کے سبب دیگر مقامات پر احمدیہ مراکز بنانے کا منصوبہ بنایا گیا اور کئی مساجد کا قیام عمل میں آیا۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 29 دسمبر 2022ء)

﴿43﴾

گیمبیا میں جماعت احمدیہ کی پہلی مسجد

(مسعود احمد طاہر نمائندہ الفضل آئن لائن گیمبیا)

مغربی افریقہ کے سب سے چھوٹے ملک گیمبیا میں جماعت احمدیہ کا پہلا پودا سن 1952ء میں لگا جب جماعتی لٹریچر کا مطالعہ کرنے کے ذریعہ پہلی بیعت ہوئی اور ایک ہی سال میں افراد جماعت کی تعداد اتنی ہوگئی کہ انہوں نے اس وقت کے جماعتی مرکز پاکستان سے ایک باقاعدہ مبلغ بلوانے کے لئے کوششیں شروع کردیں۔ تاہم مولویوں کی مخالفت کی وجہ سے ایسا جلد ممکن نہ ہو سکا اور 1959ء میں پہلے مشنری مکرم الحاجی حمزہ سینائیکو نائیجیریا سے بھجوائے گئے۔

گیمبیا میں ایک بہت معروف احمدی مکرم سر فارمنگ ماماڈی سنگھاٹے تھے جو بعد میں گیمبیا کے پہلے گورنر جنرل بھی بنے اور موصوف جماعت کی تاریخ میں پہلے احمدی ہیں جو کسی بھی ریاست کے سربراہ ہیں۔ جماعت کے ایک مبلغ مکرم الحاجی ابراہیم جیکینی کے ذریعہ آپ کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی۔ آپ نے ان کے ذریعہ 1963ء میں بیعت کی تھی۔ یاد رہے کہ سر فارمنگ ماماڈی سنگھاٹے صاحب نے 1966ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث مرزا ناصر احمد صاحبؒ کو خط لکھا تھا جس میں حضورؒ سے درخواست کی تھی کہ حضرت مسیح موعودؑ کے کپڑوں کا ٹکڑا بطور تبرک عنایت فرمائیں۔ چنانچہ حضورؒ نے شفقت فرماتے ہوئے ان کی درخواست قبول فرمائی اور ان کو حضرت مسیح موعودؑ کے کپڑوں کا ٹکڑا بطور تبرک عنایت فرمایا اور اس طرح اللہ تعالیٰ کا الہام ”بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے“ بڑی شان سے پورا ہوا۔ الحمد للہ

گیمبیا میں جماعت کی پہلی مسجد کی تعمیر کا سہرا بھی مکرم سر فارمنگ ماماڈی سنگھاٹے کے سر ہی ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ آپ کی پیدائش گیمبیا کے ایک ریجن مکاٹی (سنٹرل ریور ریجن) کے علاقہ میں ہوئی تھی۔ لیکن بعد ازاں

آپ وہاں سے ایک دوسرے ریجن (نارتھ بنک ریجن) کے ایک قصبہ فرافینی میں آ گئے تھے۔ جہاں پر انہوں نے بطور کمپاؤڈر ایک میڈیکل سٹور (فارمیسی) شروع کیا اور یہیں پر سکونت اختیار کی۔ اس کے بعد آپ نے اپنے گھر کے صحن میں ایک چھوٹی سی مسجد بنوائی۔ جو کہ گیمبیا میں جماعت احمدیہ کی پہلی مسجد تھی۔ گو کہ اس سے پہلے ملک کے دارالخلافہ بانجل میں نماز سنٹر قائم تھا لیکن پہلی تعمیر ہونے والی مسجد یہی تھی جو کہ فرافینی نارتھ بنک ریجن میں بنی اور اس کی تعمیر 1964ء میں عمل میں آئی۔

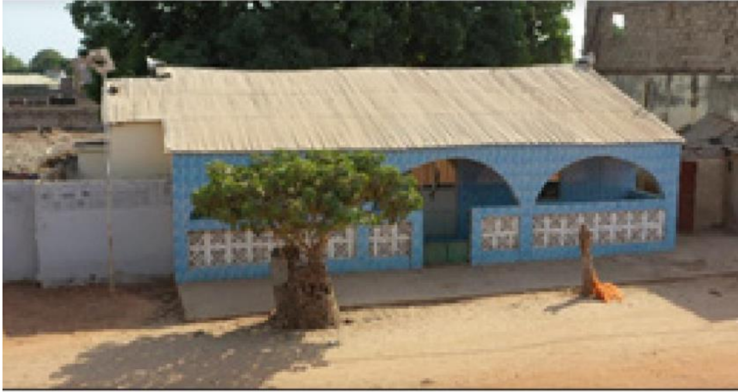
شروع میں مکرم سنگھاٹے صاحب نے اپنے گھر کے ایک کمرے کو ہی مسجد کی جگہ مخصوص کر کے اس میں باجماعت نمازیں پڑنی شروع کیں، لیکن بعد میں سن 1964ء میں باقاعدہ ایک مسجد تعمیر کروائی۔ سائز کے لحاظ سے یہ ایک چھوٹی سی مسجد تھی جس میں تقریباً بیس سے پچیس افراد بیک وقت نماز ادا کر سکتے تھے۔

مکرم سنگھاٹے صاحب کو جولائی 1966ء میں ملک کا گورنر جنرل بنا دیا گیا۔ جس کی وجہ سے وہ ملک کے دارالخلافہ بانجل میں منتقل ہو گئے۔ لیکن ان کے جانے کے بعد بھی اس مسجد میں باقاعدہ نمازیں اور خصوصاً نماز جمعہ ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ کئی کئی کلومیٹر دور سے احمدی احباب آتے اور یہاں آ کر نماز جمعہ ادا کرتے۔

اگر اس مسجد کی موجودہ صورتحال پر بات کی جائے تو یہ مسجد چونکہ احمدیوں کی بڑھتی تعداد کو سمیٹنے کے لئے ناکافی تھی، اس لئے جماعت نے اس کے علاوہ فرافینی ہی میں بڑی جامع مسجد بنالی۔ اب باقاعدہ جمعہ اور باجماعت نمازیں اس جامع مسجد میں ہوتی ہیں۔ جب کہ مذکورہ مسجد کی مکرم سنگھاٹے صاحب کے بچوں نے اپنے ذاتی خرچ پر توسیع کرتے ہوئے اس کو نئے زمانے کے مطابق شکل دے دی ہے اور اس کو بڑے خوبصورت طریق سے سنگ مرمر کی ٹائلوں سے مزین کیا ہے۔ اب نہ صرف یہ کہ اس میں پانچ وقت باجماعت نماز ہوتی ہے بلکہ پانچ وقت سپیکر میں اذان بھی دی جاتی ہے۔ یہ مسجد قصبہ کے بازار میں واقع ہے اس لئے بازار میں موجود دکان دار بھی یہاں آ کر نماز ادا کرتے ہیں۔ سائز کے لحاظ سے اس وقت بعد از توسیع اس میں پچاس کے قریب افراد نماز باجماعت ادا کر سکتے ہیں۔

دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مسجد کو جماعت احمدیہ مسلمہ کی اشاعت اور ہدایت کا ذریعہ بنائے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 29 دسمبر 2022ء)





﴾44﴿

کیمرون جماعت کی پہلی مسجد

(رپورٹ عبدالخالق نیّر۔ مبلغ انچارج۔ کیمرون)

کیمرون وسطی افریقہ کا ایک ملک ہے۔ یہاں احمدیت کا نفوذ نائیجیریا کے مبلغین اور معلمین کے ذریعے سے ہوا۔ نائیجیریا کے مشرقی بارڈر Ikom سے 70 کلومیٹر کیمرون میں MAMFE میں پہلی جماعت 2005ء میں قائم ہوئی اور اسی جگہ پر جماعت کی پہلی مسجد کا سنگ بنیاد 23 مارچ 2005ء کو رکھا گیا۔ اس مسجد کا سنگ بنیاد عبدالخالق منیر مشنری انچارج نائیجیریا نے رکھا۔ اس دو منزلہ مسجد کے مکمل ہونے میں پورے دو سال لگے اور 23 مارچ 2007ء کو اس مسجد کا افتتاح مکرم ڈاکٹر مشہود فشولا (Dr.Mashhud Fashola) امیر جماعت نائجیریا نے کیا۔ اس مسجد میں تقریباً 500 نمازیوں کے نماز پڑھنے کی گنجائش ہے۔ یہ مسجد MAMFE شہر کے سینٹر ہاؤسا کوارٹرز میں واقع ہے اور بہت خوبصورت نظارہ پیش کرتی ہے۔ کیونکہ مسلمان ہاوسا کمیونٹی احمدی ہوئی تھی اس لئے ان کی پرانی مسجد گرا کر اسی جگہ پر یہ مسجد تعمیر کی گئی۔

اس مسجد کا نقشہ نائجیریا کے احمدی نوجوان آرکیٹیکٹ مکرم عبدالسلام سائنسی (Abdul Salam Daisi) نے تیار کیا تھا۔

اس مسجد کی تعمیر میں MAMFE جماعت کے دوستوں نے وقار عمل سے بہت کام کیا خاص طور پر اس وقت کے جماعت کیمرون کے نیشنل صدر مکرم عیسیٰ احمدو (Issa Ahmadou) مرحوم، مکرم معلم صالح مرحوم، مکرم معلم یوسن بیلو نے بہت محنت سے کام کیا۔

اس وقت پورے شہر میں سب سے خوبصورت عمارت جماعت کی مسجد ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت مسجد کا نام مسجد بیت الھدیٰ تجویز فرمایا۔ الحمد للہ علی ذالك۔

اس مسجد کی تعمیر میں مرکز کی مدد کے علاوہ نائجیریا جماعت،انفرادی نائجیرین احمدی احباب اور مقامی احمدیوں نے وقار عمل کرکے اپنا حصہ ڈالا۔اس مسجد بیت الھدیٰ کی تعمیر پر تقریباً 30 ملین سیفہ (30،000،000)۔/30,000 پونڈ کے برابر رقم خرچ ہوئی۔

اس وقت اس جماعت میں مکرم ظفر اللہ مصطفیٰ مربی سلسلہ ہیں اور مکرم آدمو یحیٰ صدر جماعت ہیں۔ افتتاح کے بعد سے جماعت کے تمام پروگرام اس مسجد میں ہوتے ہیں اور لاؤڈ سپیکر کے ذریعے سے پورے شہر میں جماعت کا پیغام پہنچتا ہے۔ الحمد للہ

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 29 دسمبر 2022ء)



《45》

برکینا فاسو کی ابتدائی مساجد

(چوہدری نعیم احمد باجوہ۔ نمائندہ الفضل آن لائن)

تعارف برکینا فاسو

دو مختلف مقامی زبانوں کے الفاظ سے مل کر بننے والے نام ”برکینا فاسو“ کا مطلب ہے ”خود دار اور ایمان دار لوگوں کی سرزمین۔“ یہ نام 02، اگست 1984 کو رکھا گیا۔ برکینا فاسو مغربی افریقہ کا خشکی سے گھرا ہوا ایک ملک ہے جس کا رقبہ دو لاکھ چوہتر ہزار دو صد کلو میٹرز ہے۔ اس کا پرانا نام اپر وولٹا تھا۔ اپر وولٹا نے 05، اگست 1960 کو فرانس سے آزادی حاصل کی۔ برکینا فاسو کا دارالحکومت واگادوگو (Ouagadougou) ہے۔ اس کی سرحدیں چھ ہمسایہ ممالک مالی، نائجر، بینن، ٹوگو گھانا اور آئیوری کوسٹ سے ملتی ہیں۔ موجودہ آبادی بائیس ملین کے قریب ہے۔ سرکاری زبان فرنچ ہے جبکہ کئی مقامی زبانوں میں جُولا، مورے، فُل فُل دے اور بیسا بڑی زبانیں ہیں

برکینا فاسو میں احمدیت کا تعارف

برکینا فاسو میں جماعت احمدیہ کی رجسٹریشن 02 جنوری 1986ء کو ہوئی اور اس کے بعد یہاں باقاعدہ مبلغین آنا شروع ہوئے۔ گھانا کے شمالی قصبہ وا WA کے ایک مخلص احمدی الحاج صالح صاحب جو 1932ء میں احمدی ہوئے تھے، کے ذریعہ اپر وولٹا کی سرزمین پر 1950ء کی دہائی کے ابتدائی سالوں میں احمدیت کا پیغام پہنچا۔ اس پیغام پر لبیک کہنے والے ابتدائی مخلصین میں الحاج بارو مودی (Barro Mody) صاحب (1993-1898ء) شامل تھے۔ آپ کی بیعت 1951ء کی ہے۔ الحاج بارو صاحب کا تعلق برکینا فاسو کے مغربی ریجن ددگو کے گاؤں کوں ای (Kougny) سے تھا۔ اس گاؤں میں مسلمان موجود تھے اور مسجد بھی تھی۔ تاہم قبول احمدیت کے بعد مخالفت کی

وجہ سے احمدیوں کو اپنی مسجد الگ کرنا پڑی۔ احمدی احباب نے ایک کچا چھپر نما کمرہ بنا کر اس میں نماز باجماعت شروع کر دی۔ برکینا فاسو میں اس مسجد کو جماعت احمدیہ کی پہلی مسجد کہا جا سکتا ہے۔

برکینا فاسو میں بارو (Barro) قبیلہ معروف قبائل میں شمار ہوتا ہے جس کی اندرونی تین چار شاخیں بھی ہیں۔ اسی قبیلہ کے لوگ کوں ای (Kougny) سے دو کلومیٹرز کے فاصلے پر واقع گاؤں (Moara Petit) موارا پیتی اور بیس کلومیٹرز کے فاصلے پر واقع (Siena) سی اینا گاؤں میں آباد تھے اور آپس میں تعلق داری بھی تھی۔ ان دونوں دیہات میں بھی جماعت کا پیغام اسی عرصے میں پہنچ گیا۔ اس وقت کے احمدی احباب نے موارا پیتی میں ایک کچی مسجد تعمیر کی۔ مٹی کی اینٹوں کی موٹی دیواروں اور ان میں آٹھ چوڑے ستونوں کے علاوہ مسجد کے اندر درمیان میں بھی ایک چوڑا ستون بنا کر اسے مضبوط بنایا گیا تھا۔ ایک چوکور محراب بھی تھا جس پر باہر کی طرف سے سیڑھیاں لے جا کر چھت پر چڑھ کر اذان دینے کے لئے جگہ بنائی گئی تھی۔ یہ مسجد اب استعمال نہیں ہوتی لیکن اس کا بنیادی ڈھانچہ ابھی بھی موجود ہے۔

بوبوجلاسو میں باقاعدہ مسجد کی تعمیر

برکینا فاسو کے جنوب مغرب میں واقع بوبو جلاسو ملک کا دوسرا بڑا شہر ہے۔ جسے برکینا فاسو کا اقتصادی دارالحکومت بھی کہا جاتا ہے۔ اس علاقے میں جماعت کا پیغام ابتدائی ایام میں ہی پہنچ گیا تھا۔ اس شہر میں ایک مخلص احمدی زونو (Zono) سلیف اور ان کی فیملی نے جماعت کے نام ایک پلاٹ ہبہ کر دیا۔ اس جگہ ابتدائی طور پر ایک کمرے میں نماز باجماعت شروع ہوئی۔ بعد ازاں 1998 میں یہاں باقاعدہ مسجد کی تعمیر شروع ہوئی۔ اس مسجد کی تعمیر کے لئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ سے مقامی طور پر فنڈ اکٹھا کرنے کی اجازت لی گئی۔ ایک ملین فرانک سیفا اس فنڈ میں جمع ہوا۔ بوبو جلاسو کی مسجد 2002-2001 میں مکمل ہوئی۔

واگادوگو میں مسجد کی تعمیر

واگادوگو شہر میں جماعتی مرکزی مشن کرائے کے مکان میں تھا۔ اسی مکان کا ایک حصہ نماز اور دیگر جماعتی سرگرمیوں کے لئے استعمال ہوتا تھا۔ شہر کی ایک جماعت پی سی (Pisi) میں کچی آبادی کے علاقے میں حکومت

سے ایک پلاٹ جماعت کو ملا۔ اس پلاٹ پر مسجد کی تعمیر کا کام 1999 میں شروع ہوا اور اسی سال مکمل ہوگئی۔ یہ ایک چھوٹی کچی مسجد تھی۔ یہ مسجد بوبو جلاسو کی مسجد سے پہلے مکمل ہوگئی۔

2004ء میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے برکینا فاس کا دورہ فرمایا اور اس کے بعد جماعت کی ترقیات کا ایک نیا دور شروع ہوا۔ آپ نے اپنے دورے کے بعد امیر جماعت برکینا فاسو کے نام ایک خط میں ارشاد فرمایا:

"خدا کے فضل سے برکینا فاسو کا دورہ بھی غیر معمولی اور خوشکن تھا۔ الحمد للّٰہ علیٰ ذالك۔۔۔ جماعت کے تمام افراد مرد و خواتین اور بچوں نے بڑے اخلاص اور فدائیت کا نمونہ دکھایا ہے۔۔۔ مجھے پورا یقین ہے کہ برکینا فاسو کی سرزمین پر احمدیت کا جو بیج بویا گیا ہے وہ جلد دائمی پھل لائے گا۔ برکینا کے لوگ حقیقتاً بڑے عظیم لوگ ہیں اور مجھے خوشی ہے کہ خدا نے ان کو احمدیت کے نور سے منور کیا ہے۔ میں نے جو بیداری جماعت برکینا فاسو کے افراد میں دیکھی ہے وہ حیرت انگیز ہے۔ امید ہے اگلے دو تین سالوں میں اس دورہ کے عظیم الشان نتائج ظاہر ہوں گے اور جماعت تیزی سے ترقی کرے گی۔ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ۔"

(T .9653/1.5.2004)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 29 دسمبر 2022ء)









﴿46﴾

مسجد اقصیٰ، آئیوری کوسٹ

(عبد النور۔ نمائندہ الفضل آن لائن ایوری کوسٹ)

1961ء میں آئیوری کوسٹ (Ivory Coast) فرنچ نام (Côte d'Ivoire) میں جماعت احمدیہ کا قیام عمل میں آیا۔ کچھ عرصہ بعد ایک مخصوص جگہ برائے مسجد اور مشن ہاؤس کی تلاش شروع کر دی گئی۔ آئیوری کوسٹ کے معاشی دار لحکومت آبد جان (Abidjan) کے محلہ آجامے (Adjamé) میں 1970ء کی دہائی میں ایک پلاٹ مکرم بلاسی کولیبالی صاحب کے تعاون سے اسی مقصد سے خریدا گیا جو کہ آئیوری کوسٹ کے اولین احمدیوں میں شامل تھے نیز 90 کی دہائی میں کچھ عرصہ کے لئے بطور امیر جماعت بھی خدمات بجالائیں۔ اس پلاٹ پر جماعت نے عارضی طور پر ایک چھپر نما مسجد پہلے پہل تعمیر کی۔ جس پلاٹ پر جماعت نے یہ مسجد تعمیر کی اس پر اس وقت احمدیہ کلینک قائم ہے۔ چونکہ یہ پلاٹ جماعت کا نہ تھا بلکہ غلطی سے اس پر تعمیر ہو گئی اس لئے اس پلاٹ کو بھی بعد میں خرید کر اس پر عارضی تعمیر کردہ مسجد کی جگہ احمدیہ کلینک تعمیر کر لیا گیا۔ اس اصل پلاٹ جو کہ جماعت کا تھا اس پر مسجد تعمیر کی گئی۔

چنانچہ جماعت احمدیہ آئیوری کوسٹ کی پہلی مسجد بنام مسجد اقصیٰ کی باقاعدہ تعمیر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے دور مبارک میں 1980ء کی دہائی کے اوائل میں کی گئی۔ جس کی تعمیر کردہ عمارت کے نچلے حصہ میں ایک پرائمری سکول تعمیر کی گیا اور بالائی حصہ میں مسجد کا ہال بنایا گیا اور لوہے کی چادر چھت کے طور پر ڈالی گئی۔ جو کہ سالہا سال ایسے ہی رہی تاہم 2005ء میں اس وقت کے امیر و مشنری انچارج عبد الرشید انور صاحب کے وقت میں اس مسجد کو قبلہ رخ پلائی وڈ کی دیواریں بنا کر نیز چھت و سیلینگ لگا کر درست کیا گیا۔ 2004ء تک جلسہ سالانہ آئیوری کوسٹ بھی اسی عمارت میں منعقد کیا جاتا رہا۔

1988ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ آئیوری کوسٹ کے دورہ پر تشریف لائے اور 14 فروری 1988ء کو اسی مسجد، مسجد اقصیٰ میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ 1997ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر اس مسجد میں اس وقت کے آجامے کے میئر وییلے لاسینا صاحب تشریف لائے اور جس گلی میں احمدیہ مشن ہاؤس واقع ہے اسے احمدیہ سٹریٹ کا نام دیئے جانے کا اعلان کیا چنانچہ میونسپ کارپوریشن کے کاغذات میں یہ سڑک آج تک Rue Ahmadiyya یعنی احمدیہ سٹریٹ کے نام سے درج ہے اور مکانوں پر اس کے سائن بورڈز بھی درج ہیں۔

اس مسجد کی تعمیر کے ساتھ ساتھ اس جگہ کو ایک احمدیہ مشن کے طور پر تیار کیا گیا تھا اس لئے وقتاً فوقتاً یہاں مزید تعمیرات بھی ہوتی رہیں تاحال اس عمارت میں مسجد کے علاوہ احمدیہ پریس، احمدیہ پرائمری سکول، احمدیہ کلینک، گیسٹ ہاؤسز، جماعتی دفاتر، لائبریری، گیسٹ رومز نیز گیسٹ ہاوسز وغیرہ کا اضافہ کیا گیا ہے۔ جس میں کئی ایک فیملیز بھی رہائش پذیر ہیں۔

اس مسجد و مشن ہاؤس میں مختلف اوقات میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے علاوہ حضرت خلفیۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز زمانہ خلافت سے قبل نیز حضرت چوہدری سر ظفر اللہ خان صاحب بھی تشریف لا کر نماز ادا کر چکے ہیں۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 29 دسمبر 2022ء)





﴾47﴿

گنی کناکری میں جماعت احمدیہ مسلمہ کی پہلی مسجد

(طاہر محمود عابد۔ مبلغ سلسلہ گنی کناکری)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعودؑ کی قائم کردہ جماعت اکناف عالم میں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایت اور راہنمائی میں اللہ تعالیٰ کا نام بلند کرنے کیلئے مساجد تعمیر کر رہی ہے اور اللہ کے فضل سے اللہ تعالیٰ کے ان گھروں میں خدا تعالیٰ کی وحدانیت اور حضرت محمد مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی رسالت کا اعلان ہر روز پانچ بار کیا جاتا ہے اور یہ اللہ کے گھر امن و سلامتی کا مظہر ہیں۔

یہاں گنی کناکری میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کو اپنی پہلی مسجد کی تعمیر کی توفیق ملی اس مسجد کی تعمیر کا پس منظر بہت دلچسپ اور ایمان افروز ہے۔

احمدیت کا پیغام 80 کی دہائی میں سیرالیون کے مبلّغین کرام کے ذریعہ پہنچا لیکن شروع میں جماعت کی مخالفت کی وجہ سے جماعت قائم نہ ہو سکی جبکہ کچھ نیک فطرت روحیں جماعت میں شامل ہو گئیں اس طرح جماعت کا بیج بو دیا گیا تاہم معلمین کے ذریعہ یہ احباب رابطے میں رہے لیکن کوئی خاص ترقی نہ ہو سکی 90 کی دہائی میں یہاں ایک مقامی بزرگ مکرم پا علی ماریگا صاحب مرحوم تبلیغ کے نتیجہ میں احمدیت یعنی حقیقی اسلام میں شامل ہو گئے اور جماعت کے ساتھ ان کی محبت بڑھنے لگے وہ ہمیشہ احمدیہ ترجمہ والا قرآن اپنے گھر کے باہر ایک آم کے درخت کے نیچے لے کر بیٹھے رہتے اور پڑھتے رہتے اور ہر آنے جانے والے شخص کو تبلیغ کرنے لگے اسی درخت کے نیچے نمازیں ادا کرتے اور جو چند ایک احمدی تھے جمعہ کے روز وہیں اکٹھے ہوتے اور نماز جمعہ ادا کرتے جس پر آنے جانے والے لوگ جو مخالف طبع تھے آوازیں بھی کستے کہ یہ کس قسم کے لوگ ہیں قریب ہی مسجد ہے اور یہ اسے چھوڑ کر یہاں عبادت کر رہے ہیں۔ یہ سلسلہ چلتا رہا اور کچھ مزید پاک روحیں جماعت میں شامل ہو گئیں۔ سال 2001 میں جب خاکسار

یہاں بطور مبلّغ بھجوایا گیا تو کچھ عرصہ بعد حضرت امیر المؤمنین کی خدمت میں عرض کیا کہ اگرچہ جماعت کی رجسٹریشن نہیں ہو رہی لیکن جماعت کی مسجد کی تعمیر کے سلسلہ میں ہماری راہنمائی فرماویں جس پر حضور اقدس ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ ایک چھوٹی سی مسجد تعمیر کرنے کی کوشش کریں جب شہر میں زمین خریدنے کا پتا کیا تو اس کے دام بہت زیادہ تھے جس پر مکرم پا علی ماریگا صاحب مرحوم نے کہا کہ میرے گھر کے ساتھ جو جگہ ہے اس پر مسجد بناتے ہیں لہٰذا اس پر مکرم پا علی ماریگا صاحب مرحوم کے گھر باہر جہاں آم کا درخت تھا وہاں 12 مرلہ کے قریب زمین پر جماعت کی پہلی مسجد بنانے کا پروگرام بنا مرکز کی طرف سے کچھ رقم منظور ہوئی جس سے کام کا آغاز کر دیا گیا جماعت کے احباب بہت زیادہ جوش و جذبے سے اس کی تعمیر میں حصہ لے رہے تھے اور اسی اثناء میں جماعت کی شدید مخالفت شروع ہو گئی اور ہمیں مسجد کی تعمیر روکنے کا کہنے لگے جس پر مکرم پا علی ماریگا صاحب مرحوم جو کہ ان دنوں بیمار تھے بڑے جوش اور جذبہ سے باہر آئے اور جو لوگ اس کام کو روکنے کا کہہ رہے تھے انہیں للکار کر کہا کہ یہ اللہ کا گھر بن رہا ہے اگر کسی میں ہمت ہے تو آگے بڑھے اور اسے روک کر دکھائے جس پر کسی میں ہمت نہ ہوئی کہ وہ مزید کچھ کہتا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے تعمیر کا کام جاری رہا مرکز سے موصول ہونے والی رقم ختم ہو چکی تھی کیونکہ احباب جماعت کا کہنا تھا کہ یہ مسجد دو منزلہ ہو تا کہ عورتیں بھی شامل ہو سکیں لہٰذا اس پر خاکسار نے مالی قربانی کیلئے تحریک کی اللہ تعالیٰ کے فضل سے پہلے روز ہی احباب جماعت نے کھل کر مسجد فنڈ میں پیسے جمع کروائے جمعہ کے روز جب تحریک کی گئی تو ایک غریب احمدی مکرم احمد کبا صاحب نے ایک ملین فرانک چندہ دیا جو کہ اچھی خاصی رقم تھی احمد صاحب کے دوست مکرم موسیٰ کبا صاحب نے اپنی جیب میں سے ساری رقم نکالی جو کہ آٹھ لاکھ بنتے تھے ادا کر دئے اور جب انہیں پتا چلا کہ ان کے دوست نے احمد کبا صاحب نے ایک ملین دیا ہے تو اسی شام کہیں سے دو لاکھ ادھار لے کر ایک ملین مکمل کر دیا کہ میں اپنے دوست سے پیچھے نہ رہوں اور فاستبقوا الخیرات کی اعلیٰ مثال قائم کی۔ الحمد للہ

2012ء میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس مسجد کی تعمیر مکمل ہوئی جس پر حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں مسجد کا نام تجویز کرنے کی عاجزانہ درخواست کی گئی جس حضور انور نے از راہ شفقت و احسان اس مسجد کا نام بیت الاحد تجویز فرمایا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ

اس مسجد کی برکت سے اسی سال یہاں گنی میں جماعت کی رجسٹریشن بھی ہو گئی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ثُمَّ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 29 دسمبر 2022ء)




لا اله الا الله محمد رسول الله



﴿48﴾

نائیجر کی پہلی احمدیہ مسجد کا مختصر تعارف

(اسد مجیب۔ مبلغ انچارج نائیجر)

"برنی کونی" Birnin Konni" تاوا" Tahoua ریجن کا ایک ڈیپارٹمنٹ اور چھوٹا سا شہر ہے۔ جو کہ دارالحکومت "نیامے" سے تقریباً 418 کلومیٹر دور نیشنل ہائی وے پر واقع ہے۔ اس شہر میں جماعت کا آغاز 2004ء میں ہوا۔ مکرم شاکر مسلم صاحب مبلغ سلسلہ کو مشن کے قیام کی توفیق ملی۔ آپ کی تبلیغ کی بدولت علاقہ میں سب سے پہلی جماعت "راڈاڈاوا" Radadawa قائم ہوئی۔ یہ جماعت برنی کونی شہر سے 9 کلو میٹر دور "مارادی" Maradi شہر کو جاتے ہوئے سڑک کنارے واقع ہے۔

جماعت احمدیہ نائیجر کو ملک کی پہلی احمدیہ مسجد 2004ء میں "راڈاڈاوا" جماعت میں تعمیر کرنے کی توفیق ملی۔ اسی طرح پہلے نیشنل جلسہ سالانہ کا انعقاد بھی اسی جماعت میں 2005ء میں کیا گیا۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 29 دسمبر 2022ء)





﴾49﴿

مالی میں پہلی احمدیہ مسجد کی تعمیر

(احمد بلال۔ نمائندہ الفضل آن لائن مالی)

مالی کا عمومی تعارف

ملک مالی کا پورا نام جمہوریہ مالی Republic of Mali ہے۔مالی مغربی افریقہ کا انتہائی وسیع رقبہ پر مشتمل ایک خوبصورت زمین بند ملک ہے۔رقبہ کے لحاظ سے یہ افریقہ کا ساتواں اور دنیا کا چوبیسواں بڑا ملک ہے۔مالی کا کل رقبہ 1,240,000 مربع کلو میٹر ہے اور اس کی آبادی 2009ء کی مردم شماری کے مطابق 14,517,176 افراد پر مشتمل ہے۔اس کا دارالحکومت (Bamako) باماکو ہے اور انتظامی لحاظ سے ملک کو دس ریجنز میں تقسیم کیا گیا ہے۔

مالی کی سرحدیں شمال میں الجزائر، مشرق میں نائیجر، جنوب میں برکینا فاسو اور آئیوری کوسٹ، جنوب مغرب میں گنی اور مغرب میں سینیگال اور موریطانیہ سے ملتی ہیں۔مالی شمال جانب سے مکمل طور پر صحرائے اعظم سے گھرا ہوا ہے۔مالی میں آبادی کا تناسب انتہائی کم ہے اور ملک کی اکثر آبادی جنوبی علاقوں میں آباد ہے۔مالی میں 10 چھوٹے بڑے دریا ہیں۔جبکہ ایک بڑا دریا ”دریائے نائیجر“ ملک کے عین وسط سے گزرتا ہے۔

مالی میں احمدیت کا آغاز اور پہلے مبلغ سلسلہ کی تقرری

مالی میں جماعت احمدیہ کا آغاز مکرم عمر معاذ صاحب کی بیعت سے ہوا جنہیں 1981ء میں احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی۔آپ کو مالی کے پہلے احمدی ہونے کیساتھ پہلے مبلغ ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔بیعت کرنے کے بعد ایک

طویل سفر کر کے پاکستان تشریف لے گئے جہاں جامعہ احمدیہ میں تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ کو مبلغ سلسلہ بننے کی توفیق۔

عمر معاذ صاحب نے 1986ء میں جب جامعہ کا پانچواں سال مکمل کر کے مبشر کی ڈگری حاصل کی تو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے آپ کو ملکی ضرورت کے پیش نظر مالی کے ہمسایہ ملک آئیوری کوسٹ بھیجنے کی اجازت مرحمت فرمائی اور 1986ء میں آپ بطور مبلغ سلسلہ آئیوری کوسٹ پہنچے۔

آئیوری کوسٹ کیونکہ مالی کا ہمسایہ ملک ہے۔ اس لئے مالی میں تعلیم اور تبلیغ کی ذمہ داری بھی آپ کے سپرد کی گئی۔ خلیفۃ المسیح کی دعاؤں اور مکرم عمر معاذ صاحب کولیبالی کی تبلیغ کے نتیجہ میں اللہ کے فضل سے مالی کی جماعت تیزی سے ترقی کرنے لگی اور یہاں ایک مستقل مبلغ کی ضرورت محسوس ہونے لگی چنانچہ 1987ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی ہدایت کے ماتحت مکرم عمر معاذ صاحب کی مستقل تقرری مالی میں بطور مبلغ سلسلہ کر دی گئی۔

مالی میں پہلی احمدیہ مسجد کی تعمیر

اللہ تعالیٰ کے جماعت احمدیہ پر بے شمار فضلوں میں سے ایک فضل یہ ہے کہ جماعت احمدیہ دنیا کے ہر کونے میں تعلیم و تربیت اور تبلیغ کے لئے مساجد کی تعمیر کی توفیق پا رہی ہے۔ یہ مساجد جہاں خدا تعالیٰ کی عبادت کو قائم کرنے کا ذریعہ بنتی ہیں وہاں دنیا کو امن و آشتی کا پیغام بھی پہنچاتی ہیں اور تعلیم و تربیت کا ذریعہ بھی ہیں۔

مالی میں بطور پہلے مبلغ سلسلہ تقرری کے بعد عارضی طور پر مکرم عمر معاذ صاحب کولیبالی نے اپنے آبائی گاؤں چیمکوبوگو (Tiemkobougou) میں اپنے گھر کو ہی دارالتبلیغ بنایا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے کچھ عرصہ میں اس گاؤں کے چند گھرانوں کو احمدیت کے نور سے منور ہونے کی توفیق ملی۔ جس کے بعد ان احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے ایک مسجد کی کمی شدت سے محسوس کی جانے لگی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے 1988ء میں جماعت احمدیہ مالی کو چیمکابوغو کے گاؤں میں اپنی پہلی احمدیہ مسجد تعمیر کرنے کی توفیق ملی۔ اس مسجد کو کچی اینٹوں اور گارے کی مدد سے تیار گیا۔ اس مسجد کا نام ’’مسجد بیت الاول‘‘ رکھا گیا۔

یہ چھوٹی سی مسجد 10 فٹ لمبائی اور 8 فٹ چوڑائی کے احاطہ پر مشتمل تھی، جسے مکرم عمر معاذ صاحب نے اور آپ کے والد مکرم معاذ کولیبالی صاحب نے چیمکو بوگو (Tiemkobougou) کی مخلص جماعت کے تعاون سے تعمیر کیا۔ مسجد کی تعمیر کے بعد یہاں باقاعدہ جمعہ کی نماز کا آغاز ہوا اور جماعت کو منظم کرنے میں مدد ملی۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے 2012ء میں جماعت احمدیہ مالی کو اس مسجد کی از سر نو تعمیر کی توفیق ملی اور اب یہ مسجد پکی اینٹوں سے تعمیر کی گئی ہے۔ 2016ء میں (IAAAE) انٹر نیشنل ایسوسی ایشن آف احمدی آرکیٹیکٹس اینڈ انجینئرز نے یہاں سولر پینلز کیساتھ بجلی اور (MTA) کا انتظام کیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس مسجد میں 100 سے زائد افراد کے نماز پڑھنے کی گنجائش موجود ہے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 29 دسمبر 2022ء)



﴾50﴿

سینیگال میں جماعت احمدیہ کی پہلی مسجد

(حافظ مصور احمد مزمل۔ نمائندہ الفضل آن لائن سینیگال)

عرض خدمت ہے کہ مغربی افریقہ کے ملک سینیگال میں جماعت احمدیہ کا تعارف لمبا عرصہ قبل ہو چکا تھا۔ مگر منظم طور پر احمدیت کا پودا1980ء کی دہائی میں سینیگال کے بعض حصوں میں لگ چکا تھا۔

جماعت احمدیہ کی رجسٹریشن حکومتی پابندیوں کے وجہ سے 2012ء میں مکرم ناصر احمد سدھو صاحب امیر و مشنری انچارج سینیگال کے ذریعہ ہوئی۔

اس اجمال کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ گیمبیا میں جماعت 50 کی دہائی میں متعارف ہوئی اور مرکز سے متعدد مبلغین کی آمد کا سلسلہ شروع ہوا۔ ملک گیمبیا محل و وقوع کے لحاظ سے سینیگال کے اندر ہی واقعہ ہے اس لئے کسی بھی قسم کا غیر معمولی عمل دونوں ملکوں کو متاثر کرتا ہے۔ نیز گیمبیا کے لوگوں کے زیادہ تر رشتہ دار و کاروبار سینیگال کے سرحدی علاقوں میں ہونے کی وجہ سے لوگ مسلسل رابطے میں رہتے ہیں۔

اسی پس منظر میں جماعت احمدیہ جب گیمبیا میں قائم ہوئی تو لازماً گیمبین لوگوں نے سینیگال میں موجود اپنے رشتہ داروں میں ذکر کیا اور یہاں جماعت احمدیہ کا تعارف سماعی طور پر ہو گیا۔

مگر منظم طور پر 1980ء کی دہائی میں جب مکرم منور احمد خورشید صاحب سابق امیر صاحب سینیگال، گیمبیا میں متعین تھے تو اس دوران مختلف اوقات میں امیر صاحب کی اجازت سے بغرض تبلیغ گیمبیا سے منسلکہ سینیگال کے سرحدی علاقوں کا دورہ کیا کرتے۔ اس طرح گیمبیا کے فرافینی ریجن کے ملحقہ سینیگال کے ریجن کولک میں مختلف

دیہاتوں میں متعدد خاندانوں نے احمدیت قبول کرلی اور سینیگال میں نظام جماعت قائم ہونا شروع ہوا اور احمدی احباب کے ساتھ مختلف دیہاتوں میں موجود مساجد بھی خدا تعالیٰ نے عطا فرمادیں۔

اس دوران 1985ء میں مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید ربوہ نے جب گیمبیا کا دورہ کیا تو سینیگال بھی تشریف لائے اور اس دور میں ایک دیہ لٹمنگے Latmingue میں دیگر دیہاتوں سے بھی احباب کو مدعو کیا گیا۔ جہاں احباب کثیر تعداد میں تھے اور ایک مسجد بھی موجود تھی جو گارے کی دیواروں اور گھاس پھوس کی چھت سے بنی ہوئی جھونپڑی نما (Hut) تھی۔

اسی مسجد میں مکرم منور احمد خورشید صاحب کے ہمراہ مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب نے احباب جماعت سے ملاقات کی۔ اس موقع پر احباب جماعت اور مہمانان کرام کے ساتھ ایک گروپ فوٹو بھی بنایا گیا۔

ان افراد کے پیچھے والی عمارت سینیگال میں پہلی مسجد کی عمارت ہے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 29 دسمبر 2022ء)



﴿51﴾

بینن میں پہلی مسجد کی تعمیر

(مرزا فرحان بیگ۔ بینن)

بینن (Benin) کا پرانا نام داہومے (Dahomé) ہے۔ چنانچہ جب یہاں پہلی مسجد کی تعمیر عمل میں آئی اس وقت بینن کو داہومے کے نام سے جانا جاتا تھا۔

بینن میں جماعت احمدیہ کا پہلا پودا 1967ء میں لگا۔ جبکہ پہلی مسجد کی تعمیر 1974ء میں ہوئی۔

اس مسجد کا سنگِ بنیاد مؤرخہ 27 جنوری 1974ء کو رکھا گیا۔

مسجد کی تعمیر تقریباً آٹھ ماہ میں مکمل ہوئی اور مؤرخہ 25، اگست 1974ء کو مولانا محمد اجمل صاحب امیر جماعت نائجیریا نے اس مسجد کا افتتاح کیا۔

یہ مسجد بینن کے دارالحکومت پورتو نووو (Porto Novo) میں تعمیر کی گئی ہے اور دو منزلوں پر مشتمل ہے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 29 دسمبر 2022ء)


MOSQUEE AHMADIYYA
PORTO-NOVO





﴿52﴾

بیت المجیب منروویا، لائبیریا

(محمد زکریا۔ نمائندہ الفضل آن لائن۔لائبیریا)

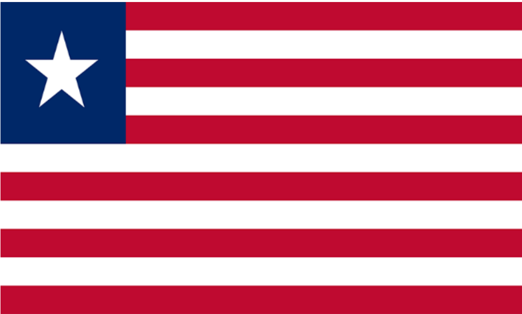
لائبیریا میں جماعت احمدیہ کا باقاعدہ آغاز 2 جنوری 1956ء کو ہوا، جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے مکرم مولانا صوفی محمد اسحاق صاحب مبلغ سلسلہ کو سیر الیون سے لائبیریا کے لئے بھیجا گیا۔ آپ نے لائبیریا پہنچ کر کرائے کے ایک مکان سے مشن کا آغاز کیا اور اسی کو نماز سنٹر بھی بنایا گیا اور یہ سلسلہ آئندہ مبلغین کے قیام کے دوران بھی جاری رہا۔ یہاں تک کہ فروری 1967ء میں مکرم مولانا مبارک احمد ساقی صاحب کے دور میں جماعت کو منروویا شہر کے سنٹر میں Lynch Street پر ایک پلاٹ خریدنے کی توفیق ملی۔ جس پر ایک پرانا مکان بھی موجود تھا۔ مکرم مولانا مبارک احمد ساقی صاحب نے اسی مکان میں مشن ہاؤس شفٹ کر دیا اور اس کے ایک کمرہ میں نمازوں کا انتظام کر دیا گیا۔ بالآخر 1982ء میں اس مکان کو منہدم کر کے یہاں نئے مشن ہاؤس اور مسجد کی تعمیر شروع کی گئی جو 1984ء میں مکمل ہوئی اور مکرم مولانا عبد الشکور صاحب نے اس کا افتتاح فرمایا۔

1989ء میں لائبیریا میں خانہ جنگی شروع ہو گئی۔ خانہ جنگی کے اس دور میں 1996ء میں جماعت کے مرکزی مشن ہاؤس، مسجد اور بک شاپ کو لوٹنے کے بعد نذر آتش کر دیا گیا۔ مشن ہاؤس اور مہمان خانہ کی عمارت کسی حد تک محفوظ رہی لیکن مسجد کو زیادہ نقصان پہنچا۔ چنانچہ اس کی تعمیر نو کا منصوبہ بنایا گیا۔ 1998ء میں پاکستان سے آئے ہوئے دو واقفین معماروں کی نگرانی میں اس کی تعمیر شروع ہوئی جو 2000ء میں مکمل ہوئی۔ تکمیل کے بعد مکرم محمد اکرم باجوہ صاحب امیر و مشنری انچارج نے 7 جولائی 2000ء کو اس کا افتتاح فرمایا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے مسجد کو بیت المجیب کا نام عطا فرمایا۔ اس کے مینار پاکستانی مساجد کی طرز پر تعمیر کئے گئے ہیں جو بہت

خوبصورت لگتے ہیں۔ لائبیریا میں چھٹی جماعت کی سکول کی کتاب میں جہاں اسلام کا تعارف پیش کیا گیا ہے وہاں ہماری اسی مسجد کی فوٹو بطور مثال پیش کی گئی ہے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 29 دسمبر 2022ء)





﴾53﴿

جماعت احمدیہ ٹوگو کی پہلی مسجد

(حافظ منور احمد قمر۔ نمائندہ الفضل آن لائن ٹوگو)

2000ء میں نوچے شہر کے محلہ پوتا KPOTA میں مکرم بولاتیتو ادریس صاحب کی کوششوں سے جماعت احمدیہ ٹوگو کی پہلی مسجد کی تعمیر کے لئے ایک قطعہ زمین خریدا گیا۔ (مکرم بولاتیتو ادریس صاحب ٹوگو جماعت کے پہلے صدر ہیں اور جماعت کی ٹوگو میں رجسٹریشن 21 دسمبر 1999ء کو انہی کے نام پر ہوئی ہے۔) اس سے پہلے ادریس صاحب کے گھر کے ایک کمرے میں نمازوں کی ادائیگی کا انتظام تھا۔ مئی 2000ء میں مسجد کا سنگ بنیاد رکھنے کے لئے مکرم حافظ احسان سکندر صاحب امیر بینن تشریف لائے جن کے ہمراہ کنگ آف آلاڈا بینن اور چیف آگوکولی (Agokoli) بھی موجود تھے۔ اس مسجد کا نام ''مسجد رحمان'' رکھا گیا اور 2002ء میں اس کا باضابطہ افتتاح نمائندہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ مکرم جہانگیر عبد الغنی صاحب انچارج فرنچ ڈیسک لندن نے کیا۔ سنگ بنیاد کے وقت ٹوگو میں مرکزی مبلغ تعینات نہیں تھے۔ 2001ء میں مرکزی مبلغ مکرم عبد القدوس صاحب کا تقرر ٹوگو میں ہوا اور انہوں نے مسجد رحمان کے افتتاح کا انتظام کرنے کی توفیق پائی۔ 2009ء تک نوچے میں ٹوگو کا جماعتی مرکز قائم رہا اس دوران تمام مرکزی پروگرامز اسی مسجد میں کئے جاتے رہے۔ 2006ء میں ٹوگو کا پہلا جلسہ سالانہ بھی اسی مسجد میں منعقد ہوا۔

مسجد رحمان کی عمارت کی خستہ حالی کے پیش نظر سن 2021ء میں مکرم عرفان احمد ظفر صاحب نیشنل پریذیڈنٹ و مبلغ انچارج ٹوگو کی ہدایت پر اس کی تعمیر نو کا فیصلہ کیا گیا۔ جون 2021ء میں کام کا آغاز ہوا اور اس وقت تک تعمیر کا کام مکمل کیا جا چکا ہے۔ صرف رنگ وروغن کا کام باقی ہے۔ ایک بڑا حال تعمیر کر کے مسجد دوسری منزل پر تعمیر کی گئی ہے۔ حال کو شامل کرنے سے اس مسجد میں حاضری کی گنجائش پہلے سے چار گنا ہو چکی ہے۔ الحمد للّٰہ علی ذالك

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 29 دسمبر 2022ء)







﴿54﴾

ملک چاڈ میں جماعتِ احمدیہ کی پہلی مسجد

(خلیل احمد خان۔چاڈ)

ملک چاڈ میں جماعتِ احمدیہ کی پہلی مسجد گلینڈن انجمینا [ND'JAMENA] سے ایک سو ساٹھ کلو میٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔اس مسجد کی تعمیر کا آغاز 2009ء ہوا تھا اور اس کا افتتاح 30 مارچ 2012ء کو مکرم عبد الخالق نیّر صاحب مبلغ انچارج نائیجیریا نے کیا تھا۔ان کے ہمراہ مکرم نسیم احمد بٹ صاحب مبلغ سلسلہ نائیجیریا اور خاکسار خلیل احمد خان مبلغ سلسلہ نائیجیریا وفد میں شامل تھے۔یہ جامع مسجد ہے اور اس کا حجم 14×12 میٹر ہے۔

اس مسجد میں 280 افراد نماز پڑھ سکتے ہیں۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 29 دسمبر 2022ء)





﴿55﴾

بنگلہ دیش میں پہلی مسجد

(نوید احمد لیمن۔ نمائندہ الفضل آن لائن بنگلہ دیش)

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 10؍ فروری 2013ء میں جماعت احمدیہ بنگلہ دیش کے نواسیویں جلسہ سالانہ کے موقع پر اختتامی اجلاس میں بنگلہ دیش کی احمدیت کے تاریخ پیش کرتے ہوئے فرمایا:

"احمدیت کا یہ پودا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں لگ گیا تھا دو مختلف جگہوں پر یہ احمدی ہونے کی وجہ سے ان کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی ہونے کا بھی شرف حاصل ہوا لیکن با قاعدہ جماعت کا قیام عمل میں نہیں آیا تھا۔ لیکن چونکہ مشرقی بنگال میں بنگلہ دیش میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں احمدیت پہنچ چکی تھی وہاں کے دو بزرگوں حضرت مولوی احمد کبیر نور محمد اور مولوی رئیس الدین خان نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت بھی کر لی تھی اس لئے یہ دو بزرگ بہر حال بنگلہ دیش میں جماعت احمدیہ کی تاریخ کا حصہ ہیں اور یہ یقیناً ان دو بزرگوں کی کوششوں اور دعاؤں کی ہی وجہ ہے کہ آہستہ آہستہ وہاں جماعت بننی شروع ہو گئی اور خلافت اولیٰ میں یہ تعداد 500 سے اوپر ہو گئی 1913ء میں مولانا عبد الواحد صاحب نے برہمن بڑیہ میں مسجد تعمیر کروائی اور با قاعدہ جماعت کا قیام عمل میں آیا۔ با قاعدہ نظام جماعت قائم ہوا۔"

بنگلہ دیش میں احمدیت تو پہنچ گئی تھی 1905ء میں لیکن اس وقت بنگلہ دیش میں با قاعدہ نظام جماعت قائم نہیں ہوا تھا اور مسجد بھی نہیں تھی۔ لیکن جب 8؍ نومبر 1912ء میں مولانا سید عبد الواحد صاحب نے خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور بیعت کرنے کے بعد جب واپس بنگلہ دیش آئے اور احمدیت کا پیغام پھیلانا شروع کیا تو ان کی شدید مخالفت ہوئی۔ موصوف بہت بڑے عالم تھے اور مسجد کے پیش امام تھے۔ ان کا دو کمروں والا ایک

مدرسہ تھا جس کی بنیاد 1895ء میں رکھی گئی تھی۔ جب مخالفت عروج پر پہنچی تو انہوں نے اپنے مدرسہ میں نماز پڑھنی شروع کی اور اس کو مسجد کی شکل دے دی گئی۔ یہ مسجد برہمن بڑیہ شہر کے مولوی پاڑہ میں واقع ہے اور اس کا نام مسجد المہدی ہے۔ خدا کے فضل سے یہی بنگلہ دیش جماعت کی پہلی مسجد بنی۔ 1938ء میں جب مسجد کا ترقیاتی کام شروع کیا گیا تو اس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ اور حضرت اماں جان نصرت جہاں بیگمؓ نے فی کس 50 روپیہ چندے بھی ادا کئے۔

اب اللہ کے فضل سے ملک بھر میں احمدیہ مساجد پھیلی ہوئی ہیں۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 29 دسمبر 2022ء)





﴿56﴾

انڈونیشیا کی مسجد محمود سانڈینگ

(سیف اللہ مبارک۔ مربی سلسلہ انڈونیشیا)

جماعت احمدیہ کا پیغام سب سے پہلے 1925ء میں حضرت رحمت علی صاحب رضی اللہ عنہ کے ذریعہ سے پہنچا۔ حضرت رحمت علی صاحب سب سے پہلے tapak tuan Aceh sumatra میں پہنچے اور انہوں نے وہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام پہنچایا۔ اس کے بعد وہ مغربی سماٹرا یعنی پاڈانگ شہر کی طرف گئے وہاں پر اللہ کے فضل سے ان کی تبلیغ سے کافی تعداد میں احمدی ہوئے اور پہلی جماعت بھی قائم ہوئی۔ لیکن وہاں اس زمانے میں باقاعدہ مسجد نہ تھی۔ کچھ عرصے کے بعد مولانا رحمت علی صاحب رضی اللہ عنہ جاوا کی طرف گئے اور وہاں پر بھی تبلیغی مشن شروع کیا۔ ان کے جاوا میں آنے سے پہلے اس جزیرہ میں احمدیت کا پیغام بھی دوسرے مبلغین جیسے مولانا عبد الوحید صاحب وغیرہ کے ذریعہ سے پہنچ گیا تھا اور کافی جماعتیں بھی قائم ہو گئی تھیں۔ ان جماعتوں میں سے ایک جماعت ساندیگ (sanding) ہے یہ جماعت مغربی جاوا میں واقع ہے اور مولانا عبد الوحید صاحب کے انڈر تھی۔ اس وقت مولانا رحمت علی صاحب رضی اللہ عنہ جکارتا میں تھے۔ انہوں نے مولانا عبد الوحید صاحب کو مسجد کی تعمیر کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ 1936ء کو جماعت ساندیگ نے مسجد کی تعمیر کی اور مسجد محمود نام رکھا۔ جماعت احمدیہ انڈونیشیا کی تاریخ کے مطابق یہ پہلی مسجد تھی جو باقاعدہ جماعت نے تعمیر کی۔ گو اس سے پہلے جماعتیں قائم ہو گئی تھیں لیکن باقاعدہ مسجد نہیں تھی۔ آج بھی وہ مسجد اللہ کے فضل سے قائم ہے اور وہاں پر کافی تعداد میں احمدی ہیں۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 29 دسمبر 2022ء)





﴿57﴾

ٹبورا، تنزانیہ میں پہلی مسجد کی تعمیر

(عابد محمود بھٹی۔ مبلغ سلسلہ تنزانیہ)

تانگانیکا کا شہر ٹبورا جماعتی سرگرمیوں کا مرکز تھا۔ یہاں مقامی احباب کی ایک مخلص جماعت قائم تھی۔ 1940ء میں جماعت نے یہاں پر مسجد بنانے کا فیصلہ کیا۔ اس غرض سے جماعت نے ایک قطعہ زمین پہلے ہی خرید رکھا تھا۔ مخالفین جماعت ہر وقت شرارتوں پر آمادہ رہتے تھے۔ اس موقع پر مخالفت کی آگ بھڑک اُٹھنا ایک قدرتی بات تھی۔ لہٰذا وہ فوراً حکام کے پاس پہنچے اور اپنا آزمودہ نسخہ آزماتے ہوئے انہیں کہا کہ اگر یہاں پر احمدیوں کو مسجد بنانے کی اجازت دی گئی تو اس سے فساد ہو جائے گا۔ حکام نے معقول جواب دیا کہ حکومتی قوانین میں ایسا کوئی قانون نہیں کہ وہ احمدیوں کو مسجد بنانے سے روکے اور جہاں تک فساد کا تعلق ہے تو اسے حکومت وقت آنے پر دیکھ لے گی۔ بہرحال مخالفین سلسلہ کوششیں کرتے رہے کہ احمدی اپنی مسجد نہ بنا سکیں۔ آخر کار یکم فروری 1941ء کو جب احمدیوں نے زمین پر نشان لگانے سے کام شروع کیا۔ اس وقت مخالفین کے ایک نمائندے نے آکر احمدیوں کو دھمکی بھی دی کہ اگر تم لوگ باز نہ آئے تو مسلمان تم سے لڑیں گے اور فساد ہو گا۔ مگر احباب جماعت جوش و خروش اور اللہ کی ذات پر توکل کرتے ہوئے کام کا سلسلہ جاری رکھا۔ اگلے روز احباب جماعت نے مسجد کی بنیادیں کھودنی شروع کیں۔ قبل ازیں اطلاع مل چکی تھی کہ شریر لوگ فساد کا منصوبہ بنا رہے ہیں۔ اس حوالے سے پولیس کو بھی مطلع کر دیا گیا تھا۔ مخالفین کا ایک گروہ فساد کی غرض سے آیا بھی مگر احمدی مرد عورتیں اور بچے اپنے کام میں لگے رہے اور یہ گروہ خاموشی سے چلا گیا۔ دوپہر کے وقت جب مبلغ سلسلہ شیخ مبارک صاحب ایک احمدی کے دوکان پر بیٹھے تھے تو مخالفین نے ان پر حملہ کر دیا۔ آپ نے اور ساتھ دیگر احمدیوں نے قریب کے ایک احمدی کے مکان میں پناہ لی۔ وہاں سے مخالفین شیخ صاحب کے گھر گئے اور وہاں کچھ دیر شور مچاتے رہے اور بعض دوسرے احمدیوں کے گھروں پر حملے شروع کر دئے۔ شہر میں دہشت کی فضا چھا گئی تھی۔ پولیس حرکت میں آئی اور دو دن میں پچاس کے

قریب مخالفین کو گرفتار کر لیا جن میں سے بعض کو سزا بھی ہوئی۔ معاملہ گورنر تک جا پہنچا بعض حکام بھی مخالفین کا ساتھ دے رہے تھے، صورتحال کو مد نظر رکھتے ہوئے حکومت نے مسجد کی تعمیر رکوا دی۔ 1944ء میں حکومت نے اس سے بہتر جگہ جماعت کو مسجد کے لئے مہیا کر دی۔ پھر کام شروع ہوا تو افریقی کاری گروں نے مخالفت کے باعث کام کرنے سے انکار کر دیا۔ لیکن خدا تعالیٰ کا کرنا ایسا ہوا کہ حکومت نے اطالوی قیدیوں کو مزدوری کرنے کی اجازت دے دی اور ان کے کاری گروں نے مسجد کا کام مکمل کیا اور اس طرح باوجود مخالفت کے 1944ء میں ٹبورا میں تنزانیہ جماعت کی پہلی مسجد تعمیر ہوئی۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 30 دسمبر 2022ء)





﴿58﴾

کینیا میں پہلی احمدیہ مسجد کی تعمیر

(محمد افضل ظفر۔ مبلغ سلسلہ کینیا)

کینیا(مشرقی افریقہ)میں جماعت احمدیہ کا پیغام1896ء کے آغاز میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کے ذریعے پہنچا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ علیہ السلام کی حیات مبارکہ میں ہی یہاں ایک مضبوط اور فعال جماعت قائم ہو گئی تھی۔1925ء تک کینیا کے متعدد شہروں اور قصبوں میں مقامی احمدی جماعتیں کام کر رہی تھیں مگر اس وقت تک جماعت کی اپنی کوئی مسجد نہیں تھی۔1925ء میں جماعت کو نیروبی شہر کے وسط میں ایک ہال ساڑھے سولہ سو شلنگ میں خریدنے کی توفیق ملی جو جماعتی سرگرمیوں اور نمازوں کی ادائیگی کے لیے استعمال ہونے لگا۔1928ء کے وسط میں مکرم محمد حسین صاحب بیرسٹر ممبر میونسپل کونسل نیروبی کی مساعی جمیلہ سے 3-4ایکڑ کا ایک باموقع قطعہ زمین برائے مسجد میونسپل کارپوریشن کی طرف سے جماعت کو مفت مل گیا اور مکرم اکبر علی صاحب ممباسہ اور مکرم سیٹھ عثمان یعقوب صاحب پریذیڈنٹ جماعت نیروبی کے نام رجسٹر بھی ہو گیا۔

چنانچہ جماعت نے فوراً ہی اس پر مسجد کی تعمیر شروع کر دی جس پر ساڑھے بارہ ہزار شلنگ خرچ ہوئے جو احباب جماعت نے ایک ماہ کی آمدنی سے پورے کیسے یہ مسجد 1931ء میں پایہ تکمیل کو پہنچی۔ الحمد للہ یہ کینیا میں جماعت کی پہلی مسجد تھی جو مرانگا روڈ پر واقع ہے اور اس وقت سے لیکر آج تک جماعت احمدیہ کینیا کے ہیڈ کوارٹر کے طور پر قائم و دائم ہے۔اب اس پلاٹ میں مسجد کے علاوہ جماعت احمدیہ کینیا کے مرکزی دفاتر اور امیر و مشنری انچارج کی رہائش گاہ بھی ہے۔

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد ہفتم صفحہ 264،روزنامہ الفضل 31/جنوری 1935ء صفحہ 12)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 30دسمبر 2022ء)





﴿59﴾

یوگنڈا میں پہلی مسجد کی تعمیر

(رپورٹ: رشید احمد نوید۔ مبلغ سلسلہ و نمائندہ الفضل آن لائن یوگنڈا)

یوگنڈا مشرقی افریقہ کا ایک زمین بند ملک ہے اس کا دارالحکومت اور سب سے بڑا شہر کمپالا ہے اس کی کرنسی شلنگز ہے سرکاری زبانیں انگریزی اور سواحیلی ہیں۔ یہ افریقہ کے وسط میں واقع ہے۔ اس کی قدرتی خوبصورتی کے باعث آونسٹن چرچل نے اسے Pearl of Africa قرار دیا ہے۔

یوگنڈا میں پیغامِ احمدیت خلافت اولیٰ کے آخری سال یا خلافت ثانیہ کے آغاز میں پہنچا جب سب سے پہلے ڈاکٹر فضل الدین صاحب پہنچے آپ کے بعد ڈاکٹر احمد دین صاحب اور ڈاکٹر لعل دین صاحب نیز بھائی محمد حسین صاحب کھوکھر اور بابو نذیر احمد کھوکھر تشریف لائے۔ اس طرح ایشیائی احمدیوں پر مشتمل ایک جماعت قائم ہوئی۔

یوگنڈا میں باقاعدہ رجسٹریشن

1934ء میں جب مولانا شیخ مبارک احمد صاحب کو مشرقی افریقہ کے مبلغ کے طور پر بھجوایا گیا تو گو آپ کا قیام نیروبی میں تھا مگر گاہے بگاہے آپ یوگنڈا کا بھی دورہ کرتے رہے اور جماعت کا پیغام پہنچاتے رہے۔ 1935ء میں مکرم شیخ مبارک صاحب کو جماعت کو باقاعدہ یوگنڈا میں رجسٹر کروانے کی توفیق ملی۔ مولانا شیخ مبارک احمد صاحب کی تبلیغ اور کاوشوں کے نتیجہ میں سب سے پہلے مکرم زکریا کزیٹو صاحب کو لوکل احباب میں سے بیعت کا شرف حاصل ہوا۔

جنجا (یوگنڈا) میں مسجد اور مشن ہاؤس کی تعمیر

مارچ 1957ء میں جب دارالسلام تنزانیہ میں پہلی مسجد تعمیر ہوئی اس کی افتتاحی تقریب کے لئے جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے پیغام ارسال فرمایا تو اس میں اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ "میں یوگنڈا کے علاقہ میں بھی مسجد کی تعمیر کی خوشخبری سننے کا منتظر ہوں۔" اس خواہش کی تکمیل میں 27/جولائی 1957ء کو مسجد اقصیٰ جنجا کی اور اگست 1957ء میں مشن ہاؤس کی بنیاد رکھی گئی۔ یہ دونوں عمارتیں اللہ کے فضل سے 1959ء میں مکمل ہو گئیں۔ جنجا کی جماعت نے عموماً اور حافظ بشیر الدین عبید اللہ صاحب مبلغ مقامی اور بھائی محمد حسین کھوکھر صدر جماعت جنجا نے خصوصاً اس کی تکمیل میں نمایاں حصہ لیا۔

کمپالا (یوگنڈا) میں مسجد محمود کی تعمیر

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی یوگنڈا میں مسجد کی تعمیر کی خوشخبری سننے کی تعمیل میں جنجا کے علاوہ کمپالا میں بھی 9/اگست 1957ء کو مسجد کا سنگِ بنیاد رکھ دیا گیا۔ یہ مسجد (محمود مسجد) 1962ء میں مکمل ہوئی اور اس کا افتتاح حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب نے فرمایا۔ اس مسجد کے اکثر و بیشتر اخراجات محمد اکرم غوری صاحب نے ادا کئے۔

(تاریخ احمدیت جلد 6)

مساجد کی تعمیر کا یہ سلسلہ خدا کے فضل سے جاری و ساری ہے۔ بفضل تعالیٰ یوگنڈا میں اب تک تعمیر ہونے والی کی مساجد کی تعداد 146 ہے۔ اللّٰھم زد فزد

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 30 دسمبر 2022ء)



﴿60﴾

ماریشس میں جماعت احمدیہ کی پہلی مسجد

(جبار ندیم۔ مبلغ انچارج ماریشس)

سپریم کورٹ کے فیصلے (کہ احمدی مسلمان ہی ہیں) کے بعد احمدیوں نے اپنی الگ مسجد بنانے کا فیصلہ کیا۔ اس کام کے لیے مولانا حافظ صوفی غلام محمد صاحب رضی اللہ عنہ اپنے دوستوں سے مالی مدد کے خواہاں تھے۔ پہلے وہ ایک احمدی دوست مکرم صدر علی صاحب کے پاس گئے جن سے انہوں نے مسجد کی تعمیر کے منصوبے کے بارے میں بات کی۔ اسی لمحے مکرم صدر علی صاحب نے زمین کے پلاٹ کی خریداری کے لیے 200 روپے کا چیک پیش کیا۔ اگلے دن روز ہل اسکوائر (Rose Hill Square) میں زمین کا ایک مناسب پلاٹ خریدا گیا۔ یہ پلاٹ ایک چینی کا تھا جو وہاں اپنے جانور رکھتا تھا۔ اراضی کے پلاٹ کی خریداری کے بعد 1923ء میں لکڑی کی ایک مسجد تعمیر کی گئی۔

اس مسجد کا نام دار السلام رکھا گیا تھا اور یہ ماریشس میں جماعت احمدیہ کی پہلی مسجد تھی۔ اس وقت جماعت میں 400 کے قریب احباب تھے۔ احباب کی تعداد میں اضافے کی وجہ سے مولانا حافظ صوفی غلام محمد صاحب کے زمانے میں مسجد کی توسیع کا کام ہونا تھا۔

دار السلام مسجد کی تعمیر نو

دار السلام مسجد ایک چھوٹی سی (20 / 30 فٹ) لکڑی کی عمارت تھی جس پر ٹین کی چھت تھی۔ ایک طوفان نے مسجد کو تباہ کر دیا تھا اور دار السلام کو جلد از جلد دوبارہ تعمیر کرنا ضروری تھا کیونکہ یہ ماریشس جماعت کا ہیڈ کوارٹر بھی تھا۔ 8/ جنوری 1961ء کو جماعت نے فنڈز اکٹھا کرنے کے لیے ایک سکیم شروع کی اور جماعت کے ارکان نے

200,000روپے عطیہ کیے اور باقی 300,000روپے لجنہ اماء اللہ نے اپنے زیورات کی صورت میں عطیہ کیے تھے۔ ایک بیوہ تھی مسز راجبلی جنہوں نے اپنے بیٹے کی شادی کے لیے رقم اکٹھی کی تھی وہ تمام رقم عطیہ کر دی۔

ایک فرانسیسی اور ایک چینی ڈیزائنر نے دارالسلام مسجد کو ڈیزائن کیا۔ مسٹر احمد ید اللہ بھنو صاحب نے مسجد کی تعمیر نو کے لیے ایک کمیٹی کی سربراہی کی اور 25/ اگست 1961ء کو مسٹر ویل گووندن (ایم ایل اے) نے مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ 3/ ستمبر 1961ء کو بعد نماز عصر بنیاد کے ساتھ تعمیر کا آغاز ہوا۔

روزانہ نماز عصر سے عشاء تک 8 ماہ کے دوران وقار عمل (رضاکارانہ کام) کے ذریعے تعمیراتی کام جاری رہا۔ گراؤنڈ فلور 9/ دسمبر 1961ء کو 62×62 فٹ کے رقبے کے ساتھ مکمل ہوئی۔ جماعت کے 225 رضاکاروں کی ٹیم نے 14 اور 15/ اپریل 1962ء کو پہلی منزل کی چھت مکمل کی۔ یہ کام 38 گھنٹے تک جاری رہا جو ان دنوں ایک غیر معمولی کارنامہ تھا۔

دارالسلام کی افتتاحی تقریب

مولانا اسماعیل منیر صاحب جو کہ مسجد کی تعمیر کی نگرانی کر رہے تھے اور 27/ اگست 1962ء کو ماریشس سے روانہ ہوگئے۔ ستمبر 1963ء کو مولانا فضل الٰہی بشیر صاحب ماریشس واپس آئے اور مسٹر جولس کوینگ کے ساتھ دارالسلام کی افتتاحی تقریب منعقد کی۔ مسجد کی ساخت اس طرح تھی پہلی منزل نماز کے لیے تھی اور گراؤنڈ فلور کالج، ہال، دفتر اور لائبریری کے لیے تھا۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 30 دسمبر 2022ء)



﴾61﴿

مڈغاسکر میں مسجد نور کا قیام

(مدثر احمد۔ مبلغ سلسلہ مڈغاسکر)

اس مسجد کی تعمیر کے اخراجات لجنہ ماریشس نے ادا کئے

مڈغاسکر کے دارالحکومت Antananarivo (انتَ نانا ریوٗ) میں جماعت نے 1999ء میں ایک زمین کا رقبہ خریدا۔ 2014ء میں مکرم مجیب احمد منیر نیشنل صدر و مشنری انچارج جماعت احمدیہ مڈغاسکر نے پہلی مسجد اور مشن ہاؤس کی تعمیر کی باقاعدہ اجازت کے حصول کے لئے متعلقہ حکومتی اداروں سے رابطے کئے اور ان کاوشوں کے نتیجہ میں مؤرخہ 14 نومبر 2014ء بعد از نماز جمعہ مکرم موسیٰ تیجو صاحب امیر جماعت ماریشس نے مڈغاسکر میں جماعت احمدیہ کی پہلی پختہ مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔

نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد اس موقع کی مناسبت سے 5 بکرے صدقہ کئے گئے۔ اس کے بعد مقررہ جگہ پر ایک مختصر پروگرام منعقد کیا گیا جس میں تلاوت قرآن کریم، نظم اور ترانہ پیش کئے گئے۔ بعد ازاں سنگ بنیاد کی رسم ادا کی گئی۔ سنگ بنیاد کا پہلا پتھر مکرم موسی تیجو صاحب امیر جماعت ماریشس نے رکھا۔ جس کے بعد مکرم مجیب احمد منیر نیشنل صدر و مشنری انچارج مڈغاسکر نے پتھر رکھا اور اس کے بعد مبلغین سلسلہ اور دیگر احباب نے پتھر رکھا۔ اس موقع پر لوکل احمدی ممبران نیز پاکستان سے آئے ہوئے احمدی احباب کے ساتھ ساتھ جماعت کے اسکول کے کچھ اساتذہ اور طلباء بھی شامل ہوئے۔ اس موقع پر لوگوں نے پر جوش نعرہائے تکبیر بلند کئے۔ اس تقریب میں کل حاضری 150 سے زائد احباب تھی جس میں بعض غیر از جماعت دوست اور حکومتی عہدیداران بھی مدعو تھے۔

اس تقریب کے لئے تمام احمدی گھرانوں کی طرف سے مشترکہ دعوت کا انتظام تھا جس میں تمام گھرانے ایک ایک ڈش بنا کر لائے تھے۔ چنانچہ سنگ بنیاد کی تقریب کے بعد تمام حاضرین کو کھانا پیش کیا گیا۔ کھانے کے بعد بعض غیر از جماعت مہمانان کرام اور حکومتی عہدیداران نے اپنے نیک جذبات کا اظہار کیا۔ آخر پر مکرم موسیٰ تیجو صاحب امیر جماعت ماریشس نے خطاب کیا اور پھر دعا کے ساتھ پروگرام کا اختتام ہوا۔

سیدنا و امامنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس مسجد کا نام از راہ شفقت ''مسجد نور'' رکھا اور اس مسجد کی تعمیر کا خرچ مجلس لجنہ اماء اللہ ماریشس نے ادا کیا۔ **فجزاھم اللّٰہ احسن الجزاء**

یہ مسجد اپنے محل وقوع کی مناسبت سے گول شکل میں بنائی گئی ہے۔ اس کی نچلی منزل مرد حضرات کے لئے مخصوص ہے جس کا کل رقبہ قریباً 200 مربع میٹر ہے اور اس میں قریباً 320 افراد نماز پڑھ سکتے ہیں۔ نچلی منزل کے اوپر جزوی طور ایک تہائی حصہ پر ایک درمیانی چھت ڈال کر خواتین کے لئے دوسری منزل بنائی گئی ہے جس کا کل رقبہ تقریباً 60 مربع میٹر ہے اور اس میں کل 100 نمازیوں کی گنجائش ہے۔ اس گول مسجد کی ایک طرف محراب کا اضافہ کیا گیا ہے اور دیگر تین اطراف پر دروازے رکھے گئے ہیں۔ اس مسجد کا ایک مینار ہے جو کہ محراب کے اوپر ہی بنایا گیا ہے اور اس کی کل اونچائی قریباً 19 میٹر ہے۔

اس مسجد سے قریباً ایک کلومیٹر کے فاصلہ پر حکومت کے اعلیٰ حکومتی ادارے موجود ہیں جن میں وزارت داخلہ، وزارت خارجہ، وزارت تعلیم، امیگریشن پولیس کا ہیڈ کوارٹر اور عدالتیں شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس مسجد کو اس علاقہ، اس شہر اور اس ملک میں توحید کو پھیلانے والا بنائے اور ہمیں اللہ کے اس گھر کو آباد کرنے والا اور اپنے فرائض کماحقہ ادا کرنے والا بنائے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 30 دسمبر 2022ء)





《62》

کونگو کنشاسا کی پہلی مسجد

(شاہد محمود خان۔ مبلغ سلسلہ کونگو کنشاسا)

کونگو کنشاسا وسطی افریقہ میں واقع ایک وسیع و عریض ملک ہے۔ ملکی تاریخ سیاسی انتشار اور خلفشار سے بھرپور رہی ہے۔ مغربی یورپ کے رقبہ کے برابر اس ملک میں ذرائع نقل و حمل آج 2022ء میں بھی محدود اور بعض علاقوں میں مفقود ہیں۔ ان تمام مشکلات اور رکاوٹوں کے باوجود اس ملک میں بھی جماعت احمدیہ کے پیغام کو پہنچنے سے نہیں روکا جاسکا۔ کینیا اور تنزانیہ کے راستہ سے جماعت کا پیغام 1968ء کے قریب کونگو کے انتہائی مشرقی حصہ میں پہنچا اور کچھ احباب نے احمدیت قبول کرلی۔ یہ تعداد وقت کے ساتھ کسی قدر بڑھتی رہی۔ زبانی روایات کے مطابق کونگو کے صوبہ Maniema میں Karomo نامی گاؤں میں نماز کے لیے ایک چھپر بنایا گیا۔ یہ جماعت احمدیہ کی پہلی مسجد تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ معلومات بھی ملی ہیں کہ کونگو کنشاسا کے وسط میں واقع صوبہ Kasai کے شہر کانانگا میں چند ابتدائی احمدیوں نے ایک کچی عمارت بنائی جس کو بطور مسجد کے استعمال کیا جاتا رہا۔

1970ء کی دہائی میں یہاں پر مرکزی مبلغین کرام کے دورہ جات بھی ہوئے۔ مکرم مولانا صدیق منور صاحب کی مرتبہ تاریخ کے مطابق مختلف مبلغین کرام نے یہ دورہ جات کیے۔

مکرم مولانا صدیق منور صاحب نے بھی 1982ء میں 2/جون تا 5/جولائی ایک ماہ کا دورہ کیا اور مرکز رپورٹ ارسال کی۔ اس رپورٹ کے بعد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اس ملک میں مستقل مشن کی بنیاد رکھنے کا فیصلہ فرمایا اور 20/جون 1984ء کو مکرم مولانا صدیق منور صاحب کنشاسا پہنچے۔ آغاز میں ایک احمدی مکرم عثمان کلونجی صاحب کے گھر واقع کنشاسا میں مبلغ صاحب رہائش پذیر رہے اور نمازیں بھی یہیں ادا ہوتی رہیں۔ اس کے بعد اسی سال ایک عمارت کرائے پر لے کر جماعتی سرگرمیاں شروع کر دی گئیں۔

1984ء سے 1987ء کے آغاز تک احمدیہ مرکز کرایہ کی عمارت میں تھا۔ اپریل 1987ء میں اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ ہیڈ کوارٹر کے لیے شہر کے اچھے علاقہ میں اپنی عمارت روڈ پر خریدنے توفیق دی۔ یہ عمارت زون Barumbu میں Ruakadingi روڈ پر واقع ہے یہ چالیس ہزار امریکن ڈالرز میں خریدی گئی تھی۔ 15 مئی 1987ء بروز جمعۃ المبارک مکرم مولانا صاحب نے احمدیہ مرکز میں رہائش اختیار کی۔ فالحمدللہ علی ذالك۔ احمدیہ مرکز میں اس وقت 3 عمارتیں اور کچھ کھلا صحن تھا ایک عمارت مبلغین کی رہائش اور دوسری بڑی عمارت میں دفتر لائبریری اور مسجد کے لئے مخصوص کی گئی تھی اس مسجد کا نام بیت الاحد رکھا گیا۔ اس طرح بیت الاحد Barumbu کونگو کنشاسا میں باقاعدہ طور پر جماعت احمدیہ کی پہلی مسجد تھی۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 30 دسمبر 2022ء)



﴾63﴿

زیمبیا میں احمدیت کا نفوذ

(طاہر سیفی۔ نمائندہ الفضل آن لائن زیمبیا)

اگست 1958ء میں محترم مولانا محمد منور صاحب زیمبیا میں مشن کے قیام کا جائزہ لینے کے لیے آئے تھے اور دو ماہ انہوں نے زیمبیا میں قیام کیا۔ اس وقت زیمبیا میں بعض ایشیائی احمدی موجود تھے جن کی خواہش تھی کہ وہاں کسی مبلغ کا تقرر کیا جائے۔ اس طرح زیمبیا کے پہلے مبلغ مکرم شیخ نصیر الدین احمد صاحب مقرر ہوئے جو 14/اکتوبر 1971ء کو زیمبیا کے دارالحکومت لوساکا پہنچے۔ مکرم شیخ نصیر الدین صاحب کے زیمبیا پہنچنے کے تین دن بعد پہلے افریقن دوست مکرم ادریس کاسا صاحب احمدیت میں داخل ہوئے۔ زیمبیا میں باقاعدہ مشن کا آغاز رجسٹریشن کروانے کے بعد 6/جنوری 1972ء کو ہوا۔

زیمبیا میں باقاعدہ پہلی مسجد (بیت الاحد) کا سنگ بنیاد 1999 میں مکرم رئیس احمد طاہر نیشنل صدر و مبلغ انچارج صاحب زیمبیا نے رکھا لیکن ان کے دور میں مسجد مکمل نہ ہو سکی اور ان کا تبادلہ پاکستان ہو گیا۔

10/مارچ 2000ء کو نئے آنے والے نیشنل صدر و میشنری انچارج مکرم طاہر محمود چوہدری صاحب نے اس مسجد کو مکمل کر کے 2000ء کے آخر میں اس مسجد کا باقاعدہ طور پر افتتاح کیا۔ اس مسجد کا مُسَقَّف حصہ 14×10 میٹر ہے اور اس مسجد میں 150 نمازیوں کی گنجائش ہے۔ الحمد للہ علی ذالك

دارالحکومت لوساکا میں بیت الاحد کی مرمت، توسیع اور میناروں کی از سر نو تعمیر

2012ء میں دارالحکومت لوساکا کے کنیاما ایریا میں جہاں پہلے سے جماعت کی مسجد موجود ہے، اس کی مرمت کے کام

کا آغاز کیا گیا۔ اس میں برآمدے کا اضافہ کر کے میناروں کی از سر نو تعمیر کی گئی۔ اس کے بعد مسجد کے احاطہ میں مختلف راستے، پارکنگ پلیس اور صحن میں بھرتی ڈالی گی۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 30 دسمبر 2022ء)





﴿64﴾

کونگو برازاویل میں پہلی مسجد بیت السلام

(سعید احمد۔ نمائندہ الفضل آن لائن کونگو برازاویل)

جون 2005ء میں کونگو برازاویل میں پہلی دفعہ جماعت احمدیہ کا مشن ہاؤس کھولا گیا۔ 2007ء میں جماعت کی رجسٹریشن جماعت احمدیہ مسلمہ کے نام پر ہوگئی۔ الحمدللہ

رجسٹریشن کے بعد کیپیٹیل کے باہر نئے علاقوں میں تبلیغ کا آغاز کیا گیا جن دیہات میں جماعت کو تبلیغ کرنے اور جماعت کا پودا لگانے کی توفیق ملی ان میں سے ایک گاؤں ایمبیمی ہے جہاں پر شروع میں ہی تبلیغ میں کامیابی ہوئی اور کافی بیعتیں ہوگئیں۔ بیعت کرنے والوں میں سے ایک بزرگ مکرم ایمبولا صاحب جن کی عمر 80 سال تھی کو بھی بیعت کرنے کی توفیق ملی اور ان کا نام ابراہیم رکھا گیا۔ مکرم ابرہیم ایمبولا صاحب نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ جماعت ہمارے لئے ایک مسجد بنائے اور مسجد کے لئے انہوں میں سے اپنے پلاٹ میں سے ایک حصہ جماعت احمدیہ کے نام لگا دیا تا کہ ان کے لئے مسجد کی تعمیر کی جاسکے۔

اسی جگہ پر ہمیں اپنی پہلی مسجد 2008ء میں تعمیر کرنے کی توفیق ملی۔ اس مسجد کی تعمیر کا آمدہ خرچ بفضلہ تعالیٰ درج ذیل افراد کو کرنے کی توفیق ملی:

مکرم حافظ محمد ظفر اللہ صاحب، مکرم منور ذیشان صاحب، مکرم اثمار اعجاز خان صاحب، مکرم سید نعمان صاحب، مکرم فرخ احمد صاحب اور خاکسار سعید احمد مبلغ سلسلہ۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت اس مسجد کا نام بیت السلام تجویز فرمایا۔ مسجد کی تعمیر مکمل ہونے پر 17/ مئی 2009ء کو باقاعدہ اس مسجد کا افتتاح کرنے کی توفیق ملی۔

افتتاح کے موقع پر 10 جماعتوں سے آئے ہوئے 210 افراد کو شرکت کرنے کی توفیق ملی جن میں سے 50 کے قریب عیسائی احباب بھی شامل تھے۔ 5 گاؤں کے نمبر دار اور 4 پادریوں نے بھی شرکت کی افتتاح کے موقع پر ایک پادری نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ہم اپنے گاؤں میں جماعت احمدیہ کو خوش آمدید کہتے ہیں اور کہا کہ یہ مسجد ہمارے لئے ایک انمول تحفہ ہے کیونکہ مسجد ہو یا چرچ اس میں خدا کی ہی عبادت کی جاتی ہے اور ایسی جگہوں پر خدا کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔

یہ گاؤں کیپیٹل سے 70 کلو میٹر کے فاصلے پر ہے اور مسجد بالکل مین شاہراہ پر تعمیر کی گئی ہے جو ہر آنے جانے والے کے لئے جماعت کی تبلیغ کا باعث بن رہی ہے اور دوسرے مسلمان مسافر بھی بوقت نماز یہاں نمازیں ادا کرتے ہیں۔

اس مسجد کے پہلے امام اور معلم سلسلہ مکرم ابو بکر آداموصاحب تھے۔ جو آج کل کیمرون میں خدمت سلسلہ کی توفیق پا رہے ہیں۔ یہاں کے پہلے صدر جماعت مکرم ابو بکر لامیلے صاحب تھے جو بفضلہ تعالیٰ موصی تھے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ یہ مسجد بہتوں کے لئے ہدایت کا موجب ہو۔ اور ہمیں اس مسجد کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 30 دسمبر 2022ء)



﴿65﴾

جنوبی افریقہ میں احمدیت کا آغاز
اور کیپ ٹاؤن میں مسجد کی تعمیر

(منصور احمد زاہد۔ نمائندہ الفضل آن لائن جنوبی افریقہ)

تعارف

جنوبی افریقہ بر اعظم افریقہ کے انتہائی جنوب میں واقع ہے اور دو سمندروں کے ملنے کی جگہ ہے اس کے ایک طرف انڈین اوشن ہے جبکہ دوسری طرف پیسیفک اوشن، اس لحاظ سے یہ ملک بر اعظم افریقہ اور دنیا کا کنارہ ہے اور اس ملک کے مشہور شہر کیپ ٹاؤن سے احمدیت کا آغاز ہوا اور اس طرح یہ شہر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام ”میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا“ کے پورا ہونے کا موجب بنا کیونکہ اس شہر کے بعد پھر آگے سمندر ہی سمندر ہے جس کی انتہاء جزیرہ انٹار کٹیکا پر ہوتی ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالك

اس ملک کا رقبہ چار لاکھ اکہتر ہزار چار سو پینتالیس مربع میل ہے۔ 2021ء کے اعداد و شمار کے مطابق آبادی چھ کروڑ سے زائد ہے اس میں سے پانچ کروڑ کے قریب سیاہ فارم ہیں جو کہ آبادی کا قریباً 81 فیصد ہے، سفید فارم کی آبادی قریباً سینتالیس لاکھ سے زائد ہے اور مقامی افریقن قبائل اور یورپ سے ہجرت کر کے آنے والے لوگوں کے میل ملاپ اور شادی بیاہ سے جو آگے نسل چلی اسے کلرڈ لوگ کہا جاتا ہے یہ کوئی پچاس لاکھ سے زائد ہیں جبکہ ایشیائی لوگوں کی تعداد جس میں انڈونیشیا ملیشیا ہندوستان اور پاکستان وغیرہ کے لوگ شامل ہیں یہ سب ملا کر کوئی دس لاکھ سے اوپر ہیں۔

جنوبی افریقہ کے بڑے بڑے شہر درج ذیل ہیں

1۔جوہانسبرگJohannes Burg ۔2پورٹ الزبتھ Port Elizabeth ۔3ڈربنDurban ۔4پری ٹوریا Pretoriaاور کیپ ٹاؤن Cape Town ہے۔ الحمد للّٰہ ان میں سے اکثر شہروں میں اس وقت چھوٹی بڑی جماعتیں قائم ہیں۔

جنوبی افریقہ میں احمدیت کا تعارف

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام ''ینصرك رجالٌ نوحی الیھم من السماء '' کے مطابق 1915ء میں جنوبی افریقہ کے ایک دوست مکرم علاؤ الدین صاحب نے اپنے ایک خواب کی بنا پر احمدیت قبول کی۔ انہوں نے اپنی بیعت کے خط میں لکھا:

''حضرت مرزا صاحب جن کا حلیہ یہ ہے نے مجھے رؤیا میں فرمایا کہ تم مرزا غلام احمد قادیانی کو جانتے ہو؟ میں نے کہا کہ نام تو سنا ہوا ہے فرمایا وہ تمہارے سامنے کھڑے ہیں۔ قیامت نزدیک ہے موجودہ خلیفہ کے ہاتھ پر جلد سلسلہ میں داخل ہو جاؤ ورنہ افسوس کرو گے۔''

(الفضل 16/مارچ 1915ء صفحہ 1 کالم 2)

مگر جنوبی افریقہ میں احمدیت (یعنی جماعت مبائعین) کا تعارف مکرم ڈاکٹر یوسف سلیمان صاحب کے ذریعہ سے ہوا جو ابتدائی عمر میں ڈاکٹری کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے انگلستان آئے جہاں ان کی ملاقات مکرم خواجہ کمال الدین صاحب سے ہوئی اور Star Street لنڈن میں مقیم بعض اور احمدیوں سے بھی تعارف ہوا اور پھر 1918ء میں حضرت قاضی محمد عبد اللہ صاحب مبلغ انگلستان کے ذریعہ احمدیت میں داخل ہو گئے۔

(our foreign Mission P25)

ایک لمبے عرصے تک احمدیت کی آغوش میں تربیت پانے کے بعد مکرم ڈاکٹر سلیمان صاحب کے دل میں احمدیت کا پیغام دوسروں تک پہنچانے کا خیال پیدا ہوا۔ چنانچہ حج کی ادائیگی کے بعد آپ قادیان آئے اور حضرت مصلح موعودؓ سے ملاقات کے موقعہ پر اس خواہش کا اظہار کیا کہ وہ جنوبی افریقہ میں رہائش پذیر ہو کر تبلیغ کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اس ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ نے 18 مارچ 1946ء کو خطبہ جمعہ میں فرمایا۔

”ڈاکٹر صاحب نے اپنی ساری عمر انگلستان میں گذاری ہے انہوں نے ڈاکٹری پاس تو کی ہے لیکن ڈاکٹری پیشہ اختیار نہیں کیا ان کے والد امیر آدمی تھے اور اتنی جائیداد انہوں نے چھوڑی ہے کہ وہ اس پر گزارہ کرتے ہیں ان کے والد کیپ ٹاؤن کے علاقے کے ویسے ہی لیڈر تھے جیسے مسٹر گاندی نٹال (Natal) (صوبہ) کے اور دونوں ملکر کام کیا کرتے تھے جب ڈاکٹر صاحب مجھے ملے تو انہوں نے بتایا کہ مسٹر گاندی کئی دفعہ ہمارے گھر آکر ٹھہرتے اور کئی دفعہ ہم ان کے گھر جا کر ٹھہرتے.......... میں نے کہا کیا کسی طرح ہم اپنا مبلغ وہاں بھیج سکتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہاں ہاں انہیں استاذ کر کے بھیج سکتے ہیں۔ میں کہوں گا کہ مجھے اپنے لئے دین کے استاد کی ضرورت ہے اس طرح وہ میرے استاد بن کر جاسکتے ہیں۔ میں نے کہا کہ آپ وہاں جائیں اور استاذ کے لئے درخواست دے دیں اجازت ملنے پر ہم وہاں اپنا مبلغ بھیج دیں گے............ اب دیکھو یہ خدائی سامان ہے نہ ارادہ نہ خیال۔ مجھے تو یہ بھی پتہ نہیں تھا کہ وہ آرہے ہیں۔ اچانک ان کا یہاں آنا معلوم ہوا اور اچانک خدا تعالیٰ کی طرف سے ساؤتھ افریقہ میں تبلیغ احمدیت کے سامان پیدا ہو گئے۔“

مکرم ڈاکٹر یوسف سلیمان صاحب قادیان سے واپس انگلستان پہنچے جہاں سے تبلیغ دین کا عزم صمیم دل میں لئے 13/اکتوبر 1946ء کو جنوبی افریقہ کے لئے روانہ ہوئے۔

(تاریخ احمدیت جلد 8 صفحہ 606-607)

مکرم ڈاکٹر صاحب نے جنوبی افریقہ پہنچ کر احمدیت کی تبلیغ واشاعت شروع کی آپ نے نامساعد حالات اور مشکلات کے باوجود بڑی محنت اور تندہی کے ساتھ کام کیا اور خدا تعالیٰ کے فضل سے آپ کی مساعی بارآور ہوئی اور چھ سال کے عرصہ میں کئی دوست احمدیت میں داخل ہوئے۔ اس طرح جنوبی افریقہ میں احمدیت آہستہ آہستہ پروان چڑھنے لگی۔

مکرم ڈاکٹر صاحب کی وفات 1952ء میں لنڈن میں ہوئی آپ کا جنازہ انگلستان سے ساؤتھ افریقہ لایا گیا جہاں کیپ ٹاؤن کے سینکڑوں مسلمانوں اور دوسرے دوستوں نے تدفین میں شرکت کی۔

مکرم ڈاکٹر صاحب کی وفات کے بعد ایک مخلص احمدی اور ڈاکٹر صاحب موصوف کے قریبی دوست مکرم ہاشم ابراہیم صاحب نے جماعت کے کام کو آگے بڑھایا اور تبلیغی سرگرمیوں میں احباب جماعت کی راہنمائی کرتے رہے۔

(Our Foreign Mission P26)

عارضی مشن ہاؤس اور نماز سینٹر کا قیام

ابتداء میں مکرم ہاشم ابراہیم صاحب کا گھر جماعت کا مرکز اور نمازوں اور دیگر تقریبات کے لئے استعمال ہوتا رہا۔ لیکن جماعت کی سرگرمیوں میں وسعت کے پیش نظر جماعت کے مرکز کے لئے علیحدہ جگہ کی ضرورت محسوس ہوئی چنانچہ 1967ء میں جماعت نے مسجد اور مشن کے لئے ٹاؤن کے ایک حصہ جس کا نام ایتھلون ہے میں ایک پلاٹ خریدا۔

مسجد کی تعمیر

مسجد کے لئے 1967ء میں خرید کردہ پلاٹ پر تعمیر کا آغاز 1970ء میں ہوا۔ مسجد کا سنگ بنیاد محترمہ عائشہ بٹ نے رکھا جو قدیم احمدی ہونے کے علاوہ احمدیت کا درد رکھنے والی بڑی مخلص اور نیک خاتون تھیں آپ مکرم ڈاکٹر یوسف سلیمان صاحب مرحوم کی ہمشیرہ تھیں۔

(فائل جنوبی افریقہ 70-84 صفحہ 18)

اس مسجد کی بعد میں توسیع کی گئی اور مینار بھی بنایا گیا۔

مسجد کی تعمیر پر مبلغ 3750 پونڈز خرچ آیا اس کی شکل مستطیل اور چھت مسطح ہے۔ جماعت احمدیہ ساؤتھ افریقہ کے صدر اور امام مکرم ہاشم ابراہیم صاحب نے 9/اپریل 1971ء کو نماز جمعہ کے بعد اس کا افتتاح کیا یہ مسجد نمازوں کی ادائیگی کے علاوہ جماعتی اور تبلیغی سرگرمیوں کا بھی مرکز ہے۔ مسجد سے ملحق ایک مکان بھی خرید لیا گیا جو کہ بطور مشن اور مبلغ سلسلہ کی رہائش کیلئے زیر استعمال ہے۔ اس مسجد کا نام بیت الاول ہے۔ اس میں لجنہ اماء اللہ کی نمازوں کی ادئیگی کے لیے گیلری ہے جسے علیحدہ داخلی راستہ دیا گیا ہے اور اس حصہ کے نیچے مردوں کے لئے وضو کرنے کی جگہ ایک دفتر کا کمرہ مہمانوں کے استقبال کے لیے کمرہ جس میں قران کریم کے مختلف تراجم کی نمائش اور حوالہ جات کے لئے اہم کتب بھی رکھی گئی ہیں۔

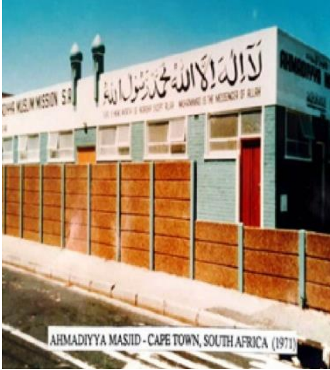
کیپ ٹاؤن میں جماعت کا مشن ہاؤس جو کہ مسجد سے ملحقہ مگر دوسرے سڑک پر واقع ہے یہ مسجد گلی کے کارنر پر ہے

قارئین الفضل سے ساؤتھ افریقہ کی جماعت کی ترقی کے لئے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 30 دسمبر 2022ء)






لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
AHMADIYYA MASJID - CAPE TOWN, SOUTH AFRICA (1971)





﴿66﴾

مسجد بیت المہدی لیسوتھو

(محمد احسان نور۔ مبلغ سلسلہ لیسوتھو جوہانسبرگ (جنوبی افریقہ))

اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق حضرت مسیح موعود کا الہام (میں تیری تبلیغ کو دینا کے کناروں تک پہنچاوں گا) کس شان سے پورا ہوتا نظر آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور احسان سے جماعت احمدیہ لیسوتھو کو اللہ تعالیٰ نے مسجد تعمیر کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ لیسوتھو کو افریقہ کی چھت بھی کہا جاتا ہے۔ یہ پورے افریقہ میں سطح سمندر سے سب سے بلند مقام پر واقع ہے۔ لیسوتھو کی کل آبادی 2,183,238 ہے اور اس کا کل رقبہ 30,355 سکوائر کلو میٹر ہے۔ یہ ملک چاروں اطراف سے ساوتھ افریقہ سے گھرا ہوا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ علیہ کی ہدایات کے مطابق نئے ملکوں میں احمدیت کا پیغام پہنچانے کی غرض سے دو نئے ملکوں لیسوتھو اور سوازی لینڈ جس کا نیا نام ایسواٹینی ہے میں تبلیغی مہم شروع کی۔

مکرم رشید احمد یحییٰ صاحب، مبلغ انچارج و نیشنل پریذیڈنٹ ساؤتھ افریقہ کی راہنمائی میں 1999ء میں کیپ ٹاؤن سے تبلیغ کی غرض سے یہاں تشریف لائے۔

الحمدللہ ان کی تبلیغ سے لیسوتھو میں متعدد احباب نے سلسلہ احمدیہ میں شمولیت اختیار کی اور اسلام احمدیت کی برکات سے مستفید ہوئے۔ ابتدائی احباب جماعت تھابا بوسیو، ماسیر و اور موہالے سہوک میں تھے۔

جماعت احمدیہ لیسوتھو کی پہلی مسجد تھابا بوسیو میں واقع ہے۔ تھابا بوسیو ریت اور پتھروں کا مرتفع ہے۔ جس کا کل رقبہ دو کلو میٹر مربع ہے اور یہ سطح سمندر سے 1804 میٹر (5918 فٹ) کی بلندی پر واقع ہے۔ یہ ملک کے

دارالحکومت ماسیر و سے 24 کلو میٹر مشرق میں واقع ہے۔ یہ کسی زمانہ میں ملک کا دارلحکومت ہوا کرتا تھا جب کنگ موشے شے اول اس ملک کا بادشاہ تھا۔

2005ء کے اوائل میں مبلغ انچارج و نیشنل پریذیڈنٹ جنوبی افریقہ مکرم ظہیر احمد کھوکھر صاحب نے پیارے حضور حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں تھابوسیو میں ایک مسجد کی تعمیر کے لیے زمین خریدنے کی درخواست کی جسے حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت قبول فرمایا۔ اس طرح جنوری 2005ء کو لیسوتھو میں جماعت کے عہدیداروں نے مسٹر ایڈگر موئیلوا اور ان کے خاندان کے ساتھ گفت وشنید کے ذریعے تھابابوسیو، بوائیکیٹلو میں زمین خریدی اور تھابا بوسیو میں مقامی حکومتی اہلکاروں کی طرف سے ایک فارم سی کاغذ جاری کیا گیا۔ ملکیت کی تبدیلی کی قانونی دستاویز کے طور پر جماعت کو تھابا بوسیو زمین کا سروے کرنے اور لیز کی درخواست دائر کرنے کے بعد، جماعت نے فروری 2005ء میں لوکل گورنمنٹ کے لینڈز، سروے اور فزیکل پلاننگ کے محکمے سے لیز حاصل کی۔ آخرکار ایک مسجد کی تعمیر کے لیے منظوری مل گئی۔

21مارچ 2005ء کو تھابا بوسیو، بوائیکیٹلو میں ایک مسجد کی تعمیر کا آغاز مینڈھے کی قربانی سے ہوا، جس کے بعد جماعت کے ارکان کی دعا اور مشنری داؤد صدیق آرتھر صاحب آف گھانا کی قیادت میں سنگ بنیاد رکھا گیا۔ تھابہ بوسیو کے قریب تھابہ کھوپا کے ایک مقامی بلڈر مسٹر موصلا بکی نے مسجد کی تعمیر کی۔ مشنری کی نگرانی میں جماعت کے مزدوروں اور تھابہ بوسیو کے لوگوں نے ان کی مدد کی 5/ جنوری 2006ء کو، کیپ ٹاؤن اور جوہانسبرگ، جنوبی افریقہ سے جماعت کے اراکین و نیشنل صدر کی قیادت میں مسجد دیکھنے آئے تاکہ مسجد کی تعمیر کا باضابطہ طور پر چیفس اور تھابہ بوسیو کے لوگوں سے تعارف کرایا جاسکے۔

کچھ چیفس، عیسائی مشنری اور تھابا بوسیو کے آس پاس کے لوگوں کو اجتماع میں مدعو کیا گیا تھا۔ انہوں نے مسجد کی تعمیر پر خوشی کا اظہار کیا۔ اس کے بعد مسجد فروری 2006ء میں مکمل ہوئی تھی۔ اس کا باقاعدہ افتتاح 2007ء میں ہوا لیکن نماز اور دوسرے پروگرامز کے لیے اس مسجد کا استعمال اس کے مکمل ہونے کے بعد شروع ہو گیا تھا۔

مسجد کا نام ہمارے پیارے حضور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت مسجد بیت المہدیٰ رکھا ہے۔ پیارے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دور میں بننے والی یہ لیسوتھو کی پہلی مسجد ہے۔ اللہ تعالیٰ جماعت لیسوتھو کو خلافت احمدیہ کے سایہ میں مزید مساجد بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جماعت لیسوتھو کے کاموں میں برکت عطا فرمائے اور احسن رنگ میں جماعت کی تعلیمات لوگوں تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 30 دسمبر 2022ء)







﴿67﴾

جمائیکا کی پہلی مسجد

(طارق عظیم۔ صدر و مشنری انچارج جمائیکا)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے جب 1994ء میں امریکہ کا دورہ فرمایا تو جماعت کو اس بات کی طرف تحریک کی کہ ارد گرد کے ممالک میں تبلیغ کریں تا نئے ممالک میں اسلام احمدیت کا پیغام پہنچ سکے۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت نے حضور کی اس بات پر لبیک کہا اور چند افراد نے وقفِ عارضی کے تحت جمائیکا میں تبلیغ کا کام شروع کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فوری طور پر اُن کی تبلیغ میں برکت عطا کی اور جمائیکا میں جماعت کا قیام عمل میں آیا۔ اور Kingston میں ایک مشن ہاؤس کرائے پر لے لیا گیا۔

پھر کچھ سالوں تک واقفین عارضی وقتاً فوقتاً جمائیکا تشریف لاتے رہے اور افرادِ جماعت کی تربیت کا کام جاری رہا۔ لیکن بعض وجوہات کی بنا پر 2000ء کے بعد یہ تسلسل قائم نہ رہ سکا۔

2008ء میں حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جمائیکا جماعت کی ذمہ داری کینیڈا جماعت کو سونپ دی۔ اس دور میں پھر سے واقفینِ عارضی تواتر سے جمائیکا میں آنے شروع ہوئے بلکہ بعض نے کئی ماہ تک قیام کیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اگلے دو سال میں جماعت نے تیزی سے ترقی کی اور 4 مختلف علاقوں میں جماعت قائم ہو گئی۔ Kingston کے قریب واقع ایک شہر Portmore میں ایک بلڈنگ بطورِ مشن ہاؤس کرائے پر لی گئی۔ اسی طرح ایک قصبے میں، جس کا نام Clark's Town ہے، ایک گھر کرائے پر لے لیا گیا۔ اِن مشن ہاؤسز سے تبلیغ و تربیت کا کام تیزی سے ہونے لگا، مگر ساتھ ہی باقاعدہ مسجد بنانے کی طرف بھی توجہ رہی اور مختلف مقامات پر مسجد کی تعمیر کے لئے پلاٹ دیکھے جانے لگے۔

اسی دوران جمائیکا میں پہلے مربی سلسلہ کی تقرری بھی ہوئی اور مولانا ادریس احمد صاحب غانا سے جمائیکا تشریف لائے۔

2010ء میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کو Old Harbour شہر کے قریب ایک موزوں زمین حاصل ہوگئی۔ اس زمین کا کُل رقبہ پانچ acre ہے اور یہ کنگسٹن شہر سے تقریباً 40 کلومیٹر پر واقع ہے۔

فوری طور پر بلدیاتی اور دوسرے اداروں سے اجازت حاصل کرنے کے بعد مسجد کی تعمیر کا کام شروع ہوگیا۔ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس بننے والی مسجد کا نام ''مسجد مہدی'' تجویز فرمایا اور مولانا مبارک احمد نذیر صاحب کو اس مسجد کا سنگِ بنیاد رکھنے کے لئے مقرر کیا، جو بطورِ مشنری انچارج کینیڈا خدمت بجالا رہے تھے۔

مسجد کی تعمیر کا کام چند ہی مہینوں میں مکمل ہوگیا اور اُس 5 acre-بیابان کو ایک پُر سکون اور خوبصورت جگہ میں تبدیل کر دیا گیا۔

مسجد مہدی کے افتتاح کے لئے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مولانا عبد الوہاب بن آدم صاحب کو مقرر کیا۔ آپ جولائی 2011ء میں جمائیکا تشریف لائے اور مسجد مہدی میں باقاعدہ پہلی نمازِ جمعہ 8 جولائی 2011ء کو ادا کی گئی۔ اسی موقع پر جماعت احمدیہ جمائیکا کا پہلا جلسہ سالانہ بھی منعقد ہوا اور 10 جولائی 2011ء کو اس مسجد کا باضابطہ طور پر افتتاح ہوا۔ اس موقع پر کثیر تعداد میں غیر از جماعت مہمان موجود تھے۔

جہاں مسجد مہدی کی تعمیر جماعت کی تاریخ میں ایک سنگ میل ہے، اس مسجد کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ مسلسل جماعت کو ترقیات سے نواز رہا ہے۔

جب سے یہ مسجد تعمیر ہوئی ہے، ہزاروں لوگ جن میں اسکولوں کے طلباء بھی شامل ہیں، اس مسجد کا دورہ کر چکے ہیں اور اسلام کی بنیادی تعلیمات سے آگہی حاصل کر چکے ہیں۔ سال بھر میں مختلف پروگراموں کا انعقاد کیا جاتا ہے جن میں سینکڑوں مہمان شامل ہو کر اسلام کی تعلیمات سے روشناس ہوتے ہیں۔ اِن پروگراموں میں سر فہرست جلسہ سالانہ ہے۔ اسکے علاوہ بچوں کے لئے ہر سال دس روزہ ''سمر کیمپ'' کا انعقاد کیا جاتا ہے جس سے 50 سے زائد مقامی طلباء استفادہ کرتے ہیں۔ اسی طرح ایک پروگرام ''فن ڈے'' کے نام سے بھی کیا جاتا ہے، جس میں 80 سے زائد

بچے شامل ہوتے ہیں۔ گرمیوں کی چھٹیوں میں ایک اور پروگرام بھی منعقد کیا جاتا ہے جو Back to School کے نام سے موسوم ہے۔ اس فلاحی پراگرام کے لئے ہر سال مسجد مہدی کے گردونواح کے اسکولوں سے ایسے طلباء کی لسٹ لی جاتی ہے جو مدد کے حقدار ہیں۔ پھر ان تمام طلباء کو انکے والدین کے ساتھ مسجد مدعو کیا جاتا ہے اور جماعت کی طرف سے کتابیں اور اسکول کا کچھ سامان تحفتاً دیا جاتا ہے۔

یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ مسجد مہدی کی بدولت ہمیں اسلام احمدیت کا پیغام لوگوں تک پہنچانے کا موقع ملتا ہے۔ جمائیکا میں عموماً لوگ اسلام سے ناواقف ہیں، بلکہ بہت سے غلط تصورات اسلام کے متعلق رکھتے ہیں۔ مگر جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے فرمایا:

”جس گاؤں یا شہر میں ہماری مسجد قائم ہوگئی تو سمجھو! جماعت کی ترقی کی بنیاد پڑ گئی۔“

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 93)

ہم جمائیکا میں روز حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی اِس بات کو سچ ثابت ہوتا دیکھتے ہیں۔ مسجد کے قریب رہنے والے تمام افراد اس مسجد کو امن گھوارہ سمجھتے ہیں اور اس خانہ خدا سے کوئی غلط کام ہوتا تصور بھی نہیں کرسکتے۔ الحمدللہ۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس مسجد کے ذریعہ جلد از جلد اسلام کا پیغام تمام ملک میں پھیلا دے، نیز جماعت احمدیہ جمائیکا کو مزید مساجد کی بنانے کی توفیق حاصل ہو۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 30 دسمبر 2022ء)





﴿68﴾

قادیان دارالامان کی چند مساجد کا تعارف

(شیخ مجاہد احمد شاستری۔ قادیان)

قادیان کا نام اس کے بانی مرزا ہادی بیگ صاحب نے سولہویں صدی میں الٰہی مشیت سے ”اسلام پور“ رکھا تھا۔ اس میں یہ الٰہی مشیت پوشیدہ تھی کہ اس بستی سے اسلام کی احیا کے لئے موعود امام نے ظاہر ہونا تھا۔ ”اسلام پور“ کے نام میں اس طرف بھی اشارہ موجود ہے کہ اسلام کے جملہ ارکان کی از سرنو تکمیل کے سامان اس مقدس بستی سے وابستہ ہیں۔

چنانچہ قادیان دارالامان کی تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ ہر دور میں اللہ تعالیٰ نے اسلام کے احیاء کا اس کو مرکز بنایا۔

ہم سب جانتے ہیں کہ اسلام کے پانچ بنیادی اراکین میں سے ایک رکن پنج وقتہ نماز کا باجماعت مسجد میں ادا کرنا ہے۔ احادیث شریف میں بھی نماز کو دین کا ستون قرار دیا گیا ہے۔ نماز کی باجماعت ادائیگی کے لئے مساجد بنانے کا حکم بھی قرآن مجید سے ملتا ہے۔

اسلام میں مساجد کو جو خاص روحانی مقام حاصل ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ یہ وہ مرکزی نقطہ ہے۔ جس کے ارد گرد اسلامی سوسائٹی کے تمام نیک اعمال چکر لگاتے ہیں۔ یہ اس مقدس کعبۃ اللہ کا عکس ہے جو دنیا میں خدا اور انسان کا پہلا گھر قرار دیا گیا ہے۔ یہ تصویری زبان اس روحانی تعلق کا ظاہری اور مادی نشان ہے جو ایک نیک بندے کو اس کے آسمانی آقا کے ساتھ جوڑتا ہے۔ یہ اسلامی مساوات کی ایک بولتی ہوئی تصویر ہے۔ جس کے سامنے کسی سرکش اور متکبر انسان کو اپنے کسی غریب اور عاجز بھائی کے مقابل پر بڑائی کا دم بھرنے کی جرأت نہیں ہوسکتی اور نہ ہونی چاہئے۔ یہ وہ چوبیسوں گھنٹے کھلا رہنے والا روحانی ہسپتال ہے۔ جس میں ہر دکھتے ہوئے دل پر رحمت کا ہاتھ رکھا جاتا

ہے۔ یہ وہ امن و عافیت کا حصار ہے جس میں داخل ہو کر انسان دنیا کی فکروں اور اس سفلی زندگی کی پریشانیوں سے نجات پاتا ہے۔

اسلام کی نشاۃ ثانیہ میں احمدیہ مسلم جماعت کے ساتھ مساجد حرمت کے قیام اور اس کی عظمت کو دوبالا کرنا خاص طور پر وابستہ کر دیا گیا ہے۔ بانی جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ:
''اس وقت ہماری جماعت کو مساجد کی بڑی ضرورت ہے۔ یہ خانۂ خدا ہوتا ہے۔ جس گاؤں یا شہر میں ہماری جماعت کی مسجد قائم ہو گی تو سمجھو کہ جماعت کی ترقی کی بنیاد پڑ گئی۔ اگر کوئی ایسا گاؤں ہو یا شہر، جہاں مسلمان کم ہوں یا نہ ہوں اور وہاں اسلام کی ترقی کرنی ہو تو ایک مسجد بنا دینی چاہیئے پھر خدا خود مسلمانوں کو کھینچ لاوے گا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ قیامِ مسجد میں نیّت بہ اخلاص ہو۔ محض لِلّٰہ اسے کیا جاوے۔ نفسانی اغراض یا کسی شر کو ہرگز دخل نہ ہو تب خدا برکت دے گا۔''

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 119 ایڈیشن 1984ء)

مساجد کے مقاصد کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ایک مقام پر فرماتے ہیں:
''جماعت احمدیہ کی مساجد کا شمار اُن مساجد میں نہیں ہوتا جو وقتی جوش اور جذبے کے تحت بنا دی جاتی ہیں اور صرف مسجدوں کی ظاہری خوبصورتی کی طرف توجہ ہوتی ہے نہ کہ اس کے باطنی اور اندرونی حسن کی طرف۔ ہماری مساجد وہ نہیں ہیں بلکہ جماعت احمدیہ کی مساجد کا حُسن ان کے نمازیوں سے ہوتا ہے، اس میں عبادت کے لئے آنے والے لوگوں سے ہوتا ہے۔ ہماری مساجد کی بنیادیں تو ان دعاؤں کے ساتھ اٹھائی جاتی ہیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے خدا کے گھر کی بنیادیں اٹھاتے وقت کی تھیں۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 10/ جون 2005ء مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 24/ جون 2005ء صفحہ 5-6)

قادیان دارالامان اور اس کے ساتھ ملحق دو دیہات جو اب قادیان کے حلقہ میں شمار ہوتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ سے لیکر اب تک بننے والی مسجدوں کی کل تعداد 17 ہے۔ ان مساجد کے علاوہ 4 نماز سینٹر بھی موجود ہیں۔

مسجد اقصیٰ اور مسجد مبارک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کی تعمیر شدہ ہیں۔ یہ دونوں ہی مساجد ایسی ہیں جن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کثرت کے ساتھ نمازیں ادا فرمائی ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے زمانہ میں دو مسجدیں تعمیر و آباد ہوئیں یعنی مسجد نور اور مسجد فضل۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے زمانہ میں آٹھ مساجد بنیں لیکن تقسیم ملک کے بعد ان میں سے تین مساجد ایسی ہیں جو ابھی تک جماعت کو نہیں ملی ہیں یعنی مسجد سٹار ہوزری فیکٹری، مسجد دارالسعۃ اور مسجد دارالفضل۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے عہد خلافت میں ایک مسجد تعمیر و آباد ہوئی یعنی مسجد ننگل باغباناں۔

باقی چار مسجدیں حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے عہد خلافت میں تعمیر و آباد ہوئیں۔

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان تمام مسجدوں میں پانچ وقت باجماعت نمازیں ہوتی ہیں۔

قارئین کرام! اس مختصر تمہید کے بعد قادیان دار الامان میں موجود چند مساجد کا مختصر تعارف و تاریخ پیش خدمت ہے۔ اس مضمون میں قادیان دارالامان کی مسجد اقصیٰ اور مسجد مبارک کا تعارف شامل نہیں ہے۔ ان دونوں مساجد کا تعارف ایک دوسرے مضمون میں شامل اشاعت ہے۔

مسجد نور

مسجد نور قادیان کی اہم مساجد میں سے ایک ہے۔ اور دارالعلوم (موجودہ حلقہ دارالسلام کوٹھی) کی آبادی کا آغاز مسجد نور سے ہوا۔ اس تاریخی مسجد کی بنیاد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے 5/مارچ 1910ء کو بعد نماز فجر اپنے دست مبارک سے رکھی اس موقعہ پر احمدیوں کی ایک کثیر تعداد موجود تھی۔ حضرت خلیفہ اولؓ نے اکبر شاہ خان نجیب آبادی کے ہاتھ سے پہلی اینٹ لے کر اپنے ہاتھ سے گارا لگا کر متضرعانہ دعاؤں کے ساتھ رکھی اور اینٹوں کے ایک ڈھیر پر بیٹھ کر عمارتوں اور مسجدوں کے حقیقی فلسفہ پر ایک پُر معارف تقریر فرمائی۔

23/اپریل 1910ء کو جبکہ مسجد کا ایک کمرہ تیار ہو چکا تھا آپؓ نے نماز عصر پڑھا کر اس کا افتتاح فرمایا۔ اور اس کے بعد سورہ انبیاء کے چھٹے رکوع کا درس بھی دیا۔

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 3 صفحہ 311)

مسجد نور پر پانچ ہزار روپیہ کے قریب صرف ہوا جس میں سے اڑھائی ہزار روپیہ حضرت میر ناصر نواب صاحب نے جماعتوں میں گھوم کر بطور چندہ وصول کیا اور بقیہ اڑھائی ہزار ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کی ہمشیرہ کی ایک وصیت سے آ گیا۔ مسجد کی تکمیل کے بعد فضل صاحب مختار خلیفہ ریاست پٹیالہ نے اگست 1910ء میں تین سو روپیہ اس کے فرش کے لئے اور پچاس روپے نلکا لگوانے کے لئے بھجوائے اور یکم نومبر 1910ء سے اس کے لئے ایک مستقل خادم مقرر ہوا۔ 13/1912ء میں اس کا وسیع صحن تیار کرایا گیااور جلسہ سالانہ یہیں منعقد ہونے لگے۔

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 3 صفحہ 312)

1913ء سے لے کر 1923ء تک جلسہ سالانہ قادیان مسجد نور کے وسیع صحن میں ہی منعقد ہوتا رہا۔

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ 442)

اسی مسجد میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی وفات کے بعد مؤرخہ 14/مارچ 1914ء کو جماعت نے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خلیفۃ ثانی منتخب کیا۔ بعد انتخاب اسی مسجد میں تقریباً دو ہزار افراد نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ہاتھ پر بیعت کی اور قرآن مجید، احادیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی تعمیل میں خلافت سے وابستہ رہنے کا عہد کیا تھا۔

تقسیم ملک کے بعد اس مسجد کو عارضی طور پر بند کر دیا گیا لیکن خلافت رابعہ کے دور میں دوبارہ 1990ء کو کھول دیا گیااور یہاں نماز جمعہ ادا کی جاتی رہی۔

(بحوالہ میری پسند دیدہ بستی قادیان دارالامان صفحہ 122)

2006ء میں جب دارالسلام کوٹھی میں انجمن کے کواٹر تعمیر ہونے شروع ہوئے اور اس علاقہ میں احمدی آبادی بڑھنے لگی تو اس مسجد میں بھی پنجوقتہ نماز ادا کی جانے لگی۔

مسجد فضل

مسجد فضل خلافت ثانیہ کی یادگار ہے۔ اس کی بنیاد حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اپنے دست مبارک سے 12/اپریل 1914ء کو رکھی۔ کہا جاتا ہے کہ پیشتر یہاں مسجد ہی تھی۔ مگر غیر احمدی ترک نماز سے اس قدر غافل ہوئے کہ اپنے مویشی باندھنے لگے۔ آخر بعض بوڑھوں کے شور کرنے پر سرکاری معائنہ ہوا اور احمدیہ جماعت کو مسجد بنانے کی اجازت مل گئی۔ اس مسجد کے حافظ سلطان حامد صاحب ملتانی پیش امام مقرر تھے۔

(بحوالہ قادیان گائیڈ صفحہ 76-77)

تقسیم ملک کے بعد بھی اس مسجد میں درویشانِ کرام نمازیں ادا کرتے رہے۔ بعد میں نامساعد حالات کی وجہ سے مسجد کو عارضی طور پر بند کر دیا گیا۔ لیکن جب اس مسجد کے قرب وجوار میں احمدی آبادی میں غیر معمولی اضافہ ہو گیا تو اس مسجد میں باجماعت نمازیں ادا کرنے کا سلسلہ دوبارہ شروع ہو گیا۔ پھر اپریل 2012ء میں اس کی از سر نو تعمیر شروع ہوئی اور اسے پہلے سے زیادہ کشادہ کر دیا گیا۔ از سر نو تعمیر کے دوران ملبہ قادیان کے خدام نے وقار عمل کے ذریعہ سے نکالا۔

مسجد ناصر آباد

اس مسجد کی تعمیر 1913ء میں ہوئی۔ حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ نے 1911ء میں محلہ دورالضعفاء (ناصر آباد) میں غرباء کے لئے مکانات تعمیر کرنے شروع کئے۔ 1913ء تک 8 گھر تعمیر ہو چکے تھے جن کے لئے ایک مسجد کی بھی ضرورت محسوس ہو رہی تھی۔ چنانچہ حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ کی ہی کوششوں سے مسجد کا تعمیری کام شروع ہوا۔

(بحوالہ الفضل 23/جولائی 1913 صفحہ 1 ایضاً قادیان گائیڈ صفحہ 77)

دارالضعفاء کے پاس جناب قبلہ میر ناصر نواب صاحب کی مساعی جمیلہ نے ایک مسجد (پختہ) کی بنیاد رکھی ہے۔ جس کی دیواریں نصف کے قریب تیار ہو چکی ہیں۔ امید ہے ان شاء اللہ بہت جلد یہ خانۂ خدا مکمل ہو کر قبلہ میر صاحب کے لئے اجر عظیم کا موجب ہو گا۔

(الفضل قادیان دارالامان 23/ جنوری 1916ء صفحہ 1)

روزِ تعمیر سے لیکر آج تک اس مسجد میں باجماعت نمازوں کی ادائیگی ہو رہی رہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ

خلافت رابعہ کے دور میں اس کی توسیع عمل میں آئی اور اسے پہلے سے زیادہ وسیع اور کشادہ کر دیا گیا۔

مسجد رحمٰن

اس مسجد کی بنیاد حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے دعاؤں کے ساتھ مؤرخہ 2/ اپریل 1927ء کو اپنے دست مبارک سے رکھی۔

(بحوالہ الفضل 8/ اپریل 1927ء صفحہ 1)

محلہ دارالرحمت میں ہونے کی وجہ سے یہ مسجد دار الرحمت کہلاتی رہی۔ اس مسجد کے لئے ایک کنال زمین خاندان حضرت مسیح موعودؑ نے وقف کی تھی۔ جماعت کے بعض مخیر احباب کے چندہ سے یہ مسجد بن کر تیار ہوئی۔

(بحوالہ الحکم 14 تا 21 جنوری 1940ء صفحہ 14)

تقسیم ملک کے بعد اس مسجد کو عارضی طور پر بند کر دیا گیا تھا لیکن خلافت رابعہ کے دور میں محلہ دارالرحمت میں احمدی آبادی میں اضافہ کی وجہ سے دوبارہ کھول دیا گیا۔

ابتداء سے لیکر اب تک (یعنی 25/ جنوری 2016ء تک) مسجد رحمن کا نام مسجد دارالرحمت چلا آرہا تھا۔ حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 26/ جنوری 2016ء کو مسجد دارالرحمت کا نام بدل کر مسجد رحمٰن تجویز فرمایا۔

مسجد سبحان

اس مسجد کی بنیاد حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے دعاؤں کے ساتھ مؤرخہ 18/ فروری 1935ء میں اپنے دست مبارک سے رکھی۔

(بحوالہ الفضل 21/ فروری 1935ء صفحہ 1)

محلہ دار البرکات میں ہونے کی وجہ سے یہ مسجد دارالبرکات کہلاتی رہی۔ اس مسجد کے لئے ایک کنال زمین خاندان حضرت مسیح موعودؑ نے عطیہ کی تھی۔

(بحوالہ الحکم 14 تا 21 جنوری 1940ء صفحہ 14)

تقسیم ملک کے بعد اس مسجد کو عارضی طور پر بند کر دیا گیا تھا۔ جب محلہ دار البرکات میں احمدی آبادی میں اضافہ ہو گیا تو اسے دوبارہ کھول دیا گیا۔

ابتداء سے لیکر اب تک (یعنی 25/ جنوری 2016ء تک) مسجد سبحان کا نام مسجد دارالبرکات چلا آرہا تھا۔ حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 26/ جنوری 2016ء کو مسجد دارالبرکات کا نام بدل کر مسجد سبحان تجویز فرمایا۔

مسجد ممتاز

اس مسجد کی تعمیر کا آغاز 1935ء میں ہوا۔ بعض معاندین احمدیت نے رُکاوٹ پیدا کرنے کی کوشش کی مگر عارضی رُکاوٹ کے بعد 1936ء میں اس کی تکمیل ہوئی اور مؤرخہ 23/ مارچ یوم مسیح موعودؑ کے بابرکت دن حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے عصر کی نماز اس مسجد میں پڑھا کر اس کا افتتاح فرمایا۔

(بحوالہ الفضل 26/ مارچ 1936ء صفحہ 2)

تقسیم ملک کے وقت یہ مسجد عارضی طور پر بند کر دی گئی تھی۔ ریتی چھلّہ میں نور ہسپتال کی جدید عمارت کے بعد اسے دوبارہ کھول دیا گیا۔

ابتداء سے لے کر اب تک (یعنی 25/ جنوری 2016ء تک) مسجد ممتاز کا نام مسجد دارالفتوح چلا آرہا تھا۔ حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 26/ جنوری 2016ء کو مسجد دارالفتوح کا نام بدل کر مسجد ممتاز تجویز فرمایا۔

مسجد دارالفضل

10 اپریل 1930ء کو صبح 8 بجے حضور نے محلہ دارالفضل میں مسجد کا سنگ بنیاد رکھا اور مع شاندار مجمع کے دیر تک دعا فرمائی۔

(الفضل قادیان 15/ اپریل 1930ء صفحہ 1)

تقسیم ملک کے وقت یہ مسجد غیروں کے قبضہ میں چلی گئی اور اب تک جماعت کے قبضہ میں نہیں آئی۔ مسجد دارالفضل کے بارہ محترم حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانیؓ تحریر فرماتے ہیں کہ: ”محلہ دارالفضل میں واقعہ ہے۔ ایک کنال اراضی خاندان نبوت نے از راہ کرم اس کی تعمیر کے واسطے وقف فرمائی۔ پانچ ہزار تراسی روپیہ کے صرف سے پایۂ تکمیل کو پہنچی۔ کنواں اور وضو کا انتظام ہے۔ اب قاضی سید غلام حسین صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ محکمہ وٹرنری نے دس مرلہ اراضی اور مسجد کے ساتھ اپنی طرف سے وقف فرمائی ہے۔

(بحوالہ الحکم قادیان 14 تا 21 جنوری 1940ء صفحہ 14)

مسجد سٹار ہوزری فیکٹری

مسجد سٹار ہوزری فیکٹری بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے عہد خلافت میں بنی اور خدا تعالیٰ کے فضل سے آباد ہوئی۔ تقسیم ملک کے وقت یہ مسجد غیروں کے قبضہ میں چلی گئی۔ موجودہ پربھاکر نیوز ایجنسی کے عقب کا حصہ سٹار

ہوزری فیکٹری ہوا کرتی تھی۔ اور تقسیم ملک سے قبل اس جگہ مسجد سٹار ہوزری ہوا کرتی تھی۔ اس مسجد کے بارہ میں محترم حضرت بھائی عبد الرحمن صاحب قادیانیؓ تحریر فرماتے ہیں کہ

"احمدیہ بازار کے دوستوں نے محنت اور کوشش کر کے چبوتری سے مسجد بنا کر کھڑی کی۔ اراضی زیر مسجد خاندان نبوت کی عطا ہے۔ جو انہوں نے اپنے مختار عام مرحوم شیخ نور احمد صاحب کو بطور ہبہ علاوہ اور اراضی عطا فرمائی تھی۔ سات سو دو مربع فٹ رقبہ مع سقف و صحن ہے۔ کنواں اور غسل خانہ برابر موجود ہے۔"

(بحوالہ الحکم قادیان 14 تا 21 جنوری 1940ء صفحہ 14)

مسجد دار السعۃ

مسجد دار السعۃ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے عہد خلافت میں بنی اور خدا تعالیٰ کے فضل سے آباد ہوئی۔ تقسیم ملک کے وقت یہ مسجد غیروں کے قبضہ میں چلی گئی اور اب تک جماعت کے قبضہ میں نہیں آئی۔ مسجد دار السعۃ کے بارہ میں محترم حضرت بھائی عبد الرحمن صاحب قادیانیؓ تحریر فرماتے ہیں کہ:

"بارہ مرلہ اراضی زیر مسجد اہل محلہ کی محنت کوشش اور قربانیوں کا نتیجہ ہے۔ جس کے لئے خواجہ معین الدین صاحب لائق صد آفرین و مرحبا ہیں کہ انہوں نے ادھر سے، کچھ ادھر سے کوشش کر کرا کے ایک ننھی سی خوبصورت مسجد کھڑی کر دی۔ جس میں زیر سقف قریباً چالیس آدمی بآسانی نماز پڑھ سکتے ہیں۔ اور اس کی ڈیوڑھی صحن میں باقی اراضی محدود بہ چار دیواری باغیچہ یا زمانہ ترقی میں وسعت مسجد کے لئے محفوظ ہے۔"

(بحوالہ الحکم قادیان 14 تا 21 جنوری 1940ء صفحہ 14)

مسجد طاہر

یہ مسجد تقسیم ملک کے بعد ننگل میں تعمیر ہونے والی پہلی مسجد ہے۔ اس کی تعمیر 1997ء میں ہوئی۔ اور مؤرخہ 15/ فروری 1997ء کو حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مرحوم و مغفور نے اپنے دست مبارک سے اس کا افتتاح فرمایا۔

(بحوالہ الفضل 7/ اگست 1997ء صفحہ 9)

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 25/مارچ 2011ء کو مسجد احمدیہ ننگل کا نام بدل کر مسجد طاہر تجویز فرمایا۔

(ماخذ از ریکارڈ دفتر لوکل عمومی)

مسجد انوار

مسجد انوار کی تعمیر 1939ء کے آغاز میں ہوئی۔

(الفضل 30/مئی 1939ء صفحہ 2)

22/مارچ 1940ء کو حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی و مصلح موعودؓ نے اس کا افتتاح مغرب وعشاء کی نمازیں پڑھا کر کیا۔

(الفضل 24/مارچ 1940ء صفحہ 2)

تقسیم ملک کے بعد اس مسجد کو عارضی طور پر بند کر دیا گیا تھا۔ خلافت رابعہ کے دور میں اسے دوبارہ کھول دیا گیا۔ اور 1991ء میں جبکہ جدید گیسٹ ہاؤس دارالانوار کی تعمیر ہوئی اس کے ساتھ ہی اس مسجد کو بھی ضروری مرمت اور رنگ و روغن کروا کر استعمال کیا جانے لگا۔ جامعہ احمدیہ کے سرائے طاہر میں منتقل ہونے پر یہ مسجد بہت تنگ محسوس ہونے لگی۔ چنانچہ اگست 2007ء میں اس کی از سر نو تعمیر شروع ہوئی اور اسے پہلے سے زیادہ کشادہ کر دیا گیا۔ دسمبر 2008ء تک اس کی تعمیر کا کام مکمل ہوا۔ اور اس کا نام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ''مسجد انوار'' تجویز فرمایا۔ الحمد للہ علی ذٰلك

مسجد محمود (کاہلواں)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت و منظوری سے مسجد محمود کے لئے مسٹر سردار گیات سنگھ صاحب سے 10 مرلہ زمین خریدی گئی۔ مسجد بن جانے کے بعد مزید 3 مرلہ زمین مکرم محمود احمد صاحب سابق

خادم مسجد مبارک و اقصیٰ سے خریدی گئی۔ 9/نومبر 2011ء کو محترم ناظر صاحب اعلیٰ (مولانا محمد انعام صاحب غوری) نے بنیاد کی پہلی اینٹ رکھی بعد ازاں دیگر ناظران و درویشان نے بنیادی اینٹیں رکھیں۔ مسجد محمود میں زیادہ تر کام وقار عمل کے ذریعہ سے کیا گیا۔ نیز اس مسجد کو بنانے کے لئے جو اخراجات ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت و منظوری سے احباب قادیان سے بطور عطیہ وصول کئے گئے۔ احباب قادیان نے اس بابرکت تحریک میں دل کھول کر حصہ لیا جس سے مبلغ 50 لاکھ روپے تک وصولی کی گئی۔ جو کہ دو مساجد (یعنی مسجد محمود اور مسجد بشارت) کی تعمیر میں صرف ہوا۔ اور اس طرح مکرم مبارک احمد صاحب شیخوپوری اور مکرم حافظ شریف الحسن صاحب کے زیر نگرانی یہ مسجد 2012ء کو پایۂ تکمیل کو پہنچی۔

18/جولائی 2012ء کو محترم ناظر صاحب اعلیٰ قادیان نے مسجد محمود کا افتتاح فرمایا۔ اس مسجد میں 200 نمازیوں کی گنجائش ہے۔

(بحوالہ ہفت روزہ بدر قادیان 23/اگست 2012ء صفحہ 14)

مسجد بشارت

مسجد بشارت تقسیم ملک سے قبل بھی مسجد ہی تھی لیکن تقسیم ملک کے وقت جب احمدیوں کو قادیان چھوڑ کر جانا پڑا تو یہ مسجد قبضہ سے چلی گئی۔ لیکن 2011ء میں جب حضور انور نے قادیان میں مسجد بنانے کی اجازت مرحمت فرمائی تو یہ زمین جو مسٹر جرنیل سنگھ ولد پیارا سنگھ کے قبضہ تھی جماعت احمدیہ نے خرید کر اس جگہ از سر نو مسجد کا تعمیری کام شروع کر دیا۔ 11/دسمبر 2011ء کو محترم ناظر صاحب اعلیٰ (مولانا محمد انعام صاحب غوری) نے بنیاد کی پہلی اینٹ رکھی بعد ازاں دیگر ناظران و درویشان نے بنیادی اینٹ رکھی۔

18/جولائی 2012ء کو محترم ناظر صاحب اعلیٰ قادیان نے مسجد بشارت کا بھی افتتاح فرمایا۔ اس مسجد میں 100 نمازیوں کی گنجائش ہے۔

(بحوالہ ہفت روزہ بدر قادیان 23/اگست 2012ء صفحہ 14)

مسجد مسرور

تقسیم ملک کے بعد خلافت رابعہ کے دور میں مسجد نور کو دوبارہ 1990ء میں کھول دیا گیا تھا لیکن 2006ء کو آباد کیا گیا۔ جب کوٹھی دارالسلام میں صدر انجمن احمدیہ کے کواٹر تعمیر ہوئے اور محلہ احمدیہ سے نیز دارالمسیح سے آبادی کو یہاں شفٹ کیا گیا اس وقت مسجد نور میں باقاعدہ نمازوں کی ادائیگی ہونے لگی۔ مگر چونکہ کوٹھی دارالسلام اور مسجد نور کے درمیان اس وقت سکھ نیشنل کالج آجاتا ہے اور بعض مخالفین کی ریشہ دوانیاں بڑھ جانے پر ایک علیحدہ مسجد بنانے کے لئے حضور انور ایدہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں بغرض منظوری لکھا گیا۔ حضور انور نے ازراہ شفقت کوٹھی میں نئی مسجد تعمیر کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے کوٹھی دارالسلام میں 36 مرلے زمین پر مشتمل ایک مسجد کی تعمیر کی گئی۔ اس مسجد کا سنگ بنیاد اکتوبر 2013ء کو محترم وکیل صاحب تعمیل و تنفیذ نے رکھا بعد ازاں محترم ناظر صاحب اعلیٰ (محمد انعام صاحب غوری) نے بنیاد میں اینٹ رکھی اس کے بعد سہ انجمنوں کے ناظران و درویشان کرام نے بنیاد میں اینٹ رکھی۔ مسجد کے لئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسرور نام تجویز فرمایا۔

اپریل 2015ء کو یہ مسجد بفضلہ تعالیٰ پایۂ تکمیل کو پہنچی۔ اس مسجد میں ساڑھے چار صد نمازی بآسانی نماز ادا کر سکتے ہیں۔ مسجد کے چاروں اطراف چھوٹے چھوٹے خوبصورت منار بھی بنائے گئے ہیں۔ جس سے مسجد اور بھی زیادہ خوبصورت ہوگئی ہے۔ 2016ء سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے مسجد مسرور میں بھی نماز جمعہ ادا کی جانے لگی ہے۔

مسجد مہدی

حلقہ کاہلواں میں احمدی آبادی میں اضافہ ہونے پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے منظوری حاصل ہونے کے بعد 2003ء میں ''مسجد مہدی'' کے لئے ایک لاکھ بیس ہزار روپے (1,20,000) میں 12 مرلہ زمین مکرم مولوی مظفر احمد صاحب ظفر سے ستمبر 2003ء کو خریدی گئی۔ موضع کاہلواں میں بننے والی یہ مسجد پہلی مسجد ہے۔ تقسیم ملک سے قبل موضع کاہلواں سالم سکھوں کا گاؤں تھا۔ اسی وجہ سے یہاں پہلے کسی مسجد کے آثار نہیں پائے گئے۔ یہ

اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ احمدیت کی برکت سے خلافت رابعہ کے دور میں اس گاؤں (یعنی حلقہ کاہلواں) میں بھی جماعت کو مسجد بنانے کی توفیق ملی۔ الحمدللہ علی ذلك

2004ء کو محترم مولانا محمد انعام صاحب غوری ناظر اعلیٰ وامیر مقامی قادیان نے اس مسجد کی بنیاد کے لئے پہلی اینٹ رکھی (2004ء میں آپ بطور ناظر اصلاح و ارشاد خدمت بجالا رہے تھے) بعد ازاں مکرم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد صدر صدر انجمن احمدیہ نے بنیادی اینٹ رکھی (2004ء میں آپ بطور ناظم وقف جدید بیرون خدمت بجالا رہے تھے)۔ نیز مکرم تنویر احمد خادم صاحب، مکرم منیر احمد خادم صاحب اور مکرم اطہر الحق صاحب نے بھی بنیاد میں اینٹ رکھی۔ اس مسجد کی لمبائی 25 فٹ ہے اور چوڑائی بھی 25 فٹ ہی ہے۔ مسجد میں تقریباً 75/ نمازیوں کی گنجائش ہے۔

اللہ تعالیٰ ان مساجد کو ہمیشہ آباد رکھے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 30 دسمبر 2022ء)



یونہی توڑو گے مسجدیں کب تک

تیرے حالات پُرستم ہوں گے
چاروں اطراف تیرے بَم ہوں گے
یونہی توڑو گے مسجدیں کب تک
اُن کی تعظیم میں حَرم ہوں گے
دُنیا میں تم جہاں بھی جاؤ گے
سامنے اِک ہجوم ہم ہوں گے
جھوٹ کو سچ بنانے والوں کی
آل میں کل ہزاروں خَم ہوں گے
قدغنیں جتنی بھی لگالو تم
ہم تو بڑھتے رہیں نہ کم ہوں گے
اتنے انعام بھی ملیں گے ہمیں
جتنے ہم پر ترے ستم ہوں گے
راؔج ! اُن کو نہیں اثر ہو گا
وہ تو بد بخت لاجرَم ہوں گے

(محمد ایوب راج)

مضامین کے لنکس

- بیت اللہ کی تاریخ

https://www.alfazlonline.org/22/12/2022/75151/

- مسجد قباء اور مسجد نبویؐ کی تعمیر (قسط1)

https://www.alfazlonline.org/22/12/2022/75157/

- مسجد قباء اور مسجد نبویؐ کی تعمیر (قسط2)

https://www.alfazlonline.org/23/12/2022/75182/

- اور زمین اپنے ربّ کے نور سے جگمگا اٹھی

https://www.alfazlonline.org/22/12/2022/75142/

- مسجد اقصیٰ و مسجد مبارک قادیان

https://www.alfazlonline.org/23/12/2022/75184/

- مرکز احمدیت ربوہ کی پہلی مسجد

https://www.alfazlonline.org/23/12/2022/75196/

- مسجد بیت الاحد جاپان

https://www.alfazlonline.org/23/12/2022/75328/

- میانمار میں پہلی مسجد

https://www.alfazlonline.org/23/12/2022/75327/

- جامع سیدنا محمود الکبابیر حیفا

https://www.alfazlonline.org/23/12/2022/75326/

- سری لنکا جماعت کی پہلی مسجد

https://www.alfazlonline.org/23/12/2022/75305/

- فلپائن میں پہلی مسجد

https://www.alfazlonline.org/23/12/2022/75306/

- ملائیشیا میں جماعت احمدیہ کی پہلی مسجد

https://www.alfazlonline.org/23/12/2022/75304/

- مسجد ”طٰہٰ“ سنگاپور

https://www.alfazlonline.org/23/12/2022/75302/

- لندن کی پہلی مسجد فضل کی عظیم الشان تاریخ

https://www.alfazlonline.org/24/12/2022/75366/

- جرمنی ہیمبرگ میں مسجد فضل کی تعمیر

https://www.alfazlonline.org/24/12/2022/75368/

- فرانس کی پہلی احمدیہ مسجد

https://www.alfazlonline.org/24/12/2022/75369/

- اسکاٹ لینڈ میں احمدیہ مساجد کا قیام

https://www.alfazlonline.org/24/12/2022/75370/

- سپین کی پہلی تاریخی مسجد بشارت کا تعارف

https://www.alfazlonline.org/24/12/2022/75371/

- مسجد مبارک ہیگ اور حضرت مصلح موعودؓ

https://www.alfazlonline.org/24/12/2022/75372/

- ناروے میں پہلی مسجد

https://www.alfazlonline.org/26/12/2022/75445/

- سویڈن میں پہلی مسجد کی تعمیر

https://www.alfazlonline.org/26/12/2022/75445/

- مسجد نصرت جہاں کوپن ہیگن

https://www.alfazlonline.org/26/12/2022/75434/

- مسجد مریم۔ گولوے آئرلینڈ

https://www.alfazlonline.org/26/12/2022/75432/

- سوئٹزرلینڈ کی پہلی مسجد

https://www.alfazlonline.org/26/12/2022/75431/

- امریکہ کی پہلی مسجد

https://www.alfazlonline.org/27/12/2022/75516/

- کینیڈا میں تعمیر ہونے والی پہلی مسجد بیت الاسلام کی تاریخ اور تعارف

https://www.alfazlonline.org/27/12/2022/75519/

- برازیل کی پہلی تاریخی مسجد بیت الاول

https://www.alfazlonline.org/27/12/2022/75520/

- گوئٹے مالا کی پہلی مسجد بیت الاول

https://www.alfazlonline.org/27/12/2022/75521/

- گیانا جماعت کی پہلی مسجد

https://www.alfazlonline.org/27/12/2022/75522/

- مسجد ناصر سُرینام، جنوبی امریکہ

https://www.alfazlonline.org/27/12/2022/75523/

- مسجد نور بیلیز کا تعارف

https://www.alfazlonline.org/27/12/2022/75524/

- ساؤتومے و پرنسپ میں جماعت احمدیہ کی پہلی مسجد، بیت الرحیم

https://www.alfazlonline.org/27/12/2022/75527/

- مسجد ناصر ٹرینیڈاڈ

https://www.alfazlonline.org/27/12/2022/75528/

- بیت الاحد مارشل آئی لینڈز

https://www.alfazlonline.org/27/12/2022/75530/

- برِّاعظم آسٹریلیا کی پہلی احمدیہ مسجد

https://www.alfazlonline.org/28/12/2022/75595/

- نیوزی لینڈ کی پہلی مسجد، مسجد بیت المقیت، آکلینڈ

https://www.alfazlonline.org/28/12/2022/75596/

- دنیا کے کنارے جزائر فجی میں پہلی مساجد کا قیام

https://www.alfazlonline.org/28/12/2022/75597/

- کیریباس (کیریباتی) کی پہلی مسجد

https://www.alfazlonline.org/28/12/2022/75598/

- مائکرونیشیا میں مشن ہاؤس کا قیام

https://www.alfazlonline.org/28/12/2022/75599/

- سولومن جزیرہ میں مسجد کا قیام

https://www.alfazlonline.org/28/12/2022/75607/

- گولڈ کوسٹ، گھانا کی سب سے پہلی احمدیہ مسجد

https://www.alfazlonline.org/29/12/2022/75657/

- سیرالیون کے پہلے نماز سینٹر سے پہلی مسجد کے قیام تک

https://www.alfazlonline.org/29/12/2022/75660/

- گیمبیا میں جماعت احمدیہ کی پہلی مسجد

https://www.alfazlonline.org/29/12/2022/75665/

- کیمرون جماعت کی پہلی مسجد

https://www.alfazlonline.org/29/12/2022/75671/

- برکینا فاسو کی ابتدائی مساجد

https://www.alfazlonline.org/29/12/2022/75673/

- مسجد اقصیٰ، آئیوری کوسٹ

https://www.alfazlonline.org/29/12/2022/75675/

- گنی کناکری میں جماعت احمدیہ مسلمہ کی پہلی مسجد

https://www.alfazlonline.org/29/12/2022/75677/

- نائیجر کی پہلی احمدیہ مسجد کا مختصر تعارف

https://www.alfazlonline.org/29/12/2022/75682/

- مالی میں پہلی احمدیہ مسجد کی تعمیر

https://www.alfazlonline.org/29/12/2022/75685/

- سینیگال میں جماعت احمدیہ کی پہلی مسجد

https://www.alfazlonline.org/29/12/2022/75687/

- بینن میں پہلی مسجد کی تعمیر

https://www.alfazlonline.org/29/12/2022/75689/

- بیت المجیب منرو ویا، لائبیریا

https://www.alfazlonline.org/29/12/2022/75691/

- جماعت احمدیہ ٹوگو کی پہلی مسجد

https://www.alfazlonline.org/29/12/2022/75693/

- ملک چاڈ میں جماعتِ احمدیہ کی پہلی مسجد

https://www.alfazlonline.org/29/12/2022/75695/

- بنگلہ دیش میں پہلی مسجد

https://www.alfazlonline.org/29/12/2022/75700/

- انڈونیشیا کی مسجد محمود سانڈینگ

https://www.alfazlonline.org/29/12/2022/75702/

- ٹبورا، تنزانیہ میں پہلی مسجد کی تعمیر

https://www.alfazlonline.org/30/12/2022/75979/

- کینیا میں پہلی احمدیہ مسجد کی تعمیر

https://www.alfazlonline.org/30/12/2022/75978/

- یوگنڈا میں پہلی مسجد کی تعمیر

https://www.alfazlonline.org/30/12/2022/75977/

- ماریشس میں جماعت احمدیہ کی پہلی مسجد

https://www.alfazlonline.org/30/12/2022/75976/

- مڈغاسکر میں مسجد نور کا قیام

https://www.alfazlonline.org/30/12/2022/75971/

- کونگو کنشاسا کی پہلی مسجد

https://www.alfazlonline.org/30/12/2022/75970/

- زیمبیا میں احمدیت کا نفوذ

https://www.alfazlonline.org/30/12/2022/75969/

- کونگو برازاویل میں پہلی مسجد بیت السلام

https://www.alfazlonline.org/30/12/2022/74123/

- جنوبی افریقہ میں احمدیت کا آغاز اور کیپ ٹاؤن میں مسجد کی تعمیر

https://www.alfazlonline.org/30/12/2022/75962/

- مسجد بیت المہدی لیسوتھو

https://www.alfazlonline.org/30/12/2022/75961/

- قادیان دارالامان کی چند مساجد کا تعارف

https://www.alfazlonline.org/30/12/2022/75956/

- جمائیکا کی پہلی مسجد

https://www.alfazlonline.org/30/12/2022/75950/

★★★★★



ادارہ الفضل آن لائن کی کتب

1. اسلامی اصطلاحات کا بر محل استعمال
2. ارشادات حضرت مسیح موعودؑ بابت مختلف ممالک و شہر
3. جماعت احمدیہ کے ذریعہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ میں خلافت خامسہ کا عظیم الشان کردار اور معیت الٰہی
4. ارشادات نور
5. کتابِ تعلیم
6. ذیلی تنظیموں کا تعارف اور ان کے مقاصد
7. مجدد دین اسلام۔ تعارف و کارہائے نمایاں
8. میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا
9. جماعت احمدیہ کا نظام خلافت

10. اداریے (حنیف محمود کے قلم سے) جلد اول
11. حیات نور الدینؓ
12. دُعا، ربوبیت اور عبودیت کا ایک کامل رشتہ ہے
13. قرآنی انبیاء
14. معلمین وقفِ جدید کے لئے مشعلِ راہ
15. جامع المناهج والاساليب
16. مقام و عظمتِ خلافت
17. اداریے (حنیف محمود کے قلم سے) جلد دوم
18. الفضل کی اہمیت، افادیت اور قلم کے استعمال کی ترغیب
19. مسز ناصر کی کہانی، مسز ناصر کی زبانی
20. واقعہ افک
21. اداریے (حنیف محمود کے قلم سے) جلد سوم
22. قرآن کی سورتوں کا تعارف
23. سیّدنا حضرت امیر المؤمنین کا دورہ امریکہ 2022ء
24. ربط ہے جانِ محمد سے مری جاں کو مدام
25. سیدنا مصلح موعودؓ (الفضل آن لائن کے اوراق سے)
26. جماعت احمدیہ کی دنیا بھر میں مساجد
27. اداریے بابت رمضان المبارک (زیر تکمیل)
28. دعاؤں کا تحفہ قرآنی دعائیں (زیر تکمیل)
29. لجنہ اماء اللہ کے سو سال (زیر تکمیل)
30. اداریے بلحاظ ترتیب مضامین جلد اول (زیر تکمیل)

31. بچوں کی تقاریر از فرخ شاد (زیر تکمیل)

32. ہجری شمسی مہینوں کا تعارف (زیر تکمیل)

*****